

حضرت امام احمد رضا رحمۃ اللہ علیہ کی حالاتِ زندگی پر خوبصورت کتاب

حیاتِ اعلیٰ حضرت

تالیف

محمد ناصر الدین ناصر المدنی عطاری

پروگریسو بکس

حضرت امام احمد رضا رحمۃ اللہ علیہ کی حالاتِ زندگی پر خوبصورت کتاب

حیاتِ اعلیٰ حضرت

تالیف

محمد ناصر الدین ناصر المدنی عطاری

پروگریسو بکس

یوسف مارکیٹ ○ غزنی سٹریٹ
اردو بازار ○ لاہور
فون 042-37124354 فیکس 042-37352795

حیاتِ اعلیٰ حضرت

تالیف
محمد ناصر الدین ناصر المدنی

باراول	....	مئی 2018
پرنٹرز	....	آصف صدیق، پرنٹرز
سرورق	....	النافع گرافکس
تعداد	....	600/-
ناشر	....	چوہدری غلام رسول۔ میاں جواد رسول میاں شہزاد رسول
قیمت	....	/= روپے

ملنے کے پتے

ملت پبلی کیشنز
فیصل مسجد اسلام آباد Ph: 051-2254111
E-mail: millat_publication@yahoo.com

شوروم ملت پبلی کیشنز دوکان نمبر 5- مکہ سنٹر نیو اردو بازار لاہور 0321-4146464
Ph: 042-37239201 Fax: 042-37239200

اسلام بک ڈپو
گنج بخش روڈ لاہور فون 042-37112941

پروگریسو بکس
یوسف مارکیٹ غزنی سٹریٹ اردو بازار لاہور
فون 042-37124354 موبائل 042-37352795

فہرست

عنوانات	صفحہ

عنوانات	صفحہ

عنوانات | صفحہ

عنوانات	صفحہ

عنوانات	صفحہ

عنوانات	صفحہ

عنوانات	صفحہ

عنوانات	صفحہ
☆۱۵۔ بروقت مدد:	348
☆۱۶۔ اور بارش ہوگئی:	348
☆۱۷۔ عید کے کپڑے:	349
☆۱۸۔ گھڑا پانی سے بھر گیا:	349
☆۱۹۔ جن بارگاہ رضویت میں:	350
☆۲۰۔ نیند سے جگا دیا:	350
☆۲۱۔ خواب میں مسئلہ حل فرما دیا:	351
☆۲۲۔ افسر ٹھیک ہوگیا:	351
☆۲۳۔ ذہنی توازن ٹھیک ہوگیا:	352
☆۲۴۔ بارگاہ رضویت کا تبرک:	353
☆۲۵۔ دل کی بات جان لی:	354
☆۲۶۔ اوراق مل گئے:	354
☆۲۷۔ اشرفیاں مل گئیں:	355
☆۲۸۔ آنکھیں ٹھیک ہوگئیں:	355
☆۲۹۔ جود و سخا:	356
☆۳۰۔ ڈوبنے سے بچالیا:	357
☆۳۱۔ دو شیر:	358
☆۳۲۔ دیوانہ ٹھیک ہوگیا:	359
☆۳۳۔ انوکھی مہمانوازی:	360
☆۳۴۔ ڈاکٹر کو ٹھیک کر دیا:	360

عنوانات	صفحہ

عنوانات	صفحہ

عنوانات	صفحہ



اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان فاضل بریلوی کی

حیات ایک نظر میں

۱۔ ولادت باسعادت ۱۰ شوال ۱۲۷۲ھ/ ۱۴ جون ۱۸۵۶ء

۲۔ ختم قرآن کریم ۱۲۷۶ھ/ ۱۸۶۰ھ

۳۔ پہلی تقریر ربیع الاول ۱۲۷۸ھ/ ۱۸۶۱ء

۴۔ پہلی عربی تصنیف ۱۲۸۵ھ/ ۱۸۶۸ء

۵۔ دستار فضیلت شعبان ۱۲۸۶ھ/ ۱۸۶۹ء بعمر تیرہ سال دس ماہ پانچ دن

۶۔ آغاز فتویٰ نویسی ۱۴ شعبان ۱۲۸۶ھ/ ۱۸۶۹ء

۷۔ آغاز درس وتدریس ۱۲۸۶ھ/ ۱۸۶۹ء

۸۔ فتویٰ نویسی کی مطلق اجازت ۱۲۹۳ھ/ ۱۸۷۶ء

۹۔ بیعت وخلافت ۱۲۹۴ھ/ ۱۸۷۷ء

۱۰۔ پہلی اردو تصنیف ۱۲۹۴ھ/ ۱۸۷۷ء

۱۱۔ پہلا حج اور زیارت حرمین شریفین ۱۲۹۵ھ/ ۱۸۷۸ء

۱۲۔ شیخ احمد بن زین بن دحلان مکی سے اجازت احادیث ۱۲۹۵ھ/ ۱۸۷۸ء

۱۳۔ مفتی مکہ شیخ عبدالرحمٰن السراج سے اجازت حدیث ۱۲۹۵ھ/ ۱۸۷۸ء

۱۴۔ امام کعبہ شیخ حسین بن صالح جمال اللیل مکی سے اجازت حدیث ۱۲۹۵ھ/ ۱۸۷۸ء

۱۵۔ تحریک ترک گاؤ کشی کا سدِ باب ۱۲۹۸ھ/۱۸۸۱ء

۱۶۔ پہلی فارسی تصنیف ۱۲۹۹ھ/۱۸۸۲ء

۱۷۔ ندوۃ العلماء کے جلسہ تاسیس (کانپور) میں شرکت ۱۳۱۱ھ/۱۸۹۳ء

۱۸۔ تحریک ندوہ سے علیحدگی ۱۳۱۵ھ/۱۸۹۷ء

۱۹۔ علماء ہند کی طرف سے خطاب مجدد مائۃ حاضرہ ۱۳۱۸ھ/۱۹۰۰ء

۲۰۔ تاسیس دارالعلوم منظر اسلام بریلی ۱۳۲۲ھ/۱۹۰۴ء

۲۱۔ دوسرا حج اور زیارت حرمین طیبین ۱۳۲۳ھ/۱۹۰۵ء

۲۲۔ علماء مکہ مکرمہ مدینہ منورہ کے نام سندات اجازت وخلافت ۱۳۲۴ھ/۱۹۰۶ء

۲۳۔ قرآن کریم کا اردو ترجمہ کنز الایمان فی ترجمہ القرآن ۱۳۳۰ھ/۱۹۱۲ء

۲۴۔ شیخ موسیٰ علی الشامی الازہری کی طرف سے خطاب یکم ربیع الاول ۱۳۳۰ھ/ ۱۹۱۲ء امام الائمہ المجدد الہندہ الامہ۔

۲۵۔ حافظ کتب الحرام سید اسماعیل خلیل مکی کی طرف سے ۱۳۳۰ھ/۱۹۱۲ء خطاب "خاتم الفقہاء والمحدثین"۔

۲۔ علم المربعات میں ڈاکٹر سر ضیاء الدین کے مطبوعہ ۱۳۳۱ھ/۱۹۱۳ء

سوال کا فاضلانہ جواب

۲۔ ملت اسلامیہ کے لئے اصلاحی اور انقلابی پروگرام کا اعلان ۱۳۳۱ھ/۱۹۱۳ء

۲۔ بہاولپور ہائیکورٹ کے جسٹس محمد دین کا استفتار اور اس کا فاضلانہ جواب ۱۳۳۱ھ/۱۹۱۳ء

۔ مسجد کانپور کے قبضے پر برطانوی حکومت سے معاہدہ کرنے والوں کے خلاف ناقدانہ رسالہ ۱۳۳۱ھ/۱۹۱۳ء

۳۰۔ ڈاکٹر سر ضیاء الدین (وائس چانسلر مسلم یونیورسٹی علی گڑھ) کی آمد
استفادہ علمی مابین ۱۳۳۲ھ/۱۹۱۴ء اور ۱۳۳۵ھ/۱۹۱۶ء

۳۱۔ انگریزی عدالت میں جانے سے انکار اور حاضری سے استثناء ۱۳۳۴ھ/۱۶

۳۲۔ تاسیس جماعت رضائے مصطفیٰ بریلی، تقریباً ۱۳۳۶ھ/۱۹۱۷ء

۳۳۔ سجدہ تعظیمی کی حرمت پر فاضلانہ تحقیق ۱۳۳۷ھ/۱۹۱۸ء

۳۴۔ امریکی ہیئت دان پروفیسر البرٹ ایف پورٹا کو شکست فاش ۱۳۳۸ھ/۱۹

۳۵۔ آئزک نیوٹن اور آئن سٹائن کے نظریات کے خلاف فاضلانہ تحقیق
۱۳۳۸ھ/۱۹۲۰ء

۳۶۔ رد حرکت زمین پر ۱۰۵ دلائل اور فاضلانہ تحقیق ۱۳۳۸ھ اور ۱۹۲۰ء

۳۷۔ فلاسفہ قدیمہ کا رد بلیغ ۱۳۳۸ھ/۱۹۲۰ء

۳۸۔ وصال ۲۵ صفر ۱۳۴۰ھ/۲۸ اکتوبر ۱۹۲۱ء



تذکرہ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمہ اللہ

عرضِ مؤلف

اعلیٰ حضرت عظیم المرتبت عظیم البرکت امام اہل سنت عالم شریعت و واقف
اسرار حقیقت مجدد دین وملت پروانہ شمع رسالت' دنیائے سنیت کے تاجدار میرے
آقائے نعمت مولانا الحافظ الاقاری المفتی الشاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمتہ الرحمٰن و
بلند پایہ شخصیت ہیں جو بیک وقت عالم بھی ہیں اور مفتی بھی محدث بھی اور مجدد بھی
سنیت کے علمبردار بھی ہیں اور شعار اسلام کے محافظ بھی ایک سچے عاشق رسول ﷺ
بھی ہیں اور گستاخان رسول ﷺ' بے دینوں اور بدمذہبوں کے خلاف تیغ سے
بھی۔ شعلہ بیاں مقرر بھی ہیں اور باکمال خطیب بھی شاعر بھی ہیں اور مصنف بھی' وہ
کمال ہستی ہیں جن کے عظیم وباکمال علمی کارناموں سے صفحات تاریخ پر ہیں۔

اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمتہ اللہ علیہ وہ عظیم شخصیت ہیں جنہوں نے اپ
شخصیت پراثر تقریروں اور زور قلم سے دشمنان و گستاخان مصطفیٰ ﷺ کے دانت کھ
کر دیئے اور سنیت کے اجڑے ہوئے گلستان کو پھر سے تروتازہ کر دیا جن کی پور
حیات مقدسہ بھٹکے ہوؤں کو اسلام وسنیت سے حلقہ بدوش کرنے' شریعت کی اتباع ا
دین حق کی خدمت میں گزری جن کی علمی مہارت وقابلیت کا چمکتا دمکتا سورج بڑے
بڑے فلاسفروں کی آنکھیں چندھیا گیا جن کی عظیم کاوشوں اور بھرپور جدوجہد کے نتیجے

میں لوگوں کے قلوب عظمت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے پرنور اور عشق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مسرور ہو گئے، جن کی احیائے سنت اور تجدید دین اور عظیم تر اسلامی کارناموں سے تاریخ کے صفحات بھرے پڑے ہیں۔

الحمدللہ عزوجل اس فقیر پر تقصیر کو اس عظیم علمی و روحانی شخصیت کے حالات زندگی پیش کرنے کی سعادت حاصل ہو رہی ہے اس کوشش ناتمام کا مقصد دور حاضر اور بعد کی آنے والی نسلوں کو اس عظیم و جلیل القدر شخصیت کے عظیم کارناموں اور باکمال اوصاف کو روشناس کرانا ہے۔

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت باسعادت:

اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمتہ اللہ علیہ ۱۰ شوال ۱۲۷۲ھ بمطابق ۱۴ جون ۱۸۵۶ھ بروز ہفتہ بوقت ظہر بریلوی شریف (یو پی۔ بھارت) کے محلّہ جسولی میں پیدا ہوئے۔

نام مبارک:

آپ رحمتہ اللہ علیہ کا نام محمد ہے اور آپ کے دادا نے آپ رحمتہ اللہ علیہ کو احمد رضا کہہ کر پکارا۔ آپ رحمتہ اللہ علیہ کا تاریخی نام مختار ہے اور آپ کے محبین، متبعین و معتقدین آپ کو اعلیٰ حضرت کے نام سے یاد کرتے ہیں آپ رحمتہ اللہ علیہ احمد رضا کے نام سے مشہور ہوئے اور بعد میں خود اعلیٰ حضرت نے اپنے نام میں عبدالمصطفیٰ کا اضافہ فرمایا۔

اعلیٰ حضرت کے آباؤ اجداد:

اعلیٰ حضرت رحمتہ اللہ علیہ کے آباؤ اجداد قندھار کے قبیلہ بڑہیچ کے پٹھان

تھے مغلیہ دور میں وہ لاہور آئے اور معزز عہدوں پر فائز ہوئے۔ لاہور کا شیش محل انہیں کی جاگیر تھا پھر وہاں سے دہلی آئے او یہاں بھی معزز عہدوں پر ممتاز ہوئے۔ چنانچہ حضرت محمد سعید اللہ خان شیش ہزاروی عہدہ پر فائز تھے۔ انہیں شجاعت جنگ کا خطاب حاصل ہوا۔ آپ کے فرزند سعادت یار خان کے تین صاحبزادے تھے:

۱۔ اعظم خان

۲۔ معظم خان

۳۔ مکرم خان۔

یہ سب ہی بڑے بڑے منصبوں پر فائز تھے۔

حضرت اعظم خان:

بریلی شریف میں قیام فرما ہوئے اور زہد خالص اور ترک دنیا کو اختیار فرمایا۔ اور وہیں وصال فرمایا آپ کا مزار مبارک بھی بریلی شریف میں ہے۔ آپ رحمتہ اللہ علیہ بھی ایک باکرامت ولی تھے۔ ایک مرتبہ ان کے صاحبزادے حافظ محمد کاظم علی خاں رحمتہ اللہ علیہ والد ماجد کی خدمت میں حاضر ہوئے تو دیکھا کہ سخت کڑاکے کی سردی میں آپ رحمتہ اللہ علیہ ایک دھوتی کے دھرے کے پاس تشریف فرما ہیں اور اس جاڑے میں جسم پر کوئی گرم پوشاک بھی نہیں چنانچہ آپ نے اپنا ایک قیمتی دوشالہ اتار کر اپنے والد ماجد کو اوڑھا دیا مگر حضرت اعظم خان رحمتہ اللہ علیہ کمال استغناء کا مظاہرہ فرمایا اور دوشالہ اتار کر آگ کے دھرے میں رکھ دیا یہ دیکھ کر آپ کے صاحبزادے کے دل میں خیال پیدا ہوا کہ کاش یہ دوشالہ کسی اور کو ہی دے دیا جاتا ابھی دل میں اس خیال کا آنا تھا کہ والد ماجد اعظم خان رحمتہ اللہ علیہ نے اس آگ کے بھڑکتے دھرے میں سے دوشالہ کھینچ کر پھینک دیا اور فرمایا کاظم! فقیر کے یہاں دھکڑ پکڑ کا معاملہ نہیں ہے

اپنا دوشالہ' دیکھا تو اس دوشالہ میں آگ نہ کچھ اثر نہ کیا تھا بلکہ ویسا ہی صاف شف
برآمد ہوا۔

حضرت کاظم علی خان بھی شہر بدایوں کے تحصیلدار کے منصب پر فائز
آپ کی جاگیر میں آٹھ گاؤں تھے اور دو سو سواروں کی فوج پر ہر وقت آپ کی خدم
میں حاضر رہتی تھی۔ آپ کے صاجبزادے کا نام مولانا رضا علی خان تھا۔ حضرت مو
رضا علی خان اپنے وقت کے زبدہ الکاملین قطب الوقت تھے اور بزرگ ترین علما
کرام میں سے تھے۔ فقہ اور تصوف میں کامل مہارت کے حامل تھے بہت پر اثر و
فرمایا کرتے تھے۔ آپ رحمتہ اللہ علیہ بھی اپنے وقت کے ایک با کرامت ولی
چنانچہ بیان کیا جاتا ہے کہ فتنۂ ۱۸۵۷ء کے بعد جب انگریزوں کا تسلط ہوا اور انہو
نے شدید مظالم کئے تو لوگ ڈر کے مارے پریشان پھرتے تھے۔ بڑے لوگ ا
اپنے مکانات چھوڑ کر گاؤں وغیرہ چلے گئے مگر حضرت مولانا رضا علی خان رحمتہ اللہ عل
اپنے مکان میں ہی تشریف فرما رہے بلکہ پنج وقتہ نمازیں بھی مسجد میں ہی ادا کر
رہے ایک دن آپ رحمتہ اللہ علیہ مسجد میں ہی تشریف فرما تھے کہ ادھر سے کچھ انگریزو
کا گزر ہوا انہوں نے خیال کیا کہ شاید مسجد میں کوئی مسلمان ہو تو اسے پکڑ کر مار
چنانچہ مسجد میں گھسے ادھر ادھر گھوم آئے مگر انہیں مسجد میں کوئی نظر نہ آیا حالانکہ آپ
رحمتہ اللہ علیہ مسجد ہی میں تشریف فرما تھے مگر یہ آپ رحمتہ اللہ کی کرامت تھی کہ مسجد میں
ہوتے ہوئے بھی آپ ان لوگوں کی نگاہوں سے پوشیدہ رہے۔

حضرت مولانا رضا علی خان کے فرزند دلبند مولانا نقی علی خان علیہ رحمت
الرحمٰن ہیں۔ امام اہلسنت امام احمد رضا خان کے والد ماجد ہیں۔

مولانا نقی علی خان:

اپنے وقت کے تاج العلماء ہیں آپ رحمتہ اللہ علیہ کے خصائل جمیلہ بیان سے باہر ہیں فراست صادقہ کے ساتھ ساتھ سخاوت وشجاعت' مروت' رواداری' بلند اخلاق ودبدبہ وجلال' کمالات وکرامات میں اپنی مثال آپ ہیں۔ سب سے بڑھ کر سلطان دوجہاں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی غلامی وخدمت' آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عشق ومحبت آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے گستاخوں پر غضب وشدت میں کوئی کسر نہ اٹھا رکھی اور فتنہ مخالفین کا قلع قمع کر دیا۔

آپ رحمتہ اللہ علیہ نے اپنی گرانقدر تصانیف کے ذریعے مسلمانوں کو نفع پہنچانے اور مفسدین کے دفع کیلئے بے پایاں خدمات انجام دیں۔ آپ رحمتہ اللہ علیہ کی کثیر تصانیف میں سے چند کے نام بطور تبرک پیش کئے جاتے ہیں۔

۱۔ الکلام الاوضع فی تفسیر شرح الم شرح

۲۔ وسیلۃ النجاۃ

۳۔ سرور القلوب فی ذکر المحبوب

۴۔ جواہر البیان فی اسرار الارکان

۵۔ ھدایۃ البریۃ الی الشریعۃ الاحمدیہ

۶۔ فضل العلم والعلماء

۷۔ ازالۃ الاوھام

۸۔ تزکیۃ الایقان۔

۹۔ الروایۃ الرویہ فی اخلاق النبویہ

۱۰۔ احسن الدعا فی آداب الدعاء

۱۱۔ النقادۃ النفویۃ فی الخصائص النبویہ

۱۲۔ ارشاد الاحباب الیٰ آداب الاحتساب وغیرہ۔

غرض یہ کہ اپنی تمام ترقیمتی عمر اشاعت سنت وازالہ بدعت میں صرف فرمائی۔آپ رحمتہ اللہ علیہ کی حسب ذیل اولادیں ہوئیں:

۱۔ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان

۲۔ مولانا حسن رضا خاں

۳۔ مولانا محمد رضا خان

ان کے علاوہ تین صاحبزادیاں بھی تولد ہوئیں۔

اعلیٰ حضرت علیہ رحمتہ الرحمٰن کی ولادت باسعادت سے متعلق بزرگوں کی پیشین گوئیاں

بیان کیا جاتا ہے کہ جس وقت اعلیٰ حضرت علیہ رحمتہ الرحمٰن بطن مادر میں تھے کہ آپ کے والد ماجد سے ایک عجیب خواب دیکھا جس کی وجہ سے کچھ پریشانی لاحق ہوئی صبح اٹھے تو بھی اسی فکر وتشویش کے اثرات باقی تھے چنانچہ والد ماجد کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اپنا خواب بیان فرمایا حضرت مجدوح نے فرمایا یہ مبارک خواب ہے بشارت ہو کہ پروردگار عالم تمہارے نطفہ سے ایک فرزند عطا فرمائے گا جو علم کے دریا بہائے گا جس کا شہرہ مشرق ومغرب میں پھیلے گا۔

اعلیٰ حضرت علیہ الرحمتہ الرحمٰن کے بھانجے جناب علی محمد خان فرماتے تھے کہ میری والدہ مرحومہ جو اعلیٰ حضرت علیہ رحمتہ الرحمٰن کی بڑی بہن تھیں وہ فرماتی تھیں کہ جب اعلیٰ حضرت پیدا ہوئے تو میرے والد ان کو جناب دادا صاحب کی خدمت میں لے گئے آپ نے گود میں لیا اور فرمایا ''یہ میرا بیٹا بہت بڑا عالم ہوگا''

اعلیٰ حضرت علیہ رحمۃ الرحمٰن کے بچپن کے حالات وواقعات:

۱۔ مولوی عرفان علی قادری رضوی کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ حضور اعلیٰ حضرت علیہ رحمتہ الرحمٰن نے ارشاد فرمایا کہ میں اپنی مسجد کے سامنے کھڑا تھا اس وقت میری عمر ساڑھے تین سال کی ہوگی ایک صاحب اہل عرب کے لباس میں ملبوس جلوہ فرما ہوئے یہ معلوم ہوتا تھا کہ عربی ہیں انہوں نے مجھ سے عربی زبان میں گفتگو فرمائی میں نے بھی فصیح عربی زبان میں ان سے گفتگو کی۔اس بزرگ ہستی کو پھر کبھی نہ دیکھا۔

۲۔ سید ایوب علی صاحب کا بیان ہے کہ ایک روز مولوی صاحب حسب معمول بچوں کو پڑھا رہے تھے ایک بچے نے سلام کیا مولوی صاحب نے جواب دیا جیتے رہو اس پر حضور اعلیٰ حضرت علیہ رحمتہ الرحمٰن نے عرض کیا' یہ تو سلام کا جواب نہ ہوا وعلیکم السلام کہنا چاہئے تھا۔مولوی صاحب یہ سن کر بہت خوش اور آپ کو بہت دعائیں دیں۔

۳۔ سید ایوب علی صاحب ہی فرماتے ہیں کہ حضور اعلیٰ علیہ رحمتہ الرحمٰن کی عمر شریف تقریباً ۵ برس ہوگی اس وقت صرف ایک بڑا کرتا پہنے ہوئے باہر تشریف لائے کہ سامنے سے چند طوائف زنان بازاری گزریں آپؒ نے فوراً کرتے کا اگلا دامن دونوں ہاتھوں سے اٹھا کر چہرہ مبارک کو چھپا لیا یہ کیفیت دیکھ کر ان میں کی ایک طوائف بولی واہ صاحب! منہ تو چھپا لیا اور ستر کھول دیا' آپ نے برجستہ اس کو جواب دیا: ''جب نظر بہکتی ہے تب دل بہکتا ہے جب دل بہکتا ہے تو ستر بہکتا ہے۔'' یہ جواب سن کر وہ سکتہ کے عالم میں ہوگئی۔

۴- جناب علی محمد خان جو اعلیٰ حضرت علیہ رحمتہ الرحمٰن کے بھانجے تھے ان کا بیان ہے کہ والدہ صاحبہ فرماتی تھیں ایک روز کسی نے دروازہ پر آواز دی اعلیٰ حضرت علیہ رحمتہ الرحمٰن جن کی اس وقت عمر شریف دس برس تھی' باہر تشریف لے گئے دیکھا کہ ایک بزرگ فقیر منش کھڑے ہیں آپ کو دیکھتے ہی فرمایا آؤ! آپ قریب تشریف لے گئے انہوں نے آپ کے سر پر ہاتھ پھیرا اور فرمایا تم بہت بڑے عالم ہو۔

۵- سید ایوب علی فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ محمد سوداگران کی مسجد کے قریب اعلیٰ حضرت علیہ رحمتہ الرحمٰن کی طفولیت کے زمانے میں ایک بزرگ سے ملاقات ہوئی انہوں نے اعلیٰ حضرت علیہ رحمتہ الرحمٰن کو سر سے پاؤں تک بغور دیکھا اور کئی بار دیکھا پھر فرمایا تم رضا علی خان صاحب کے کون ہو؟ حضور اعلیٰ حضرت علیہ رحمتہ الرحمٰن نے فرمایا میں ان کا پوتا ہوں فرمایا جبھی اور یہ کہہ کر تشریف لے گئے۔

۶- سید ایوب علی صاحب کا بیان ہے کہ رمضان المبارک کا مقدس مہینہ تھا اور حضور اعلیٰ حضرت علیہ رحمتہ الرحمٰن کے پہلے روزہ کشائی کی تقریب تھی ایک محفوظ کمرے میں ضرین کے پیالے جمانے کے لئے چنے ہوئے تھے آفتاب نصف النہار پر تھا اور ٹھیک تمازت کا وقت تھا کہ حضور اعلیٰ حضرت علیہ رحمتہ الرحمٰن کے والد ماجد مولانا نانقی علی خان علیہ رحمتہ الرحمٰن آپ کو اسی کمرے سے لے گئے اور دروازہ بند کر کے ایک پیالہ اٹھا کر دیا اور فرمایا اسے کھالو حضور اعلیٰ حضرت علیہ رحمتہ الرحمٰن نے عرض کیا میرا تو روزہ ہے کیسے کھاؤں؟ والد ماجد نے ارشاد فرمایا بچوں کا روزہ ایسا ہی ہوتا ہے لو کھالو میں نے دروازہ بند کر دیا ہے کوئی دیکھنے والا نہیں ہے آپ نے عرض کیا

جس کے حکم سے روزہ رکھا ہے وہ تو دیکھ رہا ہے یہ سنتے ہی حضور اعلیٰ حضرت علیہ رحمتہ الرحمٰن کے والد ماجد کی چشمان مبارک سے اشکوں کا تار بندھ گیا اور دروازہ کھول کر باہر لے آئے۔

اعلیٰ حضرت علیہ رحمتہ الرحمٰن کی بسم اللہ خوانی کے وقت عجیب واقعہ پیش آیا۔ حضور اعلیٰ حضرت علیہ رحمتہ الرحمٰن کے استاد محترم نے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کے بعد الف' با' تا' ثا جس طرح پڑھایا جاتا ہے پڑھایا۔ حضور حضور اعلیٰ حضرت علیہ رحمتہ الرحمٰن ان کے پڑھانے کے مطابق پڑھتے رہے۔ جب لام الف (لا) کی نوبت آئی استاد نے فرمایا کہو لام الف تو حضور اعلیٰ حضرت علیہ رحمتہ الرحمٰن خاموش ہو گئے اور انہیں کہا استاد نے دوبارہ کہا کہو لام الف تو حضور اعلیٰ حضرت علیہ رحمتہ الرحمٰن نے فرمایا کہ یہ دونوں تو پڑھ چکے ہیں لام بھی اور الف بھی اب یہ دوبارہ پڑھنا کیسا؟ اس وقت حضور اعلیٰ حضرت علیہ رحمتہ الرحمٰن کے جد امجد حضرت مولانا رضا علی خان علیہ رحمتہ الرحمٰن نے فرمایا بیٹا استاد کا کہا مانو جو کہتے ہیں پڑھو حضور اعلیٰ حضرت علیہ رحمتہ الرحمٰن نے اپنے جد امجد کی طرف نظر کی تو حضرت مولانا رضا علی خان علیہ رحمتہ الرحمٰن نے اپنی فراست ایمانی سے سمجھ لیا کہ بچے کو شبہ یہ ہو رہا ہے کہ یہ تو حرف مفردہ کا بیان ہے اور یہ دونوں حروف الگ الگ تو پڑھ ہی چکے ہیں اب اس میں ایک مرکب لفظ کیسے آ گیا۔ ورنہ آپ کے جد امجد نے نور باطنی سے سمجھ لیا کہ یہ لڑکا کچھ ہونے والا ہے یہ عام بچوں کی طرح نہیں اس لئے ابھی سے اسرار و نکات کا ذکر آپ کے سامنے مناسب جانا اور فرمایا بیٹا تمہارا خیال درست ہے مگر بات یہ ہے کہ شروع میں تم نے جس کو الف پڑھا حقیقتاً وہ ہمزہ ہے اور یہ درحقیقت الف ہے لیکن الف ہمیشہ

ساکن ہوتا ہے اور ساکن کے ساتھ ابتدا ناممکن اس لئے ایک حرف یعنی لام
اول میں لاکر اس کا تلفظ بتانا مقصود ہے حضور اعلیٰ حضرت علیہ رحمتہ الرحمٰن
نے فرمایا تو کوئی ایک حروف ملا دینا کافی تھا۔ اتنا دور کے بعد لام کی کیا
خصوصیت ہے؟ باء تا' دال' سین بھی تو اول لا سکتے تھے۔ حضرت جد امجد
نے فرط محبت و جوش سے آپ کو گلے لگالیا اور بہت دعاؤں سے نوازا پھر
فرمایا کہ لام اور الف میں صلواۃ سیرۃ مناسبت خاص ہے ظاہراً لکھنے میں بھی
دونوں کی سورت ایک سی ہوتی ہے لا۔ یا۔ لا اور سیرۃ اس وجہ سے کہ لام کا
قلب الف ہے۔ یعنی یہ اس کے بیچ میں ہے وہ اس کے بیچ میں۔
بتانے کو تو حضور اعلیٰ حضرت علیہ رحمتہ الرحمٰن کے جد امجد نے اس لام الف کو
مرکب لانے کی وجہ بیان فرمائی مگر درحقیقت اسرار و حقائق کے رموز و
ارشادات کے دریافت و ادراک کی صلاحیت و قابلیت اسی وقت سے پیدا
کردی جس کا اثر سب نے آنکھوں سے دیکھ لیا کہ شریعت میں آپ اگر
امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے قدم بقدم ہیں تو طریقت میں حضور غوث
اعظم دستگیر رضی اللہ عنہ کے نائب اکرم ہیں۔

۸۔ سید ایوب علی صاحب کا بیان ہے کہ کاشانہ اقدس پر ایک مولوی صاحب
چند بچوں کو پڑھایا کرتے تھے حضور اعلیٰ حضرت علیہ رحمتہ الرحمٰن ھی ان سے
کلام شریف پڑھا کرتے۔ ایک روز کا ذکر ہے کہ مولوی صاحب کسی آیۃ
کریمہ میں بار بار ایک لفظ حضور اعلیٰ حضرت علیہ رحمتہ الرحمٰن کو بتاتے تھے مگر
آپ کی زبان سے نہیں نکلتا تھا۔ زبر بتاتے تھے اور آپ زیر پڑھتے تھے یہ
کیفیت حضور اعلیٰ حضرت علیہ رحمتہ الرحمٰن کے جد امجد مولانا رضا علی خان
صاحب نے حضور اعلیٰ حضرت علیہ رحمتہ الرحمٰن کے جد امجد مولانا رضا علی

خان صاحب نے حضور اعلیٰ حضرت علیہ رحمتہ الرحمٰن کو اپنے پاس بلا لیا اور کلام پاک منگوا کر دیکھا تو اس میں کاتب سے اعراب میں غلطی ہو گئی تھی زیر کی جگہ زبر لکھ دیا تھا اور اسی طرح بے تصحیح طبع ہو گیا تھا یعنی حضور اعلیٰ حضرت علیہ رحمتہ الرحمٰن کی زبان مبارک سے جو نکلتا تھا وہی صحیح تھا۔ حضور اعلیٰ حضرت علیہ رحمتہ الرحمٰن سے آپ کے جد امجد نے دریافت فرمایا کہ مولوی صاحب جس طرح تم کو بتاتے تھے اس طرح کیوں نہیں پڑھتے تھے؟ عرض کیا! میں ارادہ کرتا تھا کہ اس طرح پڑھیں مگر زبان پر قابو نہ پاتا تھا حضرت جد امجد نے یہ سن کر تبسم فرمایا اور آپ کے سر پر ہاتھ پھیرا اور دعاؤں سے نوازا اور قلم سے کاتب کے غلط لکھنے ہوئے کی تصحیح فرما دی۔

اعلیٰ حضرت علیہ رحمتہ الرحمٰن اپنے بچپن کا واقعہ خود بیان فرماتے ہیں کہ میرے استاد جن سے میں ابتدائی کتاب پڑھتا تھا جب مجھے سبق پڑھا دیا کرتے ایک دو مرتبہ دیکھ کر میں کتاب بند کر دیتا جب سبق سنتے تو حرف بہ حرف لفظ بہ لفظ سنا دیتا۔ وہ روزانہ یہ حالت دیکھ کر سخت تعجب کرتے۔ ایک دن مجھ سے فرمانے لگے کہ احمد میاں! یہ تو کہو تم آدمی ہو یا جن؟ کہ مجھ کو پڑھاتے دیر لگتی ہے مگر تم کو یاد کرتے دیر نہیں لگتی۔

اعلیٰ حضرت علیہ رحمتہ الرحمٰن جب عربی کی ابتدائی کتابوں سے فارغ ہوئے ... وجہ علوم کی تکمیل اپنے والد ماجد مولانا نقی علی خان رحمتہ اللہ علیہ سے ... ۱۴ رمضان المبارک ۱۲۸۶ھ بمطابق ۱۸۷۰ء کو صرف تیرہ سال دس ماہ ... سند فراغت حاصل کر لی اسی دن آپ نے رضاعت سے متعلق ایک

سوال کے جواب میں پہلا فتویٰ تحریر فرمایا آپ کے والد ماجد مولانا نقی علی خان رحمۃ اللہ علیہ نے فتویٰ صحیح پا کر سند رفقاء آپ کے سپرد کر دی اور یوں آپ نے سند نویسی کو زینت بخشی اور آخر وقت تک فتویٰ تحریر فرماتے رہے۔

اعلیٰ حضرت علیہ رحمتہ الرحمٰن کے اساتذہ کرام:

یہ بات بلا مبالغہ کہی جا سکتی ہے کہ حضور اعلیٰ حضرت علیہ رحمتہ الرحمٰن کے اساتذہ کی فہرست بہت مختصر ہے آپ کے والد ماجد مولانا نقی علی خان رحمتہ اللہ علیہ کے علاوہ آپ کے اساتذہ کرام میں جناب مرزا غلام قادر بیگ' جناب مولانا عبدالعلی رامپوری' حضرت سیدنا شاہ ابوالحسین احمد نوری اور آپ کے پیرومرشد حضرت شاہ آل رسول مارہروی شامل ہیں۔

ان حضرات قدسیہ کے علاوہ حضور اعلیٰ حضرت علیہ رحمتہ الرحمٰن نے کسی کی سامنے زانوئے ادب تہہ نہیں کیا اللہ عزوجل نے محض اپنے فضل وکرم سے آپ کی محنت وخداداد ذہانت کے ذریعے اس قدر علوم وفنون کا جامع بنایا کہ پچاس فنون پر آپ کی ایک ہزار سے زائد کتب منظر عام پر آئیں۔

اعلیٰ حضرت علیہ رحمتہ الرحمٰن کے تلامذہ:

اعلیٰ حضرت علیہ رحمتہ الرحمٰن باضابطہ طور پر کسی مدرسہ میں مدرس بن کر تدریس نہیں فرمائی لہٰذا کسی رجسٹر وغیرہ کے ذریعے آپ کے تلامزہ کی صحیح تعداد معلوم کرنا ممکن نہیں البتہ آپ کے شاگردوں میں جو مشہور ہوئے اور جنہوں نے دین متین کی خدمات انجام دیں ان کی بھی کثیر تعداد ہے جن میں سے چند کے اسمائے گرامی پیش کئے جاتے ہیں۔

جناب مولانا حامد رضا خان' (صاجزادہ اکبر) مولانا امجد علی اعظمی' مولانا

ظفرالدین بہاری، مولانا سید احمد اشرف گیلانی، مولانا عبدالعلیم میرٹھی، مولانا برہان الحق جبل پوری، مولانا نواب سلطانی احمد خان، مولانا سید امیر احمد، مولانا حسن رضا خان، خود برادر اعلیٰ حضرت مولانا محمد رضا خان، مولانا حافظ یقین الدین، مولانا حافظ سید عبدالکریم، مولوی منور حسین، مولوی حاجی سید نور احمد، مولوی واعظ الدین، مولوی سید عبدالرشید، مولوی نواب مرزا، مولوی عبدالاحد صاحبزادہ، حضرت محدث سواتی) مولانا سید شاہ احمد اشرف کچھوچھوی، مولانا سید محمد محدث کچھوچھوی وغیرہ علم رحمتہ اللہ اجمعین۔

اعلیٰ حضرت علیہ رحمتہ الرحمٰن کا شاندار قوت حافظہ:

اعلیٰ حضرت علیہ رحمتہ الرحمٰن بے مثال و شاندار قوت حافظہ کے مالک تھے۔ جناب سید ایوب علی صاحب کا بیان ہے کہ ایک روز اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی نے ارشاد فرمایا کہ بعض ناواقف حضرات میرے نام کے آگے حافظ لکھ دیا کرتے، حالانکہ میں اس کا اہل نہیں ہوں سید ایوب علی صاحب فرماتے ہیں کہ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی نے اسی روز سے دور شروع کر دیا جس کا وقت غالباً عشاء کا وضو فرمانے کے بعد سے جماعت قائم ہونے تک مخصوص تھا اس قلیل وقت میں آپ روزانہ ایک پارہ حفظ فرمالیا کرتے تھے یہاں تک کہ تیسویں روز تیسواں پارہ حفظ فرمالیا۔

آپ علیہ رحمتہ الرحمٰن نے ایک موقعہ پر ارشاد فرمایا کہ میں نے کلام پاک بالترتیب بکوشش یاد کر لیا اور یہ اس لئے کہ ان بندگان خدا کا کہنا غلط ثابت نہ ہو جو (غلط فہمی میں) میرے نام کے آگے حافظ لکھ دیا کرتے ہیں۔

حضرت ابو حامد سید محمد محدث کچھوچھوی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ تکمیل جواب کے لئے جوابات فقہ کی تلاش میں جو لوگ تھک جاتے تو حضور اعلیٰ حضرت علیہ

رحمتہ الرحمٰن کی خدمت میں عرض کرتے اور حوالہ جات طلب کرتے تو اسی وقت آپ
فرمادیتے کہ ردالمحتار جلد فلاں کے فلاں صفحہ پر فلاں سطر میں ان الفاظ کے ساتھ جز
موجد ہے درمختار کے فلاں صفحے فلاں سطر میں یہ عبارت ہے یہ عالمگیری میں بقید جل
صفحہ وسطر میں یہ الفاظ موجود ہیں۔ ہندیہ میں خیریہ میں مبسوط میں ایک ایک کتاب فق
کی اصل عبارت مع صفحہ وسطر بتا دیتے اور جب کتابوں میں دیکھا جاتا ہے وہی صفح
سطر عبارت پاتے جو زبان اعلیٰ حضرت علیہ رحمتہ الرحمٰن نے فرمایا تھا۔ اس کو ہم زیاد
سے زیادہ یہی کہہ سکتے ہیں کہ آپ کو خداداد قوت حافظہ سے چودہ سو سال کی کتابیں
حفظ تھیں۔

اعلیٰ حضرت علیہ رحمتہ الرحمٰن خود فرماتے ہیں کہ میرے استاد جن سے میں
ابتدائی کتاب پڑھتا تھا جب مجھے سبق پڑھا دیا کرتے میں ایک دو مرتبہ دیکھ کر کتاب
بند کر دیتا جب سبق سنتے تو حرف بہ حرف لفظ بہ لفظ سنا دیتا۔ روزانہ یہ حالت دیکھ کر
سخت تعجب کرتے ایک دن مجھ سے فرمانے لگے کہ احمد میاں! یہ تو کہو تم آدمی ہو یا جن
کہ مجھ کو پڑھاتے دیر لگتی ہے مگر تم کو یاد کرتے دیر نہیں لگتی۔

اعلیٰ حضرت علیہ رحمتہ الرحمٰن ہے سبق مولوی احسان حسین بھی آپ کے علم
فضل اور ذہانت کی بہت تعریف کیا کرتے تھے ایک بار فرمایا کہ میں اعلیٰ حضرت قبلہ
ابتدائی تعلیم عربی میں ہم سبق رہا ہوں۔ شروع ہی سے اعلیٰ حضرت کی ذہانت کا یہ حال
تھا کہ استاد سے کبھی ربع (چوتھائی) کتاب سے زیادہ نہیں پڑھی ایک ربع کتاب استا
سے پڑھنے کے بعد بقیہ تمام کتاب از خود پڑھ کے یاد کر کے سنا دیا کرتے تھے۔

اعلیٰ حضرت علیہ رحمتہ الرحمٰن جب پہلی بار سفر حج کے لئے تشریف لے گئے تو
قیام مکہ معظمہ کے زمانے میں امام شافعیہ شیخ حسین بن صالح جمل اللیل آپ سے بے
حد متاثر ہوئے چنانچہ امام موصوف نے اپنی تالیف الجوہرہ المضیۃ کی اردو شرح لکھنے کی

اعلیٰ حضرت سے فرمائش کی چنانچہ اعلیٰ حضرت نے اپنی بے مثال علمی قابلیت اور شاندار قوت حافظے کے سبب صرف دو روز میں اس کی شرح تحریر فرمائی بعد میں تعلیقات و حواشی کا اضافہ فرما کر اس کا یہ تاریخی نام تجویز فرمایا ''المرة الرضیه علی النیرة العضیة''

دوسری بار زیارت حرمین طیبین کے موقعہ پر بھی حرمین طیبین کے علماء کبار نے آپ کی بڑی قدر و منزلت فرمائی۔ علماء مکہ نے ''نوٹ'' کے متعلق آپ کو ایک استفتاء پیش کیا جو علمائے حرمین کے لئے عقدہ لاینحل بنا ہوا تھا چنانچہ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی نے محض اپنی قوت حافظہ کی علمی قابلیت کی بناء پر قلم اٹھایا اور عربی میں اس کا شاندار جواب تحریر فرمایا اور اس کا تاریخی نام ''کفل الفقیه الفاهم فی احکام قرطاس الاراهم''

اس جواب کو پڑھ کر علمائے حرمین آپ سے بے حد متاثر ہوئے ''کفل الفقیہ'' کے علاوہ ایک اہم کتاب علمائے مکہ کے ایک استفتاء کے جواب میں تحریر فرمائی اور اس کا یہ نام تجویز فرمایا۔

''الدولة المکیته بالمادة الغیبته''

اس کے بعد اس کی تعلیقات و حواشی تحریر فرما کر اس کا تاریخی نام لکھا:

''الغیوضاة المکیته لمحب الدولة المکیته''

حیرت انگیز بات یہ ہے کہ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمتہ اللہ علیہ نے یہ دونوں کتابیں دوران سفر بغیر کسی کتاب کے مطالعے کے محض اپنی بے مثال قابلیت شاندار قوت حافظہ کی بناء پر تالیف فرمائیں آپ کی سرعت تحریر، جزئیات فقہ پر ماہرانہ واقفیت اور بے مثل قوت حافظہ دیکھ کر علمائے حرمین بھی دنگ رہ گئے۔

مولوی محمد حسین صاحب میرٹھی کا بیان ہے کہ ایک سال ماہ رمضان شریف میں اعلیٰ حضرت کی مسجد میں اعتکاف کیا۔ میں نے سحر کے وقت قرآن شریف پڑھنے

میں غلطی کی۔ حضرت آرام فرما رہے تھے مگر بیدار تھے مجھے وہ غلطی بتائی میں نے
دوبارہ پڑھا فرمایا اب مجھ سے سنو! وہی رکوع پڑھا کچھ دیر کے بعد صبح کی نماز میں بے
تکلف وہی رکوع پڑھ دیا۔

ملک العلماء ظفر الدین بہاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اعلیٰ حضرت
علیہ رحمۃ الرحمٰن ایک مرتبہ پیلی بھیت تشریف لے گئے اور حضرت استاد مولانا وصی احمد
محدث سورتی قدس سرہ کے مہمان ہوئے اثنائے گفتگو "عقود الدریۃ فی تنقیح الفتاویٰ
الحامدیہ" کا ذکر نکلا حضرت محدث سورتی صاحب نے فرمایا میرے کتب خانہ میں ہے
گو کہ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کے کتب خانہ میں کتابوں کا کافی ذخیرہ
تھا اور ہر سال معقول رقم کی نئی نئی کتابیں آیا کرتی تھیں مگر اس وقت تک عقود الدریہ
منگوانے کا اتفاق نہ ہوا تھا، کہ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا میں نے نہیں دیکھی
ہے جاتے وقت میرے ساتھ کر دیجئے گا حضرت محدث سورتی صاحب نے بخوشی
قبول کیا اور کتاب لا کر حاضر کر دی مگر ساتھ ساتھ فرمایا کہ جب ملاحظہ فرمالیں تو بھیج
دیجئے گا اس لئے کہ آپ کے یہاں تو بہت کتابیں ہیں میرے پاس یہی گنتی کی چند
کتابیں ہیں جن سے فتویٰ دیا کرتا ہوں۔ اعلیٰ حضرت نے فرمایا اچھا' اعلیٰ حضرت
رحمۃ اللہ علیہ کا مقصد تو اسی دن واپسی کا تھا مگر آپ کے ایک جانثار مرید نے آپ
رحمۃ اللہ علیہ کی دعوت کی اس وجہ سے رک جانا پڑا۔ شب کو اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ
نے عقود الدریہ کو جو ایک ضخیم کتاب دو جلدوں میں تھی ملاحظہ فرمالیا۔ دوسرے دن
دوپہر بعد نماز ظہر بریلی شریف روانگی کا قصد فرمایا جب سامان درست کیا جانے لگا تو
عقود الدریہ کو بجائے سامان میں رکھنے کے فرمایا کہ محدث صاحب کو دے آؤ۔ مجھے
تعجب ہوا کہ قصد لے جانے کا تھا واپس کیوں فرما رہے ہیں۔ بہرحال حضرت محدث
سورتی صاحب کی خدمت میں میں نے حاضر کیا وہ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ سے ملنے

اور اسٹیشن تک جانے کے لئے تشریف لے جا ہی رہے تھے کہ میں نے اعلیٰ حضرت رحمتہ اللہ علیہ کا ارشاد ان تک پہنچا دیا فرمایا تم کتاب لئے میرے ساتھ واپس چلو میں اس کتاب کو لئے ہوئے حضرت محدث سورتی صاحب کے ساتھ واپس ہوا حضرت محدث صاحب نے اعلیٰ حضرت رحمتہ اللہ علیہ سے فرمایا کہ میرے اس جملے کا ''جب ملاحظہ فرمالیں تو بھیج دیجئے گا'' کا ملال ہوا کہ اس کتاب کو واپس کیا؟ فرمایا: قصد بریلی ساتھ لے جانے کا تھا اور اگر کل ہی جاتا تو اس کتاب کو ساتھ لیتا جاتا لیکن جب کل جانا نہ ہوا تو شب میں اور صبح کے وقت پوری کتاب دیکھ لی اب لے جانے کی ضرورت نہ رہی۔ حضرت محدث سورتی صاحب نے فرمایا: بس ایک مرتبہ دیکھ لینا کافی ہو گیا؟ اعلیٰ حضرت رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے امید ہے کہ دو تین مہینے تک تو جہاں کی عبارت کی ضرورت ہوگی فتاویٰ میں لکھ دوں گا اور مضمون تو انشاء اللہ عمر بھر کے لئے محفوظ ہو گیا۔

یہ سب اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمتہ اللہ علیہ کے خداداد حافظے کا کمال تھا کہ ایک ضخیم کتاب مکمل دو جلدیں رات بھر میں حفظ فرمالیں۔ مولوی محمد حسین میرٹھی کا بیان ہے کہ میرے بریلی قیام کے زمانے میں اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمتہ اللہ علیہ سخت بیمار ہوئے جس میں بیس سہل ہوتے مگر کام مسلسل جاری رہا طبیب نے بہت سمجھایا تو ارشاد فرمایا۔ اچھا سہل کے دن خود نہیں لکھوں گا دوسروں سے لکھوالیا کروں گا اور غیر سہل کے دن میں خود لکھوں گا چنانچہ ایک کمرے میں چند الماریاں لگا کر اس میں کتابیں رکھ دی گئیں۔ سہل کے دن اعلیٰ حضرت اس کمرے میں صرف دن میں تشریف لے جاتے اب جو فتویٰ لکھنا ہوتا اس پر کچھ مضمون لکھ کر مجھ سے فرماتے کہ الماری میں سے فلاں جلد نکال لو۔ اکثر کتابیں مصری ٹائپ کی کئی کئی جلدوں میں تھیں مجھ سے فرماتے اتنے صفحہ پلٹ لو اور فلاں صفحہ پر اتنی سطروں کے بعد یہ مضمون شروع

ہے اسے نقل کردو میں وہ فقرہ دیکھ کر پورا مضمون لکھتا اور سخت متحیر ہوتا کہ وہ کون سا
ت ملا تھا کہ جس میں صفحہ اور سطر گن رکھے گئے تھے غرضیکہ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی
متہ اللہ علیہ کا حافظہ ہم لوگوں کی سمجھ سے باہر تھا۔

ایک مرتبہ پندرہ بطن کا مناسخہ آیا چونکہ اعلیٰ حضرت کی رائے میں مولانا سید
د صاحب کچھوچھوی نے فن حساب کی تکمیل باضابطہ کی تھی اور آنہ پائی کا حساب بالکل
سانی سے کرلیا کرتے تھے لہٰذا یہ مناسخہ انہیں کے سپرد کیا گیا مولانا سید محمد صاحب کا
یان ہے کہ ان کا سارا دن اسی مناسخہ کے حل کرنے میں لگ گیا۔ شام کو اعلیٰ حضرت
ضل بریلوی رحمتہ اللہ علیہ کی عادت کریمہ کے مطابق جب بعد نماز عصر پھاٹک میں
شت ہوئی اور فتاوے پیش کئے جانے لگے تو میں نے بھی اپنا قلم بند کیا سو جواب اس
مید کے ساتھ پیش کیا کہ آج اعلیٰ حضرت کی داد لوں گا۔ چنانچہ پہلے استفتاء سنایا کہ
لاں مرا اور اتنے وارث چھوڑے بعد فلاں مرا اور اتنے چھوڑے غرض پندرہ اموات
اقع ہونے کے بعد زندوں پر ان کے حق شرعی کے مطابق ترکہ تقسیم کرنا تھا مرنے
والے تو پندرہ تھے مگر زندہ وارث کی تعداد پچاس تھی استفتاء ختم ہوا اور اس سے پہلے کہ
اس کا جواب سنایا جاتا) اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمتہ اللہ علیہ نے بلا تامل فرما دیا کہ
آپ نے فلاں کو اتنا فلاں کو اتنا حصہ دیا۔ یعنی ایک پیچیدہ مسئلہ جسے حل کرنے میں سید
صاحب نے جو فن حساب میں کمال مہارت رکھتے تھے پھر بھی پورا دن لگا دیا، مگر اعلیٰ
حضرت فاضل بریلوی رحمتہ اللہ علیہ نے مسئلہ سنتے ہی بلا تاخیر جواب ارشاد فرما دیا۔ یہ
ایسا غیر معمولی حافظہ اور قابلیت تھی جس کی کوئی مثال سننے میں نہیں آئی۔

مولانا سید محمد صاحب کچھوچھوی کا بیان کا خلاصہ ہے کہ جب دار الافتاء میں
کام کرنے کے سلسلے میں میرا بریلی شریف میں قیام تھا۔ چنانچہ رات دن ایسے
واقعات سامنے آتے تھے کہ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمتہ اللہ علیہ کے خداداد حافظ

اور علمی مہارت سے لوگ حیران ہو جاتے۔ جیسا کہ ایک مرتبہ استفتاء آیا' دارالافتا
میں کام کرنے والوں نے اسے پڑھا اور ایسا معلوم ہوا کہ جدید قسم کا مسئلہ وریاضت ک
گیا ہے اور جواب جزیہ کی شکل میں نہ مل سکے گا اور فقہاء کے اصول عامہ سے استنبا
کرنا پڑے گا چنانچہ اعلیٰ حضرت کی خدمت میں حاضر ہوئے عرض کیا عجب نئے نئے
قسم کے سوالات آ رہے ہیں اب ہم لوگ کیا طریقہ اختیار کریں؟ فرمایا یہ تو بڑا پ
سوال ہے ابن ہمام نے فتح القدیر کے فلاں صفحہ میں ابن عابدین نے ردالمحتار کی فلا
جلد اور فلاں صفحہ پر فتاویٰ ہندیہ میں جزیہ میں یہ عبارت صاف صاف موجود ہے۔ اب
جو کتابوں کو کھولا گیا تو صفحہ سطر اور بتائی ہوئی عبارت میں ایک نقطہ کا فرق نہیں اس
خداداد حافظ اور علمی قابلیت نے علماء کو ہمیشہ حیرت میں رکھا۔

مولوی محمد حسین میرٹھی کا بیان کا خلاصہ ہے کہ میں ایک مرتبہ بریلی گیا اور اعلیٰ
حضرت کی خدمت میں حاضر ہوا وہاں مفتی اعظم ہند حضرت مولانا مصطفیٰ رضا خا
صاحب' صدرالشریعہ جناب مولانا امجد علی اعظمی صاحب' جناب مولوی حشمت علی
خان صاحب' اور ایک اور کوئی صاحب حاضر خدمت تھے۔ اعلیٰ حضرت رحمتہ اللہ علیہ
نے ایک گڈی خطوط کی مولانا امجد علی صاحب کو دے کر فرمایا آج تیس خط آئے تھ
ایک میں نے کھول لیا ہے یہ انتیس گن لیجئے انہوں نے انتیس گن کر ایک لفافہ کھو
جس میں کئی ورق پر چند سوالات تھے وہ سب سنائے حضرت نے پہلے سوال کے
جواب میں ایک فقرہ فرمادیا وہ لکھنے لگے اور لکھ کر عرض کی حضور! حضرت نے آگے
ایک فقرہ فرمادیا وہ لکھ کر پھر کہتے حضور! آپ سلسلہ وار اس کے آگے کا ایک فقرہ فرماد
کرتے اب دوسرے صاحب نے حضور کہنے کے درمیان میں اپنا خط سنانا شروع کر د
جب یہ حضور کہتے وہ رک جاتے' اور جب یہ فقرہ سن کر لکھنے لگتے تو وہ اپنا خط سنا
لگتے اسی حالت میں ان دو حضور حضور سے جتنا وقت بچتا اس میں تیسرے صاحب نے

اپنا خط سنانا شروع کر دیا اور اسی طرح ختم کر کے جواب لکھنا شروع کیا اب چوتھے
صاحب نے ان تین حضور حضور حضور کے درمیان جو وقت بچتا اپنا خط سنانا شروع کر دیا
اور اسی طرح ختم کر کے جواب لکھنا شروع کیا تو یہ دیکھ کر حقیقتاً مجھے پسینہ آ گیا اب
ایک صاحب جو میرے قریب بیٹھے تھے اسی حالت میں اعلیٰ حضرت سے کچھ مسئلے
پوچھنے لگے جنہیں سن کر مجھے بہت ملال ہوا کہ اس شخص کو ایسی حالت میں سوال کرنے
کا کچھ خیال نہیں مگر اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے ذرہ برابر بھی ملال نہ فرمایا اور بہت
اطمینان سے ان کو بھی برابر جواب دیئے اس طرح وہ انتیس خط پورے کئے گئے۔
بلاشبہ میں نے اپنی عمر میں ایسے حیرت انگیز وشاندار حافظے کا مالک کسی شخص کو نہ دیکھا۔

اعلیٰ حضرت علیہ رحمۃ الرحمٰن کی شادی واولاد

اعلیٰ حضرت علیہ رحمۃ الرحمٰن ۱۲۹۱ھ میں جناب افضل حسین کی بڑی
صاحبزادی کے ساتھ رشتہ ازدواج میں منسلک ہوئے۔ آپ کی سات اولادیں ہوئیں
دو صاحبزادے:

۱۔ حجۃ الاسلام حضرت مولانا شاہ حامد رضا خان صاحب
۲۔ مفتی اعظم ہند مولانا مفتی مصطفیٰ رضا خان صاحب

ان کے علاوہ پانچ شہزادیاں:

۱۔ بڑی صاحبزادی مصطفائی بیگم ۲۔ کنیز حسن
۳۔ کنیز حسین ۴۔ کنیز حسنین
۵۔ مرتضائی بیگم۔

اعلیٰ حضرت علیہ رحمۃ الرحمٰن کا سلسلہ اولاد کچھ اس طرح ہے:

۱-	مولانا حامد رضا خان	۲-	مولانا مصطفیٰ رضا خان
۳-	مصطفائی بیگم	۴-	کنیز حسن
۵-	کنیز حسین	۶-	کنیز حسنین
۷-	مرتضائی بیگم		

حجتہ الاسلام مولانا حامد رضا خان

۱-	ابراہیم رضا خان	۲-	حماد رضا خان
۳-	ام کلثوم	۴-	کنیزہ صغریٰ
۵-	رابعہ	۶-	سلمیٰ

مولانا ابراہیم رضا خان عرف جیلانی میاں

۱-	ریحان رضا خان	۲-	تنویر رضا خان
۳-	اختر رضا خان	۴-	قمر رضا خان
۵-	منان رضا خان	۶-	سرفراز بیگم
۷-	سرتاج بیگم	۸-	دلشاد بیگم

حماد رضا خان

۱-مسرت بی بی ۲- نصرت بی بی ۳-حمید رضا خان

مفتی مولانا مصطفیٰ رضا خان

۱-	صاحبزادہ مرحوم	۲-	نگار فاطمہ
۳-	انوار فاطمہ	۴-	برکاتی بیگم
۵-	رابعہ بیگم	۶-	ہاجرہ بیگم
۷-	شاکرہ بیگم		

(صاحبزادہ مرحوم کمسنی میں ہی داغ مفارقت دے گئے تھے)

بیعت وخلافت

اعلیٰ حضرت علیہ رحمتہ الرحمٰن ۱۲۹۵ھ/ ۱۸۷۸ء میں اپنے والد ماجد مولانا نقی علی خان کے ہمراہ شاہ آل رسول مارہروی رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہو کر سلسلہ قادریہ میں بیعت ہوئے اور مختلف سلاسل طریقت میں خلافت واجازت حاصل کی مثلاً قادریہ نقشبندیہ' چشتیہ سہروردیہ علویہ وغیرہ۔ مرشد حق نے آپ علیہ رحمتہ الرحمٰن کو خرقہ مقدسہ بھی عطا فرمایا۔ حضرت مولانا سید ابوالحسین نوری عرف میاں صاحب نے حضرت سید آل رسول سے عرض کی حضور آپ کے یہاں تو طویل مشقت نے مجاہدات ریاضات کے بعد خلافت واجازت دی جاتی ہے تو پھر اس کی وجہ ہے کہ انہیں (یعنی اعلیٰ حضرت کو) بیعت کرتے ہی خلافت بھی عطا کر دی مرشد حق نے ارشاد فرمایا "میاں صاحب اور لوگ زنگ آلود میلا کچیلا دل لے کر آتے ہیں اس کی صفائی اور پاکیزگی کے مجاہدات طویلہ ریاضات شاقہ کی ضرورت پڑتی ہے اور یہ دونوں حضرات صاف ستھرا پاکیزہ دل لے کر ہمارے پاس آئے ان کو صرف اتصال نسبت کی ضرورت تھی اور وہ مرید ہوتے ہی حاصل ہوگئی پھر آپ نے مزید فرمایا کہ مجھے

اس بات کی بڑی فکر تھی کہ جب قیامت کے دن اللہ عزوجل فرمائے گا کہ اے آل
رسول ! تو میرے لئے کیا لایا ہے تو میں بارگاہ الٰہی میں کون سی چیز پیش کروں گا لیکن
آج وہ فکر میرے دل سے دور ہو گئی کیونکہ جب اللہ عزوجل پوچھے گا کہ آل رسول تو
میرے لئے کیا لایا تو میں عرض کروں گا کہ الٰہی تیرے لئے ''احمد رضا'' لایا ہوں۔

اللہ اکبر کیسی نظر کیمیا اثر پیر و مرشد کی تھی اور خود اعلیٰ حضرت علیہ رحمتہ الرحمٰن
کس درجہ قلب صافی لے کر بیعت ہوئے تھے کہ اسی جلسہ میں پیر و مرشد برحق نے تمام
سلسلوں کی اجازت و خلافت عطا فرما کر خلیفہ و مجاز بنا دیا اور تمام ہی طریقوں میں
بیعت لینے کی اجازت عامہ تامہ عطا فرمائی۔



''مسند تدریس''

اعلیٰ حضرت علیہ رحمتہ الرحمٰن نے کتب درسیہ سے فراغت کے بعد تدریس و افتاء وتصنیف کی طرف توجہ فرمائی۔ ابتداًء تدریس کی طرف توجہ زیادہ تھی مگر بریلی شریف میں کوئی مدرسہ نہ تھا لہٰذا فقط اعلیٰ حضرت علیہ رحمتہ الرحمٰن کی ذات مرجع طلبہ و علماء تھی تشنگان علم دور دور سے اعلیٰ حضرت علیہ رحمتہ الرحمٰن کا قصد کرتے اور کامیابی حاصل کرتے۔ گوکہ اعلیٰ حضرت علیہ رحمتہ الرحمٰن نے باضابطہ کسی مدرسہ میں مدرس بن کر نہیں پڑھایا مگر آپ کا تدریسی دور بڑے زوروشور سے گزرا ہے۔ جس میں دور دور سے طلبہ دوسرے مدرسوں کو چھوڑ کر یہاں حاضر ہوتے اور اس چشمہ علم ونظر سے فیضیاب ہوتے۔

چنانچہ اسی زمانے کا ایک واقعہ جناب مولوی محمد شاہ خان عرف تھمن خان صاحب بیان فرماتے تھے کہ ایک دن تین طالب علم نئے آئے اور اعلیٰ حضرت سے پڑھنے کا ارادہ ظاہر کیا میں نے دریافت کیا کہ آپ لوگ کہاں سے آتے ہیں اور اس سے پہلے کہاں پڑھتے تھے؟ انہوں نے جواب دیا کہ مدرسہ دیوبند میں پڑھتے تھے وہاں سے گنگوہ گئے اس کے بعد یہاں آئے ہیں میں نے کہا کہ میرے خیال میں یہ بات نہیں آتی کہ آپ لوگوں نے دیوبند یا گنگوہ میں بریلی شریف کی تعریف سنی ہو اور اس وجہ سے یہاں مشتاق ہوکر تشریف لائے ہوں۔ وہ بولے آپ ٹھیک کہتے ہیں اختلاف مذہب واختلاف خیال کی وجہ سے اکثر تو بریلی کی برائی ہی ہوا کرتی ہے مگر

آخر میں یہ ضرور کہا جاتا ہے کہ (احمد رضا) قلم کا بادشاہ ہے جس مسئلہ پر قلم اٹھا دیا پھ
کسی کی مجال نہیں کہ ان کے خلاف کچھ لکھ سکے۔ یہی دیوبند میں سنا اور یہی گنگوہ میں
بھی۔ تو ہم لوگوں کے دلوں میں شوق وذوق ہوا کہ وہیں چل کر علم حاصل کرنا چاہ
جن کے مخالفین فضل وکمال کی گواہی دیتے ہیں۔

ملفوظات میں ہے کہ ایک روز مولانا سید احمد اشرف صاحب کچھوچھو
تشریف لائے ہوئے تھے رخصت کے وقت انہوں نے عرض کی کہ مولوی سید مح
صاحب اشرفی اپنے بھانجے کو میں چاہتا ہوں کہ حضور کی خدمت میں حاضر کر دو
حضور جو مناسب خیال فرمائیں ان سے کام لیں۔ ارشاد ہوا ضرور تشریف لائیں یہاں
فتویٰ لکھیں اور مدرسہ میں درس دیں اور وہابیہ اور افتاء یہ دونوں ایسے فن ہیں کہ طب کی
طرح یہ بھی صرف پڑھنے سے نہیں آتے ان میں سے بھی طبیب حاذق کے مطب
میں بیٹھنے کی ضرورت ہے خودستائی جائز نہیں مگر وقت حاجت اظہار حقیقت محدیث
نعمت ہے سیدنا یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بادشاہ مصر سے فرمایا۔ زمین کے خزا
میرے ہاتھ میں دے دیجئے بے شک میں حفظ والا ہوں اور علم والا ہوں۔ بفضل
رحمت الٰہی پھر بعون عنایت رسالت پناہی افتاء اور رد وہابیہ کے دونوں کامل فن دونو
نہایت بحالی فن یہاں سے اچھا انشاء اللہ عزوجل ہندوستان میں کہیں نہیں پا
گا۔ میں تو ہر شخص کو یہ طیب خاطر سکھانے کو تیار ہوں جن صاحب کو جو کچھ لینا ہو و
حاصل کر لیں۔

الغرض اعلیٰ حضرت علیہ رحمتہ الرحمٰن نے باقاعدہ کوئی مدرس بن کر نہ پڑھای
مگر آپ سے مستفید ہونے والوں کی تعداد ان گنت ہے اور یہ سب آپ کے بے
پایاں علم وفضل کا کمال ہے کہ اپنے تو اپنے غیر بھی آپ کے علم وفضل کے معترف تھے۔

سفر حرمین طیبین

سفر اول:

اعلیٰ حضرت علیہ رحمتہ الرحمٰن نے پہلی بار ۱۲۹۵ھ میں اپنے والد ماجد کے
ساتھ زیارت حرمین طیبین زادھما اللہ شرفاً وتعظیماً سے شرف وافتخار حاصل فرمایا اور وہاں
اکابر علمائے دیار مثل حضرت سید احمد دحلان مفتی شافعیہ و حضرت عبدالرحمٰن سراج
مفتی حنفیہ سے سند حدیث وفقہ واصل وتفسیر و دیگر علوم حاصل فرمائی۔ اسی سفر میں ایک
دن جبکہ آپ علیہ رحمتہ الرحمٰن نماز مغرب مقام ابراہیم میں ادا فرمارہے تھے کہ بعد نماز
امام شافعیہ حضرت حسین بن صالح جمال اللیل نے بلا تعارف سابق آپ کا ہاتھ پکڑا
اور ساتھ لیتے ہوئے اپنے دولت کدے تشریف لے گئے اور دیر تک آپ علیہ رحمتہ
الرحمٰن کی پیشانی مبارک کو پکڑ کر فرمایا: انی لاجد نور اللہ فی هذا الجبین بے
شک میں اللہ کا نور اس پیشانی میں پاتا ہوں اور صحاح ستہ اور سلسلہ قادریہ کی اجازت
اپنے دست مبارک سے لکھ کر عنایت فرمائی اور فرمایا کہ تمہارا نام ضیاء الدین احمد ہے۔

نیز بایمائے حضرت شیخ جمال اللیل کی تصنیف لطیف جوہرہ مفید مناسک رخ
شافعیہ کا اردو ترجمہ کیا اور ایک شرح دو دن میں تحریر فرمائی جس کا نام ''النیرہ الوضیہ'' فی
شرح الجوھرہ المضیہ رکھا۔ جس وقت اس ترجمہ اور شرح کو حضرت شیخ جمال اللیل کی
خدمت میں پیش کیا حضرت شیخ بہت خوش ہوئے اور بہت تعریف فرمائی۔

مدینہ طیبہ میں قیام کے دوران مفتی شافعیہ یعنی صاحبزادہ مولانا محمد بن عرب
نے اعلیٰ حضرت کی دعوت کی۔ کھانے کے دوران مسئلہ افضلیت مدفونین بقیعہ شریف
پر گفتگو چھڑ گئی اعلیٰ حضرت رحمتہ اللہ نے فرمایا کہ مدفونین بقیع میں سب سے افضل امیر

المومنین حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ ہیں۔

اس مبارک سفر سے واپسی پر دوران سفر سخت آزمائشوں کا سامنا رہا، خود اعلیٰ حضرت رحمتہ اللہ علیہ اپنی اس پہلے سفر حج وزیارت کے بارے میں فرماتے ہیں کہ پہلی بار کی حاضری حضرات والدین ماجدین کے ہمراہ اکاب تھی اس وقت مجھے تیسواں سال تھا واپسی میں تین دن طوفان شدید رہا اس کی تفصیل میں بہت طول ہے لوگوں نے کفن پہن لئے تھے حضرت والدہ ماجدہ کا اضطراب دیکھ کر ان کی تسکین کے لئے بے ساختہ میری زبان سے نکال آپ اطمینان رکھیں خدا کی قسم یہ جہاز نہ ڈوبے گا' یہ قسم میں نے حدیث ہی کے اطمینان پر کھائی تھی جس میں کشتی پر سوار ہوتے وقت غرق سے حفاظت کی دعا ارشاد ہوتی ہے میں نے وہ پڑھ لی تھی لہٰذا حدیث کے وعدہ صادق پر مطمئن تھا پھر قسم نکل جانے پر خود مجھے اندیشہ ہوا اور معاً حدیث یاد آئی من تیال علی اللہ یکذبہ' حضرت عزت (عزوجل) کی طرف رجوع کی اور سرکار رسالت (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) سے مدد مانگی۔ الحمد للہ وہ مخالف ہوا جو کہ تین دن سے شدید چل رہی تھی دو گھڑی میں بالکل موقوف ہوگئی اور جہاز نے نجات پائی۔

ماں کی محبت و تین شب و روز کی تکلیف یاد تھی مکان میں قدم رکھتے ہی پہلا لفظ مجھ سے یہ فرمایا! حج فرض اللہ تعالیٰ نے ادا فرمادیا اب میری زندگی بھر دوبارہ ارادہ نہ کرنا۔

سفر دوم برائے حج وزیارت:

۱۳۲۳ھ میں اعلیٰ حضرت رحمتہ اللہ علیہ کے برادر اصغر مولانا محمد رضا خان (ننھے میاں) اور خلف اکبر حجتہ الاسلام مولانا شاہ حامد رضا خان اور حضور اعلیٰ حضرت کی اہلیہ محترمہ حج وزیارت کے لئے روانہ ہوئے تو آپ رحمتہ اللہ علیہ جھانسی تک ان کو

پہنچانے تشریف لے گئے۔ کیونکہ فرض حج ادا ہو چکا تھا اور زیارت سے مشرف ہو چکے تھے۔ لہٰذا صرف انہیں رخصت کرنا مقصود تھا۔ اسی دوران اپنی ایک نعتیہ غزل کا یہ شعر یاد آ گیا۔

وائے محرومی قسمت کہ میں پھر اب کے برس

رہ گیا طرہ زوار مدینہ ہو کر

اس شعر کا یاد آنا تھا کہ دل بے چین ہو گیا اور وہی ہوا جس کو حضور اعلیٰ حضرت نے دوسری غزل میں فرمایا۔

پھر اٹھا ولولہ یاد مغلیان عرب

پھر کھینچا دامن دل سوئے بیابان عرب

جیسا کہ خود اعلیٰ حضرت حضرت رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں جس کا خلاصہ ہے کہ دوسری بار جب مکہ معظمہ حاضر ہوا یکا یک جانا ہو گیا پہلے سے کوئی ارادہ نہ تھا ننھے میاں (برادر خورد) اور حامد رضا خان (خلف اکبر) مع متعلقین یا ارادہ حج روانہ ہوئے لکھنو تک ان لوگوں کو پہنچا کر واپس آ گیا لیکن طبیعت میں ایک قسم کا انتشار رہا ایک ہفتہ بیان رہا طبیعت سخت پریشان رہی۔ ایک روز عصر کے وقت زیادہ اضطراب ہوا اور دل وہاں کی حاضری کے لئے بے چین ہوا۔ بعد نماز مغرب مولوی نذیر احمد صاحب کو اسٹیشن بھیجا کہ جا کر بمبئی تک سیکنڈ کلاس رزرو کروالیں کہ نمازوں کا آرام رہے چنانچہ سیکنڈ کلاس رزرو کروالیا گیا۔ عشاء کی نماز سے اول وقت فارغ ہو گیا۔ صرف والدہ ماجدہ سے اجازت لینا باقی رہ گئی۔ جو نہایت اہم مسئلہ تھا اور گویا اس کا یقین تھا کہ وہ اجازت نہ دیں گی کس طرح عرض کروں؟ اور بغیر اجازت والدہ حج نفل کو جانا حرام۔ آخر کار اندر مکان میں گیا دیکھا کہ والدہ ماجدہ چادر اوڑھے آرام فرما رہی ہیں میں نے آنکھیں بند کر کے قدموں پر سر رکھ دیا وہ گھبرا کر اٹھ بیٹھیں اور فرمایا

کیا ہے؟ میں نے کہا حضور! مجھے حج کی اجازت دیجئے پہلا لفظ جو فرمایا یہ تھا خدا حافظ۔ یہ انہیں دعاؤں کا اثر تھا میں الٹے قدموں باہر آیا اور فوراً سوار ہو کر اسٹیشن پہنچا۔ بعد واپسی معلوم ہوا کہ میں اسٹیشن تک نہ پہنچا ہوں گا اور انہوں نے فرمایا میں اجازت نہیں دیتی اسے بلا لو مگر میں جا چکا تھا کون بلاتا؟ چلتے وقت جس لگن (برتن) میں میں نے وضو کیا تھا اس کا پانی واپسی تک نہ پھینکنے دیا کہ اس کے وضو کا پانی ہے۔

بریلی کے اسٹیشن سے آپ نے ایک تار اپنی روانگی کا بمبئی روانہ کر دیا (لیکن) ادھر آپ کو راستہ میں ایک دن کی دیر ہوئی یہاں تک کہ وہ دن تو گیا جس روز حجاج بمبئی کے قرنطینہ میں داخل ہونے والے تھے اور آپ اس وقت تک نہ پہنچ سکے تھے اب سخت مشکل کا سامنا تھا یہ دن پنجشنبہ کا تھا تار آ چکا تھا کہ پنج شنب کو بھپارہ ہو کر لوگ قرنطینہ میں داخل ہو جائیں گے اور گاڑی کٹ جانے سے یہ تاخیر کی کہ آپ جمعہ کے دن صبح آٹھ بجے پہنچے۔ اسٹیشن پر دیکھا کہ بمبئی کے احباب کا ہجوم ہے۔ حاجی قاسم وغیرہ گاڑیاں لئے موجود ہیں سلام و مصافحہ کے بعد پہلا لفظ جو انہوں نے کہا۔ یہ تھا شہر کو نہ چلئے۔ سیدھے قرنطینہ چلئے ابھی آپ کے لوگ داخل نہیں ہوئے۔ چنانچہ اپنے لوگوں کے ساتھ قرنطینہ داخل ہوئے۔ واقعہ پوچھا گیا تو وہاں کے لوگوں نے کہا عجیب اور سخت عجیب ہے ایسا کبھی نہیں ہوا پنج شنبہ کو روز موعود پر ڈاکٹر آیا آدھے لوگوں کو بھپارا دیا کہ دفعتہً اسے سخت گھبراہٹ ہوئی اور کہا کہ باقی کا بھپارا کل ہوگا ہوں آپ کے لوگ باقی رہ گئے۔ آپ فرمانے لگے نہیں آپ ایک اور دقت پیش آئی کہ اس جہاز کا ٹکٹ بالکل ختم ہو چکا تھا جس میں ہمارے لوگ جانے والے تھے مجبوراً دوسرے جہاز کا ٹکٹ خریدا اور وہ بھی تیسرے درجہ کا ملا۔ حدیث کی دعائیں پڑھیں کہ سرکار مجھے سنیوں کا ساتھ عطا فرمائیں ان سے چھوٹ کر کیونکر حاضر ہوں گا چنانچہ تلاش کی گئی کہ جہاز میں کوئی صاحب اپنے ہوں جو اکیلے جانے والے ہوں اور یہ دونوں جہاز ان

کے لئے برابر ہوں چنانچہ مولیٰ تعالیٰ رحمت کے ایک بڑے میاں ہمارے ہی ضلع بریلی کے ساکن مل گئے جنہوں نے بخوشی ٹکٹ بدل لیا وہ اس جہاز میں گئے اور میں بفضلہ تعالیٰ اپنے ساتھیوں کے جہاز میں رہا۔ سرکار نے پہلا ٹکٹ تیسرے درجے کا اسی لئے دلوایا تھا کہ وہ بڑے میاں ملنے والے تھے جن سے ٹکٹ تبدیل کرنے میں مالی نقصان نہ ہوا بعد قرنطینہ اس جہاز پر سوار ہو کر سوا سو روپیہ داخل کر کے اول درجے کا ٹکٹ تبدیل کرا لیا۔ جب کامران آیا' قرنطینہ میں داخل ہوئے وہاں دس روز ٹھہرنا ہوا اس دوران تقریباً روزانہ ہی آپ کے بیانات ہوتے جس میں اکثر مناسک حج کی تعلیم ہوتی اور وہ جو ہمیشہ آپ کے بیان کا مقصود اعظم ہوتا ہے کہ یعنی تعظیم شان حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ رحمتہ اللہ فرماتے ہیں کہ ایک بہت بڑا رئیس بھی جہاز میں تھا شریک وعظ ہوتا مسائل سنا کرتا مگر تعظیم شان اقدس کے ذکر کے وقت اس کے چہرہ پر بشاشت کی جگہ کدورت ہوتی میں سمجھا کہ وہابی ہے دریافت کرنے پر معلوم ہوا کہ گنگوہی کا مرید ہے اس روز سے میں نے روئے سخن ردوہابیہ وگنگوہی کی طرف پھیرا جبراً قہراً سنتا رہا مگر دوسرے دن سے بیان میں نہ آیا میں نے حمد کی کہ جلسہ پاک ہوا۔

آپ رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اب یہاں کامران میں نو دن ہو چکے تھے کل جہاز پر جانا تھا دفعتہً رات کو میرے سب ساتھیوں کو دردِ شکم و اسہال عارض ہوا میرے دردمتو نہ تھا مگر پانچ بار اجابت کو مجھے جانا ہوا دن چڑھ گیا ڈاکٹر کے آنے کا وقت ہوا میرے بھائی ننھے میاں سلمہ نے عزم کیا کہ اپنی حالتوں کو ڈاکٹر سے کہہ دیں مجھ سے دریافت کیا میں نے کہا اگر بیمار سمجھ کر روک لئے گئے اور صبح کا وقت قریب ہے معاذ اللہ وقت پر نہ پہنچ سکے تو کیسا خسارہ ہوگا' کیا اب ڈاکٹر اور ڈاکٹرنی آتے ہوں گے اگر انہیں اطلاع ہوگئی تو ہمارا نہ کہنا فضا میں ٹھہرے گا (کریم نے مرض کو چھپایا) میں نے کہا ذرا ٹھہر و اپنے حکیم سے کہہ لوں۔

مکان سے باہر جنگل میں آیا اور حدیث کی دعائیں پڑھیں اور سیدنا غوث
اعظم سے استمداد کی کہ دفعتہً سامنے سے سید شاہ غلام جیلانی اولاد امجاد حضور سید
غوث اعظم سے تھے تشریف لائے' ان کی تشریف آوری فال حسن تھی میں نے ان
سے بھی دعا کو کہا انہوں نے بھی دعا فرمائی (دس منٹ بعد) جو مکان میں جا کر دیکھ
بحمد اللہ سب کو ایسا تندرست پایا گویا کہ مرض ہی نہ تھا درد وغیرہ کیسا (بلکہ) اس ک
ضعف بھی نہ رہا اور سب ڈھائی تین میل پیادہ چل کر سمندر کے کنارے پہنچے۔

آپ رحمتہ اللہ علیہ مزید فرماتے ہیں کہ جدہ شریف میں جب جہاز پہنچا حجاج
کی بے حد کثرت اور جانے کا صرف ایک راستہ بھلا ایسی حالت میں کس طرح گز
ہوا۔ (جبکہ) زنانی سواریاں بھی ساتھ (تھیں) پانچ گھنٹے اسی انتظار میں گزر گئے
کندرا ہجوم کم ہو تو سواریوں کو لے چلیں لیکن اس وقت تک سلسلہ منقطع نہ ہونا تھا نہ ہو
یہاں تک کہ دوپہر (کا وقت) قریب ہو گیا دھوپ اور بھوک پیاس سب جمع تھیں ک
تھوڑی دیر کے بعد ایک عربی صاحب جن کو اس سے پہلے کبھی نہ دیکھا تھا میرے پاس
تشریف لائے اور بعد سلام علیک پہلا لفظ یہ فرمایا کیا سبب ہے کہ میں آپ کو پریشان
دیکھ رہا ہوں؟ میں نے عرض کیا پریشانی ظاہر ہے ہمارے ساتھ مستورات ہیں او
مردوں کا یہ کثیر ہجوم ہے۔ پانچ گھنٹے یہیں کھڑے ہو گئے (انہوں نے) فرمایا اپنے
مردوں کا حلقہ بنا کر عورتوں کو درمیان میں لے لو اور میرے پیچھے پیچھے چلے آؤ' غرض
حلقہ مس عورتوں کو لے کر ان عربی صاحب کے پیچھے ہو لئے ہم نے دیکھا کہ راستے
میں ہمارے شانے سے بھی کسی غیر شخص کا شانہ نہیں تھا جب راستہ طے ہوا فوراً وہ عربی
صاحب نظروں سے غائب ہو گئے۔

جدہ پہنچتے ہی مجھے بخار آ گیا اور میری عادت ہے کہ بخار میں سردی بہت
معلوم ہوتی ہے بحمدہ اللہ تعالیٰ احرام باندھ چکا تھا اس سردی میں رضائی گردن تک اوپر

سے ڈال لیتا کہ احرام میں چہرہ چھپانا منع ہے' سو جاتا' آنکھ کھلتی تو بحمدہ اللہ تعالیٰ رز
گردن سے بالکل نہ بڑھی ہوتی۔ تین روزہ جدہ میں رہنا ہوا بخار ترقی پر تھا آج چل
جدہ کے کھلے میدان میں رات بسر کرنا تھی (سوچا) بخار میں کیا حالت ہوگی؟ سر
اقدس (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) سے عرض کی بحمد اللہ تعالیٰ بخار معاً جاتا رہا اور تیرھویں تک عو
کیا۔ بفضلہٖ تعالیٰ بہت لطف کا طواف نصیب ہوا طواف زیارت کے لئے میر
ساتھ مستورات تھیں حرم شریف میں نماز عصر ادا کی حرم شریف میں صرف پچیس تی
آدمی تھے یہ طواف بھی نہایت اطمینان سے ہوا۔ ہر بار جی بھر کر سنگ اسود شریف
پر ملنا اور بوسہ لینا نصیب ہوتا' ایک عربی صاحب کو جنہیں پہنچانتا نہیں تھا مولیٰ تع
نے اسے مہربان فرمادیا یہ ہر پھیرے کے ختم پر چند آدمی جو طواف کر رہے تھے انہی
روک کر کھڑے ہو جاتے کہ بہنوں کو سنگ اسود شریف کا بوسہ لینے دو عربی ہر پھیر
پر میرے ساتھ کی مستورات بھی مشرف بہ بوسہ سنگ اسود ہوئیں۔ والحمد اللہ و تقبل ا
بعد ختم طواف میں دیوار کعبہ معظمہ سے لپٹا اور غلاف مبارک ہاتھ میں لے کر دعا عر
کرنی شروع کی اور بہت پر کیف رقت طاری ہوئی کہ آزادی اور یکسوئی تھی۔

جب بفضلہٖ تعالیٰ تمام مناسب حج سے فارغ ہو لئے تو تیرھویں تاریخ بخ
نے عود کیا میں نے کہا اب آیا کیجئے ہمارا کام اللہ رب العزت نے پورا کر دیا۔

مکہ معظمہ کے قیام کے دوران علمائے مکہ معظمہ نے بکثرت آپ کی دعوتی
کیں اور بڑا اہتمام کیا۔ ہر دعوت میں علماء کا مجمع ہوتا اور علمی مزاکرے ہوتے۔ ا
حضرت فاضل بریلوی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ شیخ عبدالقادر کردی (جو) مولانا ش
صالح کمال کے شاگرد تھے۔ مسجد الحرام شریف کے احاطے میں ہی ان کا مکان
انہوں نے تقرر دعوت سے پہلے باصرار تمام پوچھا' تجھے کیا چیز مرغوب ہے؟ ہر چند عذ
کیا (مگر انہوں نے) نہ مانا۔ آخر گزارش کی کہ الحلو البارد شیریں سرد۔ ان کے بیا

دعوت میں انواع اطعمہ (انواع و اقسام کے کھانے) جیسے اور جگہ ہوتے تھے ان کے علاوہ ایک عجیب نفیس چیز پائی کہ اس الحلو بارد کی پوری مصداق تھی؟ نہایت شیریں و سرد و خوش ذائقہ ان سے پوچھا کہ اس کا کیا نام ہے؟ کہا رضی الوالدین اور وجہ تسمیہ یہ بتائی کہ جس کے ماں باپ ناراض ہوں یہ پکا کر کھلائے راضی ہو جائیں گے۔

اسی سفر میں قیام کے دوران اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمتہ اللہ علیہ بخار کے سبب شدید بیمار ہو گئے اور سہل شروع ہو گئے۔ آپ رحمتہ اللہ فرماتے ہیں جس کا خلاصہ یہ ہے کہ ایک ترکی ڈاکٹر آنندی نے بہت قلیل مقدار میں ایک نمک دیا کہ آب زم زم شریف میں ملا کر پی لو اور پیاس بے پیاس زم زم شریف کی کثرت کرو اس سے بحمد اللہ تعالیٰ بہت نفع ہوا اور انہوں نے دوا وہ بتائی جو مجھے بالطبع محبوب و مرغوب تھی یعنی زم زم شریف کہ مجھے ہر مشروب سے زیادہ سے عزیز ہے۔ میری عادت ہے کہ باسی پانی (رات کا رکھا ہوا پانی) کبھی نہیں پیتا اور اگر پیوں تو آنکہ مزاج گرم ہے فورا زکام ہو جاتا ہے مگر زم زم شریف کی برکت کہ صحت میں مرض میں دن میں رات میں زیادہ باسی بکثرت پیا اور نفع ہی کیا' زوقین ہر وقت بھری رکھی رہتی تھی بخار کی شدت میں رات کو جب آنکھ کھلی کلی کر کے زم زم شریف پی لیا صبح وضو سے پہلے پیتا وضو کے بعد پیتا بارہ بارہ زورقیں ایک دن ایک رات میں صرف میرے صرف میں آتیں پونے تین مہینے کے قیام مکہ معظمہ میں میں نے حساب کیا تو تقریباً چار من زم زم شریف میرے پینے میں آیا ہوگا۔

اس طول مرض میں کئی ہفتہ حاضری مسجد اقدس سے محروم رہا کہ میں جس بالا خانہ پر تھا چالیس زینے کا تھا اس سے اترنا اور چڑھنا مقصود تھا۔ مسجد الحرام شریف میں کوئی نا آشنا سا بزرگ میرے بھائی مولوی محمد رضا خاں کو ملے تو فرمایا کئی دن سے تمہارے بھائی کو نہ دیکھا انہوں نے عرض کیا علیل ہیں۔ پانی دم فرما کر دیا کہ یہ پلاؤ

اور اگر بخار باقی رہے تو میں دس بجے دن کے تم کو یہیں ملوں گا۔ دس بجے دن کے
بخار رہا نہ وہ ملے۔

حضرت عطاء بہت اس کے متمنی رہتے کہ کسی طرح میرا قیام وہاں زائد ہو
حضرت مولانا سید اسماعیل نے فرمایا یہاں کی شدت گرمی تمہارے لئے باعث تپ
ہے۔ طائف شریف میں موسم نہایت معتدل اور وہاں میرا مکان بہت پرفضا ہے چلئے
گرمی کا موسم وہاں گزاریں۔ میں نے گزارش کی اس حالت مرض میں قابلیت سفر ہو
سرکار اعظم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ہی کی حاضری ہو۔ ہنس کر فرمایا میرا مقصود یہ تھا کہ چند مہینے وہاں
تنہائی میں رہ کر تم سے کچھ پڑھتے کہ یہاں تو آمد شد کے ہجوم سے تمہیں فرصت نہیں۔
مولانا شیخ صالح کمال نے فرمایا: اجازت ہو تو ہم یہاں تمہاری شادی کی تجویز کریں
میں نے کہا وہ کنیز بارگاہ الٰہی جسے میں اس کے دربار میں لایا اور اس نے مناسک حج اد
کئے کیا اس کا بدلہ یہی ہے کہ میں اسے یوں مغموم کروں؟ فرمایا ہمارا خیال یہ تھا کہ یوں
یہاں تمہارے قیام کا سامان ہو جاتا۔

جب اواخر محرم میں بفضلہٖ تعالیٰ صحت ہوئی وہاں ایک سلطان حمام ہے میں
اس میں نہایا' باہر نکال ہوں کہ ابر دیکھا' حرم شریف پہنچتے پہنچتے برسنا شروع ہوا۔ مجھے
حدیث یاد آئی کہ جو مینہ برستے میں طواف کرے وہ رحمت الٰہی میں تیرتا ہے فوراً سنگ
اسود شریف کا بوسہ لے کر بارش ہی میں سات پھیرے طواف کیا بخار پھر عود کر آیا
مولانا سید اسمٰعیل نے فرمایا: ایک ضعیف حدیث کے لئے تم نے اپنے بدن کی یہ بے
احتیاطی کی؟ میں نے کہا: حدیث ضعیف ہے مگر امید بحمدہٖ تعالیٰ قوی ہے۔ یہ طواف
بحمدہٖ تعالیٰ بہت مزے کا تھا۔

الغرض سفر حرمین طیبین کے موقعہ پر علمائے حرمین نے اعلیٰ حضرت فاضل
بریلوی رحمتہ اللہ علیہ کی بڑی قدر و منزلت فرمائی۔ علمائے مکہ نے آپ رحمتہ اللہ علیہ کو

ٹ کے متعلق ایک استفتاء پیش کیا جو علمائے حرمین کے لئے عقدہ لاینحل بنا ہوا تھا
نانچہ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمتہ اللہ علیہ نے اپنی شاندار علمی قابلیت کی بناء پر قلم
ٹھایا اور عربی میں اس کا جواب تحریر فرمایا اور اس کا یہ نام تجویز فرمایا: "کفل الفقیہ
فاھم فی احکام قرطاس الدراھم" جواب کو پڑھ کر علمائے حرمین آپ کی
لمی قابلیت سے بے حد متاثر ہوئے۔ اس بارے میں خود اعلیٰ حضرت رحمتہ اللہ علیہ
رماتے ہیں کہ اس (کفل الفقیہ) کی تصنیف کا ذریعہ یہ ہوا کہ انہیں دنوں میں مولانا
بداللہ مراد' مولانا حامد (احمد جداوی نے نوٹ کے بارے میں فقیر سے استفتاء کیا تھا
س میں بارہ سوال تھے اور میں نے با کمال استعجال اس کے جواب میں رسالہ کفل
لفقیہ الفاھم فی احکام قرطاس الدرام تصنیف کیا۔

اس سفر کے دوران "کفل الفقیہ" کے علاوہ ایک اور اہم کتاب آپ رحمتہ
اللہ نے علمائے مکہ کے ایک استفتاء کے جواب میں تحریر فرمائی اور اس کا یہ نام تجویز
فرمایا۔

"الدولته الملکیته بالماده الغیّبه"

اس بارے میں خود اعلیٰ حضرت رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس بار سرکار حرم
محترم میں میری حاضری بے اپنے ارادے کے جس غیر متوقع طور اور غیر معمولی
طریقوں پر ہوئی وہ حکمت الٰہیہ یہاں آ کر کھلی' سننے میں آیا کہ وہابیہ پہلے سے آئے
ہوتے ہیں جن میں خلیل احمد انبیٹھوی اور بعض وزرائے ریاست و دیگر اہل ثروت بھی
ہیں اور مسئلہ علم غیب چھیڑا ہے اور اس کے متعلق کچھ سوال علمائے مکہ حضرت مولانا شیخ
صالح کمال سابق قاضی مکہ و مفتی حنفیہ کی خدمت میں پیش ہوا ہے۔

(چنانچہ) حضرت مولانا شیخ صالح کمال نے ایک پرچہ نکالا جس پر علم غیب
کے متعلق پانچ سوال تھے اور مجھ سے فرمایا یہ سوال وہابیہ نے کئے ہیں اور آپ سے

جواب مقصود ہے میں نے گزارش کی کہ قلم و دوات دیجئے حضرت مولانا شیخ کمال' و مولانا سید اسماعیل و مولانا سید خلیل سب اکابر نے کہ تشریف فرما تھے ارشاد فرمایا کہ ہم ایسا فوری جواب نہیں چاہتے بلکہ ایسا جواب ہو کہ خبیثوں کے دانت کھٹے ہوں میں نے عرض کی کہ اس کے لئے تو قدرے مہلت چاہیے دو گھڑی دن باقی ہے اس میں کیا ہو سکتا ہے حضرت مولانا شیخ کمال نے فرمایا کہ کل سہ شنبہ' پرسوں چہار شنبہ ہے ان دو روز میں ہو کر پنج شنبہ کو مجھے مل جائے کہ میں شریف (شریف مکہ) کے سامنے پیش کر دوں میں نے اپنے رب عزوجل کی عنایت اور اپنے نبی کی اعانت پر بھروسہ کر کے وعدہ کر لیا اور شان الٰہی کہ دوسرے ہی دن سے بخار نے پھر عود کیا اسی حالت تپ میں رسالہ تصنیف کرتا اور حامد رضا خان تبیض (خوشخط) کرتے اس کا شہرہ مکہ معظمہ میں ہوا کہ وہابیہ نے فلاں کی طرف سوال متوجہ کیا ہے اور وہ جواب لکھ رہا ہے (الغرض) الدولۃ المکیہ بالمادۃ الغیب اس کا تاریخی نام ہوا اور پنج شنبہ کی صبح ہی کو حضرت مولانا شیخ صالح کمال کی خدمت میں پہنچا دی گئی۔ اول (کتاب) سے متعدد نقلیں مکہ معظمہ کے علمائے کرام نے لیں اور تمام مکہ معظمہ میں کتاب کا شہرہ ہوا۔ وہابیہ پر اوس پڑ گئی۔

اس کے بعد صفر کے پہلے عشرہ میں اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ مدینہ منورہ حاضری کا قصد فرمایا اس کے بارے میں آپ رحمۃ اللہ علیہ نے جو بیان فرمایا اس کا خلاصہ کچھ یوں ہے کہ فرماتے ہیں کہ صفحہ کے پہلے عشرہ میں عزم حاضری سرکار اعظم مصمم ہو گیا اونٹ کرایا کر لیے سب اشرفیاں' پیشگی دے دیں آج سب اکابر علماء سے رخصت ہونے کو ملا چنانچہ ہر جگہ چائے پینی ہوئی اور چائے گردے کو مضر ہے اور میرے گردے ضعیف' رات کو معاذ اللہ پیشرفت جوابی گردہ کا درد ہوا ساری شب جاگتے کٹی صبح ہی سفر کا قصد تھا کہ مجبوراً ملتوی رہا۔ جمالوں (اونٹ والوں) سے کہہ دیا گیا کہ تاشفا نہیں جا سکتے وہ چلے گئے اور اشرفیاں بھی انہیں کے ساتھ گئیں دو ہفتے سے

زیادہ تک معالجے کیے بحمد اللہ تعالیٰ شفا ہوئی مگر اب بھی دن میں پانچ چھ بار چمک ہو
جاتی تھی اسی حالت میں دوبارہ اونٹ کرایا کئے سب نے کہا کہ اونٹ کی سواری میں ہال
(چکر) بہت ہوگی اور حال یہ ہے مگر میں نے نہ مانا اور توکلا علیٰ اللہ تعالیٰ چوبیس صفر
۱۳۲۴ھ کعبہ تن سے کعبہ جان کی طرف روانہ ہوا ان کے کرم کے صدقے ان سے
استعانت عرض کی اور ان کا نام پاک لے کر اونٹ پر سوار ہوا۔ ہال (چکر) کا ضرر پہنچ
درکنار وہ چمک کے روزانہ پانچ چھ بار ہو جاتی تھی دفعتاً دفع ہوگئی وہ دن بعد آج کا دن
ایک قرن سے زیادہ گزرا کہ بفضلہٖ تعالیٰ اب تک نہ ہوئی۔ یہ ہے ان کی رحمت یہ ہے
ان سے استعانت کی برکت۔

پہلی رات کہ جنگل میں آئی صبح کے مثل روشن معلوم ہوتی تھی جس کا اشار
میں نے اپنے قصیدہ "حضور جان نور" میں کیا جو حاضری دربارِ معلیٰ میں لکھا گیا تھا۔

وہ دیکھ جگمگاتی ہے شب اور قمر ابھی
پہروں نہیں کہ بہت و چہارم صفر کی ہے

(پھر) جدہ سے کشتی میں سوار ہوئے تین روزہ میں کشتی رابغ پہنچی۔ ر
۔ ول شریف کا ہلال ہم کو یہیں ہوا (نظر آیا) یہاں سے اونٹ کرایا کئے گئے نماز عص
پڑھ کر سوار ہوتا ہوا۔ راہ میں جب بیر شیخ پہنچے منزل چند میل باقی تھی اور وقت فجر تھو
جمالوں نے منزل ہی پر رکنا چاہا جب تک وقت نماز نہ رہتا میں اور میرے رفقاء ا
بڑے قافلہ چلا گیا' کرچ کا ڈول پاس تھا رسی نہیں اور کنواں گہرا' عمامے باندھ کر پا
بھر ا' وضو کیا' بحمد اللہ تعالیٰ نماز ہوگئی' اب یہ فکر لاحق ہوئی کہ طول مرض سے ضعف شدی
ہے اتنے میل پیادہ کیوں کر چلنا ہوگا منہ پھیر کر دیکھا' ایک جمال (اونٹ والا) محض
اجنبی اپنا اونٹ لئے میرے انتظار میں کھڑا ہے' حمد الٰہی بجالایا اس پر سوار ہوا۔ کچھ د
آگے چلے تھے کہ میرا اپنا جمال اپنا اونٹ لئے کھڑا تھا اس سے پوچھا تو کہا جب قا فل

کے جمال نہ ٹھہرے، میں نے سوچا شیخ کو تکلیف ہوگی' قافلہ میں سے اونٹ کھول کر
واپس لایا یہ سب میری سرکار کی رحمتیں تھیں ﷺ ورنہ کہاں یہ فقیر اور کہاں وحشی مزاج
جمال اوران کی یہ فاروق العادات روشیں؟ بحمدہ اللہ تعالیٰ' اکیس روز حاضری نصیب
ہوئی۔ بارہویں شریف کی مجلس مبارک یہیں ہوئی۔ ایام اقامت سرکار اعظم میں
صرف ایک بار مسجد قبا کو گیا اور ایک بار زیارت حضرت سیدالشہداء حمزہ کو حاضر ہوا
باقی سرکار اقدس (ﷺ) ہی کی حاضری رکھی۔ سرکار کریم ہیں اپنے کرم سے قبول
فرمائیں اور خیریت ظاہر و باطن کے ساتھ پھر بلائیں)

ہم کو مشکل ہے انہیں آسان ہے

حرمین طیبین کا یہ دوسرا سفر چونکہ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمتہ اللہ علیہ کا
خاص حضور پرنور ﷺ کی زیارت پاک کے لئے تھا۔ چنانچہ ویسا ہی ہوا آپ رحمتہ اللہ
علیہ مدینہ منورہ حاضر ہوئے شوق دیدار میں روضہ شریف کے مواجیہ میں درود شریف
پڑھتے رہتے' آپ کو یقین تھا کہ سرکار ابد قرار ﷺ ضرور عزت افزائی فرمائیں
گے۔ اور بالمواجیہ زیارت سے مشرف فرمائیں گے مگر پہلی شب ایسا نہ ہوا تو کچھ رنجیدہ
خاطر ہو کر ایک غزل لکھی جس کا مطلع یہ ہے۔

وہ سوئے لالہ زار پھرتے ہیں
تیرے دن اے بہار پھرتے ہیں

اس غزل کے مقطع میں اسی محرومی کی طرف اشارہ ہے:

کوئی کیوں پوچھے تیری بات رضا
تجھ سے کتے ہزار پھرتے ہیں

یہ غزل مواجہہ شریف میں عرض کر کے انتظار میں مؤدب بیٹھے ہوئے تھے کہ
قسمت جاگ اٹھی اور چشمان سر سے بیداری میں زیارت حضور اقدس ﷺ سے

مشرف باسعادت ہوئے۔

• اعلیٰ حضرت رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ (مدینہ منورہ سے رخصت ہوتے)
چلتے وقت حضرات مدینہ کریمہ نے بیرون شہر دور تک مشایعت فرمائی اب مجھ میں
طاقت تھی ان کی معاودت تک میں بھی پیادہ ہی رہا اونٹ جدہ کے لئے کئے تھے۔ جدہ
پہنچ کر جہاز تیار ملا بمبئی کے ٹکٹ بٹ رہے تھے خریدے اور روانہ ہوئے جب عدن
پہنچے معلوم ہوا کہ جہاز والے نے کہا وہ لفظی تھا دھوکہ دیا عدن پہنچ کر اعلان کیا کہ جہاز
کراچی جائے گا۔ راستہ میں طوفان آیا اور ایسا سخت کہ جہاز کا لنگر ٹوٹ گیا سخت
ہولناک آواز پیدا ہوئی مگر دعاؤں کی برکت کہ مولیٰ تعالیٰ نے ہر طرح امان
رکھی۔ جب کراچی پہنچے ہمارے پاس صرف دو روپے باقی تھے اور اس زمانے تک
وہاں کسی سے تعارف نہ تھا جہاز کنارے کے قریب ہی لگا اور عین ساحل پر چنگی کی
چوکی، جس پر انگریز یا کوئی گورا نوکر، اسباب کثیر یہاں محصول تک دینے کو نہیں، ہر چیز کی
تعلیم و دعا ارشاد فرمانے والے پر بے شمار درود و سلام ان کی ارشاد ہوئی دعا پڑھی وہ گورا
آیا اور اسباب دیکھ کر بارہ آنے محصول کیا، ہم نے شکر الٰہی کیا اور بارہ آنے دے
دیئے چند منٹ بعد وہ پھر واپس آیا اور کہا نہیں نہیں اسباب دکھاؤ، سب صندوق وغیرہ
دیکھے اور پھر بارہ ہی آنے کہہ کر چلا گیا۔ پھر واپس آیا اور سب صندوق کھلوا کر اندر
سے دیکھے اور پھر بارہ ہی آنے کہے اور رسید دے کر چلا گیا اب سوا روپے باقی رہا اس
میں سے منجھلے بھائی مرحوم مولوی حسن رضا خان کو تار دیا کہ دو سو روپے بھیجو بارہ روپے
پہنچ گئے بمبئی کے احباب وہاں لے جانے پر مصر ہوئے وہاں جانا پڑا مولوی حکیم
عبدالرحیم وغیرہ احباب احمد آباد کو اطلاع ہوئی آدمی بھیجے با اصرار احمد آباد چلے گئے
(زنانی) سواریوں کو بمبئی سے محمد رضا خان و حامد رضا خان کے ساتھ روانہ کر دیا تھا
میں ہندوستان میں اترنے سے ایک مہینہ بعد (اپنے) مکان پر پہنچا۔

اعلیٰ حضرت علیہ رحمتہ الرحمٰن کا علم وقابلیت:

اعلیٰ حضرت علیہ رحمتہ الرحمٰن نے بعض علوم اپنے دور کے متبحر علماء سے حاصل کیے اور باقی تمام علوم اپنی خداداد قابلیت کی بناء پر اور وسیع مطالعے کے ذریعے حاصل کیے اور یوں تقریباً ۷۰ سے زائد علوم میں حیرت انگیز و بے مثل مہارت حاصل کی اور وبیش ۵۰ علوم میں قلم اٹھایا اور گرانقدر شاندار کتب تصنیف فرمائیں۔

علم ریاضی میں بھی آپ علیہ رحمہ الرحمٰن یگانہ روزگار تھے اس کا اندازہ اس واقعہ سے بخوبی لگایا جا سکتا ہے کہ مسلم یونیورسٹی علی گڑھ کے وائس چانسلر جنہوں نے ہندوستان کے علاوہ غیر ممالک میں تعلیم پائی تھی اور ریاضی میں کمال حاصل کیا تھا او ہندوستان میں کافی شہرت رکھتے تھے اتفاق سے ان کو ریاضی کے کسی مسئلے میں اشتبا ہوا ہر چند کوشش کی مگر مسئلہ حل نہ ہوا چونکہ صاحب حیثیت تھے اور علم کے شائق' اس لئے قصد کیا کہ جرمن جا کر اس کو حل کریں حسن اتفاق سے جناب مولانا سید سلیمان اشرف صاحب بہاری پروفیسر دینیات مسلم یونیورسٹی سے اس کا ذکر کیا انہوں نے مشورہ دیا کہ آپ بریلی جا کر اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا خان صاحب سے دریافت کیجئے۔ وہ ضرور حل کر دیں گے۔

ان کو سخت تعجب ہوا کہ ایک عالم دین بھی اس علم کو نہ صرف جانتا ہے بلکہ اس میں کمال رکھتا ہے چنانچہ انہیں اعلیٰ حضرت سے ملنے کا اشتیاق پیدا ہوا اور علی گڑھ میں اپنے حلقہ احباب میں اسکا تذکرہ کیا تو لوگوں نے منع کیا کہ ہرگز مت جایئے گا وہ بہت ہی سخت مولوی ہیں اور آپ ہیں علی گڑھ داڑھی منڈے۔ مولانا آپ سے بات بھی نہ کریں گے۔ مگر انہوں نے اپنا ارادہ نہ بدلا اور جناب مولانا سید سلیمان اشرف صاحب بہاری سے مشورہ کیا تو انہوں نے فرمایا کہ ضرور جایئے۔ مخالفین نے اعلیٰ

حضرت کو مشہور کر رکھا ہے کہ وہ بہت سخت ہیں تیز مزاج ہیں ورنہ آپ ان سے مل کر بہت خوش ہوں گے اور ان کا اخلاق دیکھ کر تعجب کریں گے۔ چنانچہ وائس چانسلر صاحب بارگاہ رضویت میں حاضر ہو گئے اور اعلیٰ حضرت علیہ رحمتہ الرحمٰن سے اپنا مسئلہ بیان کیا اعلیٰ حضرت علیہ رحمتہ الرحمٰن نے اسی نشست اس سوال کا تشفی بخش جواب دے دیا۔ وائس چانسلر کو بے حد حیرت ہوئی انہوں نے انتہائی حیرت سے کہا کہ میں تو اس سوال کے جواب کے لئے جرمن جانا چاہتا تھا وہ تو اتفاقاً ہمارے دینیات کے پروفیسر مولانا سید سلیمان اشرف صاحب نے میری راہنمائی فرمائی اور میں یہاں حاضر ہو گیا یوں معلوم ہوتا ہے کہ آپ اس مسئلہ کو کتاب میں دیکھ رہے ہوں۔ حضور اعلیٰ حضرت خلیفہ رحمتہ الرحمٰن نے اپنا ایک قلمی رسالہ جس میں اکثر اشکال مثلث اور دائرے بنے تھے انہوں نے وہ وائس چانسلر کو دکھایا تو وہ نہایت حیرت واستعجاب سے اسے دیکھنے لگے اور کہنے لگے کہ میں نے اس علم کو حاصل کرنے میں غیر ممالک کے اکثر سفر کئے مگر یہ باتیں کہیں بھی حاصل نہ ہوئیں میں تو اپنے آپ کو بالکل طفل مکتب سمجھ رہا ہوں۔ مولانا یہ تو فرمایئے آپ کا اس فن میں استاد کون ہے؟ آپ نے ارشاد فرمایا میرا کوئی استاد نہیں ہے میں نے اپنے والد ماجد علیہ الرحمتہ سے صرف چار قاعدے جمع، تفریق، ضرب، تقسیم محض اس لئے سیکھے تھے کہ ترکہ کے مسائل میں ان کی ضرورت پڑتی ہے شرح چغمینی شروع کی تھی کہ حضرت والد ماجد نے فرمایا تم کیوں اپنا وقت اس میں صرف کرتے ہو؟ مصطفیٰ پیارے ﷺ کی بارگاہ سے یہ تم کو خود ہی سکھا دیئے جائیں گے۔ چنانچہ یہ جو کچھ آپ دیکھ رہے ہیں، مکان کی چار دیواری کے اندر بیٹھا خود ہی کرتا رہتا ہوں یہ سب سرکار رسالت ﷺ کا کرم ہے۔

پھر وائس چانسلر سے کہنے لگے افسوس یہ ہے کہ میں عربی سے ناواقف ہوں کیا ہی اچھا ہوتا کہ عربی کتب کا ترجمہ اردو میں ہو جاتا پھر میں انگریزی میں اس کو

ترجمہ کر کے شائع کر دیتا۔ الغرض وہ شاداں و فرحاں علی گڑھ واپس ہوئے اور اعلیٰ حضرت علیہ رحمۃ الرحمٰن کی شخصیت سے سے اس قدر متاثر ہوئے کہ داڑھی رکھ لی اور صوم وصلوٰۃ کے پابند ہوگئے۔

بعد میں کسی نے ان سے دریافت کیا کہ مجھے معلوم ہوا ہے کہ آپ ریاضی کا کوئی مسئلہ معلوم کرنے اعلیٰ حضرت علیہ رحمۃ الرحمٰن کی خدمت میں تشریف لے گئے تھے آپ نے اعلیٰ حضرت کو کیسا پایا انہوں نے کہا بہت ہی خلیق' منکر المزاج اور ریاضی بہت اچھی جانتے ہیں باوجود اس کے کہ کسی سے پڑھا نہیں ان کو علم لدنی حاصل ہے میرے سوال کا جواب جو بہت مشکل اور لاحل تھا اس کا فی البدیہ جواب دیا گویا اسی مسئلہ پر عرصہ سے ریسرچ کیا ہے۔

علیٰ حضرت علیہ رحمۃ الرحمٰن علم توقیت میں بھی کمال رکھتے تھے اور آپ کا یہ کمال حد ایجاد کے درجے پر تھا یعنی آپ کو اس فن کا موجد کہا جائے تو بے جا نہ ہوگا ملک العلماء حضرت ظفر الدین بہاری فرماتے ہیں کہ علم توقیت پر علماء جستہ جستہ اس کو مختلف مقامات پر لکھا ہے لیکن میرے علم میں کوئی مستقل کتاب اس فن میں نہ تھی چنانچہ جب میں نے اور میرے ساتھ مولوی سید شاہ غلام محمد صاحب بہاری' مولانا مولوی حکیم سید شاہ عزیز غوث صاحب بریلوی' مولوی سید محمود جان صاحب بریلوی حضرت حجتہ الاسلام مولانا شاہ حامد رضا خان صاحب بریلوی اور مولوی نواب مرزا صاحب بریلوی نے اس فن کو حاصل کرنا شروع کیا تو کوئی کتاب اس فن کی نہ تھی جسے ہم لوگ پڑھتے اسی وجہ سے اعلیٰ حضرت خود ہی اس کے قواعد زبانی ارشاد فرماتے اسی کو ہم لوگ لکھ لیتے اور اسی کے مطابق عمل کرتے کے اوقات نصف النہار' طلوع' صبح صادق' عشاء' ضحوۂ کبریٰ ختم ہو جاتے یہ فن یہیں تک تو دو ایک لوگوں کی کاپیوں میں لکھا رہے پھر میں نے ان سب کو ایک کتاب میں جمع کیا ہے پوری توضیح و تشریح کے ساتھ مع مثال بلکہ امثلہ لکھ کر

اس کا نام الجواہر والیواقیت فی علم والتوقیت معروف بہ توضیح التوفیت رکھا۔

الغرض یہ اعلیٰ حضرت کے اس فن میں علمی کارنامے ہیں یعنی قواعد کے ذریعے یہ معلوم کر لینا کہ کس وقت آفتاب طلوع کرے گا اور وہ کس وقت غروب وغیرہ ساتھ ساتھ ستاروں کی معرفت اور ان کی چال کی شناخت اس قدر زبردست تھی کہ مولوی برکات احمد صاحب صدیقی پہلی بھیتی نبیرہ مولوی عبداللطیف صاحب برادر خورد حضرت محدث سورتی مولانا شاہ وصی احمد صاحب کا بیان ہے کہ اعلیٰ حضرت کو ستارہ شناسی میں اس قدر کمال تھا کہ آفتاب کو دیکھ کر گھڑی ملا لیا کرتے تھے اور بالکل صحیح وقت ہوتا ایک منٹ کا بھی فرق نہ پڑتا۔

ایک مرتبہ اعلیٰ حضرت بدایوں تشریف لے گئے اور مولانا شاہ عبدالقادر برکاتی معینی کے یہاں مہمان تھے جو مدرسہ قادریہ سحد خرما میں خود امامت فرماتے تھے جب فجر کی تکبیر شروع ہوئی تو حضرت عبدالقادر صاحب نے اعلیٰ حضرت علیہ رحمتہ الرحمٰن کو امامت کے لئے آگے بڑھایا اعلیٰ حضرت نے نماز فجر کی امامت فرمائی اور قرآت اتنی طویل فرمائی کہ مولانا عبدالقادر صاحب کو بعد سلام کے شک ہوا کہ آفتاب طلوع نہیں ہو گیا مسجد سے نکل نکل کر لوگ آفتاب کی جانب دیکھنے لگے یہ حال دیکھ کر اعلیٰ حضرت نے فرمایا ''آفتاب نکلنے میں ابھی تین منٹ اڑتالیس سیکنڈ باقی ہیں یہ سن کر لوگ خاموش ہو گئے۔ چنانچہ اعلیٰ حضرت نے جو فرمایا تھا ویسا ہی ہوا۔

ملک العلماء ظفر الدین بہاری فرماتے ہیں کہ علم تکسیر بھی اس زمانہ میں انہیں علوم میں سے ہے جس کے جاننے والے ہر صوبہ میں ایک یا دو شخص ہوں گے۔ ایک دفعہ ایک شاہ صاحب مدرسہ اسلامیہ شمس الہدیٰ تشریف لائے اور اپنی عزت بنانے اور وقار جمانے کو ادھر ادھر کی بات کرتے ہوئے فن تکسیر کی واقفیت کا ذکر کیا چنانچہ مولانا مولوی مقبول احمد خان صاحب نے فرمایا کہ میرے مدرسہ میں بھی ایک مدرس مولانا

ظفر الدین صاحب ہیں وہ بھی فن تکسیر جانتے ہیں انہیں سن کر بہت حیرت ہوئی۔ بولے کہ ان سے میری ملاقات کرا دیجئے گا چنانچہ ایک دن مولانا صاحب موصوف شاہ صاحب کو لئے ہوئے میرے پاس تشریف لائے اور بتایا کہ شاہ صاحب بھی فن تکسیر جانتے ہیں میں نے کہا کہ اس سے بڑھ کر اور کیا کمال ہوگا کہ آپ وہ فن جانتے ہیں جس کے جاننے والے روئے زمین سے معدوم ومفقود نہیں تو قلیل الوجود ضرور ہیں پھر میں نے ان شاہ صاحب سے پوچھا جناب مربع کتنے طریقے سے بھرتے ہیں؟

انہوں نے بہت فخریہ کہا سولہ طریقے سے میں نے کہا بس؟ اس پر کہنے لگے اور آپ؟ میں نے کہا گیارہ سو باون طریقے سے بولے سچ؟ میں نے کہا جھوٹ کہنا ہوتا تو کیا لاکھ دو لاکھ کا عدد مجھے معلوم نہ تھا گیارہ سو باون کی کیا خصوصیت تھی؟ کہنے لگے میرے سامنے بھر سکتے ہیں میں نے کہا ضرور' بلکہ میں نے بھر کر رکھ دیا ہے آج میرے ساتھ دریاپور تشریف لے چلیں۔ پوچھا آپ نے کن سے سیکھا؟ میں نے امام اہلسنت اعلیٰ حضرت کا نام لیا تو پوچھا اعلیٰ حضرت کتنے طریقوں سے بھرتے ہیں؟ میں نے کہا تئیس سو طریقے سے' کہنے لگے آپ نے اور کیوں نہیں سیکھا؟ میں نے کہا وہ تو علم کے سمندر ہیں جس فن کا ذکر آیا ایسی گفتگو فرماتے کہ معلوم ہوتا کہ عمر بھر اسی کو سیکھا اور اسی کی کتب بینی فرمائی ہے۔ ان کے علوم کو میں کہاں تک حاصل کر سکتا ہوں الغرض جملہ علوم وفنون کی طرح فن تکسیر سب اعلیٰ حضرت کو نہ صرف واقفیت ہی تھی بلکہ اس فن میں کمال اور مہارت رکھتے تھے بلکہ اگر مجتہد کہا جائے تو مبالغہ نہ ہوگا۔

اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی کو تاریخ گوئی میں وہ کمال اور ملکہ حاصل تھا کہ انسان جتنی دیر میں کوئی مفہوم لفظوں میں ادا کرتا ہے اعلیٰ حضرت اتنی دیر بے تکلف تاریخی مادے اور جملے فرما دیا کرتے تھے جس کا ایک بڑا ثبوت حضور کی کتابوں میں

اکثر و بیشتر کا تاریخی نام اور وہ بھی ایسا چسپاں کہ بالکل مضمون کتاب کی توضیح و تفصیل
کرنے والا۔

۱۲۸۶ء میں اعلیٰ حضرت کی عمر شریف کا چودھواں سال تھا کہ ایک شخص حاضر
ہوا اور عرض کیا ایک صاحب نے امام باڑہ بنایا ہے اور چاہتا ہے کہ کوئی تاریخی نام
دروازہ پر کتبہ کر دیں حضور اعلیٰ حضرت نے فی البدیہ فرمایا اس سے کہو بند رفض
(۱۲۸۶ھ) رکھ لے اس سے اس جواب کو سن کر بولا کہ امام باڑہ گزشتہ سال ہی تیار
چکا ہے مقصد یہ تھا کہ حضور دوسرا لفظ فرمائیں گے جس میں رفض نہ ہوگا مگر حضور اعلیٰ
نے فرمایا تو دار رفض (۱۲۸۶ھ) رکھ لے یہ سن کر وہ چپ ہو گیا پھر عرض کیا اس کی
ابتداء (۸۴ھ) ہی میں کی تھی اس لئے اسی سن کا نام ہونا مناسب ہے ارشاد فرمایا تو
رفض (۱۲۸۴ھ) رکھ لے۔

جناب سید ایوب علی صاحب کا بیان ہے کہ پنج شنبہ کا دن تھا اور صبح کا وقت
حضور حجام سے خط بنوا رہے تھے میں قریب ہی بیٹھا تھا کہ ڈاک میں ایک کارڈ جناب
مولانا محمد ظفر الدین قادری رضوی فاضل بہاری کا آیا جس میں فرزند ارجمند کی
ولادت کی اطلاع دیتے ہوئے تاریخی نام تجویز فرمانے کی درخواست کی تھی۔ حضور
اعلیٰ حضرت نے سنتے ہی فی البدیہ فرمایا نام تو مختار الدین (۱۳۳۶ھ) ہو
چاہئے۔ پھر مجھے فرمایا دیکھئے۔ تو سید صاحب شاید تاریخ ہو گئی میں نے جو شمار کیا
پورے ۱۳۳۶ھ ہوئے اور یہی سن ولادت تھا۔

جناب سید ایوب علی صاحب ہی کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ بعد نماز جمعہ چند
اعلیٰ حضرت پھاٹک میں تشریف فرما تھے چاروں طرف حاضرین کا مجمع تھا ایک
صاحب نے دریافت کیا کہ اسم اعظم کیا ہے؟ آپ نے ارشاد فرمایا کہ اسم اعظم جد
ہے پھر ایک نظر حاضرین پر ڈالی پھر باری باری ہر ایک سے بلا تکلف فرمانے لگے

تمہارے لئے اسم اعظم ہے یہ تمہارے لئے اسم اعظم ہے چنانچہ مجموعت ... یا
لطیف یا اللہ پڑھا کرو پھر آخر میں فرمایا کہ ہر ایک صاحب کے نام میں جو حروف ہیں
ان کے با قاعدہ ابجد جو مجموعی تعداد ہے اس کے ہم عدد اسمائے الہیہ میں ایک اسم ...
دو اسم دوگنی مرتبہ ہر روز پڑھا کریں یہ اس کے لئے مفید ہے۔

غرض یہ کہ اس واقعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ حضور اعلیٰ حضرت کو تاریخ گوئی
میں کس درجہ ملکہ تھا یعنی الفاظ تاریخی گویا نوک زبان پر تھے جبھی تو نظر کے ساتھ ساتھ
برجستہ ہر ایک کا اسم اعظم فرما دیا۔

ایسا ہی ایک واقعہ ملک العلماء ظفر الدین بہاری بیان فرماتے ہیں کہ سید شاہ
ابوالحسن صاحب جو میرے مخلص دوستوں میں سے ہیں مجھ سے ملنے بریلی شریف
لائے میں اس زمانہ میں بریلی میں نہ تھا بلکہ ایک مناظرہ میں رنگون گیا ہوا تھا سید
صاحب موصوف نے اعلیٰ حضرت کے اخلاق کریمانہ وسادات نوازی کی وجہ سے کئی
دن قیام کیا ایک روز انہوں نے بھی خیر و برکت کیلئے کوئی وظیفہ اور اسم اعظم دریافت کیا
حضور اعلیٰ حضرت نے سنتے ہی ارشاد فرمایا کہ آپ کے لئے اسم اعظم یا محسن ہے۔

یہاں بھی آپ کی مہارت وقابلیت بالکل واضح طور پر محسوس ہوتی ہے اور یہ
کہنا بالکل بلا مبالغہ ہے کہ جس طرح ہر پڑھے لکھے کے نزدیک لفظ کے تصور یا تلفظ
کے ساتھ اس کے معنی ذہن نشین ہو جاتے ہیں اسی طرح اعلیٰ حضرت کے نزدیک لفظ
کے تصور کے ساتھ اعداد ذہن میں آجاتے تھے۔

اعلیٰ حضرت کی تاریخ گوئی میں مہارت وکمال مزید واضح کرنے کے لئے
اعلیٰ حضرت کا ایک فتویٰ مع استفتاء نقل کرنا افادہ واضافہ سے خالی نہ ہوگا۔

☆☆☆☆☆

استفتاوفتویٰ الہامی

علمائے کرام کا اس میں کیا ارشاد ہے کہ ایک رافضی نے کہا کہ آیہ کریمہ ان من المجر مین منتقمون کے اعداد (۱۲۰۲) ہیں، اور یہی عدد ابوبکر عمر عثمان کے ہیں۔ یہ کیا بات ہے؟ بینوا توجروا۔

المستفتی قاضی فضل احمد لدھیانوی ۲۱/صفر ۱۳۳۹ھ

الجواب

روافض لفہم اللہ تعالیٰ کی بنائے مذہب ایسے ہی اوہام بے سروپا و پادرہوا ہے۔

اولاً: ہر آیت عذاب کے عدد اسمائے اخیار سے مطابق کر سکتے ہیں، اور ہر آیت ثواب کے (عدد) اسمائے کفار سے۔ کہ اسما میں وسعت وسیعہ ہے۔

ثانیاً: امیر المومنین مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ کے تین صاحب زادوں کے نام ابوبکر، عمر، عثمان ہیں۔ رافضی نے آیت کو ادھر پھیرا، کوئی ناصبی ادھر پھیر دے گا، اور دونوں ملعون ہیں۔ حدیث میں ہے سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ کی ولادت پر حضور اقدس ﷺ تشریف لے گئے اور ارشاد فرمایا: ارونی ابنی ماذا سمیتموہ مجھے میرا بیٹا دکھاؤ تم نے اس کا کیا نام رکھا ہے؟ مولیٰ علی نے عرض کی: حرب۔ فرمایا نہیں، بلکہ وہ حسن ہے۔ پھر سیدنا امام حسین ﷺ کی ولادت پر تشریف لے گئے اور فرمایا: مجھے میرا بیٹا دکھاؤ، تم نے اس کا کیا نام رکھا؟ مولیٰ علی نے عرض کی: حرب۔ فرمایا: نہیں، بلکہ وہ حسین ہے۔ پھر حضرت محسن کی ولادت پر وہی فرمایا۔ حضرت علی نے وہی عرض کی۔ فرمایا: نہیں و

محسن ہے۔ پھر فرمایا: میں نے ان بیٹوں کے نام ہارون علیہ السلام کے بیٹوں پر رکھے
شبر، شبیر، مشبر۔ حسن، حسین، محسن ان سے ہم وزن وہم معنیٰ ہیں۔

اس سے مولیٰ علی کرم اللہ وجہہ الکریم کو تنبیہ ہوئی کہ اولاد کے نام سے اخیار
کے ناموں پر رکھنے چاہئیں۔ لہٰذا ان کے بعد صاحبزادوں کے نام ابوبکر، عمر، عثمان
، عباس وغیرہم رکھے۔

ثالثاً: رافضی نے اعداد غلط بتلائے۔ امیر المومنین عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے نام پاک
میں الف نہیں لکھا جاتا، تو عدد ۱۲۰۱ ہیں، نہ کہ دو۔

۱): ہاں اورافضی!

بارہ سو دو عدد کا ہے کے ہیں؟ ابن سبا رافضیہ کے۔

۲): ہاں اورافضی!

بارہ سو دو عدد ان کے ہیں، ابلیس یزید، ابن زیاد، شیطان الطاق، کلینی ابن بابویہ، قمی، طوسی، حلی۔

۳) ہاں اورافضی!

اللہ عزوجل فرماتا ہے:

ان الذین فرقوا دینھم کانوا شیعاً لست منھم فی شئی .

(انعام ۴/۱۴۰)

بے شک جنہوں نے اپنا دین ٹکڑے ٹکڑے کر دیا اور شیعہ ہو گئے اے نبی
تمہیں ان سے کچھ علاقہ نہیں۔

اس آیہ کریمہ کے عدد ۲۸۲۸ ہیں، اور یہی عدد ہیں۔ روافض، اثنا عشریہ،
شیطیہ، اسمٰعیلیہ کے۔ اور اگر اپنی طرح سے اسمعیلیہ میں الف چاہیئے تو یہی
عدد ہیں، روافض، اثنا عشریہ، نصیریہ، اسماعیلیہ کے۔

۴): ہاں اورافضی!

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے لھم اللعنۃ ولھم سوء الدار (رعد۱۳/۲۵) ان کے لئے ہے لعنت اوران کے لئے ہے برا گھر۔اس کے عدد۶۴۴ ہیں اور یہی عدد ہیں' شیطان' الطاق' طوسی' حلی کے۔

۵): نہیں اورافضی!

بلکہ اللہ عزوجل فرماتا ہے: اولئك هم الصديقون والشهداء عند ربهم لهم اجرهم (حدید۵۷/۱۹) وہی اپنے رب کے وہاں صدیق اور شہید ہیں ان کے لئے ان کا ثواب ہے۔اس کے عدد (۱۴۴۵) ہیں اور یہی عدد ہیں ابوبکر' عمر' عثمان' علی' سعید کے۔

۶): نہیں اورافضی!

بلکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: اولئك هم الصديقون والشهداء عند ربهم لهم اجرهم و نورهم ۔ (حدید۵۷/۱۹) وہی اپنے رب کے حضور صدیق وشہید ہیں۔ان کے لئے۔ان کا ثواب اوران کا نور۔اس کے اعداد (۱۷۹۲) ہیں' اور یہی عدد ہیں ابوبکر' عمر' عثمان' علی' طلحہ' زبیر' سعد کے۔

۷): نہیں اورافضی!

بلکہ اللہ عزوجل فرماتا ہے: والذين امنوا بالله و رسوله اولئك هم الصديقون والشهدا عند ربهم لهم اجرهم و نورهم ۔ (حدید ۵۷/۱۹) جولوگ ایمان لائے اللہ اوراس کے رسولوں پر وہی اپنے رب کے نزدیک صدیق وشہید ہیں ان کے لئے ہے ان کا ثواب اوران کا نور۔آیہ کریمہ کے عدد تین ہزار سولہ اور یہی عدد ہیں صدیق' فاروق' ذوالنورین' علی' طلحہ' زبیر' سعد' سعید' ابوعبیدہ' عبدالرحمٰن بن عوف کے۔

الحمد للہ آیہ کریمہ کا تمام وکمال جملہ مدح بھی پورا ہو گیا' اور حضرات عشرہ مبشرہ کے اسمائے طیبہ بھی سب آ گئے۔ جس میں اصلا تکلف اور تصنع کو دخل نہیں۔

کچھ روزوں سے آنکھ دکھتی ہے۔ یہ تمام آیات عذاب و اسمائے اشرار و آیات مدح و اسمائے اخیار کے عدد محض خیال میں مطابق کئے جن میں صرف چند منٹ صرف ہوئے اگر لکھ کر اعداد جوڑے جاتے تو مطابقتوں کی بہار نظر آتی۔ مگر بعونہ تعالیٰ اس قدر بھی کافی ہے۔ **وللہ الھم و للہ تعالیٰ اعلم۔**

غور کا مقام ہے کہ یہ واقعہ اعلیٰ حضرت علیہ رحمتہ الرحمٰن کا بے تامل چند لمحوں میں آیات اعداد کی مطابقت کر دینا یقیناً آپ کی علمی قابلیت و مہارت کا منہ بولتا ثبوت ہے۔

مولوی واجی قاضی فضل احمد سنی حنفی نقشبندی مجددی اپنی کتاب ستطاب انوار آفتاب صداقت میں مزید تحریر فرماتے ہیں کہ متعدد جگہ فرقہ وہابیہ اور معترض پر اعلیٰ حضرت نے نکات اعداد جمل کی مطابقت ملاحظہ فرمائی تو اسی وقت معا بلد غور و تامل کے یوں فرمایا:

جناب نے فرمایا کہ لکھو فقیر نے تعمیل حکم اس طرح پر کی۔

۱۔ **اھلکنھم کانوا مجرمین** کے اعداد (۶۶۸) جو برابر ہیں اعداد رشید احمد گنگوہی کے۔

۲۔ **لقد قالوا کلمتہ الکفر و کفروا بعد اسلامھم** ○ (توبہ ۹/۷۴) کے اعداد (۱۲۶۴) ہیں جو برابر ہیں اشرف علی صاحب تھانوی کے۔

۳۔ **شیطانا مریدا لعنۃ اللہ** (نساء ۴/۱۱۸) کے اعداد (۸۴۷) ہیں اور وہی عدد ہیں حاجی قاسم صاحب نانوتوی کے۔

سبحان اللہ و بحمدہ کیا قدرت الٰہیہ کا تماشہ اور تقدیر الٰہی کا نظارہ ہے کہ گویا اللہ

تبارک و تعالیٰ نے اپنے کرم میں ان لوگوں کے صحت کی طرف اشارہ فرمادیا ہے۔ جو بزرگان رب العلیٰ سورۃ صحت بارگاہِ خدا اس قسم کے کشف والہام سے بیان فرما سکتے ہیں اور عوام کو سمجھا سکتے ہیں۔ ذلك فضل الله يؤتيه من يشاء والله ذو الفضل العظيم۔

ایک مرتبہ شہر بریلی میں ۱۲ ربیع الانور شریف کے عظیم الشان جلسے میں اعلیٰ حضرت علیہ رحمۃ الرحمٰن نے صرف بسم اللہ کے باء جارہ اور اسم اللہ پر مسلسل کئی گھنٹے ایسی تقریر فرمائی جس سے حضور ﷺ کے جود و نوال، جاہ و جلال اور حسن و جمال کے دریا امڈنے لگے آپ نے ان ہی دو لفظوں باء جارہ اور اسم اللہ سے خالص علمی روش پر فضائل رسول ﷺ کے متعلق ایسی ایسی باتیں بیان فرمائیں جن سے اہل علم کے کان بھی آشنا نہ تھے۔

ایک موقعہ پر اعلیٰ حضرت علیہ رحمۃ الرحمٰن مولانا شاہ عبدالقادر بدایونی علیہ رحمہ کے عرس میں بدایوں تشریف لے گئے۔ آپ نے صرف سورہ والضحیٰ پر صبح ۹ بجے سے تین بجے تک مسلسل چھ گھنٹے تقریر فرمائی پھر اسی مجلس عرس میں اعلیٰ حضرت نے فرمایا کہ سورۃ والضحیٰ کی چند آیتوں کی تفسیر میں اسی (۸۰) جز تک لکھ کر چھوڑ دیا کہ اتنا وقت کہاں سے لاؤں کہ پورے قرآن مجید کی تفسیر لکھ سکوں۔

اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی کی شاندار علمی قابلیت کا اندازہ اس بات سے بھی بخوبی لگایا جا سکتا ہے کہ پہلی بار سفر حرمین طیبین کے موقعہ پر مکہ مکرمہ میں بھی آپ نے قیام فرمایا تو آپ کی رحمۃ اللہ علیہ کی علمی قابلیت سے امام شافعی شیخ حسین بن صالح جمل اللیل بے حد متاثر ہوئے اور فرط مسرت سے فرمایا "بے شک میں اس پیشانی میں اللہ کا نور پاتا ہوں"۔

چنانچہ امام موصوف نے اپنی تالیف "الجوہرۃ المضیۃ" کی اردو شرح لکھنے کی

اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمتہ اللہ علیہ سے فرمائش کی لہٰذا اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمتہ اللہ علیہ نے اپنی شاندار علمی قابلیت و بے مثال حافظے کے سبب صرف دو روز میں اس کی شرح تحریر فرمائی۔

اسی طرح دوسری بار زیارت حرمین طیبین کے موقعہ پر بھی حرمین طیبین کے علماء کبار نے اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمتہ اللہ علیہ کی بڑی قدر و منزلت فرمائی۔ علماء مکہ نے آپ رحمتہ اللہ علیہ کو نوٹ کے متعلق ایک استفتاء پیش کیا جو علمائے حرمین کے لئے عقدہ لاینحل بنا ہوا تھا چنانچہ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمتہ اللہ علیہ نے محض اپنی قوت حافظہ اور شاندار علمی قابلیت کی بناء پر قلم اٹھایا اور عربی میں اس کا جواب تحریر فرمایا اور اس کا یہ نام تجویز فرمایا۔

کفل الفقیه الفاھم فی احکام قرطاس الدراھم"

اس جواب کو پڑھ کر علمائے حرمین آپ کی علمی قابلیت سے بے حد متاثر ہوئے۔

"کفل الفقیہ" کے علاوہ ایک اور اہم کتاب علمائے مکہ کے ایک استفتاء کے جواب میں تحریر فرمائی اور اس کا یہ نام تجویز فرمایا۔

"الدولته المکیته بالماده الغیبته"

اس کے بعد اس کی تعلیقات و حواشی تحریر فرما کر اس کا تاریخی نام رکھا۔

"الفیوضات المکیته لمحب الدولت المکیته"

حیرت انگیز بات یہ ہے کہ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمتہ اللہ علیہ نے یہ دونوں کتابیں دوران سفر بغیر کسی کتاب کے مطالعے کے محض اپنی بے مثال قابلیت و شاندار حافظے کی بناء پر تالیف فرمائیں۔ اپ کی سرعت تحریر، جزئیات فقہ پر ماہرانہ قابلیت اور بے مثل قوت حافظہ دیکھ کر علمائے حرمین بھی دنگ رہ گئے۔

اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمتہ اللہ علیہ کے ہم سبق مولوی احسان بھی آپ

رحمتہ اللہ علیہ کے علم وفضل اور ذہانت کی بہت تعریف کیا کرتے تھے ایک مرتبہ فرمایا کہ میں اعلیٰ حضرت قبلہ کا ابتدائی تعلیم عربی میں ہم سبق رہا ہوں شروع ہی سے اعلیٰ حضرت کی ذہانت کا یہ حال تھا کہ استاد سے کبھی ربع (چوتھائی) کتاب سے زیادہ نہیں پڑھی ایک ربع کتاب استاد سے پڑھنے کے بعد بقیہ تمام کتاب ازخود یاد کر کے پڑھ کے سنا دیا کرتے تھے۔

اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمتہ اللہ علیہ کی علمی مہارت وقابلیت کا اندازہ اس واقعہ سے بخوبی لگایا جا سکتا ہے کہ ایک مرتبہ پندرہ پطن کا مناسخہ آیا چونکہ اعلیٰ حضرت کی رائے میں مولانا سید محمد صاحب کچھوچھوی نے فن حساب کی تکمیل باضابطہ کی تھی اور آنہ پائی کا حساب بالکل آسانی سے کرلیا کرتے تھے لہٰذا یہ مناسخہ انہیں کے سپرد کیا گیا۔ مولانا سید محمد صاحب کا بیان ہے کہ ان کا سارا دن اسی مناسخہ کے حل کرنے میں لگ گیا شام کو اعلیٰ حضرت رحمتہ اللہ علیہ کی عادت کریمہ کے مطابق جب بعد نماز عصر پھاٹک میں نشست ہوتی اور فتاوے پیش کئے جانے لگے تو میں نے بھی اپنا قلم بن کیا ہوا جواب اس امید کے ساتھ پیش کیا کہ آج اعلیٰ حضرت کی داد لوں گا چنانچہ پہلے استفتاء سنایا کہ فلاں مرا اور اتنے وارث چھوڑے پھر فلاں مرا اور اتنے وارث چھوڑے غرض پندرہ اموات واقع ہونے کے بعد زندوں پر ان کے حق شرعی کے مطابق ترکہ تقسیم کرنا تھا مرنے والے تو پندرہ تھے مگر زندہ وارث کی تعداد پچاس تھی استفتاء ختم ہوا (اور اس سے پہلے کہ اس کا جواب سنایا جاتا) اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمتہ اللہ علیہ نے بلا تامل فرما دیا کہ آپ نے فلاں کو اتنا فلاں کو اتنا حصہ دیا۔

یعنی ایک پیچیدہ مسئلہ حل کرنے میں سید صاحب نے جو فن حساب میں کمال مہارت رکھتے تھے پھر بھی پورا دن لگا دیا مگر اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمتہ اللہ علیہ نے مسئلہ سنتے ہی بلا تاخیر جواب ارشاد فرما دیا یہ ایسا غیر معمولی حافظہ اور شاندار علمی

قابلیت تھی جس کی مثال سننے میں نہیں آئی۔

جناب سید ایوب علی صاحب کے بیان کا خلاصہ ہے کہ ایک بار اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمتہ اللہ علیہ "مسلم الثبوت" کا مطالعہ فرمارہے تھے کہ حضرت کے والد ماجد مولانا نقی علی خان رحمتہ اللہ علیہ کا تحریر کیا ہوا اعتراض و جواب نظر پڑا جو رئیس الا... صاحب نے مسلم الثبوت پر کیا تھا اور اس کا جواب دیا تھا۔ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمتہ اللہ علیہ نے اس اعتراض کو دفع فرمایا اور متن کی ایسی تحقیق فرمائی۔ کہ سرے سے اعتراض وادرسی نہ تھا۔ جب پڑھنے کے واسطے حضرت والد ماجد صاحب کی خدمت میں حاضر ہوئے تو حضرت کی نظر اعلیٰ حضرت رحمتہ اللہ علیہ کے لکھے ہوئے حاشیے پر پڑی۔ اتنی مسرت ہوئی کہ اٹھ کر سینے سے لگالیا اور فرمایا۔ احمد رضا تم مجھ سے پڑھتے نہیں ہو بلکہ مجھے پڑھاتے ہو۔ پھر اعلیٰ حضرت رحمتہ اللہ علیہ کے ابتدائی استاد مکرم جناب مرزا غلام قادر بیگ صاحب سے فرمایا کہ آپ کا شاگرد احمد رضا مجھ سے پڑھتا نہیں بلکہ مجھ کو پڑھاتا ہے۔

اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمتہ اللہ علیہ بلاشبہ بے مثل علمی قابلیت ومہارت کے مالک تھے۔ مولوی محمد حسین صاحب میرٹھی کے بیان کا خلاصہ ہے کہ میرٹھ کے ایک بہت بڑے رئیس اور بڑے دین دار جنہوں نے گیارہ حج کئے تھے جناب حاجی علاؤ الدین صاحب ایک مرتبہ کوئی مسئلہ پوچھنے اعلیٰ حضرت رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے ساتھ ہی آپ سے ایک مسئلہ ہیئت کا بھی دریافت کیا اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا ان سب میں سے جو سب سے پہلی قسم ہے اس کی بیس قسمیں ہیں پہلی کا نام یہ ہے دوسری کا نام یہ' تیسری کا یہ اسی طرح بیسوں کا نام نمبر وار بتایا پھر فرمایا ان بیس میں جو سب سے پہلے ہے اس کی چالیس قسمیں ہیں اتنا سن کر حاجی صاحب نے عرض کیا حضور میں سب کو معلوم کرنا نہیں چاہتا ہوں۔ اس

ترتیب وار بتا دینے پر وہ سخت حیرت زدہ ہو گئے یوں معلوم ہوتا تھا کہ گویا اعلیٰ حضرت رحمتہ اللہ علیہ یہی مسئلہ ملاحظہ فرما کر تشریف لائے ہوں۔

اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمتہ اللہ علیہ نے ۱۲۸۶ھ بمطابق ۱۸۷۰ء میں صرف تیرہ سال چار ماہ دس دن کی عمر میں رضاعت سے متعلق ایک سوال کے جواب میں پہلا فتویٰ تحریر فرمایا جواب بالکل صحیح تھا۔ والد ماجد رحمتہ اللہ علیہ نے آپ کی ذہانت علمیت وقابلیت کا اندازہ لگا لیا چنانچہ اسی دن سے مسند افتاء آپ کے سپرد فرما دی۔

مولوی اعجاز ولی خان صاحب کے بیان کا خلاصہ ہے کہ اعلیٰ حضرت قبلہ کی عمر کا چودھواں سال تھا اور افتاء کا کام آپ کے سپرد تھا۔ چنانچہ ایک شخص رامپور سے امام المحققین مولانا نقی علی خان رحمتہ اللہ علیہ کی شہرت سن کر بریلی آئے اور جناب مولانا ارشاد حسین صاحب مجددی کا فتویٰ جس پر اکثر علماء کی مواہیر و دستخط ثبت تھے آپ کو پیش کیا آپ نے فرمایا کمرہ میں مولوی صاحب ہیں ان کو دے دیجئے جواب لکھ دینگے وہ کمرہ میں گئے اور آ کر عرض کیا کہ کمرہ میں مولوی صاحب تو نہیں فقط ایک صاجزادہ صاحب ہیں فرمایا انہیں کو دے دیجئے وہ لکھ دینگے انہوں نے کہا حضور میں تو آپ کا شہرہ سن کر آیا تھا حضرت نے فرمایا آج کل وہی فتویٰ لکھا کرتے ہیں ان ہی کو دے دیجئے۔ اعلیٰ حضرت رحمتہ اللہ علیہ نے جو اس فتویٰ کو دیکھا تو ٹھیک نہ تھا اعلیٰ حضرت نے اس جواب کے خلاف جواب تحریر فرمایا اور اپنے والد ماجد کی خدمت میں پیش کیا حضرت نے اس کی تصدیق فرمائی۔ پھر وہ صاحب اس فتویٰ کو دوسرے علماء کے پاس لے گئے ان لوگوں نے مولانا ارشاد حسین کی شہرت دیکھ کر اعلیٰ حضرت کے فتویٰ کے بجائے ان ہی کے فتویٰ کی تصدیق کی۔ جب والی رامپور نواب کلب علی خان صاحب کی خدمت میں وہ فتویٰ پہنچا آپ نے شروع سے آخر تک اس فتویٰ کو پڑھا

اور تصدیقات دیکھیں تو دیکھا کہ سب علماء کی ایک رائے ہے صرف بریلی کے دو
عالموں نے اختلاف کیا ہے۔ چنانچہ حضرت مولانا ارشاد حسین صاحب کو یاد فرمایا
حضرت شریف لائے نواب صاحب نے فتویٰ ان کی خدمت میں پیش کیا۔ حضرت
مولانا نے نہایت دیانت اور انصاف پسندی کا مظاہرہ فرمایا اور کہا کہ فی الحقیقۃ وہی
حکم صحیح ہے جو ان دو صاحبوں نے لکھا' نواب صاحب نے پوچھا پھر اتنے علماء نے
آپ کے فتویٰ کی تصدیق کس طرح کی؟ فرمایا ان لوگوں نے مجھ پر اعتماد میری شہرت
کی وجہ سے کیا لہٰذا میرے فتویٰ کی تصدیق کی ورنہ حق وہی ہے جو ان دو صاحبوں (اعلیٰ
حضرت و مولانا نقی علی خان) نے لکھا ہے۔

ملک العلماء مولانا ظفر الدین بہاری رحمتہ اللہ علیہ کے بیان کا خلاصہ ہے
کہ جامع مسجد شمسی بدایوں کا واقعہ ہے کہ حضرت مولانا عبدالقیوم صاحب بدایونی رحمتہ
اللہ علیہ نے اعلیٰ حضرت رحمتہ اللہ علیہ کے علم میں لائے بغیر موذن مسجد سے کہہ دیا کہ
جمعہ کی نماز کے بعد جناب مولانا احمد رضا خان صاحب کے وعظ کا اعلان کر دینا انہوں
نے فرض جمعہ کے سلام کے ساتھ ہی کھڑے ہو کر اعلان کر دیا کہ

''سب حضرات سنن ونوافل کے بعد تشریف رکھیں' اعلیٰ حضرت مولانا شاہ
احمد رضا خان صاحب بریلوی بیان فرمائیں گے۔

جب اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمتہ اللہ علیہ سنن ونوافل سے فارغ ہوئے
دیکھا کہ سب لوگ انتظار میں ذوق وشوق سے بیٹھے ہیں اعلیٰ حضرت رحمتہ اللہ علیہ نے
عذر فرمایا کہ میں تو وعظ نہیں کہا کرتا تو مولانا عبدالقیوم صاحب نے فرمایا تو آج یہیں
سے وعظ کی ابتداء ہو' اعلیٰ حضرت رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا کہ آپ نے مجھے پہلے سے خبر
نہ دی مولانا نے فرمایا کہ آپ کے لئے اس کی کوئی ضرورت نہیں۔ (آپ تو علم و
قابلیت میں اپنی مثال نہیں رکھتے آپ کو تیاری کی کیا حاجت) چنانچہ اعلیٰ حضرت

حسب اصرار منبر پر تشریف لے گئے اور پورے دو گھنٹے تک نہایت ہی پراثر
زبردست بیان فرمایا۔ مولانا عبدالقیوم صاحب رحمتہ اللہ علیہ نے بعد ختم وعظ و مصا
کیا اور فرمایا کہ کوئی عالم کتب دیکھ کر آنے کے بعد بھی ایسے پراز معلومات' پراثر بیا
سے حاضرین کو محظوظ نہیں کرسکتا یہ وسعت معلومات جناب ہی کا حصہ ہے۔

ایسے ہی جامع مسجد سیتاپور میں ایک صاحب نے بلا اجازت و علم ا
حضرت رحمتہ اللہ علیہ کے بیان کا اعلان کردیا لوگ سننے کے لئے رک گئے چنانچہ موا
عبدالقادر صاحب بدایونی نے فرمایا کہ مولانا! لوگ آپ کے بیان سے مستفید ہو۔
کے لئے رکے ہوئے ہیں اور منتظر ہیں کچھ بیان فرمادیجئے چنانچہ سنن و نوافل ۔
ارغ ہونے کے بعد وضو جدید کر کے سورۃ اعلیٰ کا نہایت ہی پرمغز اعلیٰ بیان فرمایا۔



اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ کی گرانقدر تصانیف

اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک علمی خاندان میں آنکھ
کھولی۔ لہٰذا ہوش سنبھالتے ہی تصنیف وتالیف کا چرچا دیکھا چنانچہ اسی سبب سے آپ
کا میلان زیادہ تر تصنیف وتالیف ہی کی طرف تھا آپ نے مختلف عنوانات پر کم وبیش
ایک ہزار گرانقدر کتب وتصنیف فرمائیں۔ جب آپ رحمۃ اللہ علیہ آٹھ برس کے
ہوئے تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ''ھدایۃ النحو'' کی شرح عربی زبان میں تالیف فرمائی۔
پھر جب تیرہ سال کے ہوئے اس وقت حمد وہدایت کی تعریف میں عربی
زبان میں ایک رسالہ تصنیف فرمایا جس کا ''ضوء النہایۃ فی اعلام الحمد والہدایۃ'' ہے۔
جیسا کہ پہلے تذکرہ ہوا کہ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے
پچاس مختلف علوم پر تصنیفات فرمائیں۔ قارئین کرام کی معلومات میں اضافے کے
لئے درج ذیل ان پچاس علوم وفنون کی فہرست پیش کی جارہی ہے جن میں اعلیٰ
حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ تصنیفات موجود ہیں۔

نمبر شمار	علم وفن	تعداد	نمبر شمار	علم وفن	تعداد
۱	علم عقائد	۳۱	۱۴	علم سیر	۳
۲	اصول حدیث	۲	۱۵	علم فقہ	۱۵۰
۳	علم تفسیر	۶	۱۶	علم لغت	۲
۴	علم تجوید	۲	۱۷	علم اذکار	۵

نمبر	علم	تعداد	نمبر	علم	تعداد
۵	علم رسم خط قرآن	۱	۱۸	علم سلوک	۲
۶	علم الھندسہ	۳	۱۹	علم اخلاق	۲
۷	علم الفضائل	۳۰	۲۰	علم ادب العربی	۶
۸	علم الفرائض	۴	۲۱	علم الجعفر	۳
۹	علم حدیث	۱۱	۲۲	علم تصوف	۳
۱۰	علم کلام	۱۷	۲۳	علم مناظرہ	۱۸
۱۱	علم المناقب	۱۸	۲۴	علم تکسیر	۱
۱۲	اصول فقہ	۹	۲۵	علم الوفق	۱
۱۳	علم ترغیب وترہیب	۱	۲۶	علم الحساب	۱
۲۷	علم تاریخ	۳	۴۱	ردقادیانیہ	۶
۲۸	علم ریاضی	۳	۴۲	ردغیرمقلدین	۲۶
۲۹	علم ہیئت	۳	۴۳	ردلغازی	۳
۳۰	علم زیجات	۱	۴۴	ردگنگوہی	۲۵
۳۱	علم طوقیت	۱۶	۴۵	ردتھانوی	۹
۳۲	علم جبر ومقابلہ	۱	۴۶	ردنذیرحسین	۶
۳۳	علم نجوم	۱	۴۷	ردتفضیلیہ	۷
۳۴	شبتی	۵	۴۸	ردنانوتوی	۱۲
۳۵	ارثماطیقی	۳	۴۹	ردروافض	۴
۳۶	ادہود	۱	۵۰	ردنواصب	۱
۳۷	رداسماعیل دہلوی	۱۰	۵۱	ردمفسقہ	۷
۳۸	ردآریہ	۲	۵۲	ردمتصوفہ	۲

۳۹	ردنیچریہ	۷	۵۳	ردوہابیہ	۷۱
۴۰	ردندوہ	۱۷			

علم عقائد پراعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کی تصانیف کے نام

۱ ۔ مطلع القمرین فی ابانة سبقة العمرین

۲ ۔ اعتقاد الاحباب فی الجمیل والمصطفی والال والا صحاب

۳ ۔ البشری العاجله من تحف آجله

۴ ۔ حیاة الموات فی بیان سماع الاموات

۵ ۔ نجلی الیقین بان نبینا سید المرسلین

۶ ۔ سبحان عن عیب کذب مقبوح

۷ ۔ سبحان القدوس عن تقدیس نحس منکوس

۸ ۔ عرش الاعزاز والاکرام لاول ملوك الاسلام

۹ ۔ ذب الاهواء الواهیه فی باب الامیر مغویه

۱۰ فتاوی القدوه لکشف دفین الندوه

۱۱ یجزاء الله عدوه بانه ختم النبوه

۱۲ فتاوی الحرمین بر نجف ندوة المین

۱۳ ترجمته الفتویٰ وجه هدم البلویٰ

۱۴ یخلص فوائد فتویٰ

۱۵ قوارع القهار علی المسجمة الفجار

۱۶ السوء والعقات علیٰ المسیح الکذاب

۱۷ قهر الدیان علی مرتد بقادیان

۱۸ جسام الحرمین علی منحر الکفر والمین
۱۹ خلاصۃ فوائد فتاویٰ
۲۰ مبین احکام و تصدیقات مرام
۲۱ ثلج الصدر لایمان القدر
۲۲ الفیوض الملکیۃ لحب الدولۃ المکیۃ
۲۳ تمہید ایمان بآیات قرآن
۲۴ دامان باغ سبحٰن السبوح
۲۵ المبین ختم النبیین
۲۶ مقال عرفاء باعزاز شرع و علماء
۲۷ لمعۃ الشمعہ لھدی شیعۃ الشنعہ
۲۸ الرائحۃ العنبریۃ من المجمرۃ الحیدریۃ
۲۹ اخباریہ کی خبر گیری
۳۰ الصارم الربانی علی اسراف القادیانی
۳۱۔ مبین الھدیٰ فی نفی امکان مثال المصطفی ﷺ

علم اصول حدیث پر اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کی تصانیف کے نام

۱۔ الھاد الکاف فی حکم الضعاف
۲۔ مدارج طبقات الحدیث

علم تفسیر پر اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کی تصانیف کے نام

۱۔ الزلال الانقی من بحر سبقۃ الاتقی
۲۔ تائل الراح فی فرق الریح والریاح

۳۔ انوار الحلم فی معانی میعاد استجیب لکم

۴۔ الصمصام علی مشک فی آیۃ علوم الدرحام

۵۔ النفحۃ الفائحہ من مسک سورۃ الفاتحہ

۶۔ ابناء الحی ان کتابہ المصون تبیان لکل شئ

علم تجوید پر اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کی تصانیف کے نام

۱۔ نعم الزاد لروم الضاد

۲۔ الجام الصاد عن سنن الضاد

علم رسم خط قرآن مجید پر اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کی تصنیف کا نام

۱۔ جاب الجنان فی رسم احرف من القرآن

علم الہندسہ پر اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کی تصانیف کے نام

۱۔ الاشکال الاقیدس لنکس اشکال اقلیدس

۲۔ اعالی العطایا فی الاضلاع والزوایا

۳۔ الجمل الدائرہ فی خطوط الدائرہ

علم الفرائض پر اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کی تصانیف کے نام

۱۔ المقصد النافع فی عصوبۃ الصنف الرابع

۲۔ طیب الامعان فی تعدد الجہات والابدان

۳۔ تجلیۃ السلم فی مسائل من نصف العلم

۴۔ ہدم النصرانی والتقسیم الایمانی

علم الفضائل پر اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ کی تصانیف کے نام

۱۔ نفی الفی عمن بنورہ انار کل شئی
۲۔ سلطنۃ المصطفی فی ملکوت کل الوریٰ
۳۔ اجلال جبریل بجعلہ خادما للمحبوب الجمیل
٤۔ ھدی الجبران فی نفی الفئی عن شمس الاکوان
٥۔ العروس الاسماء الحسنیٰ فیما لنبینا من الاسماء الحسنیٰ
٦۔ الامن والعلیٰ لناعتی المصطفی بدافع البلاء
۷۔ منیۃ اللبیب فی ان التشریع بید الحبیب
۸۔ النفحتہ الفائحتہ من مسك سورۃ الفاتحۃ
۹۔ شمول الاسلام لآباء الرسول الکرام
۱۰۔ انباء المصطفی بحال سرواخفیٰ
۱۱۔ مالی الحبیب بعلوم الغیب
۱۲۔ اللؤلؤ المکنون فی علم البشیر ماکان و مایکون
۱۳۔ الموھبۃ الحدیدۃ فی وجوہ الحبیب فی مواضع عدیدہ
١٤۔ منیۃ المنیۃ بوصول الحبیب الیٰ العرش والرؤیۃ
١٥۔ الدولۃ المکیۃ بالمادۃ الغیبۃ
١٦۔ حدائق بخشش
۱۷۔ بدرا الانوار فی آداب الآثار
۱۸۔ قمر التمام فی نفی الفئی عن سید الانام
۱۹۔ سلسلۃ الذھب نافیۃ الارب

۲۰۔ ذریعۂ قادریہ

۲۱۔ حضور جان نور

۲۲۔ نعت و استعارات

۲۳۔ سلام و سیر

۲۴۔ سراپا نور

۲۵۔ نذر گدا درتہنیت شادی اسراء

۲۶۔ ابراء المجنون عن انتهاك علم المكنون

۲۷۔ ماحية العيب بايمان الغيب

۲۸۔ ميل الهداة لبرء عين القذاة

۲۹۔ اراحة جوانح الغيب عن ازاحة اهل العيب

۳۰۔ الجلاء الكامل لعين قضاة الباطل

علم حدیث پر اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کی تصانیف کے نام

۱۔ اسماع الاربعين فى شفاعة سيد المحبوبين

۲۔ تلالؤ الافلاك بجلال حديث لولاك

۳۔ انباء الحذاق بمسالك النفاق

۴۔ اعجب الامداد فى مكفرات حقوق العباد

۵۔ الداية المباركة فى خلق الملائكة

۶۔ الاحاديث الراويه لمدح الامير مغويه

۷۔ الاجازات المتينه لعلماء بكة والمدينه

۸۔ النجوم الثواقب فى تخريج احاديث الكواكب

۹۔ الروض البهيج فی آداب التخريج
۱۰۔ البحث الفاحص عن طرق ' احاديث الخصائص
۱۱۔ ذيل المدعی لاحسن الوعا

علم کلام

۱۔ ضوء النهاية فی اعلام الحمد والهداية
۲۔ السعی المشكور فی ابداء الحق المهجور
۳۔ معتبر الطالب فی شيون ابی طالب
۴۔ مقامع الحديد علی خدالمنطق الجديد
۵۔ الكوكب الشهابيه فی كفريات ابی الوهابية
۶۔ سل السيوف النهدية علی' كفريات بابا النجدية
۷۔ شرح المطالب فی مبحث ابی طالب
۸۔ المقال الباهر ان منكر الفقه كافر
۹۔ المعتمد المستند بناء نجاة الايد
۱۰۔ ردالرفضه
۱۱۔ دفعة الباس علی جاحد الفاتحه والفلق والناس
۱۲۔ تنبيه الجهال بابهام الباسط المتعال
۱۳۔ جو ابہائے ترکی بترکی
۱۴۔ الصمصام الحيدری علی حمق العيار المفتری
۱۵۔ الجرح الوالج فی بطن الخوارج
۱۶۔ ظفر الدين المجيد ملقب به بطش غيب

۱۷۔ چابک لیث براہل حدیث

علم المناقب

۱۔ الکلام البھی فی تشبہ الصدیق بالنبی
۲۔ وجد المشوق بحلوۃ اسماء الصدیق والفاروق
۳۔ مجیر معظم شرح قصیدہ اکسیر اعظم
۴۔ تنزیہ المکانۃ الحیدریۃ عن وصمۃ عھد الجاھلیۃ
۵۔ انجاء البری عن وسواس المفتری
۶ جمیل ثناء الائمۃ علی علم سراج الامۃ
۷۔ فتوائے کرامات غوثیہ
۸۔ اکسیر اعظم
۹۔ سلسلۃ الذھب نافیۃ الارب
۱۰۔ ذریعہ قادریتہ
۱۱۔ فضائل فاروق
۱۲۔ نظم معطر
۱۳۔ مشرقستان قدس
۱۴۔ چراغ انس
۱۵۔ وظیفہ قادریتہ
۱۶۔ مناقب صدیقیہ
۱۷۔ حمائد فضل رسول
۱۸۔ مدائح فضل رسول

علم اصول فقہ

۱۔ التاج المکلل فی انارة مدلول کان یفعل
۲۔ السیوف المخیفه علی عائب ابی حنیفه
۳۔ اعزالنکات بجواب سوال ارکات ملقب به الفضل ال
فی معنی اذاصح الحدیث فهو مذهبی
۴۔ اطائب الصیب علی ارض الطیب
۵۔ البرق المخیب علی بقاع طیب
۶۔ العطر المطیب لبنت شفة الطیب
۷۔ الامة القاصفة لکفریات الملاطفة
۸۔ المجائفة علی تهافت الملاطفه
۹۔ سیاط المودب علی رقبة المستعرب

علم ترغیب وترہیب پر اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کی تصنیف کا

۱۔ اعزالاکتناه فی رد صدقه مانع الزکواة

علم سیر پر اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کی تصانیف کے نام

جمان التاج فی بیان الصلاة قبل المعراج
نطق الهلال بارخ ولادالحبیب والوصال
منبته المنیه بوصول الحبیب الیٰ العرش والرویه

علم لغت پر اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کی تصانیف کے نام

۱۔ احسن الجلوہ فی تحقیق المیل والذراع الفرسخ وال

۲۔ فتح المعطی بتحقیق معنیٰ الخلطی

علم اذکار پر اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کی تصانیف کے نام

۱۔ ازھار الانوار من صبا صلاۃ الاسرار

۲۔ زھرا الصلاۃ من شجرۃ اکارم الھداۃ

۳۔ العروس المعطار فی زمن دعوۃ الافطار

۴۔ المنۃ الممتازہ فی دعوات الجنازۃ

۵۔ ماقل و کفی من ادعیۃ المصطفی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)

علم سلوک پر اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کی تصانیف کے نام

۱۔ الیاقوۃ الواسطۃ فی قلب عقدالرابطۃ

۲۔ نقاء السلافہ فی البیعہ والخلافۃ

علم اخلاق پر اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کی تصانیف کے نام

۱۔ شرح الحقوق لطرح العقوق

۲۔ مشعلۃ الارشاد الیٰ حقوق الاولاد

علم تکسیر پر اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کی تصنیف کا نام

۱۔ الطائب الاکسیر فی علم التکسیر

علم فقہ پر اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کی تصانیف کے نام

۱ ۔ نقاء النیرہ فی شرح الجوھرہ ملقب به النیرة والوضیه فی شرح الجوهرة المضیة
۲ ۔ احکام الاحکام فی تناول من یدمن ماله حرام
۳ ۔ انفس الفکر فی قربان البقر
۴ ۔ الامر باحترام المقابر
۵ ۔ اقامة القیامة علی طاعن القیام لنبی تهامه
۶ ۔ حسن البراعة فی تنقیذ حکم الجماعة
۷ ۔ النعیم المقیم فی فرحة مولد النبی الکریم
۸ ۔ بذل الصفا لعبد المصطفی
۹ ۔ منیر العین فی حکم تقبیل الابهامین
۱۰ ۔ المقالة المسفرة عن احکام البدعة المکفرة
۱۱ ۔ المجمل امسدد ان ساب المصطفےٰ' مرتد
۱۲ ۔ اجود القری لمن بطلب الصحة فی اجارة القری
۱۳ ۔ نسیم الصبا فی ان الاذان یحول الوباء
۱۴ ۔ الاحلی من السکر لطلبه سکر روسر
۱۵ ۔ جمال الاجمال لتوقیف حکم الصلاة فی النعال
۱۶ ۔ منزع المبرام فی التداوی بالحرام
۱۷ ۔ معدل الزال فی اثبات الهلال
۱۸ ۔ طوالع النور فی حکم السرج علی القبور

۱۹۔ البارقة اللمعا علی سامد نطق بالکفر طوعا

۲۰۔ جمل مجلیه ان المکروه تنزیها لیس بمعصیة

۲۱۔ انوار الانتباه فی حل نداء یا رسو الله

۲۲۔ انهار الانوار من یم صلاة الاسرار

۲۳۔ البسط المسجل فی امتناع الزوجة بعد الوطی للمعجل

۲۴۔ النهی الاکید عن الصلاة وراء عدی اتقلید

۲۵۔ صیقل الرین عن احکام مجاورة الحرمین

۲۶۔ ازکی الاهلال بابطال مااحدث الناس فی امر الهلال

۲۷۔ باب غلام مصطفی

۲۸۔ التجیر بیاب التدبیر

۲۹۔ احسن المقاصد فی بیان ماتنزه عنه المساجد

۳۰۔ ازین کافل لحکم القعدة فی المکتوبة والنوافل

۳۱۔ صفائح اللحین فی کون التصافح بکفی الیدین

۳۲۔ اعلام الاعلام بان هندوستان دارالاسلام

۳۳۔ تبیانِ الوضوء

۳۴۔ الحلاوة والطلاوة فی کلم تو جب سجود التلاوة

۳۵۔ حکم رجوع من ولی فی نفقته العرس ولجهاز والحلی

۳۶۔ المنح الملیحه فیمهانهی من اجزاء الذبیحه

۳۷۔ الزرالباسم فی حرمة الزکاة علی بنی هاشم

۳۸۔ تجلی المشکٰوة الانارة اسئلة الزکاة

۳۹۔ التبصیر المنجد بان صحن المسجد مسجد

۴۰ رحک العیب فی حرمة تسوید الشیب
۴۱ بحقة المرجان لمهم حکم الدخان
۴۲ عباب الانوار ان لا نکاح بمجرد الاقرار
۴۳ النحجة الفائحة بطیب التعبین و الفاتحه
۴۴ سرور العید السعید فی حل الدعاء بعد صلاة العید
۴۵ الصافیة الموحیة لحکم جلود الاضحیة
۴۶ الطره فی ستر العوره
۴۷ الحرف الحسن فی الکتابة علی الکفن
۴۸ ابر المقال فی استحسان قبلة الاجلال
۴۹ فتح الملیك فی حکم التملیك
۵۰ الطیب الوجیز فی امتعة الورق والابریز
۵۱ رفیع المدارك فی حکم السوائب و ماطرح مالك
۵۲ جلی الصوت لنهی الدعوة امام الموت
۵۳ یسر الزاد لمن ام الضاد
۵۴ الامن والعلیٰ لناعتی المصطفی بدافع البلاء ۔
۵۵ برکات الامداد لاهل الاستمداد
۵۶ بدل الجوائز علی الدعاء بعد صلاة الجنائز
۵۷ رحیق الاحقاق فی کلمات الطلاق
۵۸ المنی والدررلمن عمد منی آردر
۵۹ وشاح الجید فی تحلیل معانقة العید
۶۰ وصاف الرجیح فی بسملة التراویح

٦١ القلادة المرصعة فی نحر الاجوبة الاربعة
٦٢ سبل الاصفیاء فی حکم الذبح لاولیاء
٦٣ ستر جمیل فی مسائل السراویل
٦٤ اطائب التهانی فی النکاح الثانی
٦٥ رادالقحط والوباء بدعوة الجیران و مواساة الفقراء ۔
٦٦ سلب الثلب عن القائلین بطهارة الکلب
٦٧ رعایة المنة فی ان التهجد نفل او سنة
٦٨ حق الاحقاق فی حادثة من نوازل الطلاق
٦٩ حاجز البحرین الواقی عن جمع الصلاتین
٧٠ لوامع البها فی المصر للجمعة والاربع عقیبها
٧١ الکاس الدهاق باضافة الطلاق
٧٢ القطوف الدانیة لمن احسن الجماعة الثانیة
٧٣ الردالاشد النهی فی هجر الجماعة علی الگنگهی
٧٤ نقد البیان لحرمة ابنة اخی اللبان
٧٥ نادی الاضحیه بالثناء الهندیة
٧٦ لمعة الضحی فی اعفاء اللحیٰ
٧٧ النهی الهاجز فی تکرار صلاة الجنائز
٧٨ شفاء الواله فی صور الحبیب و مزاره و نعاله
٧٩ مروج النجا لخروج النساء
٨٠ تجویز الرد عن تزویج الابعد
٨١ هبة السنا فی تحقیق المصاهرة بالزنا

٨٢. اعلام سحر منثور في نصره
٨٣. تحرير محمد في بيع حق نسخه
٨٤. وثوق منثور عن سماع معطر و حوت نفيس
٨٥. رسالة نور محصور شكر نعم عن تدارك نذر
٨٦. تكسير الحكم نعمة نصرالله و نصره
٨٧. نحج نحو في حفظ نسخه
٨٨. شرعة بهية في تحميد نوصية
٨٩. مدحي نصرالله في حكمة نهد و بنحوه
٩٠. نحو نصرة عن سنن نصرة
٩١. نحو بدع في حد نوضاع
٩٢. نس شعور بحكم شعور
٩٣. خير نعت في حكم نكسب و نسوت
٩٤. عقد تسجيني في عجين تزجيني
٩٥. فصح بين في موزع هنوستن
٩٦. نحية الاسماء نحكم بعض الاسماء
٩٧. طريق تحت تهلل
٩٨. نيحس شوب في قيد الاعداد في نصحوب
٩٩. نور نحو هرة في تسمرة و نسوكره
١٠٠. الحكم و نعم في شكل الاختلاف و نمل
١٠١. مرقاة نحو في بهوض عن نسر لمدح نسفض
١٠٢. حمد نحير في حكم نسع و نمر مهر

۱۰۳ راحی زاغیان معروف به وقع زیغ زاغ

۱۰۴ اوفی اللمعۃ فی اذان الجمعۃ ۔

۱۰۵ النصح الحکومۃ فی فصل الخصومۃ

۱۰۶ اعالی الافادہ فی تعزیۃ الہند و بیان الشہادۃ

۱۰۷ الفقہ المجاوبۃ عن حلف الطالب علی طلب الموالبۃ

۱۰۸ آکد التحقیق بباب التعلیق

۱۰۹ اہلاک الوہابیین علی توہین قبور المسلمین

۱۱۰ ہدایۃ الجنان باحکام رمضان

۱۱۱ ہادی الناس فیاشیاء من رسوم الاعراس

۱۱۲ مایجلی الاصبر عن تحدید المصر

۱۱۳ ردالقضاۃ الی حکم الولاۃ

۱۱۴ الجو والحلو فی ارکان الوضوء

۱۱۵ تنویر القندیل فی احکام المندیل

۱۱۶ الطراز المعلم فیما ہو حدث من احوال الدم

۱۱۷ لمع الاحکام ان لا وضوء من الزکام

۱۱۸ ہدایۃ المتعال فی الاستقبال

۱۱۹ الحق المجتلی فی احکام المبتلی

۱۲۰ کفل الفقیہ الفاہم فی احکام قرطاس الدراہم

۱۲۱ نبہ القوم ان الوضوء من ای نوم

۱۲۲ التیسیرا الماعون للسکن فی الطاعون

۱۲۳ السہم الشہابی علی خداع الوہابی

۱۴۵ العطایا النبویة فی الفتاویٰ الرضویة

۱۴۶ الاسد الصئول علی اجتهاد الطرار الجهول

۱۴۷ براء ت نامه انجمن اسلامیه بانس بریلی

۱۴۸ اجتناب العمال عن فتاویٰ الجهال

۱۴۹ سیف ولایتی برداهم ولایتی

۱۵۰ الردالناهز علی ذام النهی الحاجز

علم ادب العربی پر اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمہ اللہ کی تصانیف کے نام

۱۔ صنائع بدیعة

۲۔ شرح مقامۂ مذاقیه

۳۔ مشرقستان اقدس

۴۔ عذاب ادنیٰ بررد او ادنیٰ

۵۔ آمال الابرار و آلام الاشرار

۶۔ سکین و نوره برکاکل پریشان ندوه

علم الجعفر پر اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمہ اللہ کی تصانیف کے نام

۱۔ الثواقب الرضویه علی الکواکب الدریة

۲۔ الجداول الرضویة علی الکواکب الدریة

۳۔ الاجوبة الرضویة للمسائل الجعفریة

علم تصوف پر اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمہ اللہ کی تصانیف کے نام

۱۔ کشف حقائق و اسرار و دقائق

۲۔ بوارق تلوح من حقیقۃ الروح

۳۔ التلطف بجواب التصوف

علم الوفق پر اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ کی تصنیف کا نام

۱۔ الفوز بالآمال فی الدوفاق والاعمال

علم الحساب پر اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ کی تصنیف کا نام

۱۔ کلام الفہیم فی سلاسل الجمع والتقسیم

علم تاریخ پر اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ کی تصانیف کے نام

۱۔ اعلام الصحابۃ الموافقین لامیر مغویۃ وام المومنین

۲۔ جمع القرآن ویم عزوہ لعثمان

۳۔ سرگزشت وماجرائے ندوہ

علم مناظرہ پر اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ کی تصانیف کے نام

۱۔ النذیر الھامل لکل جلف جاھل

۲۔ مراسلات سنت و ندوہ

۳۔ رامی زاغیان معروف بہ دفع زیغ زاغ

۴۔ انتصار الھدی من شعوب الھوی

۵۔ صمصام سنیت بگلوئے نجدیت

۶۔ اجتناب العمال عن فتاویٰ الجھال

۷۔ سیف ولایتی برواہم ولایتی

۸۔ البرق المخیب علی بقاع طیب

۹۔ العطر المطيب لبنت شفة الطيب
۱۰۔ الامة القاصفه لكفريات الملاطفه
۱۱۔ الجائفه على تهافت الملاطفه
۱۲۔ سياط المودب على رقبة المستعرب
۱۳۔ ظفر الدين الجيد ملقب به بطش غيب
۱۴۔ ابراء المجنون عن انتهاكه علم المكنون
۱۵۔ ميل الهداة لبرء عين القذاة
۱۶۔ اراحة جوانح الغيب عن ازاحة اهل العيب
۱۷۔ الجلاء الكامل لعين قضاة الباطل
۱۸۔ الاسئلة الفاضلة على الطوائف الباطلة

علم ریاضی پر اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کی تصانیف کے نام

۱۔ عزم البازی فی جواہر الریاضی
۲۔ ستین ولوگارثم
۳۔ جداول الریاضی

علم ہیئت پر اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کی تصانیف کے نام

۱۔ اقمار الانشرح لحقيقة الاصباح
۲۔ الصراح الموجز فی تعديل المركز
۳۔ جادة الطلوع والحمر للسيارة والنجوم والقمر

علم توقیت پر اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی ﷫ کی تصانیف کے نام

۱۔ الانجب الانیق فی طرف التعلیق
۲۔ زبیح الاوقات للعوم والصلوات
۳۔ تاج توفیت
۴۔ کشف العله عن سمت قبله
۵۔ درء القبح عن ورن وقت الصبح
۶۔ سر الاوقات

علم زیجات پر اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی ﷫ کی تصنیف کا نام

۔ مسفر المطالع للتقویم والطالع

علم جبر و مقابلہ پر اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی ﷫ کی تصنیف کا نام

۔ حل المعادلات لقوی المکعبات

علم نجوم پر اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی ﷫ کی تصنیف کا نام

۔ زاکی البها فی قوة الکواکب وضعفها

تی پر اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی ﷫ کی تصانیف کے نام

۔ جاه القصیدة البغدادیه ملقب بمالز مزمة القمریة فی عن الخمریة
اتیان الدرواح لدهیارهم بعد الروح
نور عینی فی الانتصار لامام العینی
مرتبی الاجابات لدعاء الاموات

۵۔ فتح خیبر

علم ارثماطیقی پر اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمہ اللہ کی تصانیف کے نام

۱۔ الموهبات فی المربعات

۲۔ البدور فی اوج المجذور

۳۔ کتاب الارثما طیقی

ردہنود پر اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمہ اللہ کی تصنیف کا نام

۱۔ انفس الفکرفی قربان البقر

ردآریہ پر اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمہ اللہ کی تصانیف کے نام

۱۔ پردہ درامرتسری

۲۔ کیفرکفرآریہ

ردنواصب پر اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمہ اللہ کی تصنیف کا نام

۱۔ الرائحة العنبریه من المجعرة الحیدریه

رداسماعیل دہلوی پر اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمہ اللہ کی تصانیف کے نام

۱۔ حل خطاء الخط

۲۔ سبحن السبوح عن عیب کذب مقبوح

۳۔ الیاقوتة الواسطة فی قلب عقد الرابط

۴۔ سبحان القدوس عن تقدیس نحس منکوس

۵۔ الامن والعلیٰ لناعتی المصطفی بدافع البلاء

۶۔ الکوکبة الشهابیة فی کفریات ابی الوهابیه

۷۔ سل السيوف الهنديه على كفريات بابا النجديه

۸۔ دامان باغ سبحان السبح

۹۔ مبين الهدى فى نفى امكان مثل المصطفى

۱۰۔ چابک لیث براہل حدیث

ردندوہ پر اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ کی تصانیف کے نام

۱۔ فتاویٰ الدوہ لکشف دفین الندوہ

۲۔ مراسلات وسنت ندوہ

۳۔ سوالات حقائق نما بروس ندوۃ العلماء

۴۔ فتاویٰ الحرمین برجف ندوۃ المین

۵۔ ترجمۃ الفتویٰ وجہ ھدم البلوی

۶۔ خلص فوائد فتویٰ

۷۔ سرگزشت وماجرائے ندوہ

۸۔ اشتہارات خمسہ

۹۔ غزوہ لھدم سماک الندوہ

۱۰۔ ندوہ کا تیجہ روداد سوم کا نتیجہ

۱۱۔ بارش بہاری برصدف بہاری

۱۲۔ سیوف العنود علیٰ زمائم الندوہ

۱۳۔ آمال الابرار وآلام الاشرار

۱۴۔ سکین ونورہ بر کاکل پریشاں ندوہ

۱۵۔ صمصام القیوم علیٰ تاج الندوہ عبدالقیوم

۱۶۔ الاسئلۃ الفاضلہ علی الطوائف الباطلہ

۱۷۔ سوالات علماء و جوابات ندوۃ العلماء

ردنصاریٰ پر اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کی تصانیف کے نام

۱۔ الصمصام علی مشک فی آیة علوم الارحام

۲۔ بیل مژدہ آراو کیفر کفران نصاریٰ

۳۔ ھدم النصرانی والتقسیم الایمانی

ردنیچریہ پر اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کی تصانیف کے نام

۱۔ لمعة الضحیٰ فی القله اللحی

۲۔ فتاویٰ الحرمین برجف ندوة المین

۳۔ ترجمة الفتویٰ وجه هدم البلویٰ

۴۔ خلص فوائد فتویٰ

۵۔ تمهید ایمان بآیات قرآن

۶۔ غزوه لهدم سماك دوار الندوه

۷۔ پردہ در امرتسری

ردقادیانیہ پر اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کی تصانیف کے نام

۱۔ جزاء الله عدوه بابانه ختم النبوة

۲۔ السوء والعقاب علی المسیح الکذاب

۳۔ قهرالدیان علی مرتد بقادیان

۴۔ حسام الحرمین علی منحر الکفر والمین

۵۔ خلاصہ فوائد فتاویٰ

۶۔ الصادم الربانی علی اسراف القادیانی

ردتھانوی پراعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کی تصانیف کے نام

۱۔ الدولة المکية بالمادة الغيبه

۲۔ حسام الحرمين على منحر الكفر والمين

۳۔ خلاصۂ فوائد فتاویٰ

۴۔ مبين احكام و تصديقات اعلام

۵۔ الفيوض المكيه المحب الدولة المكيه

۶۔ تمهيد ايمان بآيات قرآن

۷۔ فتوائے کرامات غوثیہ

۸۔ ظفرالدین الجید

۹۔ چابک لیث براہل حدیث

ردغیرمقلدین پراعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کی تصانیف کے نام

۔ النهى الاكيد عن الصلاة وراء عدى التقليد

۔ صفايح اللجين فى كون التصافح بكفى اليدين

۔ وصاف الرجيح فى بسملة التراويح

۔ السيوف المخيفة على عائب ابى حنيفة

۔ جميل ثناء الائمة على علم سراج الامة

۔ اعزالنكات بجواب سوال اركات ملقب بلقب ال

الموهبى فى معنى اذاصح الحديث فهو مذهبى

۷۔ حاجز البحرین الوافی عن جمع الصلاتین
۸۔ لوامع البہا فی المصر للجمعۃ والاربع عقبیہا
۹۔ النہی الحاجز عن تکرار صلاۃ الجنائز
۱۰۔ ھبۃ السنافی تحقیق المصاھرہ بالزنا
۱۱۔ الجام الصاد عن سنن الضاد
۱۲۔ قوارع القہار علی المجسمۃ الفجار
۱۳۔ رادع التعسف عن الامام ابی یوسف
۱۴۔ المقال الباھر ان منکر الفقہ کافر
۱۵۔ التائب الصیب علی ارض الطیب
۱۶۔ اظہار الحق الجلی
۱۷۔ معارک الجروح علی التوھب المقبوح
۱۸۔ اصلاح النظیر
۱۹۔ اکمل البحث علی اھل الحدث
۲۰۔ السہم الشہابی علی خداع الوھابی
۲۱۔ الھادی الحاجب عن جنازۃ الغائب
۲۲۔ لمعۃ الشمعۃ فی اشراط المصر للجمعۃ
۲۳۔ صمصام جدید پر کولی بے قید عدو تقلید
۲۴۔ مبین الھدی فی نفی امکان مثل المصطفی
۲۵۔ الرد الناھز علی زعم النہی الحاجز
۲۶۔ الاسئلۃ الفاضلہ علی الطوائف الباطلہ

ردنذیر حسین پر اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کی تصانیف کے نام

۱۔ النذیر الهائل لكل جلب جاهل

۲۔ حاجز البحرین الواقی عن جمع العلاتین ملقب بہ حجۃ الحین علی نذیر حسین

۳۔ جزاء الله وعده بابانه ختم النبوة

۴۔ تنبيه الجهال بالهام الباسط المتعال

۵۔ جوابہائے ترکی بترکی

۶۔ سيف المصطفى على اديان الافترا

ردتفضیلیہ پر اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کی تصانیف کے نام

۱۔ مطلع القمرين فى ابانة سبقة العمرين

۲۔ الزلال الانقى من بحر سبقة الاتقى

۳۔ لمعة الشمعه لهدى شيعة الشيفه

۴۔ الرائحة العنبريه من المجمرة الحيدريه

۵۔ الصمصام الحيدرى على حمق العيار المفترى

۶۔ الجرح الوالج فى بطن الخوارج

۷۔ الاسئلة الفاضله على الطوائف الباطله

ردروافض پر اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کی تصانیف کے نام

۱۔ الادلة الطاعنه اذان الملاعنه

۲۔ دفعة الباس على جاحذ الفاتحة والفلق والناس

۳۔ ثلج الصدر للايمان القدر

۴۔ رد الرفضه

۵۔ لمعة الشمعه لهدی شیعة الشنیعه

۶۔ فضائل فاروق رضی اللہ عنہ

ردمتصوفہ پراعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ کی تصانیف کے نام

۱۔ اجل النجیر فی حکم السماع والمزامبر

۲۔ مقال عرفا باعزاز شرع و علماء

ردنانوتوی پراعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ کی تصانیف کے نام

۱۔ جزاء الله عدوه بابائه ختم النبوة

۲۔ فتاوی الحرمین برجف ندوة المین

۳۔ ترجمة الفتویٰ وجه هدم البلویٰ

۴۔ خلص فوائد فتویٰ

۵۔ حسام الحرمین علی منحر الکفر والمین

۶۔ خلاصه فوائد فتاویٰ

۷۔ مبین احکام و تصدیقات اعلام

۸۔ تمهید الایمان بآیات قرآن

۹۔ المبین ختم النبین

۱۰۔ تنبیه الجهال بالهام الباسط المتعال ۱۲۹۲ء

۱۱۔ جوابہائے ترکی بترکی

۱۲۔ چابک لیث براہل حدیث

ردمفسقہ پر اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ کی تصانیف کے نام

- البشری العاجله من تحف آجله
- عرش الاعزاز والاکرام لاول ملوك الاسلام
- اعلام الصحابة الموافقين لامير معاويه و ام المومن
- سب الاهواء الواهيه فی باب الامير معاويه
- الاحاديث الراويه لمدح الامير معاوية
- لمعة الشمعة لهدی شيعة الشنيعة
- الصمصام الحيدری علی حمق العيار المفتری

ردوہابیہ پر اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ کی تصانیف کے نام

اعلیٰ حضرت امام اہل سنت نے وہابیہ کے رد میں ۷۶ کتابیں مفصلہ ذیل تصنیف فرمائی ہیں:

- حل خطاء الخط
- سلطنة المصطفیٰ فی ملكوت كل الوری
- الآمر باحترام المقابر
- اقامة القيامة علی طاعن القيام لنبی تهامه
- هدی الحيران فی نفی الفئی عن شمس الاكوان
- النعيم المقيم فی فرحة مولا النبی الكريم
- بذل الصفا لعبد المصطفیٰ
- النذير الهائل لكل جلف جاهل
- منير العين فی حكم تقبيل الابهامين

۱۰۔ نسیم الصبا فی ان الاذان یحول الوبا
۱۱۔ الاھلال لفیض الاولیاء بعد الوصال
۱۲۔ طوالع النور فی حکم السرج علی القبور
۱۳۔ انوار الانتباہ فی حل نداء یا رسول اللہ
۱۴۔ حیاۃ الموات فی بیان سماع الاموات
۱۵۔ انہار الانوار من یم صلاۃ الاسرار
۱۶۔ اسماع الاربعین فی شفاعۃ سید المحبوبین
۱۷۔ باب غلام مصطفی
۱۸۔ سبحٰن اسلبوح عن عیب کذب مقبوح
۱۹۔ الحجۃ الفائحہ بطیب التعیین والفاتحہ
۲۰۔ سرور العید السعید فی حل الدّعاء بعد صلاۃ العید
۲۱۔ الحرف الحسن فی الکتابۃ علی الکفن
۲۲۔ ابرالمقال فی استحسان قبلۃ الاجلال
۲۳۔ الیاقوتۃ الواسطہ فی قلب عقد الرابطہ
۲۴۔ سبحٰن القدوس عن تقدیس نحس منکوس
۲۵۔ الامن والعلیٰ لناعتی المصطفی بدافع البلاء
۲۶۔ برکات الامداد لاھل الاستمداد
۲۷۔ بذل الجوائز علی الدعاء بعد صلاۃ الجنائز
۲۸۔ فتح النسرین بجواب المسئلۃ العشرین
۲۹۔ الکوکبۃ الشھابیۃ فی کفریات ابی الوھابیۃ
۳۰۔ سل السیوف الھندیہ علی کفریات بابا النجدیۃ

وشاح المجید فی تحلیل معانقة العید
سبل الاصفیا فی حکم الذبح الاولیاء
اطائب التهانی فی النکاح الثانی
شفاء الواله فی صور الحبیب و مزاره و تعاله
النفحة الفائحة من مسک سورة الفاتحه
الوفاق المتین بین سماع الدفین و وجوب الیمین
ازالة العار بحجر الکرایم عن کلاب النار
جزاء الله عدوه بابائه ختم النبوة
انبیاء المصطفیٰ بحال سرواخفیٰ
اللؤلؤ المکنون فی علم البشیر ما کان و ما یکون
مالی اللجیب بعلوم الغیب
الجزاء المهیا لغلمة کنهیا
الموهبة الجدیدة فی وجود الحبیب بمواضع عدیدة
اتیان الارواح لدیارهم بعد الرواح
اهلاك الوهابین علی توہین قبور المسلمین
الدولة المکیة بالمادة الغیبیة
هادی الناس فی اشیاء من رسوم الاعراس
حسام الحرمین علی منحر الکفر والمین
خلاصة فوائد فتاویٰ
مبین احکام و تصدیقات اعلام
الفیوض الملکیة لمحب الدولة المکیة

تمهيد ايمان بآيات قرآن

فقه شهنشاه و ان القلوب بيد المحبوب بعطاء الله

مفاد الحبر فى الصلاة بمقبرة او جنب قبر

بدر الانوار فى اداب الاثار

انباء الحى فى كتابة المصنون تبيان كل شئى

دامان باغ سبحن السبوح

المبين ختم النبين

قمر التمام فى نفى الفى عن سيد الانام

ايذان الاجر فى اذان القبر

رعاية المذهبين فى الدعاء بين الخطبتين

رشاقة الكلام فى حواشى اذاقة الاثام

البارقة الشارقة على المارقة المشارقة

تنبيه الجهال بالهام الباسط المتعال (۱)

جوابہائے ترکی بترکی

سيف المصطفى على اديان الافتراء

نشاط السكين على حلق البقر السمعين (۲)

اخباریہ کی خبر گیری

نهاية النصرة بردالا جوبة العشرة

صمصام سنیت بگلوئے نجدیت

ظفر الدين الجيد ملقب به بطش غيب

مبين الهدىٰ فى نفى امكان مثل المصطفىٰ

۷۳۔ ماحیة العیب بایمان الغیب

۷۴۔ چابک لیث براہل حدیث

۷۵۔ پردہ درامرتسری

۷۶۔ الاسئلة الفاضله علی الطوائف الباطلة

اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ کی دیگر مایہ ناز تصانیف

اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمتہ اللہ علیہ کی مایہ ناز تصانیف میں سے چند تصانیف کامختصراً جائزہ پیش خدمت ہے:

الدولته المکیة بالمادة الغیبه

اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ نے اپنے دوسری بار کے سفرحرمین طیبین کے موقعہ پر ایک مایہ ناز تصنیف فرمائی جس کا تاریخی نام "الدولة المکیه بالمادة الغیبه" رکھا۔ یہ تصنیف جلیل آپ نے علمائے مکہ کے ایک استفتاء کے جواب میں تحریر فرمائی۔ اس بارے میں خود اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ فرماتے ہیں کہ اس بار سرکارحرم محترم میں میری حاضری بے اپنے ارادے کے جس غیر متوقع طور اور غیر معمولی طریقوں پر ہوئی وہ حکمت الٰہیہ یہاں آ کر کھلی۔ سننے میں آیا کہ وہابیہ پہلے سے آئے ہوئے ہیں جن میں خلیل احمد انبیٹھوی اور بعض وزرائے ریاست و دیگر اہل ثروت بھی ہیں اور مسئلہ علم غیب چھیڑا ہے اوراس کے متعلق کچھ سوال علمائے مکہ حضرت مولانا شیخ کمال سابق قاضی مکہ ومفتی حنفیہ کی خدمت میں پیش ہوا ہے۔(چنانچہ) حضرت مولانا شیخ صالح کمال نے ایک پرچہ نکالا جس پرعلم غیب کے متعلق پانچ سوال تھے(اور) مجھ سے فرمایا یہ سوال وہابیہ نے پیش کئے ہیں اورآپ سے جواب مقصود

ہے میں نے گزارش کی قلم ودوات دیجئے حضرت مولانا شیخ کمال' مولانا سید اسماعیل و
ولانا سید خلیل سب اکابر یہاں تشریف فرما تھے ارشاد فرمایا کہ ہم ایسا فوری جواب
یں چاہتے' بلکہ ایسا جواب ہو کہ خبیثوں کے دانت کھٹے ہوں میں نے عرض کی کہ اس
کے لئے قدرے مہلت چاہیئے دو گھڑی دن باقی ہے اس میں کیا ہو سکتا ہے۔ حضرت
ولانا شیخ کمال نے فرمایا کہ کل سہ شنبہ پرسوں چہار شنبہ ہے ان دو روز میں ہو کر پنج
شنبہ کو مجھے مل جائے کہ میں شریف (شریف مکہ) کے سامنے پیش کر دوں میں نے
پنے رب عزوجل کی عنایت اور اپنے نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی اعانت پر بھروسہ کر کے وعدہ
رلیا اور شانِ الٰہی کہ دوسرے ہی دن سے بخار نے عود کیا اسی حالت تپ میں رسالہ
صنیف کرتا اور حامد رضا خان تبیض (خوشخط) کرتے اس (کتاب) کا شہرہ مکہ معظمہ
ں ہوا کہ وہابیہ نے فلاں کی طرف سوال متوجہ کیا ہے اور وہ جواب لکھ رہا
ہے (الغرض) ''الدولتہ المکیہ بالمادۃ الغیبیہ'' اس کا تاریخی نام ہوا اور پنج شنبہ کی صبح ہی
و حضرت مولانا شیخ صالح کمال کی خدمت میں پہنچا دی گئی۔ اہل (کتاب) سے
تعدد نقلیں مکہ معظمہ کے علماء کرام نے لیں اور تمام مکہ معظمہ میں کتاب کا شہرہ ہوا'
ہابیہ پر اوس پڑ گئی۔ بفضلہٖ تعالیٰ سب لوہے ٹھنڈے ہو گئے گلی کوچے میں مکہ معظمہ کے
ر کے ان (وہابیوں) سے تمسخر کرتے کہ اب کچھ نہیں کہتے' اب وہ جوش کیا ہوئے اب
ہ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے علوم غیب ماننے والوں کو کافر کہنا کدھر گیا تمہارا کفر' شرک تم ہی
ر پلٹا۔

اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمتہ اللہ علیہ کی یہ کتاب جب شریف مکہ اور
علمائے کرام کے سامنے پڑھی گئی تو علمائے کرام متحیرانہ اس کو سن رہے تھے اور قوت
یل پر عش عش کر رہے تھے۔ یہاں دو وہابی بھی موجود تھے انہوں نے شروع میں
ھانپ لیا کہ یہ کتاب رنگ بدل دے گی۔ شریف مکہ' ذی علم و باشعور ہے۔ مسئلہ ان پر

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] علم غیب کا جواب [illegible] موجود

[illegible] پوری کتاب

[illegible] شریف مکہ نے [illegible]

[illegible] کو غیب [illegible] لوگ [illegible] کہتے ہیں [illegible] کرتے ہیں غرض

[illegible] علمائے مکہ نے اس کتاب پر [illegible] سے تقاریظ

لکھیں [illegible] نہ چھپ سکا۔

اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے ہندوستان تشریف لا کر اس عربی زبان کتاب کی بہت عمدہ شرح تحریر فرمائی اور اس کا نام "الفیوضات الملکیہ لمحب الدولۃ المکیہ" تجویز فرمایا۔

کفل الفقیہ الفاہم فی احکام قرطاس الدراہم

اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے دوسرے سفر حرمین شریفین کے موقعہ پر ایک اور رسالہ تصنیف فرمایا جس کا نام "کفل الفقیہ الفاہم فی احکام قرطاس الدراہم" رکھا۔

علمائے مکہ نے اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کو نوٹ کے بارے ایک استفتاء پیش کیا جو علمائے حرم کے عقدہ لاینحل بنا ہوا تھا چنانچہ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی شاندار علمی قابلیت کی بناء پر قلم اٹھایا اور عربی میں اس کا جواب تحریر فرمایا جسے پڑھ کر علمائے حرمین آپ کی علمی قابلیت سے بے حد متاثر ہوئے۔

اس بارے میں خود اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس

(کفل الفقیہ) کی تصنیف کا ذریعہ یہ ہوا کہ انہیں دنوں میں مولانا عبداللہ مراد مولانا حامد احمد جداوی نے نوٹ کے بارے میں فقیر سے استفتاء کیا تھا جس میں بارہ سوال تھے اور میں نے باکمال استعجال اس کے جواب میں رسالہ کفل الفقیہ تصنیف کیا۔

۳۔ ''نفی الفی عمن بنورہ اضاء کل شئ''

اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ ۱۲۹۴ھ میں یہ رسالہ تصنیف فرمایا اپنی اسی تصنیف میں آپ رحمتہ اللہ علیہ نے حضور پرنور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سایہ نہ ہونے کے بارے میں بروجہ کمال تحقیق فرمائی ہے۔ اس مایہ ناز تصنیف میں آپ نے ایک سطر کے سوال کا جواب تحریر فرمایا ہے۔

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء اس مسئلہ میں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے سایہ تھا یا نہیں؟

اس کا مدلل و تحقیقی جواب اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے تحریر فرمایا کہ بے شک اس مہر پیر اصطفاء مادہ منیر احتبا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے سایہ نہ تھا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے حسب ذیل سولہ اکابر علماء کا نام تحریر فرمایا جنہوں نے اپنی کتابوں میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے سایہ نہ ہونے کی تصریح فرمائی۔

۱۔ حافظ رزین محدث

۲۔ علامہ ابن سبع صاحب شفاء العدود

۳۔ امام علامہ قاضی عیاض صاحب کتاب الشفا فی تعریف حقوق المصطفیٰ

۴۔ امام عارف باللہ سیدی جلال الملتہ والدین محمد بلخی رومی قدس سرہ

۵۔ علامہ حسین بن زیار بکریٰ

۶۔ صاحب سیرت شامی

۷۔ مصنف سیرت حلبی

۸۔ امام علامہ جلال الملتہ والدین سیوطی
۹۔ امام شمس الدین ابوالفرح ابن جوزی محدث صاحب الوفاء
۱۰۔ علامہ شہاب الدین خفاجی صاحب نسیم الریاض
۱۱۔ امام احمد بن محمد خطیب قسطلانی صاحب مواہب الدینیہ
۱۲۔ فاضل اجل محمد زرقانی مالکی شارح مواہب الدینیہ
۱۳۔ شیخ محقق مولانا عبدالحق محدث دہلوی
۱۴۔ جناب شیخ مجدد الف ثانی سرہندی
۱۵۔ بحر العلوم مولانا عبدالعلی لکھنوی
۱۶۔ شیخ الحدیث مولانا شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی وغیرھم رحمۃ اللہ علیہم

اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے اس تصنیف میں ان کتابوں کی عبارتیں بھی تحریر فرمائیں جن میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سایہ نہ ہونے کی تصریح ہے۔ مثلاً

حکیم ترمذی کی روایت زکوان سے' حافظ علامہ ابن جوزی محدث اور حضرت عبداللہ بن مبارک کی روایت حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے' امام جلال الملتہ والدین سیوطی کی کتاب خصائص کبریٰ الموزج البیب فی خصائص الحبیب' علامہ قاضی عیاض رحمتہ اللہ علیہ کی کتاب شفا شریف' علامہ شہاب الحق والدین خفاجی کی کتاب نسیم الریاض شرح شفائے امام قاضی عیاض' حضرت مولوی معنوی قدس سرہ کی مثنوی شریف دفتر پنجم' مولانا بحر العلوم کی شرح مثنوی شریف' علامہ احمد بن محمد خطیب' قسطلانی کی مواہب لدینیہ' علامہ شامی کی سیرت' علامہ حلبی کی سیرت' علامہ زرقانی کی شرح مواہب لدینیہ' علامہ حسین بن محمد یار بکری کی کتاب الخمیس فی احوال انفس نفیس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نورالابصار فی مناقب آل بیت النبی الاطہار' امام نسفی کی تفسیر مبارک' امام ابن حجر مکی کی افضل القریٰ' علامہ سلیمان جمل کی فتوحات احمدیہ شرح ھمزیہ' فاضل محمد ابن فہمیہ کی

اسعاف الراغبین فی سیرت المصطفیٰ اھل بیتہٖ الطاہرین، صاحب مجمع البحار کی مجمع البحار، شیخ محقق مولانا عبدالحق محدث دہلوی کی مدارج النبوۃ، جناب شیخ مجدد الف ثانی کی مکتوبات، جلد سوم کتوب یک مدبست و دوم، مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب شیخ الحدیث دہلوی کی تفسیر عزیزی سورہ والضحیٰ کی عبارتوں سے اس مسئلہ پر استدلال فرمایا اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے اس رسالہ میں بخوبی واضح کر دیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نور ہیں اور نور کے لئے سایہ نہیں۔ چنانچہ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے حضور پر نور اعلیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا نور ہونا قرآن شریف کی آیات کریمہ واحادیث بخاری و مسلم واحادیث ابن عباس وابوہریرہ وربیع بنت مسعود اور ابوفرصافہ کی ماں اور خالہ احمد حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی والدہ ماجدہ سے ثابت فرمایا۔

۳۔ منیر العین فی حکم تقبیل الابھامین

اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ سے اس مسئلہ کے متعلق سوال ہوا کہ اذان سنتے وقت جب نام نامی حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا آئے اور موذن اشھدان محمداً رسول اللہ کہے اس وقت سننے والے کو انگوٹھے چوم کر آنکھوں سے لگانا کیسا ہے؟ تو اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے جواب میں ایک ضخیم کتاب ۱۲۲ صفحات کی تصنیف فرمائی اور اس کا تاریخی نام منیر العین فی حکم تقبیل الابھامین تجویز فرمایا۔

یہ رسالہ اگرچہ بظاہر اس ایک مسئلہ کا جواب ہے لیکن درحقیقت وہابیہ کی ساری عمارت کو جڑ سے اکھیڑ پھینکنا اور اہل سنت کے ہاتھ میں ایک زبردست اوزار رد وہابیہ کا دینا ہے۔ اور علم اصول حدیث کے بہت سے مسائل کی توضیح وتشریح ہے اور وہابیہ دیوبندیہ کے سارے ادعائے حدیث دانی کی تقبیح وتفضیح ہے۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اس تصنیف میں بخوبی واضح وثابت فرما دیا کہ حضور پر نور شفیع

یوم النشور ﷺ کا نام پاک اذان میں سنتے وقت انگوٹھے یا انگشتان شہادت چوم کر آنکھوں سے لگانا قطعاً جائز ہے اور اس کے جواز پر مقام تبرع میں دلائل کثیرہ قائم ہیں۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ نے حدیث شریف سے سیدنا صدیق اکبر و سیدنا امام حسین و سیدنا ابوالعباس خضر وغیرھم اکابر دین کے کرنے کا ثبوت کتاب استطاب مقاصد حسنہ سے ذکر فرمایا اور کتب فقہیہ جامع الرموز شرح نقایہ مختصر العقایہ وفتاویٰ صوفیہ وکنز العباد "ردالمختار" حاشیہ درمختار وغیرہ کتب فقہ کے حوالے سے اس فعل کا استحباب واستحبان ثابت فرمایا۔ محترم قارئین اس رسالہ کی تسہیل بنام انگوٹھے چومنے کا شرعی حکم کا مطالعہ فرمائیں۔ فقیر نے اسے آسان تر کرنے کی بھرپور سعی کی ہے اللہ عزوجل قبول فرمائے۔

۔"انفس الفکر فی قربان البقر"

۱۲۹۸ھ میں ہنود نے چند سوالات کا ایک استفتاء قائم کر کے مختلف شہروں سے مختلف علماء کے پاس بھیجا:

کیا فرماتے ہیں علمائے مذہب حنفیہ اس بارے میں کہ

- گاؤکشی کوئی ایسا امر ہے جس کے نہ کرنے سے کوئی شخص دین اسلام سے خارج ہو جاتا ہے۔
- اگر کوئی شخص معتقد رباحت ذبح ہو مگر کوئی گائے اس نے ذبح نہ کی ہو یا گاؤ کا گوشت نہ کھایا ہو ہر چند کہ اکل اس کا جائز جانتا ہے تو اس کے اسلام میں فرق نہ آئے گا۔ اور وہ کامل مسلمان رہے گا؟
- گاؤکشی کوئی واجب فعل ہے کہ جس کا تارک گنہگار رہوتا ہے؟
- یا اگر کوئی شخص گاؤکشی نہ کرے صرف رباحت ذبح کا دل سے معتقد ہو تو وہ گنہگار نہ ہوگا؟

۵۔ جہاں بلاوجہ اس فعل کے ارتکاب سے ثوان فتنہ وفساد اور مورث ضرر اہل اسلام ہو اور کوئی فائدہ اس فعل پر مرتب نہ ہو اور عمل داری اہل اسلام بھی نہ ہو تو وہاں بلاوجہ اگر اس فعل سے کوئی باز رہے تو جائز ہے یا کہ بلاسبب ایسی حالت میں بعد اثارت فتنہ وفساد ارتکاب اس فعل کا واجب ہے؟

حسن اتفاق یہی سوال اسی زمانے میں مراد آباد سے اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس پہنچا آپ سوالات دیکھتے ہی اپنی فراست سے سمجھ گئے کہ یہ سوال کسی ہندو ساختہ پرداختہ ہے اور یہ بھی جان گئے کہ کس غرض سے کیا گیا ہے۔ چنانچہ آپ رحمۃ اللہ علیہ جواب میں ایک مستقل رسالہ بنام انفس الفکر فی قربان البقر'' تصنیف فرمایا جس میں آپ رحمۃ اللہ علیہ نے بخوبی اس بات کو واضح فرمادیا کہ جو مباح کام عزت وشوکت اسلام پر دلالت کرے اور اسے چھوڑ دینے میں اسلام کی توہین اور کفر کا غلبہ سمجھا جائے تو اب اس مباح کا فعل لازم قرار پائے گا۔

جیسے تعلم صرف ونحو کا وجوب کہ ہمارے رب عزوجل کی کتاب اور ہمارے نبی آخری الزماں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کلام عربی زبان میں ہے اور اسے سمجھنے کے لئے اس زبان کو سیکھے بغیر ممکن نہیں لہٰذا صرف ونحو کا سیکھنا لازم قرار پایا۔ چنانچہ گاؤکشی اگرچہ بالتخصیص اپنی رات کے لحاظ سے نہ ہی واجب اور نہ ہی اس کا تارک گناہ گار اور نہ ہی ہماری شریعت میں کسی خاص شئی کا کھانا بالیقین فرض ہے مگر ان سے بالجبر باز رکھنے میں بے شک ہماری مذہبی توہین ہے جسے حکام وقت بھی روا نہیں رکھ سکتے۔ کسی فعل کا نہ کرنا اور بات ہے اور اس سے بالقصد باز رہنا اور بات ہے۔

اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی اس تصنیف نفیس میں گاؤکشی کے فوائد بھی مذکور کیے تاکہ آخری سوال جو گاؤکشی کے فائدہ ہونے سے متعلق کیا تھا اس کا بھی مسکت جواب ہو سکے چنانچہ آپ نے تحریر فرمایا کہ ہم اہل اسلام کی ابتدائے عہد

سے بڑی غذا جس کی طرف قاری طبیعین اہل خلقت میں راغب اور اس میں ہمارے لئے ہزاروں منافع' اس سے ہمارے خالق تبارک وتعالیٰ نے قرآن مجید میں جا بجا ہم پر منت رکھی گوشت ہے۔ اور بے شک بکری کا گوشت' دواماً ہمارے ہر امیر وفقیر کو دستیاب نہیں ہو سکتا۔ خصوصاً مسلمانان ہندوستان کہ ان میں ثروت بہت کم اور افلاس غالب ہے۔ غریبوں کی گزر بے گوشت گاؤ کے نہیں لہٰذا گائے کی کھال وغیرہ سے جو ہزار ہا قسم کے منافع ملتے ہیں اور ان منفقوں میں ہنود بھی ہمارے شریک ہوتے ہیں اور چند اقوام کی تجارتیں اور ان کے رزق کے سامان اسی گاؤ کشی کا نتیجہ ہیں تو سائل کا یہ قول نہ کوئی فائدہ اس فعل پر مرتب نہ ہو محض تصویر غلط ہے۔

اپنی اس تصنیف میں اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے گائے کے ذبح کا جواز پیش کرتے ہوئے ارشاد فرمایا معذا ہمارے مذہب میں اس کا جواب اور ہندو کے یہاں ممانعت ایک پلہ میں نہیں ہماری اول شریعت میں اس کا جواز موجود۔

قرآن کریم میں ہے:

ان اللہ یامرکم ان تذبحوا بقرۃ ۔

ترجمہ: ''بے شک اللہ تمہیں حکم دیتا ہے کہ گائے ذبح کرو۔'' (سورۃ البقرہ:۶۷)

اور ہنود کے اہل مذہب میں کہیں اس کی ممانعت نہیں' بلکہ کتب ہنود گواہی دیتی ہیں کہ پیشوایان ہنود بھی گائے کا مزہ چکھنے سے محروم نہ گئے۔

بالجملہ خلاصہ جواب یہ ہے کہ بازار و شارع عام میں جہاں قانوناً ممانعت ہے براہ جہالت ذبح گاؤ کا مرتکب ہونا بے شک مسلمان کو توہین وذلت کے لئے پیش کرنا ہے کہ شرعاً حرام اور اس کے سوا جہاں ممانعت نہیں وہاں باز رہنا اور ہنود کی بے جا ہٹ (ضد) بجا رکھنے کے لئے یک قلم اس اسم کو اٹھا دینا ہرگز جائز نہیں بلکہ انہیں مفرات ومذلات کا باعث ہے۔

کتبہ عبدہ المذنب احمد رضا معنی عنہ بجمدن المصطفی النبی الامی صلی اللہ علیہ وسلم سبحان اللہ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کے اس تصنیف جلیلہ سے ہنود اپنی سازش میں ناکام ہوئے اور مسلمانوں پر بھی بخوبی ظاہر و ثابت ہو گیا کہ گائے ذبح کرنا اگرچہ مباح فعل ہے مگر زمانہ نبوت و جملہ سلف و صالحین میں رائج رہا اگر ہنود اہل اسلام کے اس امر شرعی ماثور کو منانے کی کوشش کریں اب اہل اسلام پر اس امر کی بقاء و اجراء واجب ہے۔

۵۔ ''اقامۃ القیامۃ علی طاعن القیام لنبی تھامہ''

۱۲۹۹ھ میں رام پور سے ایک استفتاء آیا جس میں بہت سے سوالات تھے اور انہیں سوالات کثیرہ کے ضمن میں ایک سوال یہ بھی تھا کہ:

''مجلس میلاد میں قیام وقت' ذکر ولادت حضور خیر الانام علیہ افضل الصلوٰۃ والسلام کیسا ہے؟ بعض لوگ اس قیام سے انکار بحث رکھتے ہیں اور اسے بدیں وجہ کہ قرون ثلثہ میں نہ تھا بدعت سیہ و حرام سمجھتے اور کہتے ہیں ہمیں صحابہ و تابعین کی سند چاہئے ورنہ ہم نہیں مانتے۔ ان کے ان اقوال کا کیا حال ہے۔''

چنانچہ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کے جواب میں ۴۶ صفحات کا مدال و محققانہ رسالہ تصنیف فرمایا جس میں بخوبی یہ واضح کر دیا کہ شریعت مطہرہ کا کوئی حکم قرآن عظیم سے باہر نہیں مگر قرآن عظیم کا پورا سمجھنا اور ہر جزیہ کا صریح حکم اس سے نکال لینا عام کو نا مقدور ہے چنانچہ قرآن عظیم نے دو مبارک قانون ہمیں عطا فرمائے۔

اول: ما اتکم الرسول فخذوہ و ما نھکم عنہ فانتھوا ۔ (الحشر:۷)

ترجمہ: ''جو کچھ رسول تمہیں دیں وہ لو اور جس سے منع کریں باز رہو۔''

یعنی پہلا حصہ جو کچھ رسول تمہیں دیں وہ لو' واجبات شرعیہ ہوئی اور دوسری قسم "اور جس سے منع کریں باز رہو" ممنوعات شرعیہ ہوئی۔

دوم: فاسئلوا اهل الذکر ان کنتم لا تعلمون ۔ (الانبیاء:۷)

ترجمہ: "اے لوگو! علم والوں سے پوچھو اگر تمہیں علم نہ ہو"۔

اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے یہ دو قوانین بیان فرما کر واضح و ثابت فرما دیا کہ جس کسی عالم نے اپنے سے پہلے زمانے کے کسی کلام کے اجمال کی تفصیل کی ہے اور زمانہ کے لحاظ سے جو بھی حکم ارشاد فرمایا وہ حقیقۃً اولاً صاحب شریعت صلی اللہ علیہ وسلم سے ہی لیا ہے۔ مثلاً نصاب الانتساب وفتاویٰ عالمگیر یہ زمانہ سلطان عالمگیر کی تصنیف ہیں ان میں بہت ان جزئیات وامور کی تصریح ملے گی جو کتب سابقہ میں نہیں کہ وہ جب تک واقع ہی نہ ہوئے تھے اب اگر کوئی شخص ان کی نسبت کہے کہ صحابہ وتابعین سے اس کی تصریح ووضاحت دکھاؤ خاص امام اعظم وصاحبین کا نص لاؤ تو وہ یا احمق ومجنون ہے یا گمراہ مفتون۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ نے مزید مثال دیتے ہوئے فرمایا کہ اب ان کے بعد ریل' تار برقی منی آرڈر وغیرہ وغیرہ ایجاد ہوئے اگر کوئی شخص کہے کہ صحابہ وتابعین یا امام ابوحنیفہ یا مذہبی ہدایہ و درمختار یا یہ بھی نہ سہی' عالمگیری وطحطازی وردالمختار' یا سب جانے دو' شاہ عبدالعزیز صاحب کے فتاوے میں دکھاؤ تو اسے مجنون سے بہتر اور کیا لفظ کہا جا سکتا ہے؟

نوٹ: مجلس میلاد مبارک وقیام کو جاری ہوئے بھی صدہا سال ہوئے مگر صحابہ وتابعین وآئمہ مجتہدین کے کلام میں ان کے نام کی تصریح مانگی' اسی جنون پر مبنی ہوگی ان پر انہیں علمائے کرام کی تصریحات سے استناد ہوگا جن کے زمانے میں ان کا وجود تھا ہو ویں مسئلہ قیام میں ان علمائے کرام کی سند لی جائے گی جن کا ذکر شریف آتا ہے تو

منصف و غیر متعصب کے لئے اسی قدر کافی کہ یہ فعل مبارک یعنی قیام وقت ذکر ولادت حضور خیر الانام علیہ واعلیٰ الیہ افضل اللہ والسلام صدہا سال سے بلا د اسلامیہ میں رائج و معمول' احدا کابر ائمہ دین میں مقرر و مقبول' شرع میں اس سے منع مفقود اور بے منع شرع منع مردود' حرمین طیبین مکہ معظمہ و مدینہ منور کے اکابر علماء و مفتیان مذاہب اربعہ مدتہا مدت سے اس فعل کے فاعل و عامل و قائل ہیں آئمہ معتمدین نے اسے حرام نہ فرمایا بلکہ بلاشبہ مستحسن و مستجب ٹھہرایا۔ اسی طرح اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمتہ اللہ نے گیارہ علمائے کرام اور عارف بلوہ سید سند مولانا جعفر بریزنجی قدس سرہ کی کتاب عقد الجوهره فی مولد النبی الازهر' فاضل اجل سیدی جعفر بن اسماعیل علوی مدنی کی کتاب شرح الکوکب علی عقد الجوهر' فقیہ محدث مولانا عثمان بن حسن ومیاطی کے رسالہ اثبات قیام امام علامہ مدالعنی' علامہ نرید کے رسالہ میلاد' خاتمۃ المحد ثین' مولانا سید احمد زین دحلان مکی قدس سرہ الملکی کی کتاب مشطاب الدر السنیہ فی الرد علی الوھابیہ' امام العلماء مفتی الحنفیہ سیدنا علامہ جمال بن عبداللہ بن عمر مکی کے فتاوے اور علامہ انباری کی کتاب مورد الظمان کی عبارتیں ثبوت قیام وقت ذکر ولادت رسول اللہ ﷺ میں نقل فرمائیں۔

اس کے علاوہ گیارہ فتاوے علمائے کرام کے ثبوت قیام میلاد شریف میں نقل فرمائے اور فتویٰ مولانا جمال عمر حنفی' جس پر مولانا صدیق بن عبدالرحمٰن کمال حنفی' اولاد علامہ الوریٰ علم الہدیٰ' مولانا سید سند زین دحلان شافعی نے بھی موافقت فرمائی۔

۲۔ فتویٰ مولا حسین بن ابراہیم مکی مالکی مفتی مالکی

۳۔ فتویٰ مولانا محمد بن یحییٰ حنبلی مفتی حنابلہ

۴۔ فتویٰ مفتی حنفیہ مولانا عبد ین محمد حنفی

۵۔ فتویٰ مولانا امام سراج العلماء عبداللہ سراج مکی مفتی حنفیہ

۶۔ فتویٰ عمر بن ابی بکر شافعی

۷۔ فتویٰ علمائے حرمین جس پر مفتی مکہ معظمہ مولانا محمد بن حسین کتبی حنفی و رئیس العلماء مولانا جمال حنفی اور مفتی مالکیہ مولانا حسین بن ابراہیم مکی اور سید المحققین مولانا احمد بن زین شافعی اور مدرس مسجد نبوی مولانا محمد بن محمد عرب شافعی اور مولانا عبدالکریم بن عبدالحکیم حنفی مدنی اور فقیہ جلیل مولانا عبدالجبار حنبلی بصری اور مولانا ابراہیم بن محمد خیار حسینی شافعی مدنی کی مہریں ہیں۔

۸۔ فتویٰ حضرات علمائے مدینہ منورہ کا اس فتویٰ پر مولانا عبدالجبار اور ابراہیم بن خیار وغیرہما تیس علمائے کرام کی مہریں ہیں۔

۹۔ فتویٰ علمائے مکہ معظمہ جس پر حضرت سید العلماء احمد دحلان مفتی شافعیہ جناب مستطاب سراج الفضلا مولانا عبدالرحمٰن سراج مفتی حنفیہ، مولانا حسن مفتی حنابلہ و مولانا محمد شرفی مفتی مالکیہ وغیرہ ہم پنتالیس علی کی مہریں ہیں۔

۱۰۔ فتویٰ علمائے جدہ، اس پر مولانا عیاض بن جعفر صدیق، مولانا احمد فتاح، مولانا محمد بن سلیمان، مولانا احمد جلیس، مولانا محمد صالح کی تصریقات و تحریرات ہیں

۱۱۔ فتاویٰ علمائے جدہ جس پر مولانا محمد بن عبداللہ، مولانا احمد بن محمد خلیل، مولانا عبدالرحمٰن بن علی حضری کی تصیحات و تصدیقات ہیں۔

اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں کہ "بالجملہ سردست" اس قدر کتب و فتاویٰ وافعال و اقوال علماء و آئمہ سے اس قیام مبارک کے استحسان و استحباب کی سند صریح حاضر ہے جس میں سو سے زائد آئمہ و علماء کی تحقیق و تصدیق روشن وظاہر ہے۔

اصل اشیاء میں رباحت ہے یعنی جس چیز کی ممانعت شرع مطہر سے ثابت اور اس کی برائی پر دلیل شرعی ناطق وہی متوذموم و ممنوع ہے باقی سب چیزیں جائز

مباح رہیں گی خاص ان کا ذکر جواز قرآن وحدیث میں منصوص ہو یا ان کا کچھ ذکر نہ آیا ہو۔

تو جو شخص جس فعل کو ناجائز یا حرام یا مکروہ کہے اس پر واجب ہے کہ اپنے دعوی پر دلیل قائم کرے اور جائز ومباح کہنے والے کو ہرگز دلیل کی حاجت نہیں کہ ممانعت پر کوئی دلیل نہ ہونا ہی جواز کی دلیل کافی ہے۔

٦۔صفائح اللجین فی کون التصافح بکفی الیدین

اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت میں ۱۳۰٦ھ کو ایک استفتاء اس مضمون کا پیش کیا گیا۔

''دونوں ہاتھوں سے مصافحہ جائز ہے یا نہیں؟ اور آج کل جو غیر مقلد لوگ ایک ہی ہاتھ سے مصافحہ کرتے ہیں اور دونوں ہاتھوں سے مصافحہ کو ناجائز وخلاف حدیث جانتے ہیں ان کا یہ دعویٰ صحیح ہے یا غلط''

چنانچہ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمتہ اللہ علیہ نے اس دوسطر کے سوال کے جواب میں چالیس صفحات کا مستقل رسالہ تصنیف فرمایا اور اس کا تاریخی نام۔

''صفائحہ الجبین فی کون التصافح بکفی الیدین'' رکھا اور مدلل وتحقیقی جواب تحریر فرمایا آپ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ بے شک دونوں ہاتھوں سے مصافحہ جائز ہے اکابر علماء نے اس کے مسنون ومندوب ہونے کی تصریح فرمائی اور ہرگز ہرگز نام کو بھی کوئی حدیث اس سے ممانعت میں نہ آئی۔ جائز شرعی کی ممانعت و مذمت پر اترنا شریعت مطہرہ پر افتراء کرنا ہے منکرین کے ہاتھ میں اصلاً کوئی حدیث نہیں جس میں ان کے قول کی بو بھی آتی ہو ثبوت ممانعت تو بڑی چیز ہے یہ کسی حدیث میں دکھائیں کہ حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم دونوں ہاتھوں سے مصافحہ کرنے کو منع کیا ہو یا ارشاد

فرمایا ہو کہ ایک ہی ہاتھ سے مصافحہ کیا کرو اس کے بغیر ثبوت ممانعت کا دعویٰ محض ہوس پکانا ہے یا جنون خام۔

اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے اس جواب میں اکابر علمائے کرام کی کتب کی تصریحات بھی تحریر فرمائیں جس میں بخوبی واضح فرمادیا کہ دونوں ہاتھوں سے مصافحہ مسلمانوں میں صد ہا سال سے متوازن اور زمانہ تبع تابعین میں بھی رائج تھا خود آئمہ تبع تابعین نے دونوں ہاتھوں سے مصافحہ کیا تمام بلاد اسلام مکہ معظمہ و مدینہ منورہ سے ہندوسند تک علماء عوام اہل اسلام دونوں ہاتھوں سے مصافحہ کرتے ہیں اور جو بات مسلمانوں میں متوازن ہوئی بے اصل نہیں ہوسکتی لوگوں میں جو امیر رائج ہو جب تک اس سے صریح نہیں ثابت نہ ہو ہرگز اس میں خلاف نہ کیا جائے بلکہ انہیں کی عادت و اخلاق کے ساتھ ان سے برتاؤ چاہے بلکہ اور ان کی خواہی نہ خواہی مخالفت کرنی شرعاً مکروہ ہے۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے اس نفیس میں بکثرت احادیث مبارکہ مثلاً حدیث حذیفہ بن الیمان مروی طبران معجم اوسط و بیہقی ہند صالح' حدیث سلمان فارسی مروی معجم کبیر طبرانی ہند حسن' حدیث انس مروی مسند امام احمد' حدیث براء رضی اللہ عنہ مروی سنن بیہقی بطریق یزید بن براء و مترجم سے مصافحہ کی فضیلت بیان فرمائی اور قرآنی آیات و احادیث سے یہ بھی تصریح فرمائی کہ جہاں جہاں ایک ہاتھ کا ذکر آیا وہاں مراد دونوں ہاتھ ہی ہیں۔ مثلاً تحریر میں فرمایا کہ

- قرآن عظیم کی یہ آیت:

بیدك الخیر ۔

''تیرے ہاتھ میں بھلائی ہے۔''

کیا اس کے معنی یہ ہیں کہ تیرے ایک ہی ہاتھ میں بھلائی ہے۔

۲۔ اسی طرح اللہ عزوجل فرماتا ہے:

"قل ان الفضل بیداللہ"

کیا اس کے یہ معنی ہیں کہ ایک ہی ہاتھ میں فضل ہے؟

۳۔ اور فرماتا ہے:

بیدہ ملکوت کل شئی .

"اس کے ہاتھ میں ہے قدرت ہر چیز کی۔"

تو کیا دوسرے ہاتھ میں مالکیت ومقدرت نہیں؟

۴۔ صحیح بخاری میں حضرت داؤد علیہ السلام کے بارے میں ہے:

"داؤد نبی علیہ السلام نہ کھاتے تھے مگر اپنے ہاتھ کے عمل سے۔"

حالانکہ ان کا عمل زرہیں بنانا تھا اور وہ دو ہی ہاتھ سے ہوتا ہے۔

(غرض یہ کہ) بارہا لفظ "ید" مفرد لاتے اور دونوں ہاتھ مراد ہوتے ہیں۔

احمد و بخاری و مسلم و ترمذی حضرت سعد بن مالک نے مرفوعاً راوی کہ

"بے شک اللہ تعالیٰ جنتیوں سے فرمائے گا: "اے جنت والو!

عرض کریں گے۔"

لبیک یا ربنا وسعدیک والخیر بیدیک اسی طرح تفسیر مقام محمود میں ہے فاول **مدعو محمد صلی اللہ علیہ وسلم منقول لبیک و سعدیک والخیر فی یدیک** یعنی سب سے پہلے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو ندا ہوگی حضور صلی اللہ علیہ وسلم عرض کریں گے الٰہی! میں حاضر ہوں' خدمتی ہوں تیرے دونوں ہاتھوں میں بھلائی ہے۔ الغرض اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کی یہ تصنیف انتہائی مدلل اور تحقیقی ہے جس میں آپ رحمۃ اللہ علیہ نے دونوں ہاتھ سے مصافحہ کو بہ احسن وخوبی امور معاشرت سے ایک جائز و مستحسن امر ثابت کیا اور بحسب عرف بلا مؤید د موکد قرار دیا۔

۷۔"النھی الاکید عن الصلاۃ وراء عدی التقلید"

اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ کے سامنے سوال پیش کیا گیا کہ در بارہ غیر مقلدین جو اولیائے کرام کی توہین کرتے، فقہی مسائل کے خلاف کرتے ہیں ان کے پیچھے نماز پڑھنے کا حکم ارشاد فرمایئے تو اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ نے اس سوال کا جواب ارشاد فرمایا جو ۵۲ صفحات پر مبنی ہے۔ اس کا تاریخی نام "النھی الاکید عن الصلاۃ وراء عدی التقلید" رکھا گیا اور مکمل دلائل اور بھرپور تحقیقی جواب تحریر فرما کر آخر میں جواب سوال ان الفاظ میں دیا ہے۔ "بلاشبہ غیر مقلد کے پیچھے نماز مکروہ و ممنوع ولازم الاحتراز انہیں با اختیار خود امام کرنا تو ہرگز کسی سنی محب سنت وکارہ بدعت کا کام نہیں۔ اور جہاں وہ امام ہوں اور منع پر قدرت نہ ہو سنی کو چاہئے دوسری جگہ امام صحیح العقیدہ کی اقتدا کرے حتیٰ کہ جمعہ میں بھی جبکہ اور جگہ مل سکے۔

اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ نے اس حکم کو پانچ دلیلوں سے احادیث مبارکہ و آئمہ اربعہ واقوال اکابر علماء کی روشنی میں واضح و ثابت فرمایا۔ ساتھ ہی ساتھ ان غیر مقلدوں کا اصلی چہرہ بے نقاب کرتے ہوئے ان کے فسق کو بھی اپنے اس رسالہ میں ظاہر فرمایا۔ اور طہارت و فقہی مسائل متعلقہ نماز طہارت میں ان کی لنگڑی لولی شریعت کا پردہ چاک فرمایا اور صرف یہی نہیں بلکہ ان کے ایک اور اہم وشدید قبیح وشنیع فعل کا بھی خوب ہی پول کھولا جس کے سبب ان بدبختوں کا خارج از اسلام ہونا ثابت ہوا چنانچہ فرمایا۔

یہاں تک تو ان (غیر مقلدوں) کے فسق و بدعت وغیرھم کی بناء پر کلام تھا ایک امر اشد و اعظم ان کے طائفہ سے صادر ہوتا ہے جس کی بناء پر ان کے نفس اسلام میں ہزاروں دقتیں ہیں یہاں تک کہ احادیث صحیحہ واقوال مجاہیر فقہا سے ان کا صریح

کافر ہونا اور نماز کا ان کے پیچھے محض باطل ہونا نکلتا ہے وہ کیا؟ یعنی ان کا تقلید کو شرک اور حنفیہ' مالکیہ' شافعیہ' حنبلیہ 'سب مقلدان آئمہ کو مشرکین بتانا کہ یہ صراحتاً مسلمانوں کو کافر کہنا ہے اور پھر ایک دو نہیں لاکھوں کروڑوں کو پھر آج ہی کل کے نہیں گیارہ سو برس کے عامہ مومنین کو جن میں بڑے بڑے محبوبان حضرت عزت واراکین امت و اساطین ملت و جملہ شریعت و کملہ طریقت تھے۔ جب تقلید شرعی معاذ اللہ کفر و شرک ٹھہری تو تمہارے نزدیک یہ ہر عصر کے علماء اور گیارہ سو برس کے عامۃ مسلمین سب کفار مشرکین ہوئے نہ سہی آخر اتنا تو اجلی بدیہیات سے ہے صدہا برس سے لاکھوں اولیاء علماء محدثین فقہا' عامہ اہل سنت چار مذہبوں پر منقسم ہو گئے اور فروع میں ان مذاہب اور بعد کے سوا کوئی مذہب باقی نہ رہا۔

بالجملہ اس میں اصلاً شک وشبہ کی گنجائش نہیں کہ ان صاحبوں نے تقلید کو شرک و کفر اور مقلدین کو مشرک کہہ کر لاکھوں کروڑوں علماء اولیائے' اصفیا بلکہ امت کے دس حصوں سے نو کو علی اعلان کافر و مشرک ٹھہرا دیا اور جو شخص ایک مسلمان کو بھی کافر کہے طواہر احادیث صحیحہ کی بناء پر خود کافر ہے۔ غرض مذہب مفتی بہ پر اس گروہ کو سخت دقت کہ قطعاً اپنے اعتقاد سے مسلمانوں کو کافر و مشرک کہتے اور اپنی تصانیف میں لکھتے ہیں تو ان کا کافر ہونا لازم اور ان کے پیچھے نماز ایسی جیسے کسی یہودی یا نصرانی یا مجوسی یا ہندو کے پیچھے۔

غرض یہ کہ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ نے اپنے اس رسالے میں مدلل اور تحقیقی جواب عنایت فرما کر مسلمانوں پر غیر مقلدوں کے فریب کا پردہ چاک فرمایا اور انہیں تنبیہ فرمائی کہ ''اہل سنت کو چاہئے کہ ان سے بہت پرہیز رکھیں ان کے معاملات میں شریک نہ ہوں اپنے معاملات میں انہیں شریک نہ کریں احادیث میں ہے کہ اہل بدعت بلند صناق کی صحبت و مخالفت سے بچنا چاہئے اس لئے ہر طرح ان

سے دوری مناسب، خصوصاً ان کے پیچھے نماز سے تو احتراز واجب۔

۸۔اسماع الاربعین فی شفاعۃ سید المحبوبین

بلا شک وشبہ نبی کریم کا شفیع المذنبین ﷺ ہونا ایک ایسا وصف ہے جو آپ ﷺ کو عطا فرمایا گیا روز قیامت مقام محمود کا ظہور شفاعت کبرائے حضور ہے جس میں تمام اولین آخرین آپ ﷺ کے محتاج ہونگے ہر مسلمان یہ ایمان رکھتا ہے کہ آپ ﷺ باذن پروردگار شفیع روز شمار ہیں رب عزت بکمال رحمت آپ ﷺ سے ارشاد فرمائے گا۔ "اے محمد اپنا سر اٹھاؤ اور کہو کہ تمہاری بات سنی جائے گی اور مانگو کہ تمہیں دیا جائے گا اور شفاعت کرو کہ تمہاری شفاعت قبول ہوگی غرض جو انہیں اس دن ملے گا کسی کو نہ ملے گا مگر وہابیت جس کی بنیاد ہی عداوت رسول واہانت انبیاء ولیاء پر ہے ان کے پاس جھوٹ وفریب کے مظاہرے جا بجا ان کی تقریروں اور تحریروں پر نظر آتے ہیں قرآن وحدیث میں بکثرت دلائل شفاعت مصطفیٰ ﷺ پر پائے جاتے ہیں چنانچہ اس سبب سے شفاعت کا کھلم کھلا انکار تو کر نہیں سکتے لہذا اس کے متعلق ایسی مبہم اور گول مول بات کرتے ہیں کہ صاف انکار نظر آتا ہے۔

اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمتہ اللہ علیہ نے مسئلہ شفاعت کے متعلق ایک مستقل رسالہ مسمیٰ بنام تاریخی "اسماع الابعین فی شفاعۃ سید المحبوبین" نے تحریر فرمایا جس میں آیات قرآنیہ کے ساتھ ساتھ چالیس احادیث مبارکہ جمع فرمائیں جو مسئلہ شفاعت پر دال ہیں۔

اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمہ اللہ اپنے اس شاندار رسالہ میں فرماتے ہیں کہ "سبحان اللہ! ایسے سوال سن کر کتنا تعجب ہوتا ہے کہ مسلمان ومدعیان سنیت، اور ایسے واضح عقائد میں تشکیک کی آفت؟ یہ بھی قرب قیامت کی ایک علامت ہے انا للہ وانا

الیہ راجعون احادیث شفاعت بھی ایسی چیز ہے جو کسی طرح چھپ سکیں' بیسیوں صحابہ صدہا تابعین ہزار ہا محدثین ان کے راوی' حدیث کی ہر گونہ کتابیں' صحاح' سنن' مسانید معاجیم' جوامع' مصنفات' ان سے مالا مال' اہل سنت کا ہر متنفس' یہاں تک کہ زنان و اطفال بلکہ دیہاتی جہال بھی اس عقیدے سے آگاہ' خدا کا دیدار' محمد کی شفاعت ایک ایک بچے کی زبان پر جاری۔

فقیر غفر اللہ تعالیٰ (اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ) نے رسالہ ''سمع وطاعۃ الاحادیث الشفاعت'' میں بہت کثرت سے ان احادیث کی جمع و تلخیص کی۔ یہاں (مذکورہ رسالہ میں) نہایت اجمال صدف چالیس حدیثوں کی طرف اشارت اور ان سے پہلے چند آیات قرآنیہ کی تلاوت کرتا ہوں۔

اس تمہید کے بعد اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے پانچ آیات مع ترجمہ و فوائد تحریر فرمائیں۔

۱۔ عسیٰ ان یبعثك ربك مقاما محمو داً ۔ (بنی اسرائیل:۷۹)

ترجمہ: کس نے پوچھا مقامِ محمود کیا چیز ہے۔ فرمایا: ھو الشفاعۃ ۔

۲۔ والسوف لعلیك ربك فترضی ۔ (والضحیٰ:۵)

عبرانی معلجم اوسط میں مولیٰ علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے راوی کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں میں اپنی امت کی شفاعت کروں گا یہاں تک کہ میرا رب پکارے گا اے محمد! تو راضی ہوا؟ میں عرض کروں گا اے رب میں راضی ہوا۔

۳۔ واستغفر لذنبك وللمومنات ۔ (منافقون:۵)

اس آیت میں اللہ تعالیٰ حکم دیتا ہے کہ مسلمان مردوں اور عورتوں کے گناہ مجھ سے بخشواؤ اور شفاعت کا ہے کا نام ہے؟

۴۔ و لو انھم اذ ظلمھا انفسھم جاوك فاستغفر اللہ

واستغفر اللھم الرسول لو جدوا اللہ توابا رحما .

(النساء:۶۴)

اس آیت میں مسلمانوں کو ارشاد ہوتا ہے کہ گناہ کر کے اس نبی سرکار میں حاضر ہو اور اس سے درخواست شفاعت کرو۔ محبوب تمہاری شفاعت فرمائے گا تو ہم یقیناً تمہارے گناہ بخش دیں گے۔

۵۔ واذاقیل لھم تعالوا ستغفرلکم رسول اللہ لوّوا رؤوسھم . (منافقون:۵)

اس آیت میں منافقوں کا حال ارشاد ہوا کہ وہ حضور کی شفاعت نہیں چاہتے پھر جو آج نہیں چاہتے وہ کل نہ پائیں گے اور جو کل نہ پائیں گے وہ کل نہ پائیں گے۔ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کے بعد چالیس احادیث مبارکہ مع اسمائے صحابہ و روایان حدیث و اسمائے محدثین جنہوں نے ان احادیث کو روایت کیا تحریر فرمایا ہے۔ پھر آخر میں فرماتے ہیں کہ

اخیر حدیث میں ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں:

شفاعتی یوم القیٰمتہ حق ضمن لم یومن بھالم لکن من اھلھا .

ترجمہ: ”میری شفاعت روز قیامت ہے جو اس پر ایمان نہ لائے گا اس کے قابل نہ ہوگا۔“

منکر مسکین اس حدیث متواتر کو دیکھے اور اپنی جان پر رحم کرے شفاعت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایمان لائے۔

۴۔ انہار الانوار من یم صلاۃ الاسرار

صوفیائے کرام و بزرگان دین بالخصوص مشائخ قادریہ کا زمانہ قدیم سے معمول رہا ہے کہ حصول برکات و قضائے حاجات کے لئے صلوٰۃ غوثیہ پڑھتے ہیں مگر وہابیہ دیوبندیہ حسب عادت اسے بدعت اور صلوٰۃ غوثیہ کو ناجائز ثابت کرنے کی بھونڈی کوشش کرتے رہتے ہیں۔

چنانچہ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے اس مسئلہ کا تحقیقی رسالہ تحریر فرمایا جو چند صفحات پر مشتمل ہے اس کا تاریخی نام "انہار الانوار من یم صلاۃ الاسرار" رکھا گیا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے اس رسالہ میں واضح فرما دیا کہ فی الواقع یہ نماز مبارک حضرات مشائخ کرام کی معمول اور قضائے حاجات وحصول و مرادات کے لئے مجرب ہے اور حضور پر نور غوث الثقلین غیاث المؤمنین سے مروی و منقول ہے جلیل علماء کرام اپنی تصانیف عالیہ میں اسے روایت کرتے اور مقبول و مقرر رکھتے مسلم رکھتے آئے ہیں۔

اعلیٰ حضرت نے امام اجل سیدی ابوالحسن نورالدین بن جریر، امام جلیل عبداللہ بن یافعی مکی، علامہ ملا علی قاری، شیخ عبدالوہاب متقی مکی، مولانا شیخ وجیہ الدین علوی، حضرت شیخ محمد غوث گوالیاری، امام شمس الدین الجزری، حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی، علامہ ابوالحسن محمد سندی، حضرت سید شاہ حمزہ حسینی مارہروی، امام یافعی سے اس حدیث کو بہ سند ثابت فرما دیا اور فرمایا کہ اس مجرب نماز کا اعمال مشائخ سے ہونا آفتاب سے زیادہ روشن ہے اور اس کا انکار میر نیم روز و ماہ نیم ماہ کا انکار ہے ایسی روایات معتمدہ کو بے وجہ وجیہ رد کرنا سخت جہالت ہے یا خباثت ... وہابی دیوبندی مخالفین صرف اسی نماز کو قرآن و حدیث کے

خلاف بتانا محض بہتان وافترا ہرگز ہرگز قرآن وحدیث میں اس کی ممانعت نہیں۔ نہ
مخالف (وہابیہ) کوئی آیت یا حدیث اپنے دعویٰ کے ثبوت میں پیش کر سکتا
ہے۔رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں حلال وہ ہے جسے خدا نے اپنی کتاب میں حلال کیا
اور حرام وہ ہے جو خدا نے اپنی کتاب میں حرام کیا اور جس سے سکوت کیا وہ عفو
۔بالجملہ یہ فائدہ نفسیہ ہمیشہ یاد رکھنے کا ہے کہ قرآن وحدیث سے جس چیز کی بھلائی یا
برائی ثابت ہو وہ بھلی یا بری ہے اور جس کی نسبت کچھ ثبوت نہ ہو وہ معاف ہے جائز و
مباح ہے اس کا کرنا درست وروا ہے اور اس کو حرام گناہ نادرست وممنوع کہنا شریعت
مطہرہ پر افترا۔

اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے اس مبارک نماز کو محبوبان خدا کی طرف
بغرض توسل قرار دیتے ہوئے یہ ثابت کیا کہ ان محبوبان خدا سے توسل قطعاً محمود ہے
اور ہرگز اخلاص وتوکل کے منافی نہیں۔الغرض آپ رحمۃ اللہ علیہ نے آیات قرانیہ اور
احادیث مبارکہ مستند روایات سے روشن وآشکار کر دیا کہ قضائے حاجات وحصول
مرادات کے لئے محبوبان خدا سے توسل کرنا ان کی طرف متوجہ ہونا اور ان کے لئے
خشوع وخضوع اختیار کرنا ان کی تحریک ہونا یا بعد وصال ان کی قبروں کی طرف چلنا
محمود ومشروع اور طریقہ ماموره ہے۔

اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ بہ احسن وخوبی وعمدگی سے قائل کیا کہ مزار
مبارک کی سمت قدم اٹھانا دراصل مزار اقدس تک چل کر جانے والوں کی نقالی ہے
اور اچھوں کی نقل بھی اچھی کہ سید عالم ﷺ نے فرمایا: **من تشبہ بقوم فھو
منھم** ۔ ''جو جس قوم کی مشابہت کرے اسی میں سے ہے'' اب ہر ایک کے لئے
مزار مبارک جانا حقیقتاً میسر نہیں تاہم دل سے متوجہ ہو کر یہ چلنا اس توجہ کا اظہار ہے
جیسے تکبیر تحریمہ کے وقت رفع یدین تشہد کے وقت انگشت شہادت سے اقرار توجہ مخفی کا

اظہار ہے۔ بعینہ یہی حالت اس چلنے کی ہے کہ رغبت باطنی کی پوری تصویر بنتی ہے او
یہ بھی ظاہر ہے کہ شدید حاجت کے وقت اسی وقت بغداد شریف کا سفر اور روضہ پاک
کی حاضری یقینا ہر ایک کے لئے ممکن نہیں لہٰذا چند قدم اس ارض مقدسہ کی طرف چا
ہی مقرر ہوا۔

۱۰۔ازھار الانوار من صبا صلاۃ الاسرار

حضرت مولانا شاہ محمد ابراہیم صاحب قادری مدراسی حیدر آبادی نے اعلیٰ
حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ سے صلاۃ الاسرار کی اجازت مانگی چنانچہ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ
نے ۱۳۰۵ھ میں یہ رسالہ تالیف وتصنیف فرمایا۔ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے
اپنے اس رسالہ میں نہ صرف صلاۃ الاسرار کا اجازت نامہ عطا فرمایا بلکہ ساتھ ہی اس
مبارک ومجرب نماز کا طریقہ، سمت عراق کا تعین اور گیارہ قدم بغداد شریف کی سمت
چلنے کا طریقہ اور وجوہ بھی ارشاد فرمائیں۔

اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے اس رسالے میں صلوٰۃ الاسرار کی
اجازت ملنے کے بارے میں ارشاد فرمایا کہ مجھے میرے شیخ وسردار میرے ہادی ومرشد
تاج الکاملین، سراج العالمین حضرت سیدنا سید شاہ آل رسول احمدی مارہروی نے او
ان کو ان کے شیخ اجل وعم انجل، فرد العصر، قطب الدھر حضرت ابوالفضل شمس الملۃ
والدین سید شاہ آل احمد اچھے میاں مارہروی رحمۃ اللہ علیہ نے اور ان کو ان کے والد ماجد سید
شاہ حمزہ عینی مارہروی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی سند مسلسل اکابر عن اکابر سے حضرات مشائخ
قادریہ سے اجازت عطا فرمائی۔

اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے اس رسالے میں اس مبارک نماز
کی ترکیب بھی ارشاد فرمائی مختصر پیش خدمت ہے کہ اس کی صورت یہ ہے کہ جس شخص کو

کوئی دینی یا دینوی حاجت پیش آئے وہ نماز مغرب فرض وسنت پڑھنے کے بعد
رکعت بنیت صلاۃ الاسرار پڑھے جس سے مقصود تقرب الی اللہ اور اس کا ثواب حض
غوث اعظم رضی اللہ عنہ کو ہدیہ کرنا ہو۔ ہر رکعت میں سورۃ فاتحہ کے بعد جو چاہے پڑھے ا
اگر گیارہ مرتبہ سورہ اخلاص پڑھے تو احسن ہے جب سلام پھیرے تو اس کی حمد کر
تین مرتبہ الحمد للہ کہے یا سورہ فاتحہ یا آیت الکرسی بہ نیت حمد وثناء پڑھے پھر حض
اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر گیارہ بار درود شریف پڑھے بہتر درود غوثیہ ہے۔ پھر دل سے مدینہ طی
کی طرف متوجہ ہو اور گیارہ بار اس طرح کہے یا رسول اللہ یا نبی اللہ اغثنی وامددنی
قضاء حاجتی یا قاضی الحاجات۔ پھر گیارہ قدم عراق کی طرف چلے اور ہر قدم پر کہ
غوث الثقلین ویا کریم الطرفین اغثنی وامددنی فی قضاء حاجتی یا قاضی الحاجات۔ ا
کے بعد بوسیلہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وحضور غوث پاک رضی اللہ عنہ دعا کرے پھر درود شری
پڑھے اخیر میں والحمد للہ رب العالمین کہے تا کہ ابتدا وانتہا دونوں حمد وصلوٰۃ سے ہو
درود شریف کے صدقے میں دعا بھی قبول ہو۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے یقین ہے کہ
شخص کسی حاجت میں اس قاعدے سے دعا کرے ضرور قبول ہوگی۔

اس کے بعد آپ رحمۃ اللہ علیہ نے گیارہ قدم چلنے کی بڑی دلچسپ ومفید ولطیف و
بیان فرمائی۔

لطیفہ نظیفہ:

مخفی نہ رہے کہ گیارہ کے عدد کو سرکار قادریت کے ساتھ ایک خاص مناسب
ہے۔ میں ۱۳۰۲ھ میں حضور خواجہ نظام الدین محبوب الٰہی رحمۃ اللہ علیہ کے عرس میں گیا ہوا
کہ ایک شب دہلی میں صلاۃ الاسرار پڑھنے کا اتفاق ہوا تو گیارہ کے عدد کا ایک را
خیال میں ایا۔ وہ یہ کہ گیارہ میں ایک اکائی ہے اور ایک دہائی، جن کو حروف میں لکھا تو

ہوگا یہ ہے۔ اور یہ ندا کے لئے ہے اور اس ایجاب کے لئے۔ تو جب سالکین و فقرا کثیر ہیں حضور غوث پاک کی طرف متوجہ ہوتے ہیں تو کثرت سے وحدت کی طرف آتے ہیں تو یہ شرف یہ ہی ہے کہ دنیائی سے ابتدائی کی طرف ہوتی ہے۔ اور حضور پاک مقام وحدت میں ہیں مگر کثرت مضطرین کی طرف توجہ فرماتے ہیں اور وہ لوگ مقام کثرت سے مضطریہ نہ مقام وحدت میں آتے ہیں جو ان کی شان ہے۔

اور ایک مقصد ان دونوں حرفوں میں اور بھی ہے کہ (ا) اول حرف ہے اور ی آخر حرف ہے تو جو شخص ی سے آگے ترقی کرے گا تو اس کے لئے کوئی مظہر سوائے "ا" کے نہیں۔ اور جو شخص "ا" سے تنزل کرے گا تو اس کے لئے ی کے نیچے کوئی منزل نہیں۔

اس سے معلوم ہوا کہ حضور غوث پاک رضی اللہ عنہ دونوں طرفوں کو غایۃ الغایات کے ساتھ لئے ہوئے ہیں۔ اسی طرح آپ کا قدم تمام اولیاء اللہ کی گردنوں پر ہے۔ اسی لئے حضور نے فرمایا:

الانس لهم مشائخ والجن لهم مشائخ والملئكة لهم مشائخ وانا شيخ الكل بيني و بين مشائخ الخلق كما بين السماء والارض لا تقيسوني باحد ولا تقيسوا على احدا.

یعنی انسان کے کچھ مشائخ ہیں۔ اور جن کے کچھ شیوخ ہیں اور فرشتوں کے کچھ پیر ہیں۔ اور میں شیخ الکل ہوں۔ مجھ میں اور مشائخ خلق میں وہ فرق ہے جو آسمان و زمین میں ہے۔ مجھ کو کسی پر قیاس نہ کرو اور نہ کسی کو مجھ پر قیاس کرو۔

۱۱۔حیات الموات فی بیان سماع الاموات

وہابیہ کا یہ عقیدہ ہے کہ مردے نہیں سنتے اور ایسا عقیدہ رکھنا شرک ہے اور ان کے اس عقیدے کی بنیاد اور اعلیٰ انبیاء اولیاء کی توہین اور ان کے اوصاف وکمالات کا انکار ہے جبکہ تمام مسلمانوں کا یہ عقیدہ ہے کہ محبوبان خدا کا اپنے مزارات میں استعانت و استمداد کرنے والوں کی غرض سننا اور اللہ عزوجل کا ان کے وسیلہ سے لوگوں کی حاجتوں اور مرادوں کا پورا نہ حق ہے۔

۱۳۰۵ھ میں ایک صاحب کا فتویٰ جس میں نفی سماع موتیٰ کی دلیل عقلی مذکور تھی اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں پیش ہوا اور اس کی تصدیق چاہی چنانچہ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے اس مسئلہ پر مستقل رسالہ مسمّی بہ "حیات الاموت فی بیان سماع الاموات" سو بائیس صفحہ کا تحریر فرمایا جس میں فتویٰ میں موجود اعتراض کو ۲۵ سوالات کی شکل دے کر اس کے جواب عنایت فرمائے یعنی اعتراض کا پچیس طرح رد فرمایا۔

مثلاً اعتراض میں قبر کی مٹی حائل ہونے کے سبب آواز سنی اور صورت دیکھنی محال ٹھہرائے جانے پر آپ رحمۃ اللہ علیہ نے بخوبی واضح فرمادیا کہ اللہ عزوجل قادر ہے کہ مٹی کا حائل ہونا مانع احساس نہ ہو کہ

ان اللہ علی کل شیء قدیر .

اور نہ ہی کسی آیت قرآنی یا حدیث صحیح سے ثابت ہے کہ جب تک حائل و حجاب رہیں گے ابصار وسماع نہ ہوسکیں گے اور نہ ہی اس کا کوئی ثبوت کہ اہل دنیا کے لئے جو چیز رکاوٹ بنتی ہے وہ اہل برزخ کے لئے بھی ہے اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے اس مایہ ناز رسالہ میں سماع موتیٰ پر آیت قرآنیہ سے بھی استدلال فرمایا

اوراس کے علاوہ انیس احادیث مبارکہ سے بھی استدلال فرمایا کہ موت روح وصفات وافعال روح باقی رہتی ہیں جو حیاۃ الموات اور سماع الاموات کا بین ثبوت ہے۔آپ رحمۃ اللہ علیہ نے احادیث مبارکہ سے ثابت فرمایا کہ زندوں کے آنے' پاس بیٹھنے' بات کرنے سے مردہ کا جی بہلتا ہے اور زندوں کی بداعمالیوں سے اموات کو ایذا پہنچتی ہے مردہ اپنے پاس آنے والوں کو پہچانتا ہے ان کے جوتوں کی چاپ سنتا ہے اور مردہ پہچانتا ہے کہ کون اسے غسل دے رہا ہے کفن پہنا رہا ہے قبر میں اتار رہا ہے۔اور یہ بھی جانتا ہے کہ اس کے بعد اس کے گھر والوں میں کیا ہو رہا ہے اور مردہ زائرین کا سلام سنتا ہے اور جواب بھی دیتا ہے۔

اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے اس رسالہ میں سو آئمہ دین وعلمائے کاملین کے اسمائے طیبہ بھی پیش فرمائے ہیں جن کے اقوال دربارہ' سماع موتیٰ کے متعلق ہیں ان اسمائے طیبہ میں گیارہ صحابہ کرام' بارہ تابعین عظام' تین تبع تابعین کل ۲۶ ہوئے اور ۷۴ اعاظم سلف اور اکارم خلف کل سو حضرات ہوئے۔اس کے بعد دس نام ان عالموں کے بھی تحریر فرمائے ہیں مخالفین ومعترضین جانتے ہیں مثلاً: ۱۔شاہ ولی اللہ ۲۔شاہ عبدالرحیم۔ ۳۔شاہ عبدالعزیز۔ ۴۔شاہ عبدالقادر۔ ۵۔مرزا مظہر جان جاناں۔ ۶۔قاضی ثناء اللہ۔ ۷۔مولوی اسحاق۔ ۸۔نواب قطب الدین۔ ۹۔مولوی خرم علی۔ ۱۰۔مولوی اسماعیل دہلوی' ان سب کے علاوہ مزید ۴۵ نام صحابہ وتابعین و اتباع تابعین علمائے مشاہیر کے اور گنائے جن کا مجموعہ پونے دوسو ہوا۔

الغرض آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اقوال علمائے سلف اخلف کے ذریعے بخوبی واضح و ثابت کر دیا کہ ''حس مرتی نہیں بلکہ زندہ آسمان کی طرف اٹھالی جاتی ہیں اولیاء کی دونوں حالت حیات وممات میں اصلاً فرق نہیں وہ مرتے نہیں بلکہ ایک گھر سے دوسرے گھر میں تشریف لے جاتے ہیں اور موت سے روح میں اصلاً تغیر نہیں آتا بلکہ

ان کے علوم و افضال بدستور باقی رہتے ہیں بلکہ زیادہ ہو جاتے ہیں یہ بدن جو نظر آتا ہے روح اس کے سوا اور چیز ہے اور باقی رہتی ہے اور تصرفات کرتی ہے ذکر خدا سے اموات کا جی بہلتا ہے بعد دفن بھی مردے کا شعور باقی رہتا ہے۔ مردے اپنے زائروں سے کلام کرتے ہیں اور ان کے سلام و کلام کا جواب بھی دیتے ہیں اور یہ بات شہدا وغیرہ سب میں عام ہے نہ اس میں کچھ وقت کی خصوصیت کہ بعض وقت ہو بعض وقت نہ ہو۔ بعد اولیاء اللہ کی کرامتیں اور تصرفات بعد وصال بھی بدستور رہتے ہیں یعنی انبیاء کرام علیہم السلام کے معجزات بھی بعد وصال باقی رہتے ہیں منقطع نہیں ہوتے۔

محبوبان خدا آئمہ مجتہدین، مشائخ کاملین، اولیاء عظام اپنے پیروؤں کی شفاعت کرتے ہیں اور دنیا و برزخ و قیامت ہر جگہ کی سختیوں میں ان پر نگاہ رکھتے ہیں یہاں تک کہ صراط سے پار ہو جائیں اسی لئے قبور اولیاء کی زیارت اور ارواح طیبہ سے استعانت نفع دیتی ہے۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اقوال آئمہ سے تصریح فرمائی کہ سلام قبور دلیل قطعہ سمع و فہم و علم و شعور ہے اگر روحیں سمجھتیں نہ ہوتیں تو اہل قبور کو سلام کا حکم بے فائدہ ہوتا۔ الغرض آپ رحمۃ اللہ علیہ نے احادیث صحابہ و اقوال آئمہ و علمائے مشاہیر وغیرہم سے علم و سماع موتی ثابت فرمایا کہ بالجملہ یہ سب امور قدرت الٰہی میں ممکن ہیں اور ان کے ثبوت میں جو احادیث صحیح وارد ہوئیں ان کی تصدیق واجب ہے۔ اور جب ردا و شعور علم و سماع، حیات تمام اموات کے لئے ثابت ہیں تو پھر انبیاء علیہم السلام کی شان ہی کیا۔

اس مایہ ناز رسالہ مسئلہ سماع موتی کے بارے میں علمائے عرب نے مہری و دستخطی فتویٰ دیئے جنہیں درج ذیل حضرات علمائے عرب بھی شامل ہیں۔

1۔ مولانا محمد حسین کتبی حنفی مفتی مکہ معظمہ

2۔ مولانا جمال بن عبداللہ بن عمر مکی حنفی

۳۔ مولانا حسین بن ابراہیم مالکی مفتی مالکیہ

۴۔ مولانا احمد زینی معلان شافعی مفتی مکہ مکرمہ

۵۔ مولانا محمد بن محمد غرب شافعی مدنی مدرس مسجد مدینہ طیبہ

۶۔ مولانا عبدالکریم حنفی از علمائے مدینہ منورہ

۷۔ مولانا عبدالجبار حنبلی بصری نزیل مدینہ منورہ

۸۔ مولانا سید ابراہیم بن الخیارث شافعی مفتی مدینہ منورہ۔

۱۱۔ ''تجلی الیقین بان نبینا سید المرسلین''

مذہب وہابیت کی بنیاد انبیائے کرام و اولیائے عظام کی توہین و اہانت اور مسلمانوں کے دلوں سے ان کی عظمت و عقیدت اور تعظیم و محبت کو کم کرنا بلکہ ختم کرنا ہے چنانچہ شفیع المذنبین رحمۃ اللعالمین کو سید الانبیاء و سید المرسلین کس طرح تسلیم کر سکتے ہیں۔

چنانچہ ۱۳۰۵ھ میں جناب مرزا غلام قادر بیگ صاحب بریلوی رحمۃ اللہ نے سوال بھیجا کہ ''یہاں وہابیہ نے ایک تازہ شگوفہ اظہار کیا ہر چند کہا گیا کہ یہ مسئلہ واضح ہے مسلمانوں کا بچہ بچہ جانتا ہے مگر کہتے ہیں قرآن و حدیث سے دلیل لاؤ لہٰذا مسئلہ حاضر خدمت والا ہے۔

لہٰذا اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ نے اس سوال کے جواب میں ایک مستقل رسالہ پانچ جزو سے زائد میں تحریر فرمایا۔

آپ رحمۃ اللہ نے اپنے اس رسالہ میں تحریر فرمایا کہ حضور پرنور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا افضل المرسلین و سید الاولین ولآخرین ہونا قطعی ایمانی، یقینی، اذعانی، اجماعی، ایقانی مسئلہ ہے جس میں خلاف نہ کرے گا مگر گمراہ، بددین بندہ شیاطین، اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ نے اپنے اس رسالہ جلیلہ کو دو حصوں پر منقسم فرمایا پہلے حصے میں آیات

قرآنیہ اور دوسرے حصے میں احادیث مبارکہ اور اس پورے رسالے میں مذکورہ مسئلہ سے متعلق چار پہلوؤں سے روشنی ڈالی گئی۔

اول: چند وحی ربانی علاوہ آیت قرآنی

دوم: ارشادات عالیہ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

سوم: محض وخالص عرق وروایت حدیث خصائص۔

چہارم: صحابہ کرام کے آثار ذائقہ اقوال علماء کتب سابقہ شریف ورویائے صادقہ

آپ رحمۃ اللہ علیہ نے آیات قرآنیہ سے ثابت کیا کہ اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام سے آخر تک جتنے انبیاء بھیجے سب سے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بارے میں عہد لیا کہ اگر یہ اس نبی کی زندگی میں مبعوث ہوں تو وہ ان پر ایمان لائے اور اپنی امت سے اس مضمون کا عہد لے لہٰذا معلوم ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اول رسول اور سب رسولوں کے رسول ہیں پھر قرآن کریم میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کمر رحمۃ للعالمین کا وصف بیان فرمایا گیا تو جب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تمام عالم کے لئے رحمت ہیں۔ واجب ہوا کہ تمام ماسواء اللہ سے افضل ہوں آپ نے قرآن کریم سے مزید واضح فرمایا ہوا کہ اللہ نے آپ کو نہ بھیجا مگر رسول اللہ سب لوگوں کے لئے تو حضور کو تمام انس وجان کا رسول بنایا پھر امت محمدیہ کے لئے قرآن کریم میں فرمایا گیا کہ تم سب سے بہتر امت ہو۔

تو معلوم ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دین تمام ادیان سے اعلیٰ واکمل اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت سب سے بہتر وافضل تو یقیناً اس امت کا آقا سب دین وامت سے افضل و اعلیٰ قرار پائے گا۔ پھر اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے بڑے خوبصورت انداز میں بات سمجھائی کہ اے مسلمان! یہ مرتبہ جلیلہ اس جان محبوبیت کے سوا کیسے میسر ہو کہ قرآن عظیم نے ان کے شہر کی قسم کھائی۔ ان کے زمانے کی قسم کھائی، ان کی جان کی قسم کھائی ہاں اے مسلمان محبوبیت کبریٰ کے یہی معنی ہیں۔

فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے مقام محمود کے حوالے سے بھی آیت
''قریب تجھے تیرا رب بھیجے گا تعریف کے مقام میں'' یعنی مقام
نے ارشاد فرمایا کہ یعنی اس مقام میں تمام اولین و آخرین ان
اور سب کوئی اس وقت ان کے دست نگر اور محتاج ہوں گے سب
طرف پھیلا ہوگا یہ مقام شفاعت کبریٰ ہے۔ اور قرآن عظیم شروع سے
بغور دیکھنے سے یہ بات اظہر من الشمس ہو جاتی ہے جو نعمتیں انبیاء کو ملیں ان
پر ہیں مگر سید عالم ﷺ کو بن مانگے عطا ہوئیں اپنے حبیب کے لئے رب
نے خود ارشاد فرمایا کہ و لسوف یعطیك ربك فترضى . ''قریب ہے
تمہارا رب اتنا دے گا کہ تم راضی ہو جاؤ گے''

اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے اس رسالہ میں یہ حدیث بھی
تحریر فرمائی جس میں سید عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا میں دین و آخرت میں تمام
ہوں قیامت کے دن سب سے پہلے میری امت قبروں سے نکلے گی او
ہاتھ لوائے حمد ہوگا اور تمام انبیاء اس کے پہنچے اور قیامت میں جنت ک
کنجیاں کو اختیار ہوگا اور مجھ ہی سے شفاعت کی پہل ہوگی اور تمام مخلوق سے
پہلے جنت میں جاؤں گا میں ان سب سے آگے ہوں گا اور میری امت میرے پیچھے
اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ یہ حدیث نقل کرنے کے بعد ارشاد فرماتے ہیں کہ مسلمان پر لازم ہے
حدیث کو حفظ کر لے تا کہ اپنے آقا ﷺ کے فضائل و خصائص پر مطل
ہے

انوار الانتباہ فی حل نداء یا رسول اللہ

۱۳۰۴ھ میں اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں ایک استفتا

پیش ہوا کہ ''زید مسلمان جو خدا کو خدا اور رسول کو رسول جانتا ہے۔
نماز کے بعد اور دیگر اوقات میں رسول اللہ ﷺ کو کلمہ ''یا'' سے ندا کرتا ہے
اور الصلوٰۃ والسلام علیك یا رسول اللہ اسئلك الشفاعۃ یا رسول
اللہ کہا کرتا ہے' یہ کہنا جائز ہے یا نہیں اور جو لوگ اسے اس کلمہ کی وجہ سے کافر مشرک
کہیں ان کا کیا حکم ہے؟

چنانچہ اعلیٰ حضرت رحمتہ اللہ علیہ نے اس کے جواب میں ایک مختصر رسالہ
ایک جز یعنی ۱۶ صفحہ کا تحریر فرمایا کہ کلمات مذکورہ بیشک جائز ہیں جن کے جواز میں کلام
نہ کرے گا مگر سفیہ جاہل' یا ضال مضل۔

اس کے بعد اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمتہ اللہ نے ترمذی شریف ونسائی'
ابن ماجہ' حاکم بیہقی' طبرانی وابن خزیمہ وغیرھم سے روایت کردہ حدیث تحریر فرمائی جس
میں حضور پرنور ﷺ نے ایک نابینا صحابی کو تعلیم فرمائی کہ نماز کے بعد یوں کہے یا اللہ
میں تجھ سے مانگتا ہوں اور تیری طرف توجہ کرتا ہوں بوسیلہ تیرے نبی محمد کے جو مہربانی
کے نبی ہیں یارسول اللہ ﷺ میں حضور کے وسیلہ سے اپنے رب کی طرف اس حاجت میں
توجہ کرتا ہوں کہ میری حاجت روا ہو۔ الٰہی ان کی شفاعت میرے حق میں قبول فرما۔

پھر اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے نسیم الریاض کی ذکرہ الخفاجی' بلال ابن حارث کی
قرن کی قحط عام الرمادہ علامہ خیر الدین رملی رحمۃ اللہ علیہ وسید جمال عمر مکی کے فتاویٰ بعد امام
فقیہ عبدالرحمٰن ہذلی کوفی کے فعل مبارک امام شیخ الاسلام شہاب رملی کے قول مبارک
سے استدلال فرماتے ہوئے یا محمداہ کہنے کا ثبوت پیش کیا۔ اور اس کے علاوہ امام ابن
جوزی کی عیون الحکایات واسال جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کی شرح الصدور سے بھی
استدلال فرمایا۔

اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے اس رسالہ میں اکابر علمائے کرام

مثلاً امام ابوالحسن لخمی شطونی‘ امام عبداللہ اسعد یافعی مکی‘ مولانا علی قاری مکی‘ مولانا ابوالمعالی محمد مسلمی‘ شیخ محقق مولانا عبدالحق محدث دہلوی وغیرہم کی نقل کردہ روایت کا بھی تذکرہ فرمایا جس میں حضور غوث اعظم دستگیر رضی اللہ عنہ کو حاجت کے وقت پکارنے کی تعلیم فرمائی گئی۔ اس کے علاوہ سیدی محمد حنفی‘ حضرت ولی ممدوح کی زوجہ و حضرت ممدوح‘ حضرت سیدی مدین اشمونی‘ سیدی محمد بن احمد فرغل‘ سیدی موسیٰ ابوعمران‘ شیخ عبدالحق محدث دہلوی و حضرت شیخ بہاؤالدین قادری شطاری‘ مولانا جامی و مولوی معنوی‘ حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی‘ واقعات و روایات سے بھی ندا کرنے پر جواز پیش فرمایا۔

اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ اور ان کے استاد شیخ حدیث مولانا ابوطاہر مدنی اور ان کے استاد و شیخ مولانا ابراہیم کردی اور ان کے استاد مولانا محمد قشاشی اور ان کے استاد مولانا احمد شناوی اور شاہ صاحب کے استاد الاستاد مولانا احمد نخلی اور شاہ صاحب کے پیرو مرشد شیخ سعید لاہوری اور ان کے شیخ مولانا عبدالملک اور ان کے مرشد شیخ بایزید اور شیخ شناوی کے پیر سید صبغۃ اللہ بروجی اور ان دو صاحبوں کے پیرو مرشد مولانا وجیہہ الدین علوی اور ان کے شیخ حضرت شاہ محمد غوث گوالیاری کے نام تحریر فرمائے کہ یہ سب اکابر نادعلی کی سندیں لیتے اور اپنے تلامذہ و مستفیدین کو اجازتیں دیتے اور یا علی یا علی کا وظیفہ کرتے اور علامہ زیادی و علامہ اجہوری علامہ داؤدی و علامہ شامی گمشدہ چیز ملنے کے لئے بلندی پر جا کر سیدی احمد بن علوان کے لئے فاتحہ پڑھنا اور انہیں ندا کرنا مجرب لکھا ہے۔

اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ اپنے اس رسالہ مبارکہ کے آخر میں تحریر فرماتے ہیں۔

غرض یہ کہ صحابہ کرام سے اس وقت ان کے اس قدر آئمہ و اولیاء علماء ہیں

جن کے اقوال فقیر (اعلیٰ حضرت) نے ایک ساعت قلیلہ میں جمع کئے اب مشرک کہنے والوں سے صاف صاف پوچھنا چاہئے کہ یہ عثمان بن حنیف عبداللہ بن عباس وعبداللہ بن عمر صحابہ کرام سے لے کر شاہ ولی اللہ و شاہ عبدالعزیز صاحب اوران کے اساتذہ و مشائخ تک سب کو کافر ومشرک کہتے ہیں' یانہیں؟ اگر انکار کریں تو الحمد للہ ہدایت پائی اورحق واضح ہوگیا۔ اور (اگر) بے دھڑک ان سب پر کفر وشرک کا فتویٰ جاری کریں تو جان لیجئے کہ جس مذہب کی بناء پر صحابہ سے لے کر اب تک کے اکابر سب معاذ اللہ مشرک وکافر ٹھہریں وہ مذہب خدا اور رسول کو کس قدر دشمن ہوگا۔

اس کے بعد آپ رحمۃ اللہ نے ''فائدہ'' تحریر فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو ندا کرنے کے دلائل سے التحیات ہے جس میں غازی حضور سے عرض کرتا ہے: السلام علیك ایها النبی رحمة الله و بر کاته ۔ اگر ندا معاذ اللہ شرک ہے تو عجیب شرک ہے کہ عین نماز میں شریک ودخیل ہے اور یہ جاہلانہ خیال کہ التحیات زمانہ اقدس سے ویسی ہی چلی آتی ہے تو مقصود ان الفاظ کی ادا ہے نہ کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ندا۔ حاشا وکلاء سے پھر اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ نے فتاویٰ کی عالمگیری الشرح قدوری' تنویر الابصار' درمختار' امراض الفلاح وغیرھا کتب معتبرہ کے حوالے سے بیان فرمایا کہ یعنی اور قصد کرے الفاظ تشہد سے اس کے معانی مراد کے کر بطریق انتہائے کلام گویا اللہ تعالیٰ کی محبت کرنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجنا اور اپنے نفس اور اولیاء پر۔ نہ اس سے خبر دینا یہ مجتبیٰ میں ہے۔

اخیر رسالہ میں اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ فقیر (اعلیٰ حضرت) غفر اللہ تعالیٰ کہ بتوفیق اللہ عزوجل اس مسئلہ میں مبسوط کتاب لکھ سکتا ہے مگر مصنف کے لئے اسی قدر روانی اور اللہ تعالیٰ ہدایت دے تو ایک حرف کافی۔

۱۴۔الاحلی من السکر لطلبة سکر روسر

۱۳۰۳ھ میں نواب گنج بارہ بنکی سے شیخ عبدالجلیل پنجابی نے اعلیٰ حضرت امام اہلسنت و جماعت کی خدمت بابرکت میں ایک استفتاء بھیجا سوال یہ تھا'' روسر کی شکر کہ ہڈیوں سے صاف کی جاتی ہے اور صاف کرنے والوں کو کچھ احتیاط اس کی نہیں کہ وہ ہڈیاں پاک ہوں یا ناپاک' حلال کی ہوں یا مردار کی اور سنا گیا ہے کہ اس میں شراب بھی پڑتی ہے اور اسی طرح کل کی برف اور کل کی وہ کل چیزیں جن میں شراب کا لگاؤ سنا جاتا ہے شرعاً کیا حکم رکھتی ہے؟

اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کے جواب میں ایک مستقل رسالہ ۴۸ صفحات کا تحریر فرمایا اور اس کا تاریخی نام ''الاحلی من السکر لطلبۃ سکر روسر'' رکھا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے جواب تحریر کرنے سے قبل مسئلہ سے متعلق ضابطہ کلیہ تحریر فرمایا جس کی وجہ سے مسئلہ کا جواب بالکل واضح ہوگیا۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ نے پہلے تو شرعی ضابطہ واضح فرمادیا کہ ہڈیاں تمام جانوروں کی مطلقاً پاک ہوتی ہیں چاہے وہ ذبح شدہ ہوں یا غیر ذبح شدہ' ان کا گوشت کھایا جاتا ہو یا نہ کھایا جاتا ہو لیکن اس شرط کے ساتھ کہ ان پر ناپاک چکنائی نہ لگی ہو۔ ورنہ اس صورت میں ان پر بھی ناپاکی کا حکم لگایا جائے گا۔ چکنائی ویسے تو بذات خود پاک ہے مگر ناپاکی کا حکم اس وجہ سے ہے یہ خون سے مختلط ہوتی ہیں لہٰذا اب جن جانوروں میں خون نہ ہو تو چکنائی کا خون کے ساتھ اختلاط نہ ہوگا لہٰذا ان پر ناپاکی کا حکم نہ لگے گا۔ پھر آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ضمناً یہ بھی فرمادیا کہ حلال اور کھانے کے اعتبار سے فقط ان جانوروں کی ہڈیاں جائز ہیں جن کا گوشت کھانا جائز ہو اور انہیں ذبح شرعی کے ساتھ ذبح بھی کیا گیا ہو۔

آپ رحمۃ اللہ نے مزید بیان فرمایا کہ شریعت مطہرہ میں تمام اشیاء کا پاک اور حلال ہونا اول ہے انہیں پاک ثابت کرنے کے لئے کسی دلیل کی ضرورت نہیں ہوتی البتہ کسی شئے کو حرام یا ناپاک ثابت کرنے کے لئے دلیل خاص درکار ہوتی ہے محض شک یا گمان کی بناء پر ناپاکی یا حرمت ثابت نہیں کی جاسکتی۔ یقین کو یقین ہی زائل کر سکتا ہے۔ احتیاط اس میں نہیں کہ بغیر کسی ثبوت کامل اور تحقیق بالغ کے کسی شئے کو حرام و مکروہ قرار دے دیا جائے بلکہ احتیاط اس میں ہے تمام اشیاء کو کم از کم مباح مانا جائے تا کہ شریعت پر جھوٹ گھڑنے کا وبال سر پر نہ آئے۔

آپ رحمۃ اللہ نے شریعت مطہرہ کی ضابطہ کی مزید وضاحت فرمائی کہ بازاری افواہوں کو ہرگز قابل اعتبار اور شرعی احکام کے لئے بنیاد قرار نہیں دیا جا سکتا کیونکہ بہت سی ایسی بے سروپا خبریں بھی مشہور ہو جاتی ہیں جن کی کوئی حقیقت نہیں ہوتی ہوتی بھی ہے تو جتنی سنی گئی تھی اس سے ہزار گنا فرق کے ساتھ۔ ملت حرمت طہارت اور نجاست یہ سب احکام دینیہ ہیں چنانچہ ان میں کسی کافر کی خبر کا اعتبار نہ کیا جائے گا بلکہ ایسے مسلمان کی خبر کا قبول کرنا بھی واجب نہیں کہ جو فاسق ہو یا اس کی ذہانت احتیاط پسندی وغیرہ کا حال پوشیدہ ہو۔ یونہی کسی شئے کا مقام احتیاط سے دور ہونا یا کسی قوم کا نجاست و حرمت کے معاملات میں غیر محتاط ہونا اس بات کو لازم نہیں کرتا کہ اس شئے یا اس قوم کی استعمال شدہ یا ان کی بنائی ہوئی اشیاء کو بغیر کسی دلیل کے مطابق ناپاک یا حرام و ممنوع قرار دیا جائے اس کے علاوہ ایک ضابطہ یہ بھی بیان فرمایا کہ جب بازار میں حرام وحلال اشیاء آپس میں مل جائیں جیسے یہ ملاپ مطلقاً ہو یا کسی جنس تمام میں اور انہیں ایک دوسرے سے ممتاز و جدا کرنے کی کوئی علامت و ذریعہ بھی نہ پایا جائے تو شریعت مطہرہ اس مقام پر خریداری سے اجتناب کا حکم نہیں دیتی کیونکہ اگر اشیاء میں حلال و حرام دونوں ہیں تو ہر شے میں احتمال پیدا ہو گیا کہ شاید یہ حلال میں

سے ہو اور حلت واباحت کے لئے اتنا احتمال ہی کافی ہوتا ہے بے شک اللہ تعالیٰ نے ہمیں اس آزمائش میں مبتلا نہیں فرمایا کہ فقط اسی چیز کو استعمال کریں جو حقیقتاً واقع پاک وحلال ہو کیونکہ اس بات کا علم ہونا ہماری طاقت وقدرت سے باہر ہے۔ بلکہ ہمیں شریعت کی جانب سے یہ حکم دیا گیا ہے کہ ہراس چیز کو استعمال کر سکتے ہیں کہ جو اپنی اصل کے اعتبار سے پاک وحلال ہو اور اس کے ساتھ کسی نجاست کا پایا جانا ہمارے علم میں نہ ہو۔

الغرض اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے اکابر علماء کے اقوال وکتب سے دلائل دیتے ہوئے مذکورہ مسئلہ کا مدلل اور مکمل جواب عنایت فرمایا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے تنویر الابصار' درمختار' ردالمختار' تاتارخانیہ' طریقہ محمدیہ وحدیقہ ندیہ' حلیۃ المحلی' البحرالرائق' شرح الاشباہ والنظائر' شرح مواقف غنیۃ شرح فیتہ نصاب الاحتساب' بدائع الصنائع' مجمع الفتاویٰ' احیاء علوم الدین' فتاویٰ قاضی خان' غمز عیون البصائر' فتاویٰ عالمگیری' بحوالہ جواہر الفتاویٰ' فتاویٰ ہندیہ وغیرہم کتب کے حوالے جات سے اس مسئلہ کے بارے میں استدلال فرمایا اس کے علاوہ کثیر حدیث مبارکہ مثلاً صحیح بخاری' صحیح مسلم' نسائی' طبرانی' ترمذی' سنن ابو داؤد' حاکم' بیہقی' مسند امام احمد' الجامع الصغیر' شعب الایمان' موطا امام مالک وموطا امام محمد' سنن ابن ماجہ کی روایت کردہ احادیث مبارکہ کی روشنی میں آپ رحمۃ اللہ علیہ نے مذکورہ مسئلہ کے بارے میں تحقیقی وتفصیلی جواب تحریر فرمایا۔ جس سے مذکورہ مسئلہ کا حکم واضح ہوگیا۔ کہ کل کی برف میں شراب ملنے کی خبر اگر محض افواہ ہے یا اس کی ابتدا کرنے والا کوئی مشرک وکافر تھا تو اس کی خبر کا کوئی اعتبار نہیں لیکن اگر اس کا سچا ہونا دل پر جمے تو احتیاط بہتر ہے لیکن اگر خبر دینے والے ایسی جماعت کثیرہ پر مشتمل ہوں کہ عقل ان کے جھوٹ پر متفق ہو جانے کو جائز قرار نہ دے یعنی خبر متواتر ہو اور وہ یہ خبر خاص خود دیکھ لینے کے بعد بیان کریں تو بے شک بغیر کسی قید

کے حرمت قطعی کا حکم لگایا جائے گا۔ اگر چہ وہ سب خبر دینے والے فاسق و فاجر بلکہ مشرکین و کفار ہی کیوں نہ ہوں۔ اسی طرح اگر خبر کی ابتدا کسی مسلمان عادل و متقی سے ثابت ہو بشرطیکہ جب اس نے اپنی آنکھوں سے دیکھا ہو تو جب بھی بچنا واجب اور برف حرام و نجس ہوگی۔

اسی طرح روسر کی شکر جس بھی طریقے سے بنے فقط خیالات کی بناء پر اسے نجس و حرام کہہ دینا صحیح نہیں جب تک کوئی خاص طریقہ معطام نہ ہو طہارت و حلت کا ہی حکم دیا جائے گا۔ ہاں جس خاص شکر کے بارے میں اور اس کے بنانے کے طریقوں کے بارے کوئی ایسی خبر ملی کہ جسے شرعی اعتبار سے معتبر مانا جاتا ہے اور کوئی قابل اعتماد بیان کرنے والا کہتا ہے کہ میں پہچانتا ہوں کہ یہ خاص وہی شکر ہے جسے بناتے ہوئے پاک رکھنے کا خیال نہ رکھا گیا تو اب اس کا استعمال ناجائز ہوگا۔ مگر جب یہی شکر بازار میں بکنے آئی اور کسی ایسی شکر کے ساتھ مل گئی جس کے ناپاک و نجس ہونے کے بارے میں معلوم نہیں اور دونوں میں بالکل تمیز نہ رہی تو اب حکم جواز ہے اس کا استعمال جائز ہے۔

۱۵۔ ''ازکی الاحلال بابطال ما احدث الناس فی امر الھلال''

۱۳۰۵ھ میں حضرت مرزا غلام قادر بیگ صاحب نے کلکتہ فوجداری بالا خانہ سے سوال بھیجا کہ در بارہ رویت ہلال تار کی خبر شرعاً معتبر ہے یا نہیں؟ اگر کچھ لوگ اس کا انتظام کر لیں کہ رویت ہلال، رمضان و شوال و ذی الحجہ و محرم کے پیشتر متعدد مقامات کو اس مضمون کے خطوط بھیجیں جائیں کہ ۲۹ کا چاند ہو تو بذریعہ تار کے مطلع کر دیجئے پھر اس کو مشتہر کر دیا جائے تو یہ طریقہ شرعاً مقبول ہے یا محض باطل؟ اور اس کی بناء پر اعلان ہو تو مسلمان کو اس پر عمل جائز ہے یا حرام؟ اور اعلان کرنے والے کے حق میں کیا

حکم ہے؟

اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے اس سوال کے جواب میں ایک مختصر رسالہ مسمیٰ بنام "تاریخی اذکیٰ **الاھلال بابطال ما احدث الناس فی امر الھلال**" اور بخوبی واضح فرمادیا کہ امور شرعیہ میں تار کی خبر محض نامعتبر اور بطریقہ کہ تحقیق ہلال کے لئے تراشا گیا باطل و بے اثر۔ مسلمانوں کو ایسے اعلان پر عملی حرام ظاہر ہے کہ تار نہ کوئی شہادت شرعیہ ہے نہ خبر متواتر پھر اس پر عمل کیونکر حلال ہوسکتا ہے۔

آپ نے اس ضمن میں فتاویٰ عالمگیری و فتاویٰ امام اہل ظہیر الدین مرغینانی کے حوالے سے ثابت فرمایا کہ خط پر اعتماد نہیں نہ اس پر عمل ہو نہ اس کے ذریعے سے یقین حاصل ہو نہ اس کی بنا پر گواہی و حکم جلال کہ خط۔ خط کے مشاہیر اور مہر، مہر کے مانند بن سکتی ہے تو پھر تار جس میں خبر بھیجنے والے کے دست، زبان کی کوئی علامت تک نام کو بھی نہیں کیونکہ امور دینیہ کی بناء اس پر حرام نہ ہوگی کہ جو چاہے تار گھر میں جائے اور جس کے نام سے چاہے تار دے آئے وہاں نام و نسب کی کوئی تحقیقات نہیں ہوتی۔ نہ رجسٹری کی طرح شناخت کے گواہ لئے جائیں اس کے علاوہ تار والوں کی سچائی پر کون سی وحی نازل ہوئی کہ ان کی بات خواہی نخواہی قابل قبول ہوگی اور اس پر احکام شرعیہ کی بنا ہوگی۔ اور یہ خطوط یا تار جو یہاں آتے ہیں ان کے ساتھ کون سے دو گواہ آ کر گواہی دیتے ہیں کہ فلاں نے ہمارے سامنے لکھایا تار دیا مگر ہے یہ کہ ناواقفی کے ساتھ امور شرع میں بے جا مداخلت سب کچھ کراتی ہے۔

اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ اپنے اس مبارک رسالہ کے آخر میں تحریر فرماتے ہیں کہ عزیز اس پرفتن دور میں لوگ احکام شرع پر سخت جرأت کرتے ہیں خصوصاً ان مسائل میں جنہیں جدید ایجادوں سے تعلق و نسبت ہے جیسے برقی تار وغیرہ۔ یہ سمجھتے ہیں کہ کتب آئمہ دین میں ان حوادث جدید سے تعلق رکھنے والے

مسائل کا حکم نہ نکلے گا لہٰذا شریعت کی مخالفت کا الزام بھی ہم پر نہ آئے گا۔ مگر وہ یہ نہیں
جانتے کہ آئمہ دین واکابرین نے کوئی مسئلہ ایسا نہ چھوڑا جس کی تصریح وتفصیل نہ
فرمائی ہو اور ان تصریحات وتفصیلات کی روشنی میں مسائل جدیدہ کا حل نہ نکلتا ہو۔ اور
انشاء اللہ عزوجل آئندہ بھی علماء وفقہہ پیدا ہوتے رہیں گے جو اپنے اسلاف واکابر
علماء وآئمہ دین کی پیش کردہ تصریحات وتفصیلات سے ہر مشکل سے مشکل مسئلہ کا حل
نکالتے رہیں گے اور مخالفین شرع خائب وخاسر ذلیل ورسوا ہوتے رہیں گے۔ یہ
بندگان خدا سمندر سے سیپ سیپ سے موتی اور بیج سے درخت اور درخت سے پھل
نکالنے پر باذن اللہ قادر ہونگے۔

۱۶۔ثلیج الصدر لایمان القدر

۱۳۳۵ھ کو جناب سید محمد مظفر حسین صاحب نے یہ سوال بھیجا کہ کیا فرماتے
ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ قرآن میں جس آیت کے معنی یہ ہیں کہ اے
محمد ان اشخاص کو زیادہ ہدایت مت کرو ان کے لئے اسلام کے واسطے مشیت ازلی نہیں
ہے یہ مسلمان نہ ہوں گے اور ہر امر کے ثبوت میں اکثر آیات قرآنی موجود ہیں تو میں
کیوں کر خلاف مشیت پروردگار کوئی امر ظہور ہو سکتا ہے کیونکہ مشیت کے معنی اراد
پروردگار عالم کے ہیں تو جب کسی کام کا ارادہ اللہ تعالیٰ نے کیا تو بندہ اس کے خلاف
کیونکر کر سکتا تھا؟ اور اللہ تعالیٰ نے جب قبل پیدائش کس بشر کے ارادہ اس کے کا
رکھنے کا کر لیا تھا تو اب وہ مسلمان کیونکر ہو سکتا ہے۔ یھدی من یشاء کے صاف مع
یہ ہیں کہ جس امر کی طرف اس کی خواہش ہوگی وہ ہوگا پس انسان مجبور ہے اس
باز پرس کیوں کر ہو سکتی ہے کہ اس نے فلاں کام کیوں کیا؟ کیونکہ جس وقت اس
ہدایت از جانب باری عز اسمہ ہوگی فوراً وہ اختیار کرے گا۔ علم اور ارادہ میں بین فر

ہے یہاں من یشاء سے اس کی خواہش ظاہر ہوتی ہے پھر انسان باز پرس میں کیوں لا
جائے؟ پس معلوم ہوا کہ جب اللہ پاک کسی بشر کو اہل جنان سے کرنا چاہتا ہے تو اس کو
ایسے ہی ہدایت ہوتی ہے۔

اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے اس سوال کے جواب میں ۱۶ صفحات کا
جامع و نافع مدلل رسالہ تصنیف فرمایا جس کا نام ''ثلج الصدر لایمان القدر رکھا''۔ جس
میں آپ رحمتہ اللہ علیہ نے بہ احسن خوبی واضح فرمایا دیا کہ انسان کے ارادہ پر اللہ کا
ارادہ ہوتا ہے یہ نیکی کا ارادہ کرے اور اپنے جوارح کو پھیرے اللہ تعالیٰ اپنی رحمت
سے نیکی پیدا کر دے گا اور یہ برے کا ارادہ کرے اور اپنے جوارح کو پھیرے اللہ تعالیٰ
اپنی بے نیازی سے بدی کو موجود فرما دے گا۔ اللہ عزوجل نے بندے بنائے انہیں
کان' آنکھ' ہاتھ پاؤں' زبان وغیرہ آلات و جوارح عطا فرمائے اور انہیں کام میں
لانے کا طریقہ الہام فرمایا اور ان کے ارادے کا تابع وفرمانبردار کیا کہ منافع حاصل
کریں اور نقصان سے بچیں پھر عقل عطا فرمائی کہ خیر وشر' نفع وضرر پہچان سکے اور یہ
پہچان کرانے کے لئے اپنے انبیاء بھیجے اپنی کتابیں بھیجیں۔ تو اب بندہ جس امر کا مقدر
ارادہ کرے اور اپنے ان اعضاء کو استعمال میں لائے تو اللہ تعالیٰ اپنے ارادے سے
اس مقصد کے اسباب پیدا فرما دیتا ہے۔

اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمتہ اللہ علیہ اس بات کو ایک خوبصورت اور
آسان مثال کے ذریعے سمجھتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں کہ اللہ عزوجل نے ہاتھ دیئے
ان میں پھیلنے' سمٹنے' اٹھنے' جھکنے کی قدرت رکھی۔ تلوار بنانی بتائی اس میں دھار اور دھار
میں کاٹ کی قوت رکھی اس کا لگانا' اٹھانا' وار کرنا بتایا۔ دوست دشمن کی پہچان کو عقل بخشی
ہے یعنی انسان کو نیک و بد میں تمیز کی طاقت عطا کی شریعت بھیج کر قتل حق و ناحق کی
بھلائی اور برائی صاف بنا دی۔ زید نے وہی تلوار خدا کے بنائے ہوئے ہاتھ خدا کی دی

ہوئی قوت سے اٹھانے کا ارادہ کیا وہ خدا کے حکم سے اٹھ گئی اور جھکا کر ولید کے جسم
ضرب پہنچانے کا ارادہ کیا وہ خدا کے حکم سے جھکی اور ولید کے جسم پر لگی تو یہ ضرب جن
امر پر موقوف تھی سب عطائے حق تھے اور خود جو ضرب واقع ہوئی یا ارادہ خدا واقع ہوئی
اور اب جو اس ضرب سے ولید کی گردن کٹ جانا پیدا ہوگا یہ بھی اللہ کے پیدا کرنے
سے ہوگا وہ نہ چاہتا تو ایک زید کیا تمام انس و جن و ملک ہو کر تلوار پر زور کرتے تو اٹھانا
درکنار ہرگز جنبش نہ کرتی اور اس کے حکم سے اٹھنے کے بعد اگر وہ نہ چاہتا تو نام کو بال
برابر نہ جھکتی اور اب کے حکم سے جھکنے کے بعد اگر وہ نہ چاہتا تو تو محال تھا کہ ولید کے جسم
تک پہنچتی اور وار کے حکم سے پہنچنے کے بعد اگر وہ نہ چاہتا تو گردن کٹنا تو بڑی بات ہے
ممکن یہ تھا کہ خود انسان بھی کٹتا تو زید سے جو کچھ واقع ہو سب خلق خدا و با ارادہ خدا تھا
زید کا بیچ میں صرف اتنا کام رہا کہ اس نے قتل ولید کا رادہ کیا اور اس طرف اپنے
جوارح آلات کو پھیرا۔

غرض فعل انسان کے ارادہ سے نہیں ہوسکتا بلکہ انسان کے ارادہ پر اللہ کا
ارادہ ہوتا ہے یہ نیکی کا ارادہ کرے اور اپنے جوارح کو پھیرے اللہ تعالیٰ اپنی رحمت
سے نیکی پیدا کر دے گا اور یہ برے کا ارادہ کرے اور اپنے جوارح کو پھیر تو اللہ تعالیٰ
اپنی بے نیازی سے بدی کو موجود فرما دے گا۔

اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک دوسری مثال پیش کرتے ہوئے
مزید وضاحت فرمائی کہ دو پیالیوں میں شہد اور زہر ہیں اور دونوں خدا ہی کے بنائے
ہوئے ہیں شہد میں شفا اور زہر میں ہلاک کرنے کا اثر بھی اسی نے رکھا ہے اور روشن
دماغ حکیموں کو بھیج کر بتا بھی دیا کہ دیکھو یہ شہد ہے اس کے یہ منافع ہیں اور خبردار یہ
زہر ہے اس کے پینے سے ہلاک ہو جاتا ہے۔ اس پر کچھ نے شہد کی پیالی اٹھا کر پی اور
کچھ نے زہر کی۔ ان اٹھانے والوں کے ہاتھ بھی خدا ہی کے بنائے ہوئے تھے اور ان

میں پیالی اٹھانے منہ تک لے جانے کی قوت بھی اسی کی رکھی ہوئی تھی۔ اب شہد پینے
والوں کے جوف میں شہد پہنچا۔ اس کا اثر پیدا ہونا بھی اسی کی دست قدرت میں ہے
اور ہوگا تو اسی کے ارادہ سے ہوگا وہ نہ چاہے تو منوں شہد پی جائے کچھ فائدہ نہیں ہو سکتا
بلکہ وہ چاہے تو شہد زہر کا اثر دے یہی زہر پینے والوں کے پیٹ میں زہر جا کر کیا وہ خود
ضرر (نقصان) کی تخلیق کرلیں گے یا زہر خود خالق ضرر ہوگا ماشاء اللہ ہرگز نہیں بلکہ یہ
بھی اللہ کے قبضہ اقتدار میں ہے اور ہوگا تو اسی کے ارادے سے ہوگا وہ نہ چاہے تو
سیروں زہر کھا جائے اصلاً بال بانکا نہ ہوگا بلکہ وہ چاہے تو زہر شہد ہو کر لگے۔ دیکھو اول
سے آخر تک جو کچھ ہوا سب اللہ ہی کے ارادہ سے ہوا' اور جتنے آلات اس کام میں
لئے گئے اسی کے حکم سے انہوں نے کام دیئے۔

پھر اس سے کیوں باز پرس ہوتی ہے؟ باز پرس کی وجہ وہی ہے کہ شہد اور زہر
اسے بتا دیئے تھے سب نفع و نقصان اسے جتا دیئے تھے ہاتھ و منہ و حلق اس کے قابو میں
کر دیئے تھے دیکھنے کو آنکھ سمجھنے کو عقل اسے دے دی تھی یہی ہاتھ جس سے اس نے
زہر کی پیالی اٹھا کر پی جام شہد کی طرف بڑھاتا اللہ تعالیٰ اسی کا اٹھنا پیدا کر دیتا یہاں
تک کہ سب کام اول تا آخر اسی کی خلق و مشیت سے واقع ہو کر اس کے نفع کے موجب
ہوتے مگر اس نے ایسا نہ کیا بلکہ کاسہ زہر کی طرح ہاتھ بڑھایا اور اس کے پینے کا عزم لایا۔
انسان میں یہ قصہ و ارادہ و اختیار ہونا ایسا واضح و روشن امر ہے جس سے انکار نہیں کر سکتا
مگر مجنون۔ ہر شخص واقف ہے کہ جب وہ رو پر کی جانب جست کرتا اور اس کی طاقت
ختم ہونے پر زمین پر گرتا ہے تو اوپر کودنا اپنے ارادہ و اختیار سے تھا اگر نہ چاہتا' نہ کودتا
اور یہ حرکت تمام ہو کر اب زمین پر آنا اپنے ارادہ و اختیار سے نہیں لہٰذا اگر رکنا چاہے تو
اب نہیں رک سکتا۔

پس یہی ارادہ و اختیار جو ہر شخص اپنے نفس میں دیکھ رہا ہے عقل کے ساتھ

اس کا پایا جانا یہی مدار امر رہنما' جزا وسزا' ثواب وعقاب' پرستش آسا ب ہے۔ اگر
بلاشبہ یہ ارادہ واختیار بھی اللہ عزوجل کا ہی پیدا کیا ہوا ہے آدمی جس طرح نہ آپ سے
اپ بن سکتا تھا نہ اپنے لئے آنکھ' کان ہاتھ پاؤں' زبان وغیرہ بنا سکتا تھا ہو یونہی اپنے
لئے طاقت وقوت ارادہ واختیار بھی نہیں بنا سکتا تھا سب کچھ اسی نے دیا اسی نے بنایا مگر
اس سے یہ نہ سمجھ لینا کہ جب ہمارا ارادہ واختیار بھی خدا ہی کی مخلوق ہے تو ہم پتھر ہو
گئے۔ قابل سزا و جزا و باز پرس نہ رہے کیسی سخت جہالت ہے؟ تم میں خدا نے کیا پیدا
کیا؟ ارادہ واختیار تو ان کے پیدا ہونے سے تم صاحب ارادہ واختیار ہوئے یا مضطر
مجبور وناچارہ۔

آدمی انصاف سے کام لے' تو اسی قدر تقریر ومثال کافی ہے شہد کی پیالی
اطاعت الٰہی ہے اور زہر کا کاسہ اس کی نافرمانی۔ ہدایت اس شہد سے نفع پانا ہے کہ اللہ
ہی کے ارادہ سی ہوگا اور ضلالت ایسی زہر کا فرا پہنچنا ہے کہ یہ بھی اللہ کے ارادہ سے ہے
مگر اطاعت والے تعریف کئے جائیں گے اور تمرد والے مذموم وملزم ہو کر سزا پائیں
گے۔

قرآن عظیم میں یہ کہیں نہیں فرمایا کہ ان اشخاص کو زیادہ ہدایت نہ کر وہاں یہ
ضرور فرمایا کہ ہدایت وضلالت سب اس کے ارادے سے ہے اس کا بیان ابھی ہو چکا
غرض یہ کہ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمتہ اللہ علیہ نے عقلی ومنطقی ونقلی دلائل
سے اس مسئلہ کا روشن وواضح جواب فرمادیا کہ انسان نے پتھر کی طرح مجبور محض ہے
خود مختار بلکہ ان دونوں کے بیچ میں ایک حالت ہے۔

۱۷۔ التحبیر بباب التقدیر

فرقہ جبریہ وہ فرقہ ہے جس کا عقیدہ یہ ہے کہ جو کچھ کام بھلا یا برا ہوتا

سب خدا کی تقدیر سے ہوتا ہے اور جب کسی کام کا ارادہ اللہ تعالیٰ نے کیا تو بندہ اس کے خلاف کیونکر کرسکتا ہے؟ بس انسان مجبور محض ہے اس سے باز پرس کیونکر ہوسکتی ہے کہ اس نے فلاں کام کیوں کیا فلاں کام کیوں نہ کیا؟

تدبیر کوئی چیز نہیں بلکہ واہیات ہے جو شخص اپنے اطفال کو پڑھاتے لکھاتے ہیں وہ جھک مارتے ہیں۔ یہ فرقہ اپنے اس باطل عقیدے کا اس آیت کریمہ سے استدلال کرتا ہے کہ

وما تشاؤن الا ان یشاء الله رب العالمین ۔

''تم کیا چاہو مگر یہ کہ چاہے اللہ وہ سارے جہاں کا پالنے والا ہے۔''

تو اس آیت کی بناء پر انہوں نے اعتقاد قائم کیا کہ انسان کچھ نہیں کرسکتا وہ مجبور محض ہے جو کچھ کرتا ہے اللہ ہی کرتا ہے چنانچہ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے اس مسئلہ پر ایک بہترین رسالہ تصنیف فرمایا جس میں اس مسئلہ کے بارے میں تحقیقی ومدلل بیان فرمایا اس رسالہ مبارکا نام ''**التحبیر بباب التقدیر**'' رکھا۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اس میں حق کو واضح فرماتے ہوئے تحریر فرمایا کہ فی الواقع عالم میں جو کچھ ہوتا ہے سب اللہ جل جلالہ کی تقدیر سے ہے مگر تدبیر بالکل معطل نہیں بلکہ دنیا عالم اسباب ہے رب جل مجدہ نے اپنی حکمت بالغہ کے مطابق اس میں مہبات کو اسباب سے ربط دیا اور سنت الٰہیہ جاری ہوئی کہ سبب کے بعد سبب پیدا ہو۔ جس طرح تقدیر کو بھول کہ تدبیر پر پھولنا کفار کی خصلت ہے یوں ہی تدبیر کو محض محبت ومفرود فضول ومردود بتانا کسی کھلے گمراہ یا سچے مجنون کا کام ہے جس کی رو سے مدیا آیات و احادیث سے اعراض اور انبیاء واصحابہ واولیاء سب پر طعن واعتراض لازم آتا ہے۔

حضرات مرسلین صلوٰۃ اللہ وسلامہ علیہم اجمعین سے زیادہ کس کا توکل؟ اور ان سے بڑھ کر تقدیر الٰہی پر کس کا ایمان؟ پھر بھی وہ ہمیشہ تدبیر فرماتے اور اس کی راہیں

بتاتے اور خود کسب حلال میں سعی کر کے رزق طیب کھاتے۔ حضرت داؤد علیہ السلام زرہیں بناتے موسیٰ علیہ السلام نے دس برس شعیب علیہ السلام کی بکریاں اجرت پر چرائیں خود حضور پرنور سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت ام المومنین خدیجہ رضی اللہ عنہا کا مال بطور مفاربت لے کر شام کو تشریف فرما ہوئے۔ حضرت امیر المومنین عثمان غنی، عبدالرحمٰن بن عوف بڑے نامی تاجر تھے امام اعظم بزازی کرتے۔

پھر اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی علیہ السلام منکر تدبیر کے تدبیر اختیار کرنے سے متعلق فرماتے ہیں کہ کوئی منکر تدبیر بھی تدبیر سے خالی نہیں ہوتا ہم نے فرض کیا ہے کہ وہ زراعت، تجارت، نوکری، حرفت کچھ نہ کرتا ہو آخرت اپنے لئے کھانا پکاتا یا پکواتا ہو گا؟ آٹا پیسنا، گوندھنا، پکانا کیا ہے تدبیر نہیں؟ یونہی اگر بغیر اس کے سوال یا اشارہ وایما کے خود بخود پکی پکائی اسے مل جاتی ہوتا ہم توالہ بنانا منہ تک لانا چابانا نگلنا۔ یہ بھی تدبیر ہے۔ تدبیر کو معطل کرے تو اس سے بھی باز آئے کہ تقدیر میں زندگی لکھی ہے تو بے کھائے جیئے گا، یا قدرت الٰہی سے پیٹ بھر جائے گا یا خود بخود معدے میں چلا جائے گا۔

(چنانچہ) ہاتھ پاؤں چھوڑ کر بیٹھنا جہل وحماقت ہے یہاں تک کہ اگر تقدیر پر بھروسے کا جھوٹا نام کر کے خورد ونوش نہ کرنے کا عہد کر لے اور بھوک و پیاس سے مر جائے تو بے شک حرام موت مرے اور اللہ تعالیٰ کا گناہ گار ٹھہرے۔

رب جل جلالہ فرماتا ہے مجھ سے دعا کرو میں قبول کروں گا" وہ قادر تھا کہ یہ دعا مرآد بخشے پھر اس تدبیر کی طرف یوں ہدایت فرمائی؟ بلکہ خلافت وسلطنت وقضاو جہاد وحدود، قصاص وغیرہا یہ تمام امور شرعیہ عین تدبیر ہیں۔

اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی علیہ السلام نے اپنے اس رسالہ مبارکہ میں گیارہ آیت کریمہ بطور دلیل پیش کرتے ہوئے مزید وضاحت فرمائی کہ نماز، روزہ، حج وزکوٰۃ وغیرہ

تدبیر میں منہمک ہو جائے اور اس کی درستی میں جاوے جا' نیک و بد' حلال وحرام کا
خیال نہ رکھے یہ بات بے شک اسی سے صادر ہوگی جو تقدیر کو بھول کر تدبیر پر اعتماد کر
بیٹھا۔ان سب حدیثوں میں بھی تلاش و تدبیر کی طرف ہدایت فرمائی مگر حکم دیا کہ
شریعت وعزت کا پاس رکھو تدبیر میں بے ہوش و مدہوش نہ ہو جاؤ۔اسباب کا نام' سبب
سے کام ہوں بسر کرنا چاہئے یہی مرضی' خدا یہی سنت انبیاء یہی سیرت اولیاء علیہم حمیعاء
الدعوۃ والنساء۔اس کے سوا تقدیر کو بھولنا یا حق کو نہ ماننا یا تدبیر کو املاً مہمل جاننا دونوں
معاذ اللہ گمراہی' ضلالت یا جنون وسفاہت۔

اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمتہ اللہ علیہ آخر میں تحریر فرماتے ہیں کہ اس تحریر
میں کہ فقیر نے پندرہ آیتیں اور پچیس حدیثیں جملہ پچاس لفوض ذکر کئے اور مد ہا بلکہ
ہزار ہائے پتے دیئے یہ کیا تھوڑے ہیں؟ انہیں سے ثابت کہ انکار تدبیر کس قدر اعلیٰ
درجہ کی حماقت' اخبث الامرض' اور قرآن وحدیث سے مرتع اعراض اور خدا اور رسول پر
کھلا اعتراض ولاحول ولاقوۃ الہ باللہ العلی العظیم۔

تمہید الایمان

ایک وقت وہ بھی تھا جب علماء کرام وصوفیاء عظام کی مخلصانہ کوششوں اور
انتھک جدوجہد اور بے مثال قربانیوں کے سبب ہندوستان میں اسلام کا پرچم لہرایا۔مگر
جب حکمرانوں کی آپس کی ناچاقیوں کی وجہ سے انگریز نے ہندوستان پر اپنا تسلط
جمایا۔تو اسے اپنے قدم جمانے میں سب سے بڑی رکاوٹ مسلمانوں کو پایا جن کے
قلوب اولیاء کرام و بزرگان دین کے فیض وکرم سے عشق رسول و تعظیم انبیاء سے سرشار
تھے۔چنانچہ انگریز نے اپنی حکومت کو دوام دینے کے لئے چاہا کہ مسلمانوں کی طاقت
کو پارہ پارہ کر دیا جائے اور یہ جب ہی ممکن ممکن تھا جب ان کی قلوب و عشق و تعظیم

رسول اولیاء اللہ کی عقیدت ومحبت سے خالی کر کے ان کے لئے بغض وعداوت کی آگ بھڑکا دی جائے۔

لہٰذا اس ناپاک مقصد کو حاصل کرنے کیلئے انگریز نے مسلمانوں کے مقابل ایسے بے ضمیر لوگوں کو کھڑا کیا جو خود کو مسلمان کہلواتے مگر اللہ عزوجل' اس کے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انبیاء کرام علیہم السلام و اولیاء کرام رحمہم اللہ کی شان میں گستاخیاں کرتے ذرا نہ جھجکتے مسلمانوں کے اتحاد کو پارہ پارہ کرنا ایمانیات کے متعلق مسلمانوں کے دلوں میں شکوک وشبہات پیدا کرنا' تفرقہ بازی کرنا ان کے ناپاک عزائم میں شامل تھا غرض مکار انگریز نے اپنا مقصد حاصل کرلیا اور مسلمان کہلانے والے ضمیر فروش چند نام نہاد مولویوں کو خرید کر مسلمانوں میں بدعقیدگی و بدعملی پھیلانا شروع کر دی ان بدعقیدہ لوگوں کے باطل عقائد میں سے چند کی جھلکیاں ملاحظہ ہوں۔

۱۔ اللہ عزوجل جھوٹ بول سکتا ہے۔

۲۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آخری نبی نہیں ہیں بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد بھی نبی آنے کا امکان ہے۔

۳۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا علم شیطان لعین کے علم سے کم ہے۔

۴۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا علم ایسا ہی ہے جیسا علم بچوں پاگلوں بلکہ جانوروں کو ہوتا ہے

۵۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیوار کے پیچھے کا بھی علم نہیں۔ (معاذ اللہ ثم معاذ اللہ)

چنانچہ جب یہ عقائد مسلمانوں نے سنے تو علماء کرام سے ان کے بارے میں فتویٰ پوچھا۔ علمائے اہل سنت نے ان عقائد کا جواب دیا اور بدعقیدہ لوگوں سے توبہ کا مطالبہ کیا لیکن یہ لوگ توبہ کرنے کے بجائے بے ڈھنگی دلیلیں دینے لگے تا کہ ان کی بدعقیدگی کسی پر آشکارا نہ ہو کئی بار ان لوگوں کو مناظرے کی دعوت دی گئی مگر یہ لوگ ہر بار بھاگ کھڑے ہوئے چنانچہ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمتہ اللہ علیہ نے انہیں ان

تمام اعمال دینیہ خود ایک تدبیر اور رضائے الٰہی وثواب نا متناہی ملنے اور عذاب وغضب
سے نجات پانے کے اسباب ہیں چنانچہ اگر تدبیر مطلقاً مہمل ہو تو دین وشرائع وانزال
کتب وارسال رسل وابتان فرائض واجتناب محرمات معاذ اللہ سب لغو وفضول وعبث
ٹھہریں دین و دنیا سب یک بارگی برہم ہو جائیں۔ نہیں نہیں بلکہ تدبیر بے شک مستحسن
ہے اور اس کی بہت سی صورتیں مندوب ومسنون ہیں جیسے دوا و دعا۔ جیسا کہ حدیث
مبارکہ میں آیا کہ تقدیر کسی چیز سے نہیں ٹلتی مگر دعا سے اور ایک دوسری حدیث مبارکہ
میں آیا خدا کے بندو دوا کرو کہ اللہ تعالیٰ نے کوئی بیماری ایسی نہ رکھی جس کی دوا نہ بنائی
ہو مگر ایک مرض یعنی بڑھاپا۔ اور تدبیر کی بعض صورتیں فرض قطعی ہیں جیسے فرائض کا بجا
لانا۔ محرمات سے بچنا، اسی طرح جان بچانے کی کل تدبیریں، حلال معاش کی سعی
تلاش جیسا کہ حدیث مبارکہ میں آیا کہ آدمی پر فرض کے بعد دوسرا فرض یہ ہے کہ کسب
حلال کی تلاش کرے۔

اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کے علاوہ بھی بکثرت احادیث
مبارکہ سے دلائل پیش فرمائے اور تحریر فرمایا کہ ان احادیث سے ثابت ہوا کہ تلاش
حلال وفکر معاش تعاطی اسباب ہرگز منافی توکل نہیں بلکہ عین مرضی الٰہی ہے کہ آدمی
تدبیر کرے اور بھروسہ تقدیر پر رکھے جیسا کہ ایک صحابی رضی اللہ عنہ نے عرض کی کہ اپنی اونٹنی
چھوڑ دوں اور خدا پر بھروسہ رکھوں یا اسے باندھ دوں اور خدا پر توکل کروں؟ ارشاد فرمایا
قید وتوکل باندھ دے اور خدا پر تکیہ کر۔

بلکہ انصاف کیجئے تو تدبیر تقدیر سے کب باہر ہے؟ وہ خود ایک تقدیر ہے اور
اس کا بجالانے والا ہرگز تقدیر سے روگرداں نہیں جیسا کہ حدیث میں آیا کہ حضور سید
عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کی گئی ''دوا تقدیر سے کیا نافع ہوگی؟ فرمایا اللہ تعالیٰ جب چاہے
جس دوا سے چاہے نفع پہنچا دیتا ہے' ہاں یہ بے شک ممنوع ومذموم ہے کہ آدمی ہمہ تن

کی کفریہ عبارتوں اورتوبہ نہ کرنے کے سبب کافر قرار دیا اور آپ رحمتہ اللہ علیہ کو اس فتویٰ کی تصدیق عرب وعجم کے سینکڑوں علماء کرام ومفتیان کرام نے بھی کی۔ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمتہ اللہ علیہ کے اس فتویٰ پر ان بدعقیدہ لوگوں نے بہت شور مچایا کہ امام احمد رضا نے ہمیں خواہ مخواہ کافر قرار دیا ہے چنانچہ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمتہ اللہ علیہ نے ان کا پول کھولنے پھر اصل چہرہ بے نقاب کرنے کے لئے ایک کتاب مستطاب تصنیف فرمائی جس کا نام ''تمہید الایمان'' رکھا۔

آپ رحمتہ اللہ علیہ نے اپنی اس مایہ ناز تصنیف میں مسلمانوں کو ان بدعقیدہ لوگوں کے مکروفریب اور سازشوں سے بچنے کی نہ صرف تاکید فرمائی بلکہ ان بدعقیدہ لوگوں کے اعتراضات کے جوابات بھی عنایت فرمائے۔ آپ رحمتہ اللہ علیہ نے اپنی اس تصنیف جلیل کو چار مرحلوں میں تقسیم کیا۔

۱۔ جو سید عالم ﷺ کو گالی دے یا عیب لگائے یا ان کی شان میں ادنیٰ سی بھی کمی کرے وہ کافر ہے۔

۲۔ جو کوئی ان کے کفریہ کلام کو دیکھ کر یا سن کر بھی انہیں کافر نہ مانے اور بہانے بنائے ان کی دودستی' امتیازی شاگردی کا لحاظ کرے وہ بھی کافر ہے۔

۳۔ ان گستاخوں نے جو کچھ اللہ عزوجل اور اس کے حبیب ﷺ کے بارے میں لکھا ہے اس کے گستاخانہ ہونے میں کوئی شبہ نہیں۔

۴۔ جو مکروفریب اور بہانے بازی اور تاویلیں یہ پیش کرتے ہیں اس کا کوئی اعتبار نہیں وہ بہانے بازی اور جھوٹی تاویلیں ان کے کفر کو نہیں مٹاسکتی۔

ایمان کی شرط آپ رحمتہ اللہ علیہ نے اپنی اس تصنیف لطیف میں مسلمانوں کے قلوب میں عظمت مصطفیٰ ﷺ کی اہمیت وفضیلت ارشاد فرماتے ہوئے قرآن پاک سے استدلال فرماتے ہوئے بکثرت آیت کریمہ تحریر

فرمائیں۔ جس میں آپ رحمۃ اللہ علیہ نے وضاحت فرماتے ہوئے جو کچھ
تحریر فرمایا اس کا خلاصہ یہ ہے کہ مسلمانو! تمہارا مولیٰ تبارک وتعالیٰ تین
باتیں بتاتا ہے۔

اول: یہ کہ اللہ ورسول (عزوجل ﷺ) پر ایمان لائیں۔

دوم: یہ کہ رسول اللہ (ﷺ) کی تعظیم کریں۔

سوم: یہ کہ اللہ تبارک وتعالیٰ کی عبادت میں رہیں۔

مسلمانوں ان تینوں جلیل باتوں کی جمیل ترغیب تو دیکھو سب میں پہلے
ایمان کو ذکر فرمایا اور سب میں پیچھے اپنی عبادت کو اور بیچ میں اپنے پیارے حبیب
(ﷺ) کی تعظیم کو جب تم نبی کریم ﷺ کی تعظیم نہ ہو عمر بھر عبادت الٰہی میں
گزرے سب بے کار ومردود ہے۔ جسے دنیا جہاں میں کوئی معزز کوئی عزیز کوئی مال
کوئی چیز اللہ ورسول اللہ (عزوجل ﷺ) سے زیادہ محبوب ہو وہ بارگاہ الٰہی سے مردود
ہے اللہ اسے اپنی طرف راہ نہ دے گا اسے عذاب الٰہی کے انتظار میں رہنا
چاہئے۔ صرف کلمہ گوئی اور زبان سے خود کو مسلمان کہنے پر تمہارا چھٹکارا نہ ہوگا ہاں ہاں
سنتے ہو! آزمائے جاؤ گے آزمائش میں پورے نکلے تو مسلمان ٹھہرو گے قرآن
حدیث کی روشنی میں ایمان کے حقیقی وواقعی ہونے کو دو باتیں ضرور ہیں۔

ا۔ محمد ﷺ کی تعظیم اور محمد رسول اللہ ﷺ کی محبت کو تمام جہاں پر تقدیم۔
اس کی آزمائش کا یہ صریح طریقہ ہے کہ جن لوگوں سے کیسی ہی تعظیم کتنی ہی عقیدت
کتنی ہی دوستی' کیسی محبت کا علاقہ ہو جیسے تمہارے باپ' تمہارے استاذ' تمہارے پیر
تمہاری اولاد' تمہارے بھائی' تمہارے احباب' تمہارے اصحاب' تمہارے مولوی
تمہارے حافظ' تمہارے مفتی تمہارے واعظ وغیرہ وغیرہ جب وہ رسول اللہ ﷺ کی
شان میں گستاخی کریں اصلاً تمہارے قلب میں ان کی عظمت ان کی محبت کا نام ونشان

نہ رہے فوراً ان سے الگ ہو جاؤ ان کو دودھ سے مکھی کی طرح نکال کر پھینک دو ان کی صورت ان کے نام سے نفرت کھاؤ پھر نہ تم اپنے رشتے' علاقے' دوستی' الفت کا پاس کرو نہ اس کی مولویت' مشیخیت' بزرگی فضیلت کو دل میں جگہ دو کہ آخر یہ جو کچھ تھا محمد ﷺ کی غلامی کی بناء پر تھا جب یہ شخص ان ہی کی شان میں گستاخ ہوا پھر ہمیں اس سے کیا علاقہ رہا۔ پھر محمد ﷺ کے مقابل گر تم نے اس سے دوستی بنا ہی؟ اس کی بات بنانی چاہی اسے ہر برے سے بدتر برا نہ جانا یا اسے برا کہنے پر برا مانا یا صرف تم نے اس امر میں بے پرواہی ہی منائی یا تمہارے دل میں اس کی طرف سے سخت نفرت نہ آئی تو للہ اب تم ہی انصاف کر لو کہ تم ایمان کے امتحان کے قرآن و حدیث نے جس پر حصول ایمان کا مدار رکھا تھا اس سے کتنے دور نکل گئے۔ مسلمانو! کیا جس کے دل میں محمد رسول اللہ ﷺ کی تعظیم ہو گی وہ ان کے بدگو' گستاخ کی عزت کر سکے گا اگرچہ اس کا پیر یا استاد یا باپ ہی کیوں نہ ہو۔ کیا جسے محمد رسول اللہ ﷺ تمام جہان سے زیادہ پیارے ہوں وہ ان کے گستاخ سے فوراً سخت شدید نفرت نہ کرے گا جو اللہ و رسول اللہ ﷺ کی جناب میں گستاخی کرے تو جو اس سے دوستی کرے وہ مسلمان نہ ہو گا کیونکہ ایمان ہے تو گستاخی کے بعد اس سے محبت نہیں رکھ سکتے۔ اس کی عزت نہیں کر سکتے ورنہ مسلمان نہ رہو گے للہ اپنے حال پر رحم کرو کہ اگر تم نے اللہ و رسول اللہ ﷺ کی عظمت کے آگے کسی کا پاس نہ کیا کسی سے علاقہ نہ رکھا تو اللہ تمہارے دلوں میں ایمان نقش فرما دے گا جس میں انشاء اللہ حسن خاتمہ کی خوشخبری ہے۔ وہ تمہیں ہمیشگی کی جنتوں میں لے جائے گا تم منہ مانگی مرادیں پاؤ گے سب سے زیادہ یہ کہ اللہ تم سے راضی ہو گا۔ اے مسلمان ذرا انصاف کر کہ انعامات بہتر ہیں جو ان گستاخوں سے یک لخت ترک تعلق کر دینے پر ملتے ہیں یا وہ عذاب شہر ہیں جو ان گستاخوں سے تعلق رکھنے پر پڑیں گے۔ کون کہہ سکتا ہے کہ عذاب بہتر ہیں اور انعامات چھوڑنے کے لائق ہیں مگر

جان برادر خالی یہ کہہ دینا کام نہیں دیتا یہ اللہ کی طرف سے تمہاری جانچ ہے دیکھو وہ فر
رہا ہے کہ تمہارے رشتے علاقے قیامت میں کام نہ آئیں گے مجھ سے توڑ کر کس سے
جوڑتے ہو دیکھو اللہ و رسول کے مقابل ضد سے کام نہ لو۔ اپنی عاقبت نہ بگاڑو دیکھو
تمہیں اپنے سخت عذاب سے ڈراتا ہے اس کے عذاب سے کہیں پناہ نہیں وہ تمہیں
اپنی رحمت کی طرف بلاتا ہے۔ یہ اس کی رحمت کے کہیں پناہ نہیں۔ دیکھ اور گناہ کی
نرے گناہ ہوتے ہیں جن پر عذاب کا استحقاق ہے مگر ایمان نہیں جاتا مگر محمد رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عظمت ان کی محبت مدار ایمان ہے جو اس معاملے میں کمی کرے اس دونوں
جہاں میں خدا کی لعنت ہے اور جب ایمان گیا تو ہمیشہ ہمیشہ کے لئے عذاب شدید ہے
کبھی رہائی نہ ہوگی یہ گستاخی کرنے والے جن کا تم یہاں کچھ پاس لحاظ کرو وہاں اپنی
بھگت رہے ہونگے تمہیں بچانے نہ آئیں گے تو ایسوں کی خاطر اپنی جان کو ہمیشہ ہمیشہ
غضب مبارو عذاب نار میں پھنسا دینا کیا عقل کی بات ہے۔

اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمتہ اللہ علیہ نے اپنے اس مایہ ناز رسالہ میں
حضور دانائے غیوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو علم غیب ہوئے پر بکثرت آیت کریمہ سے استدلال فرمایا
اور بخوبی وضاحت فرمائی کہ حضور دانائے غیوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم غیب رکھتے ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
کے وسعت علم غیب پر طعن کرنا انکار کرنا سخت بے ادبی و گستاخی ہے اور ایسا شخص دائرہ
اسلام سے خارج ہے۔ آپ رحمتہ اللہ علیہ نے مسلمانوں کو سمجھاتے ہوئے فرمایا کہ
جس نے یہ کہا کہ شیطان کے علم کا زیادہ ہونا نص سے ثابت ہے فخر دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی
وسعت علم کی کونسی نص قطعی ہے؟ تو کیا اس نے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان میں گستاخی
نہ کی کیا اس گستاخ نے ابلیس نعلین کے علم کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے علم اقدس پر نہ بڑھایا تو
کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی توہین کرنا کفر نہیں؟ ضرور ہے اور بالیقین ہے۔ کیا نبی
کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اتنا ہی علم غیب دیا گیا تھا جتنا ہر پاگل ہر چوپائے کو حاصل ہے کیا اس

نے رسول اللہ ﷺ کو صریح گالی نہ دی اے مسلمان اے محمد رسول اللہ ﷺ کے امتی کیا
اس ناپاک وملعون گالی کو صریح ہونے میں سمجھتے کچھ شبہہ گزرتا ہے کیا معاذ اللہ محمد رسول
اللہ ﷺ کی عظمت تیرے دل سے ایسی نکل گئی کہ اس شدید گالی میں بھی ان کی توہین
نہ جانے۔ کیا اسی کا نام ایمان ہے' اللہ کی قسم ہرگز نہیں اس بدگو نے فقط محمد رسول
اللہ ﷺ کو ہی گالی نہ دی بلکہ خدا کے کلام کا بھی انکار کیا۔ دیکھو بکثرت آیات قرآنیہ
جن میں اللہ تعالیٰ نے علم کو کمالات انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام میں گنا تو اب اس بدگو کا
آقا ﷺ کے وسیع علم کا انکار کس طرح کلام اللہ عزوجل کا رد کر رہا ہے۔ تو کیا یہ شخص
مسلمان رہ سکتا ہے کیا جو ایسے کو مسلمان سمجھے خود مسلمان ہو سکتا ہے؟

اس کے بعد اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے مسلمانوں کو
جھنجھوڑتے ہوئے احساس دلاتے ہوئے آیات قرآنیہ تحریر فرمائیں جس سے بخوبی یہ
واضح فرمایا کہ دیکھو اللہ عزوجل تم سے فرما رہا ہے کہ جس طرح میرے خلیل (ابراہیم
علیہ السلام) اور ان پر ایمان لانے والوں نے میرے لئے اپنی کافر قوم سے تعلق توڑ
لیا۔ ان کے صاف دشمن ہو گئے اور کہہ دیا کہ ہم تم سے قطعی بیزار ہیں تو تمہیں بھی ایسا
ہی کرنا چاہئے مانو تو تمہاری خیر ہے نہ مانو تو اللہ کو تمہاری کچھ پرواہ نہیں جہاں وہ
میرے دشمن ہوئے ان کے ساتھ تم بھی سہی۔

پھر آپ رحمۃ اللہ علیہ نے مزید آیات قرآنیہ تحریر فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا
کہ دیکھو اللہ گواہی دیتا ہے کہ نبی کی شان میں بے ادبی کا لفظ کلمہ کفر ہے اور اس کا کہنے
والا کافر ہو جاتا ہے۔ مسلمانو دیکھو محمد رسول اللہ ﷺ کی شان میں گستاخی کرنے سے
کہ وہ غیب کیا جانیں کلمہ گوئی کام نہ آئی اور اللہ تعالیٰ نے صاف فرما دیا کہ بہانے نہ
بناؤ تم اسلام کے بعد کافر ہو گئے اور کیوں نہ ہو غیب کی بات جاننی شان نبوت ہے۔

اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ

کی تصنیف لطیف فقہ اکبر وشفا شریف و بزازیہ و درر و غرر و فتاویٰ خیریہ مجمع الانھر و درمختار
وغیرہ سے استدلال فرماتے ہوئے ان گستاخوں کے مکر کا پردہ چاک فرما کر اس کی
وضاحت بھی فرمائی کہ جو شخص مسلمان ہو کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو گالی دے یا عیب لگائے یا
کسی وجہ سے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان گھٹائے۔ وہ یقیناً کافر اور خدا کا منکر ہو گیا اور اس کی
بیوی اس کے نکاح سے نکل گئی۔ دیکھو کیسی صاف تصریح ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی
تنقیص شان کرنے سے مسلمان کافر ہو جاتا ہے وہ جو اس کے معذب عذاب کے
مستحق ہونے میں شک کرے وہ بھی کافر ہے۔

آخر میں اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمتہ اللہ علیہ نے جن گستاخوں پر ان
کے کفر کے سبب تکفیری فتویٰ دیا تھا اس کے حق ہونے پر وضاحت بھی فرمائی جس کا
خلاصہ ہم کسی کو کافر کہنا پسند نہیں کرتے جب تک مجبور نہ ہو جائیں میں نے ان گالی
بکنے والوں کو اس وقت تک کافر نہ کہا جب تک کہ صاف واضح اور یقینی طور پر ان کا کفر
سورج سے زیادہ ظاہر نہ ہو گیا بلکہ اس وقت تک ان کو کافر کہنے میں احتیاط برتی اور
انتہائی احتیاط کی مگر جب اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا کہ یہ لوگ ضروریات دین کا انکار
کرتے ہیں مثلاً آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آخری نبی نہیں مانتے اللہ عزوجل کو معاذ اللہ جھوٹا کہا اور
حضور دانائے غیوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو علم میں شیطان سے کم اور جانوروں کے برابر بتایا۔ تو اب
کافر کہے بغیر چارہ نہ تھا کہ اکابر آئمہ دین کی وضاحتیں سن چکے کہ جو ان کے کافر ہونے
اور عذاب کا مستحق ہونے میں شک کرے وہ خود کافر ہے۔ تو اپنا اور اپنے بھائیوں عوام
اہل اسلام کو ایمان بچانا ضروری تھا لاجرم حکم کفر دیا اور شائع کیا۔

یہاں چار مرحلے تھے۔

۱۔ جو کچھ ان گستاخوں نے لکھا چھاپا ضرور وہ اللہ اور اس کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی
توہین و گستاخی پر مبنی تھا۔

۲- اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی توہین کرنے والا کافر ہے۔

۳- جو انہیں کافر نہ کہے اور ان کا پاس لحاظ رکھے ان کی استادی و رشتہ داری کا خیال رکھے وہ بھی ان ہی کی طرح کافر ہے۔

۴- قیامت میں ان کے ساتھ ایک رسی میں باندھا جائے گا جو عذر و مکر جاہل و گمراہ لوگ بیان کرتے ہیں سب غلط نا جائز و بے کار ہیں۔

یہ چاروں مرحلے بحمد اللہ تعالیٰ اچھے و بہتر طریقے سے واضح و روشن ہو گئے جن کے ثبوت قرآن عظیم ہی کی آیت کریمہ نے دیئے رب ایک طرف جنت و سعادت اور دوسری طرف بدبختی اور ہمیشہ کے جہنم کا عذاب جسے جو پسند آئے اختیار کرے مگر اتنا سمجھ لو کہ محمد رسول اللہ ﷺ کا دامن چھوڑ کر گستاخوں کا ساتھ دینے والا کبھی فلاح و کامیابی نہ پائے گا باقی ہدایت رب العزت کے اختیار میں ہے۔ یہ بات بحمد اللہ تعالیٰ ہر ذی علم مسلمان کے نزدیک اتنی واضح تھی کہ کسی دلیل کی ضرورت نہ تھی مگر ہمارے عوام بھائیوں کو تصدیقات دیکھنے کی ضرورت ہوتی ہے لہٰذا اپنے بھائیوں کی مکمل تسلی کے لئے مکہ معظمہ و مدینہ طیبہ کے علمائے کرام و مفتیان عظام کے حضور فتویٰ پیش ہوا جس خوبی و خوش اسلوبی و جوش دینی سے ان عمائد اسلام نے تصدیقین فرمائیں بحمد اللہ تعالیٰ کتاب مستاب حسام الحرمین علی منحر الکفر والمتین" میں گرامی بھائیوں کے پیش نظر ہر صفحہ کے مقابل آسان اردو میں اس کا ترجمہ واضح احکامات و علماء کرام کی تصدیقات موجود۔

آخر میں آپ رحمتہ اللہ علیہ نے بارگاہ الٰہی میں دعا فرمائی کہ الٰہی اسلامی بھائیوں کو قبول حق کی توفیق عطا فرما اور خود نفسانیت یا تیرے اور تیرے حبیب ﷺ کے مقابل زید و عمر کی حمایت سے بچا صدقہ محمد ﷺ کی وجاہت کا آمین آمین۔

عرب و عجم کے اہل علماء کرام کے اسماء جنہوں نے اعلیٰ حضرت فاضل

بریلوی رحمتہ اللہ علیہ کے تکفیری فتویٰ کی تصدیق فرمائی۔

۱۔ شیخ علمائے مکہ مفتی شافعیہ مولانا شیخ محمد سعید بالفضیل رحمۃ اللہ علیہ
۲۔ شیخ خطباءؤ آئمہ مکہ معظمہ مولانا شیخ احمد ابوالخیر میرداد رحمۃ اللہ علیہ
۳۔ ناصر سنن فتنہ شکن سابق مفتی مولانا علامہ صالح کمال رحمۃ اللہ علیہ
۴۔ صاحب رفعت وافضال مولانا شیخ علی بن صدیق کمال رحمۃ اللہ علیہ
۵۔ بقیۃ الاکابر عمدۃ الاواخر جلوہ گاہ نور مطلق مولانا شیخ محمد عبدالحق مہاجر الہ آبادی رحمۃ اللہ علیہ
۶۔ محافظ کتب خانہ حرم حضرت علامہ مولانا سید اسماعیل خلیل رحمۃ اللہ علیہ
۷۔ صاحب علم حکم مولانا سید ابوحسین مرزوقی رحمۃ اللہ علیہ
۸۔ سرشکن اہل ممکر وکید مولانا شیخ عمر بن ابی بکر باجنید رحمۃ اللہ علیہ
۹۔ سابق مفتی مالکہ مولانا شیخ عابد بن حسین مالکی رحمۃ اللہ علیہ
۱۰۔ فاضل ماہر کامل مولانا شیخ علی بن حسین مالکی رحمۃ اللہ علیہ
۱۱۔ ذوالجلال والزین مولانا شیخ جمال بن محمد بن حسین رحمۃ اللہ علیہ
۱۲۔ نادر روزگار مولانا شیخ اسعد بن احمد دتبان مدرس حرم شریف رحمۃ اللہ علیہ
۱۳۔ یکتائے روزگار مولانا شیخ عبدالرحمٰن ذہان رحمۃ اللہ علیہ
۱۴۔ مدرس مدرسہ صولتیہ مولانا محمد یوسف افغانی رحمۃ اللہ علیہ
۱۵۔ اجل خلفائے حاجی امداد اللہ صاحب مولانا شیخ احمد مکی امدادی مدرس مدرسہ احمدیہ رحمۃ اللہ علیہ
۱۶۔ عالم عامل فاضل کامل مولانا محمد یوسف خیاط رحمۃ اللہ علیہ
۱۷۔ والا منزلت بلند رفعت حضرت مولانا محمد صالح بن محمد بافضل رحمۃ اللہ علیہ
۱۸۔ صاحب فیض یزدانی مولانا حضرت عبدالکریم ناجی واغستانی رحمۃ اللہ علیہ

۱۹۔ فاضل کامل حضرت مولانا تاج سعید بن محمد یمانی رحمۃ اللہ علیہ

۲۰۔ فاضل کامل حامد احمد محمد جدہ ای رحمۃ اللہ علیہ

۲۱۔ مفتی حنفیہ حضرت سیدنا مولانا تاج الدین الیاس مفتی مدینہ طیبہ رحمۃ اللہ علیہ

۲۲۔ عمدۃ العلماء افضل الافاضل سابق مفتی مدینہ طیبہ عثمٰن بن عبدالسلام داغستانی رحمۃ اللہ علیہ

۲۳۔ فاضل کامل شیخ مالکیہ سید شریف مولانا سید احمد جزائری رحمۃ اللہ علیہ

۲۴۔ صاحب فیض ملکوتی حضرت مولانا خلیل بن ابراہیم خربوتی رحمۃ اللہ علیہ

۲۵۔ صاحب خوبی ونکوئی شیخ الدلائل مولانا سید محمد سعید رحمۃ اللہ علیہ

۲۶۔ عالم جلیل فاضل عقیل مولانا محمد بن احمد عمری رحمۃ اللہ علیہ

۲۷۔ ماہر علامہ صاحب عز وشرف حضرت مولانا سید عباس جلیل محمد رضوان شیخ دلائل رحمۃ اللہ علیہ

۲۸۔ فاضل کامل العقل مولانا عمر بن حمدان محرسی رحمۃ اللہ علیہ

۲۹۔ فاضل کامل عالم عامل مولانا سید محمد بن مدنی دیداوی رحمۃ اللہ علیہ

۳۰۔ مدرس حرم مدینہ طیبہ مولانا شیخ محمد بن موسیٰ خیاری رحمۃ اللہ علیہ

۳۱۔ مفتی شافعیہ مولانا سید شریف احمد برزنجی شافعی رحمۃ اللہ علیہ

۳۲۔ فاضل مولانا حضرت مولانا محمد عزیز وزیر مالکی مغربی اندلسی مدنی تونسی رحمۃ اللہ علیہ

۳۳۔ شیخ فاضل مولانا عبدالقادر توفیق شلبی رحمۃ اللہ علیہ

اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کا مجموعہ فتاویٰ

العطایا النبویة فی الفتاویٰ رضویه

یوں تو اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے ۱۲۸۶ھ سے ۱۳۴۰ھ تک لاکھوں فتاویٰ لکھے لیکن صد افسوس کہ سب کو نقل نہ کیا جا سکا جو نقل کر لئے گئے ان کا نا "العطایا النبویة فی الفتاویٰ رضویه" رکھا گیا۔ اس کی جہازی سا کی بارہ جلدیں ہیں اور ہر جلد میں تقریباً ایک ہزار صفحات ہیں ہر فتوے میں دلائل سمندر موجزن ہے۔

خلیفہ اعلیٰ حضرت ملک العلماء حضرت ظفر الدین قادری رضوی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ فقیر (حضرت ملک العلماء) کے پیش نظر فتاویٰ متقدمین ومتاخرین سب ہیں متقدمین میں فتاویٰ ہندیہ تو بے شک اس مقدار میں ہے جسے اعلیٰ حضرت کے فتاویٰ سے کچھ نسبت دی جا سکتی ہے ورنہ اس وقت کے علماء میں سے کوئی بھی ایس نہیں ہے جس کے فتاویٰ کو اعلیٰ حضرت کے فتاویٰ سے کوئی بھی نسبت ہو۔ یہ تو باعتبار کھیت ہے کہ اروں کے فتاویٰ چھوٹے چھوٹے اوراق پر ڈیڑھ سو دو سو تین سو صفحات زیادہ سے زیادہ پانچ سو صفحات تک ہونگے اور اعلیٰ حضرت کے فتاویٰ تقطیع کلاں ہدایہ وترمذی سائز پر ۱۲ جلدوں میں ہر جلد پچاس ساٹھ نہیں آٹھ سو یا نو سو صفحات کے درمیان ہے اور باعتبار کیفیت ونفاست مضامین تو اس کا اور معاصروں کے فتاویٰ کا کوئی جوڑ نہیں اس اعلیٰ درجہ کی تحقیق وتنقیح کے ساتھ کہ آج تک کسی کتاب میں نہ ملے الحمد للہ کتنے معرکتہ الآرا مسائل کہ بوجہ کثرت اختلاف واضطرابات آج تک نامنقح الجھے ہوئے تھے بفضلہٖ عزوجل ایسے صاف ومنقح ہوئے جس کی قدر اہل ایمان و

انصاف ہی جانیں گے۔

آپ رحمۃ اللہ کے ان فتاویٰ کو دیکھ کر اندازہ ہوتا ہے کہ جزئیات فقہ پر آپ کی کتنی گہری نظر تھی اپنی خداداد فقہی مہارت وقابلیت وعلمیت سے آپ رحمۃ اللہ نے جو کچھ تحریر فرمایا اور ایک ایک مسئلہ میں آپ کے سیال قلم نے تحقیق سمندر میں نوامی شروع کی تو ایسے ایسے آبدار گوہر نکالے جن کو دیکھ کر آنکھیں خیرہ اور عقل دنگ رہ جاتی ہے۔

مثلاً ایک مسئلہ کی تفصیل بیان کرتے ہوئے آپ رحمۃ اللہ نے فرمایا کہ پانی کی ایک سوساٹھ قسمیں ایسی ہیں جن سے وضو جائز ہے لیکن ایک سوپچیس قسمیں ایسی بھی ہیں جن سے وضو جائز نہیں اور بیس قسمیں ایسی ہیں جن میں فقہاء کا اختلاف ہے۔اور پینتالیس قسمیں ایسی ہیں کہ ان میں بھی جواز وعدم جاز وضو کا فیصلہ نہیں کیا جاسکتا۔

مسئلہ لمعہ کی سب سے تفصیلی بحث شرح وقایہ میں تحریر کی گئی ہے اور اس کی کل پندرہ صورتیں بتلائی گئی ہیں لیکن یہ محض فیضان الٰہی ہے کہ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمتہ اللہ علیہ قدس سرہ نے جب اس مسئلہ پر قلم اٹھایا تو تحقیق کا دریا بہادیا اور ان کے کرامت آثار قلم نے تاریخ فقہہ میں پہلی بار اس کی اٹھانوے صورتیں اہل علم کے سامنے پیش کیں پیدا ہونے والے اعتراض کو رفع کر کے مدلل طور پر شرعی حکم واضح کیا اور جامع ضابطہ بیان کیا کہ پڑھنے والے حیران وششدر رہ جاتے ہیں۔

اعلیٰ حضرت نے فتاویٰ رضویہ میں ہزارہا مسائل پیچیدہ وجلیلہ انتہائی خوبی و خوش اسلوبی سے دلائل وتحقیق سے حل فرمائے۔

اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ کا مایہ ناز فتاویٰ رضویہ کی عظمت وشان کا اندازہ آپ رحمۃ اللہ کی فقہی سند سے بخوبی لگایا جاسکتا ہے آپ رحمتہ اللہ علیہ کی فقہی سند ملاحظہ ہو۔

امام احمد رضا قادری مفتی احناف مکہ مکرمہ شیخ عبدالرحمٰن السراج بن مفتی اجل

شیخ عبداللہ السراج کا مفتی مکہ سیدی جمال بن عبداللہ بن عمر شیخ جلیل محمد عابد الانصاری المدنی، شیخ یوسف بن محمد بن علاؤ الدین المز جاجی شیخ عبدالقادر بن خلیل، شیخ اسماعیل بن عبداللہ الشہیر بعلی زادہ بخاری، عارف باللہ شیخ عبدالغنی بن اسماعیل بن عبدالغنی النابلسی (صاحب الحدیقۃ الندیہ) الشیخ اسماعیل بن عبدالغنی (مولف شرح الاردالقرر) شیخین جلیلین احمد الشوبری) وحسن الشرنبلالی محشی الدرروالغرر (صاحب نور الافیاح وشرحہ مراقی الفلاح)

فقاہت سے متعلق اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمتہ اللہ علیہ ارشاد فرماتے ہیں کہ فقیہ یہ نہیں کہ کسی جزئیہ کے متعلق کتاب سے عبارت نکال کر اس کا لفظی ترجمہ سمجھ لیا جائے یوں تو ہر اعرابی ہر بدوی فقیہہ ہوتا کہ ان کی مادری زبان عربی ہے اس کے بعد آپ رحمتہ اللہ علیہ فقہہ سے متعلق زرین اصول بیان فرمانے کے بعد ارشاد فرماتے ہیں کہ اور حقیقتاً وہ نہیں مگر ایک نور کہ رب عزوجل بحض کرم اپنے بندہ کے قلب میں القا فرماتا ہے۔

وما یلقھا الاالذین صبروا ومابلقھا الا ذوخط عظیم .

صدہا مسائل میں اضطراب شدید نظر آتا ہے کہ ناواقف دیکھ کر گھبرا جاتا ہے مگر صاحب توفیق جب ان میں نظر کو جولان دیتا اور دامن آئمہ کرام مضبوط تھام کر راہ تنقیح لیتا ہے توفیق ربانی ایک سروشتہ اس کے ہاتھ رکھتی ہے جو ایک سچا سانچا ہو جاتا ہے کہ ہر فرع خود بخود اپنے محمل پر ڈھلتی ہے اور تمام تخالف کی بدلیاں چھینٹ کر اہل مراد کی صاف شفاف چاندنی نکلتی ہے اس وقت کھل جاتا ہے کہ اقوال کہ سخت مختلف نظر آتے تھے حقیقتاً سب ایک ہی بات فرماتے تھے الحمد للہ کہ فتاوائے فقیر میں اس کی بکثرت نظیریں ملیں گی۔

اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کے فتاویٰ رضویہ کی ایک بڑی خوبی یہ بھی ہے کہ فقہی تحقیقات وتصدیقات اور بیان مسائل کے درمیان فقہہ کرام سے جوشاعات ہوئے ہیں اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی قدس سرہ نے اپنے فتاویٰ کے درمیان جا بجا ان کا ذکر کی ہے مگر بڑے ادب کے ساتھ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے صرف تنبیہ ہی نہیں فرمائی بلکہ صحیح مسئلہ بھی تحریر فرمادیا اور اس بنیاد کو بھی واضح فرمادیا جس کی وجہ سے فہم مسئلہ کی دوسری راہ نکلی۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ کے فتاویٰ میں موجود اس فقیہانہ محققانہ انداز کی چند جھلکیاں ملاحظہ ہوں۔

۱۔ فقہا کے نزدیک جو چیز بدن سے کسی بیماری کے سبب خارج ہو اس سے وضو ٹوٹ جاتا ہے چنانچہ علامہ سید طحطاوی نے اس قاعدہ سے یہ مسئلہ مستنبط اور متفرع فرمایا کہ زکام بھی نواقص وضو میں سے ہے۔

اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے اس تسالح پر تنبیہ فرمائی جو کہ کتب احناف میں بالتفصیل یہ قید موجود ہے کہ بیماری سے خارج ہونے والی کوئی شے جس میں خون یا پیپ ملے رہنے کا شائبہ ہو وہ ناقص وضو ہے اس کی پوری تفصیل فتاویٰ رضویہ جلد اول میں موجود ہے۔

بلاشبہ فقیہ حنفی کو فروغ وعروج بخشنے والی ذات اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کی ہے کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے فتاویٰ نے فقہہ حنفی کو پوری آب وتاب سے روشناس کرایا۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حدیث مبارکہ ہے کہ ”قرآن اللہ تعالیٰ کے نزدیک آسمان وزمین اور جو کچھ ان میں ہے سب سے زیادہ محبوب ہے“ علامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث مبارکہ کے تحت فرماتے ہیں کہ ظاہر حدیث

سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ قرآن حضور ﷺ سے بھی افضل ہے ہے اور مسئلہ اختلافی ہے زیادہ احتیاط اسی میں ہے کہ توقف کیا جائے۔ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمتہ اللہ علیہ نے الاحط العقف کے تحت فرمایا کہ توقف کرنے کی کوئی ضرورت نہیں میرے نزدیک' خدا کی توفیق سے مسئلہ واضح ہے اس لئے کہ قرآن کریم سے اگر مصوف یعنی کاغذ اور روشنائی مرآد ہے تو اس میں کوئی شک نہیں کہ وہ حادث ہے اور ہر حادث مخلوق ہے اور ہر مخلوق سے نبی کریم ﷺ افضل ہیں اور اگر قران سے مرآد کلام خداوندی ہے جو اس کی صفت ہے تو اس میں کوئی شک نہیں کہ صفات باری تعالیٰ تمام مخلوقات سے افضل ہیں اور (مخلوق) جو غیر خدا ہے بھلا اس کے برابر کیوں ہو جو غیر ذات نہیں اس کا ذکر بلند ہو ہماری اس قومیہ سے دونوں قولوں میں تطبیق بھی ہو جائے گی یعنی دونوں اقوال کی تطبیق اس طرح ہو جائے گی۔

اولاً: اگر قرآن سے کاغذ و روشنائی مراد ہے جو مخلوق ہے تو بلاشبہ نبی کریم ﷺ خیر خلق اور سب سے افضل و برتر ہیں۔

ثانیاً: اگر قرآن سے مراد کلام باری جو اس کی صفت ہے وہ مراد ہے تو بلاشبہ صفات باری تعالیٰ جمیع مخلوقات سے افضل ہیں۔

اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمتہ اللہ علیہ کے فتاویٰ کی ایک خصوصیت یہ بھی ہے کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ ہمیشہ راجح اقوال پر فتویٰ دیا کرتے تھے چنانچہ ایک جگہ خود لکھتے ہیں:

''اور جب یقیناً معلوم کہ وہ روایت شاہ مذہب اجماعی آئمہ ثلاثہ کے خلاف واقع اور تمام ستون کا اس کے خلاف پر اجماع قاطع اور سید عالم ﷺ کی احادیث متواترہ اس کی دافع اور دلیل و روایت میں بھی اس کا حصہ محض ذاہب و ضائع ... تو اس پر فتویٰ دینا قطعاً مردود جس سے شرع مطہر جزماً مانع۔ کون نہیں جانتا کہ اطباق

متون کی کیسی شان جلیل ہے جس کے سبب بارہا محققین نے جانب خلاف کی صریح
تصحیحوں کو قبول نہ کیا کہ اس طرف تصحیح و ترجیح کا نام بھی نہ ہو نہ کہ صراحتاً امام مجتہد نے
اسی جانب پر فتویٰ دیا ہو تا ہیہ اسے چھوڑ کر ادھر جانا کس قدر موجب عجیب شدید
ہے۔کون نہیں جانتا کہ ہنگام اختلاف ظاہر الراویہ ہی مرجع ہے اگر چہ دونوں مذیل
فتویٰ ہوں۔علماء فرماتے ہیں کہ جو کچھ ظاہر الراویہ کے خلاف ہے ہمارے آئمہ کا
مذہب نہیں پھر جب کہ خاص اسی طرف فتویٰ ہو اور اس جانب کچھ نہیں تو ادھر چلنا
روشن فقہا سے کتنا بعید ہے۔

بلاشبہ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ کا فتویٰ رضویہ وہ مشعل راہ ہے جس
کی روشنی میں عوام خواص نے حق کو پہچانا اور سمجھا اور اس کے بدلے آپ رحمۃ اللہ نے
رضائے الٰہی اور خوشنودی رسول اللہ ﷺ کو مقصود بنائے رکھا۔نہ کبھی اس کے ذریعے
اجرت کمانا گوارا کیا نہ ہی دنیاوی مفاد حاصل کرنے کی طرف نظر کی ایک مرتبہ ایک
سائل نے استفتاء کرتے ہوئے آخر میں لکھا کہ

قیمت کاغذ دی جائے گی تو رسائل کا جواب دینے کے بعد اعلیٰ حضرت
فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے تحریر فرمایا کہ قیمت کاغذ کی نسبت آپ کو پہلے لکھ دیا گیا
کہ یہاں فتویٰ اللہ کے لئے جاتا ہے بیچا نہیں جاتا آئندہ کبھی یہ الفاظ نہ لکھئے۔

ایک دوسرے سوال کے آخر میں ایک سائل نے لکھا خوب کوشش کر کے
جلد جو فرمادیں خرچ وغیرہ کے لئے تو غلام خدمت کے لئے حاضر ہے۔اس سوال کے
جواب سے پہلے اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ یہاں فتویٰ پر کوئی
خرچ نہیں لیا جاتا نہ اس کو اپنے حق میں روا رکھا جاتا ہے۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ کے اسی اخلاص کے سبب آپ کو بے انتہا مقبولیت ا
سارے عالم میں نا قابل بیان شہرت حاصل ہوئی اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کی طرف

استفسار و استفتاء کا اتنا کثیر ہجوم ہوتا کہ ایک جگہ خود تحریر فرماتے ہیں کہ "فقیر کے یہاں علاوہ رد وہابیہ خذ بسم اللہ تعالیٰ و دیگر مشاغل کثیرہ دینیہ کے کار فتویٰ اس درجہ وافر ہے کہ دس مفتیوں کے کام سے زائد ہے شہر و دیگر بلاد امصار جملہ اقطار ہندوستان و بنگال و پنجاب ویلبار و برما و ارکائب وچین وغزنی و امریکہ و افریقہ حتیٰ کہ سرکار حرمین محترمین سے استفتاء آتے ہیں اور ایک ایک وقت میں پانچ پانچ سو جمع ہو جاتے ہیں۔

اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کا ترجمہ قرآن کنز الایمان

اس بات میں کوئی شک نہیں کہ قرآن حکیم کا ترجمہ کرنا ہر ایک کے بس کی بات نہیں بلکہ قرآن مجید کا ترجمہ کرنے والا ہی اصل منشاء مراد کو سمجھنے اس کے انداز کو پہچاننے آیات محکمات و متشابہات میں امتیاز کرنے کے ضروری ہے کہ ترجمہ کرنے والا صحیح معنوں میں عالم دین ہو فقہی بصیرت کا حامل ہو اور اس کا قلب انوار الٰہی سے منور اور عشق مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے روشن ہو وہ تائید ربانی کا حامل اور قرآنی حقائق کا ماہر ہو۔

چنانچہ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ وہ مبارک ہستی ہیں جو اس معیار پر کامل طور اترتے ہیں بلاشک وشبہ آپ رحمۃ اللہ علیہ تائید ربانی و انوار ربانی کے حامل، حقائق قرآن کے ماہر دقائق آیات کے عارف و بصیرت دینیہ کے حامل ہیں۔

دور حاضر میں قرآن حکیم کا صحیح ترجمان اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کا شہرہ آفاق ترجمہ قرآن بنام "کنز الایمان" ہی ہے جو صحیح معنوں میں تفاسیر معتبرہ کے مطابق اور قرآن کریم کے اصل منشاء و مراد کا عکاس ہے۔ کلام الٰہی کا مہذب ترجمان اور حضرات انبیاء کی عظمت و حرمت کا محافظ و نگہبان ہے۔

اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کا یہ منفرد علمی شاہکار بنام "کنز الایمان" ۱۳۳۰ھ بمطابق ۱۹۱۱ء میں حقائق و معرفت کا سورج بن کر طلوع ہوا اور عالم اسلام کو

اپنی ضیاء پاشی سے روشن ومنور کرنے لگا بد مذہبیت وگمراہی کی تاریکیاں چھٹ گئیں قادر مطلق کی ردائے فرات وجلال میں نقص وعیب کا دھبہ لانے کی کوشش کرنے والوں کے چہرے کھل کر سامنے آگئے اور حضرات انبیاء کی عظمت وشان گھٹانے کی کوشش کرنے والے بھی اس کی تیز اور خیرہ کردینے والی روشنی میں چھپائے نہ چھپ سکے۔

حامیان حق وطرفداران باطل ایک دوسرے سے ممتاز ہوکر روز روشن کی طرح خوب واضح ہوگئے معرکہ حق وباطل میں باطل کا۔ زور ٹوٹا اور حق غالب آیا۔ یقین بالیقین اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ قرآن فہمی کی خداداد صلاحیت کے مالک تھے اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کا ترجمہ قرآن کنز الایمان آپ کی قرآن فہمی کا منہ بولتا ثبوت ہے۔ اس کا اندازہ اس بات سے بھی بخوبی ہوتا ہے کہ اس جامع الصفات ترجمہ کو کرتے وقت آپ رحمۃ اللہ علیہ نے نہ ہی کسی کتاب کی مدد لی نہ ہی لغات کا سہارا لیا بلکہ بغیر پیشگی تیاری کے محض اپنی خداداد صلاحیت کے بل بوتے پر اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ سے بے مثل ترجمہ قرآن میں عنایت فرمایا۔

صدرالشریعہ مفتی امجد علی اعظمی رحمۃ اللہ علیہ سے جب یہ ملاحظہ فرمایا کہ قرآن پاک کے ایسے ترجمہ کی اشد ضرورت ہے جو کلام الٰہی کا صحیح ترجمان ہوتو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ سے ترجمہ کر دینے کی گزارش کی۔ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کا وعدہ فرمالیا مگر کثیر مشاغل دینیہ کے سبب اس کام میں تاخیر ہوتی رہی مگر صدر الشریعہ رحمۃ اللہ علیہ کا اصرار جاری رہا آپ کے اصرار کے پیش نظر اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کا اپنی دینی علمی مصروفیات کو مدنظر رکھتے ہوئے آپ سے فرمایا کہ چونکہ ترجمہ قرآن کے لئے مستقل وقت نکالنا ممکن نہیں البتہ رات سونے کے وقت یا دن میں قیلولہ کے وقت آپ آجایا کریں چنانچہ صدر الشریعہ رحمۃ اللہ علیہ کاغذ قلم دوات لے کر بارگاہ رضویت میں

حاضر ہو جاتے۔ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمتہ اللہ علیہ زبانی طور پر آیات کر
ترجمہ بولتے جاتے اور حضرت صدر الشریعہ رحمتہ اللہ علیہ اس کو لکھتے جاتے۔
رہے کہ ترجمہ کرنے کا طریقہ کار یہ نہیں تھا کہ جیسا عام طور پر ہوتا ہے کہ پہلے کتب
لغت کو دیکھا جاتا ہے پھر آیات معنی و مفہوم اور منشاء وارشاد پر غور و تدبیر کیا جاتا ہے
ترجمہ کیا جاتا ہے بلکہ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمتہ اللہ علیہ فی البدیہ برجستہ تر
زبانی طور پر اس طرح بیان فرماتے جاتے جیسے کوئی مضبوط یادداشت کا حافظ ح
پرزور ڈالے بغیر کسی ہچکچاہٹ کے روانی کے ساتھ قران پاک پڑھتا چلا جاتا ہے
میں جب اس بے مثل ترجمہ کو پڑھا جاتا تو حضرت صدر الشریعہ سمیت دیگر خلف
تلامذہ ہی ششدر رہ جاتے کہ بغیر کسی تیاری کے کیا گیا یہ ترجمہ قرآن نہ صرف ق
تفاسیر معتبرہ راجحہ کے عین مطابق ہے بلکہ اردو فصاحت و بلاغت اور مدنی ادب
بھی مربع ہے اور یہی نہیں بلکہ ترجمہ کرتے وقت عظمت الٰہی و شان انبیاء علیہم السلام
محافظت کا بھی کماحقہٗ خیال رکھا اور عظمت اسلام کی علمبرداری کو ابھی ہاتھ سے جا
نہ دیا۔

الغرض انتہائی قلیل مدت میں اس عالیشان ترجمہ کا کام پایہ تکمیل کو پہنچا
عالم سنیت کو ترجمہ قرآن کنزالایمان کی نعمت عظمٰی نصیب ہوئی۔

اور یوں اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمتہ اللہ علیہ کا یہ شہرہ آفاقی ترجمہ قرآ
کنزالایمان جو ایک علمی شاہکار ہے ۱۳۳۰ھ بمطابق ۱۹۱۱ء میں منظر عام پر آیا۔
کہ اردو زبان میں قرآن پاک کے کئی ترجمہ موجود ہیں مگر چند ایک کو چھوڑ کر باقی تما
ترجمے بظاہر تو قرآن کے ترجمے کے نام سے بازار میں بکتے نظر آتے ہیں مگ
درحقیقت قرآن فہمی، قرآن کی ترجمانی سے کوسوں دور ہیں اور بازار میں بکنے والے
ترجمے دراصل بھولے بھالے مسلمانوں کو دین و ایمان سے محروم کر دینے میں پیش

پیش ہیں۔تائید ربانی ومعرفت قرآن سے موروم بھانت بھانت کے ان مترجمین نے
قران کے جو عربی کلمات کو اردو زبان میں تبدیل کر کے ترجمہ قرآن کا نام تو ضرور
دے دیا ہے مگران تراجم کو ہرگز ہرگز کلام الٰہی کا ترجمہ قرار نہیں دیا جا سکتا۔ یہ فرزندان
باطل کے قلم سے زہراُگلے ہوئے یہ ترجمے نہ ہی تفاسیر معتبرہ قدیمہ کے مطابق ہیں
ہی اہل تفویض کے مسلک اسلم کے عکاس' نہ ہی قرآن حکیم کے اصل منشاء ومراد کو ظاہر
کرتے ہیں نہ ہی عربی قواعد ولغات سے مزین بلکہ علم وقابلیت واستعداد ولیاقت سے
محروم ایمان کے لٹیروں کے یہ کئے گئے یہ ترجمے محض عوامی لغات و بازاری بولیوں پر
مبنی اور قادر مطلق جل جلالہ کی ردائے عزت وجلال میں نقص ڈھونڈنے اور حضرات
انبیاء علیہم السلام کی عصمت وعظمت میں عیب نکالنے کی مذموم کوششوں کا حاصل ہیں
چنانچہ ضرورت اس بات کی ہے کہ عوام کو ان مہلک ترجموں سے آگاہ کیا
جائے کیونکہ عموماً عام مسلمان قرآن کا ترجمہ خریدتے اور پڑھتے وقت اس بات سے
لاعلم ہوتے ہیں کہ یہ ترجمہ صحیح ہے یا غلط' خیر پر مبنی ہے یا شر پر' ایمان تازہ کرنے کا سبب
ہے یا ایمان چھن جانے کا ذریعہ' لہٰذا اپنا دین وایمان بچانے کے لئے شدید ضرورت
ہے کہ مسلمان قرآن کو پڑھیں ان کے مطالبات ومفاہم کو سمجھیں اور اس کے احکامات
وتعلیمات کو جان کر اس پر عمل کریں اور یہ جب ہی ممکن ہے جب قرآن کا صحیح ترجمہ
پڑھنے کی سعادت حاصل ہو اور بلاشبہ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمتہ اللہ علیہ کا قادر
ترجمہ قرآن ''کنز الایمان'' قرآن پاک کا صحیح ترین ترجمہ ہے جو تمام تر خوبیوں کا
حامل اور کلام الٰہی کا بہترین ترجمان ہے۔

مسلمانوں کی خدمت میں دھوکہ وفریب پر مبنی غلط تراجم قرآن اور اعلیٰ
حضرت فاضل بریلوی رحمتہ اللہ علیہ کے عظمت ربوبیت وشان رسالت کی حقیقی
ترجمان پر مبنی ترجمہ قرآن کا ایک اجمالی جائزہ پیش خدمت ہے تاکہ یہ بات روز روشن

کی طرح خوب واضح ہو جائے کہ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کا ترجم
قران ہوں صحیح و مستند ترین ترجمہ ہے اس اجمالی جائزہ پر ایک نظر ڈالتے ہی اہل
بصیرت بخوبی خیر وشر پر مبنی تراجم میں فرق محسوس کرلیں گے۔

ا۔ نحن انصار اللّٰہ پ۳'۱۲'پ۲۸،۱۵ع۲)

ا۔ ترجمہ ''ہم ہیں مدد کرنے والے اللہ کی'' مترجم محمود الحسن

۲۔ ''ہم ہیں اللہ کے مددگار'' عبد الماجد

۳۔ ''ہم اللہ کے مددگار ہیں'' مودودی

۴۔ ''ہم ہیں مدد کرنے والے اللہ کی'' شاہ عبد القادر

۵۔ ''کہ ہم ہیں مدد دینے والے اللہ کی'' شاہ رفیع الدین

اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی اس کا ترجمہ یوں فرماتے ہیں:

''ہم اللہ کے دین کے مددگار ہیں۔''

اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی کے ترجمہ میں مذکور ہو رہا ہے کہ جب حضرت
عیسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم کو دین خدا کے پھیلانے میں مدد کرنے کا اشارہ فرمایا تو
ان کے حواریوں نے جواب دیا کہ ہر دین خدا کے مددگار ہیں جبکہ دیگر تراجم سے یہ
تاثر ملتا ہے معاذ اللہ بلند عزوجل بھی کسی کی مدد کا محتاج ہے لہٰذا عام آدمی ترجمہ پڑھ کر
بہت بڑی غلطی اور گستاخی میں مبتلا ہوسکتا ہے جبکہ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ
علیہ کا ترجمہ پڑھ کر بخوبی واضح ہو جاتا ہے حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اپنے حواریوں کو
دین الٰہی کے فروغ کے لئے مدد کا اشارہ فرمایا جس کے جواب میں حواریوں نے کہا
کہ ہم دین خدا کے مددگار ہیں۔

و مکرو و مکر اللہ واللہ خیر المکرین (پ۳۔۱۳ع۵)

ترجمہ: ''اور مکر کیا ان کافروں نے اور مکر کیا اللہ نے اور اللہ کا مکر سب

سے بہتر ہے؟'' (مترجم: محمود الحسن)

۲۔ ''فریب کیا کافروں نے اور فریب کیا اللہ نے اور اللہ کا داؤ سب سے بہتر ہے۔'' (شاہ عبدالقادر)

۳۔ ''اور مکر کیا انہوں نے یعنی کافروں نے اور مکر کیا اللہ نے اور اللہ بہتر مکر کرنے والا ہے۔'' (شاہ رفیع الدین)

۴۔ ''یعنی یہود قبل عیسیٰ کے بارے میں) ایک چال چلے اور خدا بھی (عیسیٰ کو بچانے کے لئے) چال چلا اور خدا خوب چال چلنے والا ہے۔'' (فتح محمد)

اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی اس کا ترجمہ یوں فرماتے ہیں:

۵۔ ''اور کافروں نے مکر کیا اور اللہ نے ان کے ہلاک کی خفیہ تدبیر فرمائی اور اللہ سب سے بہتر تدبیر والا ہے''۔

غور فرمائیے کہ دیگر تراجم میں اللہ عزوجل کے لئے مکر وفریب' داؤ' چال دھوکہ جیسے الفاظ استعمال کئے گئے اور ان الفاظ کی نسبت پاک و بے عیب ذات کی طرف کرنے کے سبب عام پڑھنے والا ضرور یہ سمجھے گا کہ حقیقتاً اللہ عزوجل معاذ اللہ فکار' چالباز دھوکہ باز وغیرہ ہے (معاذ اللہ ثم معاذ اللہ) جبکہ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمتہ اللہ علیہ کے ترجمہ سے یہ بخوبی واضح ہوگیا کہ اللہ عزوجل کافروں کے خفیہ مکر و فریب کے مقابلے میں ان سب سے بہتر خفیہ تدبیر فرمانے والا ہے۔ ''خفیہ تدبیر فرمانے والا'' کے الفاظ حضرت حق کی شان کے مطابق ہیں جسے اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمتہ اللہ علیہ نے بیان فرمایا۔

۳۔ انی متوفیك ۔ (پ۳'ع۱۴'۶)

۱۔ ''میں لے لوں گا تجھ کو۔'' (مترجم: محمود الحسن)

۲۔ ''اب میں تجھے واپس لے لوں گا۔'' (مودودی)

اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ اس کا ترجمہ یوں کرتے ہیں:

۵۔ وہ اللہ کو چھوڑ بیٹھے تو اللہ نے انہیں چھوڑ دیا۔

دیگر تراجم سے یہ بات صراحتاً ظاہر ہو رہی ہے کہ اللہ عزوجل بھی بھول سکتا ہے۔ (معاذ اللہ) جبکہ حق یہ ہے اللہ عزوجل کی شان میں نیسان کا اطلاق محال ہے کیونکہ وہ بھولنے سے پاک ہے جبکہ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کا ترجمہ اس بے ادبی سے پاک ہے آپ رحمۃ اللہ علیہ کے بیان کردہ ترجمہ سے معلوم ہوا کہ یہاں لوگوں کا اللہ عزوجل کے بتائے ہوئے احکامات سے روگردانی کرنا اس کی عبادت و بندگی چھوڑ دینا مراد ہے جس کے جواب میں رب عزوجل نے انہیں اپنی رحمت واحسان سے آگاہ کر دیا تفسیر کبیر سے بھی اس کی تائید ہوتی ہے اس میں ہے کہ "بے شک اس کلام کو ظاہر یہ جاری کرنا ممکن نہیں کہ اللہ کی شان میں بنیسان کا اطلاق محال ہے کیونکہ وہ بھولنے سے پاک ہے۔

۵۔ وما کنت تدری ما الکتب ولا الایمان ۔ (پ۲۵،۶ع۵)

۱۔ ترجمہ: "تو نہ جانتا تھا کہ کیا ہے کتاب اور نہ ایمان" (محمود الحسن)

۲۔ "تو نہ جانتا تھا کہ کیا ہے کتاب اور نہ ایمان" (شاہ عبدالقادر)

۳۔ "آپ کو نہ یہ خبر تھی کہ کتاب کیا چیز ہے اور نہ یہ خبر تھی کہ ایمان کیا چیز ہے" (اشرف علی تھانوی)

۴۔ "تمہیں کچھ پتہ نہ تھا کہ کتاب کیا ہوتی ہے اور ایمان کیا ہوتا ہے" (مودودی)

۵۔ "(نزول وحی سے پہلے) آپ کو نہ یہ خبر تھی کہ کتاب کیا چیز ہے اور یہ کہ ایمان کیا چیز ہے۔" (سید الماجد)

اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ اس کا ترجمہ یوں بیان فرماتے ہیں:

۳۔ ''اے عیسیٰ! میں تم کو موت دینے والا ہوں۔'' (عبدالماجد)

۴۔ ''بے شک میں تم کو وفات دینے والا ہوں۔'' (اشرف علی تھانوی)

۵۔ ''میں تجھ کو پھر پکڑ لوں گا۔'' (شاہ عبدالقادر)

۶۔ ''تحقیق میں پھر لینے والا تجھ کو۔'' (رفیع الدین)

اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی اس کا ترجمہ یوں فرماتے ہیں:

۷۔ ''میں تجھے پوری عمر تک پہنچاؤں گا۔''

مذکورہ بالا آیت کریمہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے لئے نازل ہوئی دیگر تراجم کے الفاظ کہ ''میں لے لوں گا تجھ کو'' یعنی تیری روح قبض کرلوں گا یا موت دینے والا ہوں۔'' یہ الفاظ قادیانیوں کے عقائد کا عکس ہیں اور ان کے عقائد کی حمایت کو ظاہر کرتے نظر آتے ہیں کیونکہ قادیانیوں کا عقیدہ ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام تو فوت ہو چکے ہیں لہٰذا احادیث مبارکہ میں جس مسیح موعود کا ذکر ہے اس سے مراد ہمارا نبی (کذاب) غلام احمد قادیانی (لعنۃ اللہ) ہی ہے۔ جبکہ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمتہ اللہ علیہ کا ترجمہ اس عقیدے کا رد کرنے کے لئے موزوں ترین ہے یعنی میں تمہیں پوری عمر تک پہنچاؤں گا پھر تمہیں وفات عطا کروں گا۔ چنانچہ آپ علیہ السلام آسمان پر زندہ اٹھا لئے گئے پھر زمین پر نزول فرمائیں گے کفار سے قتال کرینگے اور پھر وفات پائیں گے۔

۴۔ نسو الله فنسيهم . (پ۱۰ع۱۵،۶)

۱۔ ترجمہ: یہ اللہ کو بھول گئے تو اللہ نے انہیں بھلا دیا۔ (مودودی)

۲۔ انہوں نے خدا کو بھلا دیا تو خدا نے ان کو بھلا دیا۔ (فتح محمد)

۳۔ بھول گئے خدا کو میں بھول گیا ان کو اللہ۔ (رفیع الدین)

۴۔ بھول گئے اللہ کو تو سو وہ بھول گیا ان کو۔ (محمود الحسن)

''اس سے پہلے نہ تم کتاب جانتے تھے نہ احکام شرع کی تفصیل۔''

دیگر تراجم کا مطالعہ کرنے سے عام پڑھنے والا اس غلطی اور گستاخی کا مرتکب ہوگا کہ معاذ اللہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نزول وحی سے قبل ایمان تک سے واقف نہ تھے کہ ایمان کیا چیز ہے جبکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ عزوجل سے حکم فرمایا کہ کہو کہ میں سب سے پہلے اللہ کی ذات کو ماننے والا ہوں جیسا کہ تفسیر مساوی میں ہے کہ ''آپ فی الواقع حقیقتاً سب سے پہلے اللہ عزوجل کی وحدانیت کو ماننے والے تھے''۔

چنانچہ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمتہ اللہ علیہ کا ترجمہ اسی بات کی نشاندہی کرتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ایمان کو پہلے ہی سے جانتے تھے یہاں ایمان سے مراد احکام شرع کی تفصیل ہے کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اعلان نبوت سے قبل بھی اللہ عزوجل کی وحدانیت اور عظمت کا اقرار فرماتے تھے جیسا کہ تفسیر جلالین میں ہے کہ ''ایمان سے مراد شرع کی تفصیل ہے''معلوم ہوا اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی کا ترجمہ ہی درست ترین ہے۔

- ووجدك ضالاً فهدىٰ ۔ (پ۳۰ ع۱۸)
- ۱۔ ''پایا تجھ کو بھٹکتا پھر راہ سمجھائی۔'' (محمود الحسن)
- ۲۔ ''پایا تجھ کو بھٹکتا پھر راہ دی۔'' (شاہ عبدالقادر)
- ۳۔ ''اور اللہ نے آپ کو بے خبر پایا سو رستہ بتلایا۔'' (اشرف علی تھانوی)
- ۴۔ ''تمہیں ناواقف راہ پایا پھر ہدایت بخشی۔'' (مودودی)
- ۵۔ ''اور رستے سے ناواقف دیکھا تو سیدھا رستہ دکھایا۔'' (فتح محمد)
- ۶۔ اس نے تجھ کو بھولا بھٹکا پایا پھر راہ پر لگا دیا۔ (وحید الزمان)
- ۷۔ آپ کو بے خبر پایا سو رستہ بتا دیا۔ (عبدالماجد)
- ۸۔ پس پایا تجھ کو راہ بھولا ہوا پس راہ دکھائی۔ (شاہ رفیع الدین)

جبکہ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ اس کا ترجمہ یوں فرماتے ہیں:

۹۔ ''اور تمہیں اپنی محبت میں خودرفتہ پایا تو اپنی طرف راہ دی۔''

دیگر تراجم کو دیکھئے تو معلوم ہوگا کہ اس میں نبی کریم ﷺ کیلئے بھٹکے ہوئے' بھولے ہوئے' ناواقف و بے خبر کے الفاظ استعمال ہوئے جو سراسر آپ ﷺ کی شان اقدس میں گستاخی و بے ادبی ہے۔ جبکہ انبیاء کرام علیہ السلام کی شان یہ ہے کہ وہ پیدائشی نبی ہوتے ہیں اور تمام تر اخلاقی برائیوں بداعمالیوں بدعقیدگیوں سے پاک ہوتے ہیں اظہار نبوت سے قبل اور بعد میں بھی تمام صغائر و کبائر سے پاک ہوتے ہیں اور راہ حق سے باخبر اور اس پر گامزن ہوئے نہیں جبکہ یہ تراجم پڑھنے والا عام قاری انبیاء کرام علیہم السلام کی شان میں بھٹکے ہوئے' بے خبر'' ناواقف جیسے گستاخانہ الفاظ و انداز اور یوں ان کی شان میں توہین و گستاخی کا مرتکب ہوگا جبکہ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کا ترجمہ نبی کریم رؤف و رحیم ﷺ کی شان میں ادب و تعظیم روا رکھے ہوئے ہیں جس کی تائید علامہ رازی کی تفسیر کبیر میں بھی نظر آتی ہے علامہ رازی فرماتے ہیں ''یعنی جس جگہ فلاں بمعنی محبت ہے یہاں معنی یہ ہوگا کہ بے شک آپ ﷺ محب ہیں یعنی آپ کو اپنی محبت میں وارفتہ پایا تو اپنی طرف ہدایت دی ان راستوں کی رہنمائی دی کہ محبوب کا قرب حاصل ہو اور بے شک نبی کریم ﷺ کا محبوب اللہ عزوجل کی ذات ہی ہے۔

۷۔ اللہ یستھزی عجھم ۔ (سورۃ البقرہ' پ ۱)

۱۔ ترجمہ: ''اللہ تعالیٰ ان سے ٹھٹھا کرتا ہے'' (سرسید احمد خان)

۲۔ ''اللہ ان کو بناتا ہے'' (ڈپٹی نذیر احمد)

۳۔ ''ان منافقوں سے خدا ہنسی کرتا ہے'' (فتح محمد جالندھری)

۴۔ ''اللہ ہنسی اڑاتا ہے ان کی'' (مرزا حسرت)

۵۔ ''اللہ ہنسی کرتا ہے ان سے'' (محمود الحسن)

۶۔ ''اللہ جل شانہ ان سے دلگی کرتا ہے'' (نواب وحید الزمان)

اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ اس کا ترجمہ یوں بیان فرماتے ہیں:

۷۔ ''اللہ ان سے استہزاء فرماتا ہے جیسا کہ اس کی شان کے لائق ہے''۔

دیگر تراجم میں حق تعالیٰ کے لئے بنانا' ہنسی اڑانا' ٹھٹھا کرنا دلگی کرنا جی
مذموم الفاظ استعمال کئے گئے جو حق تعالیٰ کی شان عظمت وجلال کے منافی ہے حق تو
ہے کہ رب تعالیٰ ٹھٹھا کرنے' ہنسی اڑانے' دلگی کرنے وغیرہ عیوب سے پاک
چنانچہ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمتہ اللہ علیہ کا ترجمہ حق تعالیٰ کی بارگاہ عظمت میں
ادب وتعظیم اور قرآن فہمی کا منہ بولتا ثبوت ہے۔

۸۔ وما جعلنا القبلة التی کنت علیها الّا لنعلم من یتبع الرسو
ممن ینقلب علیٰ ۔ (پ۲۔سورۃ البقرہ)

ا۔ترجمہ: اور جس سمت قبلہ پر آپ رہ چکے ہیں (یعنی بیت المقدس) وہ تو محض اس
لئے تھا کہ ہم کو (یعنی اللہ کو) معلوم ہو جائے کہ کون تو رسول اللہ کا اتبا
اختیار کرتا ہے اور کون پیچھے کو ہٹتا جاتا ہے۔ (اشرف علی تھانوی)

آیت مذکورہ میں لنعلم جو ترجمہ لکھا گیا درج ذیل ہے۔

۲۔ ہم جان لیں۔ (سرسید احمد خان)

۳۔ ہم معلوم کرلیں۔ (ڈپٹی نذیر احمد)

۴۔ ہمیں معلوم ہو جائے۔ (مرزا حیرت دہلوی)

۵۔ ہم کو معلوم ہو جائے۔ (اشرف علی تھانوی)

اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی اس کا ترجمہ یوں کرتے ہیں:

۶۔ ''اور اے محبوب تم پہلے جس قبلے پر تھے ہم نے وہ اسی لئے مقرر کیا تھا کہ
دیکھیں کون رسول کی پیروی کرتا ہے اور کون الٹے پاؤں پھر جاتا ہے۔''

دیگر تراجم میں صاف طور پر یہ محسوس ہو رہا ہے کہ معاذ اللہ اللہ عزوجل بے
خبرو بے علم ہے دیکھئے بار بار یہی کہا جا رہا ہے کہ ہم کو معلوم ہو جائے' ہم معلوم کر لیں
ہم جان لیں۔ یہ الفاظ اُس کے لئے استعمال ہوتے ہیں جس کو پہلے سے معلوم نہ ہو
خبر نہ ہو یا کوئی بات علم میں نہ ہو جبکہ حق تعالیٰ ازلی وابدی طور پر عالم ہے کوئی شے اس
سے پوشیدہ نہیں کوئی بات اس سے مخفی نہیں جبکہ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمتہ اللہ
علیہ کا ترجمہ ملاحظہ فرمایئے جو آپ کی قرآن کے مخصوص محاورے و انداز کی سمجھنے
مہارت اور آیات محکم ومتشابہہ میں امتیاز کرنے کی قابلیت کا منہ بولتا ثبوت ہے جو اللہ
عزوجل کی شان عظمت کے عین مطابق ہے۔

۹۔ ولما یعلم اللہ الذین جاھدو منکم و یعلم ۔ (پ۴۔سورۃ آل عمران)

ا۔ترجمہ: ''اور ابھی تک معلوم نہیں کیا ثابت رہنے والوں کو۔'' (محمود حسین)

۲۔ ''حالانکہ ابھی خدا نے تم میں جہاد کرنے والوں کو تو اچھی طرح معلوم کیا
نہیں اور یہ کہ وہ ثابت قدم رہنے والوں کو معلوم کرے۔'' (فتح محمد)

۳۔ ''حالانکہ ابھی اللہ نے یہ تو دیکھا ہی نہیں۔'' (مودودی)

جبکہ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ اس کا ترجمہ یوں فرماتے ہیں:

۴۔ ''اور ابھی اللہ نے تمہارے غازیوں کا امتحان نہ لیا اور صبر والوں کی آزمائش
کی۔''

دیگر تراجم پر غور کریں تو معلوم ہوگا ان ترجموں میں اللہ عزوجل کو بے خبر
لاعلم کہا گیا جس کے سبب ایسا پڑھنے والے کا ایمان غارت ہو جانے کا قوی اندیشہ ہے
جبکہ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمتہ اللہ علیہ کا کیا گیا ترجمہ دلوں کو ایمان کی تابنا
سے منور کر دینے والا ہے۔

۱۰۔ ''فلان یا من مکر اللہ الا القوم الخسرون'' (پ۹ سورۃ الاعراف)

ا۔ترجمہ: ''سو اللہ کی چال سے تو وہی لوگ بے خوف ہوتے ہیں جن کو برباد ہ
ہے۔''(مودودی)

اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ اس کا ترجمہ یوں بیان فرماتے ہیں:

ترجمہ: ''تو اللہ کی خفی تدبیر سے نڈر نہیں ہوتے مگر تباہی والے۔''

مذکورہ بالا مودودی کے ترجمہ میں اللہ عزوجل کیلئے چال کا لفظ استعمال ہوا
محض جہالت پر مبنی ہے جبکہ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمتہ اللہ علیہ کا ترجمہ ادب
شائستگی کا منہ بولتا ثبوت ہے اور حق تعالیٰ کی شان وعزت وجلال کے عین مطابق ہے۔

۱۱۔ قل انمآ انا بشرٌ مثلکم یوحٰی الیَّ انمآ اِلٰھکم اللہُ واحد ۔

(پ۱۶۔ع۱۳

ا۔ترجمہ: ''اے محمد کہہ دو کہ میں تو محض تم ہی جیسا ایک انسان ہوں مجھ پر وحی کی جاتی
ہے کہ تمہارا خدا ایک ہی خدا ہے۔''(مودودی)

جبکہ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ اس کا ترجمہ یوں بیان فرماتے ہیں:

۲۔ ''تم فرماؤ ظاہر صورت بشری میں تو میں تم جیسا ہوں مجھے وحی آتی ہے ک
تمہارا معبود ایک ہی معبود ہے''۔

دونوں ترجموں کو ملاحظہ فرمائیے تو بخوبی اندازہ ہو جائے گا کہ مودودی
صاحب ترجمہ پڑھنے والے کو یہ باور کرا رہے ہیں کہ سید المرسلین محبوب رب
العالمین صلی اللہ علیہ وسلم ہم گناہ گاروں جیسے عام انسانوں ہی کی طرح ہیں یعنی مترجم صاحب
حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک معمولی انسان قرار دے رہے ہیں جو توہین رسالت پر مبنی اور
انتہائی جرأت وبے باکی اور حد درجہ گستاخی کا مظاہرہ ہے۔

۱۲۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔ (پ۱)

ا۔ترجمہ: ''شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان اور نہایت رحم والا ہے۔''

(محمود الحسن)

۲۔ ''شروع ساتھ نام اللہ تعالیٰ بخشش کرنے والے مہربان کے۔''

(شاہ رفیع الدین)

۳۔ ''شروع اللہ نہایت رحم کرنے والے بار بار رحم کرنے والے کے نام سے۔'' (عبدالماجد)

۴۔ ''شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو بڑے مہربان اور نہایت رحم والے ہیں۔'' (اشرف علی تھانوی)

۵۔ ''شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔''

(شاہ عبدالقادر)

۶۔ شروع خدا کا نام لے کر جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔ (فتح محمد)

جبکہ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ اس کا ترجمہ یوں بیان فرماتے ہیں:

۷۔ ''اللہ کے نام سے شروع جو بہت مہربان رحمت والا ہے۔''

اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کا ترجمہ عربی قواعد کے عین مطابق ہے دیگر تراجم میں لفظ ''شروع'' پہلے اور ''اللہ'' بعد میں جبکہ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے عربی قائدے کے مطابق ترجمہ فرمایا جس سے معلوم ہوا کہ لفظ ''اللہ'' پہلے ہی آنا چاہئے۔ تفسیر مدارک جو کہ ۷۰۰ صدی ہجری کے بزرگ حضرت ابوالبرکات احمد بن محمد نسفی رحمۃ اللہ علیہ کی لکھی ہوتی ہے اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کا یہ ترجمہ اس مبارک تفسیر کے عین مطابق ہے۔ صاحب مدارک اس ضمن میں ارشاد فرماتے ہیں کہ فعل کے مؤخر ہونے کی وجہ یہ ہے کہ جس کا تعلق ہے فعل سے وہ بہ نسبت فعل کے زیادہ مقصود ہے کیونکہ کافر اپنے کاموں کی ابتدا میں اپنے معبودان باطلہ کے نام سے لیا کرتے تھے بسم اللات بعد بسم العزیٰ یعنی لات وعزیٰ کے نام سے شروع کہتے تھے اسی لئے مومن

کے لائق بھی یہی ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے اسم گرامی کو اول میں لائے اور یہ اسی وقت ہوتا ہے جب کہ فعل موخر ہو اور اللہ کا اسم گرامی مقدم۔

اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے اس اہم نکتے کو پیش نظر رکھتے ہوئے اپنے ترجمہ میں لفظ اللہ کو پہلے لائے اور شروع بعد میں تاکہ کفار کا رد بھی ہو اور حضرت حق کی شان کا اہتمام بھی ملحوظ خاطر رہے۔ جبکہ دیگر مترجم حضرات اس فہم وشعور سے محروم نظر آتے ہیں جس کا اندازہ ان کے تراجم سے بخوبی ہو رہا ہے۔

۱۴۔ الحمد لله رب العالمين ۔ (پ:۱الفاتحہ)

۱۔ترجمہ: ''سب تعریفیں اللہ کے لئے ہیں جو پالنے والا سارے یہاں کا۔''

(محمود الحسن)

۲۔ ''سب تعریف خدا ہی کو سزاوار ہے جو تمام مخلوق کا پروردگار ہے۔''

(فتح محمد)

۳۔ ''سب تعریف واسطے اللہ تعالیٰ کے جو پروردگار عالموں کا۔'' (رفیع الدین)

جبکہ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ اس کا ترجمہ یوں بیان فرماتے ہیں:

۴۔ ''سب خوبیاں اللہ کو جو مالک ہے سارے جہاں والوں کا۔''

دیگر تراجم میں اللہ عزوجل کے لئے لفظ ''پالنے والا'' استعمال کیا گیا جبکہ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے ''رب'' کا معنی ''مالک'' کیا ہے اگرچہ ''رب'' پرورش کرنے والا کے معنی میں بھی استعمال ہوتا ہے مگر خاص پرورش کرنے والے کے لئے ہی استعمال ہے۔ جبکہ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے مالک کو لفظ استعمال فرمایا جو عام ہے اور ہر قسم کے تصرف کو شامل ہے جیسا کہ صاحب جلالین رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تفسیر میں بیان فرمایا کہ وہ تمام مخلوق کا مالک ہے' انسانوں' جنوں' فرشتوں' جانوروں وغیرہ۔

معلوم ہوا کہ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کا ترجمہ عربی قواعد و تفاسیر قدیمہ کے عین مطابق صحیح ترین ترجمہ ہے۔

۱۴۔ اھدنا الصراط المستقیم ۔ (پ۱ الفاتحہ)

۱۔ ترجمہ: ''بتلا ہم کو سیدھی راہ۔'' (محمود الحسن)

۲۔ ''بتلائیے ہم کو رستہ سیدھا۔'' (اشرف علی تھانوی)

۳۔ ''ہمیں سیدھا راہ دکھا۔'' (مودودی)

۴۔ ''دکھا ہم کو راہ سیدھی۔'' (شاہ رفیع الدین)

جبکہ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ اس کا ترجمہ یوں بیان فرماتے ہیں:

۵۔ ''ہم کو سیدھا راستہ چلا۔''

دیگر تراجم کو ملاحظہ فرمائیے انہیں پڑھ کر یہ تاثر ملتا ہے کہ اب تک ہم سیدھے راستے سے واقف نہ تھے یا ہمیں سیدھا راستہ معلوم نہیں تھا لہٰذا اب ہمیں سیدھا راستہ بتا دے۔ غور طلب بات یہ بھی ہے کہ یہ آیت مبارکہ تو معلم شریعت صلی اللہ علیہ وسلم بھی پڑھا کرتے تھے اگر ترجمہ یہی ہوتا جو ان مترجم حضرات نے کیا تو معاذ اللہ یہ ماننا لازم آتا کہ معلم شریعت صلی اللہ علیہ وسلم خود بھی سیدھے راستے سے واقف نہ تھے۔ (معاذ اللہ)

لہٰذا معلوم ہوا کہ مذکورہ بالا تراجم باطل اور جہالت پر مبنی ہیں جبکہ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کا ترجمہ ہی اس امر کو بخوبی واضح کر رہا ہے کہ اہل ایمان سیدھے راستے پر ہیں اور آئندہ بھی سیدھے راستے پر قائم رہنے کی دعا کر رہے ہیں یعنی راہ حق پر ثابت قدمی کی التجا کر رہے ہیں۔

۱۵۔ وظن ان لن نقدر علیہ ۔ (پ۱۷ سورۃ الانبیاء)

۱۔ ترجمہ: ''پھر (یونس نے) سمجھا کہ ہم نے پکڑ سکیں گے اس کو۔'' (محمود الحسن)

۲۔ ''اور (یونس نے) خیال کیا ہم ان پر قابو نہیں پا سکیں گے۔'' (ڈپٹی نذیر احمد)

جبکہ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ اس کا ترجمہ یوں فرماتے ہیں:

۳۔ ''تو گمان کیا کہ ہم اس پر تنگی نہ کریں گے۔''

دیگر تراجم میں عام پڑھنے والا یہی سمجھے گا کہ یونس علیہ السلام کا خیال تھا کہ اللہ عزوجل مجھ پر قابو نہیں پا سکتا یا مجھے پکڑ نہیں سکتا یا وہ یہ طاقت وقدرت نہیں رکھتا کہ مجھ پر قابو پالے (معاذ اللہ) جبکہ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کا ترجمہ ان تمام باطل متراجم کے برعکس حق کی نمائندگی کرتا ہے کہ حضرت یونس علیہ السلام کا یہ عقیدہ ہرگز ہرگز نہ تھا کہ اللہ تعالیٰ مجھے پکڑ نہ سکے گا بلکہ آپ علیہ سلام کا اپنے رب کی طرف یہ حسن ظن تھا کہ میرا رب مجھ پر تنگی نہ کرے گا۔

۱۶۔ ذالك الكتب لا ريب ۔ (سورۃ البقرۃ پ ۱)

۱۔ ترجمہ: ''یہ کتاب کہ کوئی شبہ اس میں نہیں۔'' (عبدالماجد)

۲۔ ''اس کتاب میں کچھ شک نہیں۔'' (محمود الحسن)

۳۔ ''یہ کتاب ایسی ہے جس میں کوئی شبہ نہیں۔'' (اشرف علی تھانوی)

۴۔ ''اس کتاب میں کچھ شک نہیں۔'' (عبدالقادر)

۵۔ ''یہ اللہ کی کتاب ہے اس میں کوئی شک نہیں۔'' (فتح محمد)

۶۔ ''یہ کتاب ہے کہ نہیں شک بیچ اس کے۔'' (رفیع الدین)

جبکہ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ اس کا ترجمہ یوں بیان فرماتے ہیں:

۷۔ ''وہ بلند مرتبہ کتاب کوئی شک کی جگہ نہیں۔''

غور کیجئے کہ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے دیگر راجم کے برعکس اس مقام پر اشارہ بعید کا لائے ہیں کیونکہ مقام قریب میں اشارہ بعید کسی چیز مرتبہ و بلندی شان وعظمت پر حال ہوتا ہے یہی وجہ ہے کہ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے اس مقام پر وہ بلند مرتبہ کتاب کے الفاظ استعمال کئے جو کہ صحیح ترین ترجمہ ہے جبکہ دیگر

تراجم قرآن عظیم کی شان و جلالت بیان کرنے سے قاصر نظر آتے ہیں۔ صاحب
جلالین کی تفسیر سے بھی اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کی تائید ہوتی ہے آپ
فرماتے ہیں کہ یہاں حق یہ تھا کہ اشارہ قریب ہوتا لیکن اشارہ بعید لایا تعظیم کے لئے
اس لئے کہ قرآن پاک رفیع القدر ہے بعد عظیم القدر ہے یہی معنی و مقصد اعلیٰ حضرت
فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کے ترجمہ سے واضح ہے۔

۱۷۔ یخٰدعون اللّٰہ والّذین اٰمنوا ۔ (پ۱، البقرۃ)

۱۔ترجمہ: ''چال بازی کرتے ہیں اللہ سے اور ان لوگوں سے جو ایمان لا چکے ہیں۔''
(اشرف علی تھانوی)

۲۔ ''فریب دیتے ہیں اللہ کو اور ان لوگوں کو کہ ایمان لائے۔'' (رفیع الدین)

۳۔ ''دغا بازی کرتے ہیں اللہ سے اور ایمان والوں سے۔'' (محمود الحسن)

۴۔ ''دغا بازی کرتے ہیں اللہ سے اور ایمان والوں سے۔'' (عبد القادر)

۵۔ ''وہ اللہ اور ایمان لانے والوں کے ساتھ دھوکا بازی کررہے ہیں۔''
(مودودی)

جبکہ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ اس کا ترجمہ یوں بیان فرماتے ہیں:

۶۔ ''فریب دینا چاہتے ہیں اللہ اور ایمان والوں کو۔''

دیگر تراجم سے یوں لگ رہا ہے جیسے کفار و منافقین اللہ عزوجل سے دغا بازی
کرتے ہیں فریب دیتے ہیں دھوکہ دیتے ہیں یعنی اس میں کامیاب ہو جاتے ہیں
(معاذ اللہ) جبکہ ایسا ہرگز نہیں بلکہ حق یہ ہے کہ پوری کائنات مل کر بھی اللہ عزوجل کو
دھوکا دینا چاہے تو ایسا ہونا محال ہے جبکہ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کا ترجمہ دیگر
تراجم کے بالکل برعکس حقیقت کا آئینہ دار ہے کہ وہ منافقین خود کو مسلمان ظاہر کر کے مگر
دل میں کافر رہ کر اپنے خیال فاسد میں سمجھتے ہیں کہ اللہ اور اس کے رسول اور اس کے

بندوں کو دھوکا دینے میں کامیاب ہو گئے ہیں مگر حق تو یہ ہے کہ دھوکا نہیں دے سکتے۔

جیسا کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ترجمہ فرمایا کہ ''فریب دینا چاہتے ہیں''
یعنی ان کی کوشش تو یہی ہے مگر اس میں کبھی کامیاب نہ ہو سکیں گے۔

۱۸۔ ''وما کانوا مھتدین .'' (پ۱، البقرہ)

۱۔ترجمہ: ''اور نہ ہوئے راہ پانے والے۔'' (محمود الحسن)

۲۔ ''اور نہ یہ ٹھیک طریقے پر چلے۔'' (اشرف علی تھانوی)

۳۔ ''اور یہ ہرگز صحیح راستے پر نہیں ہیں۔'' (مودودی)

۴۔ ''اور نہ وہ ہدایت یاب ہی ہوئے۔'' (فتح محمد)

۵۔ ''اور نہ راہ پائے۔'' (عبدالقادر)

۶۔ ''اور نہ ہوئے راہ پانے والے۔'' (رفیع الدین)

۷۔ ''اور نہ وہ راہ یاب ہوئے۔'' (عبدالماجد)

جبکہ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ اس کا ترجمہ یوں فرماتے ہیں:

۸۔ ''اور وہ سودے کی راہ جانتے ہی نہ تھے۔''

اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی کا ترجمہ تفاسیر قدیمہ سے مطابقت رکھتا ہے جبکہ دیگر تراجم اس وصف سے خالی ہیں۔ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کو تفاسیر قدیمہ کے آئینہ میں دیکھیں تو آپ رحمۃ اللہ علیہ کا ترجمہ انہی تفاسیر کا عکاس نظر آتا ہے۔ جیسا کہ تفسیر مدارک میں بھی مذکورہ بالا آیت کریمہ کا یہی ترجمہ کیا گیا کہ وہ طریقہ تجارت کی راہ نہیں جانتے تھے۔ تفسیر بیضاوی میں یہی ترجمہ کیا گیا کہ وہ تجارت (سودے) کی راہ نہیں جانتے تھے۔''

یعنی جو شخص ہدایت کے بدلے گمراہی حاصل کرتا ہے وہ اپنی تجارت میں نقصان میں رہتا ہے جبکہ تجارت کا اصل مقصد یہ ہوتا ہے کہ اعلیٰ سرمایہ بھی محفوظ رہے

اورنفع بھی حاصل ہومگران لوگوں نے آخرت کے بدلے دنیا حاصل کر کے ہدایت کے بدلے گمراہی مول لی لہٰذا انہوں نے اپنا ایمان وآخرت دونوں کو ضائع کر دیا۔ پس اس طرح وہ خسارے میں رہے اورنفع حاصل نہ کر سکے اسی لئے اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ نے یہاں یہ ترجمہ فرمایا جو کلام حق کی صحیح ترجمانی کر رہا ہے اور تفاسیر معتبرہ کے بھی عین مطابق ہے۔

۱۹۔ **وما جعلنا القبلة التی کنت علیہآ الا لنعلم** ۔ (پ۲البقرہ ع۱۷)

ا۔ترجمہ: ''اورجس قبلہ پرتم (پہلے) تھے اس کو ہم نے اس لئے مقرر کیا تھا کہ معلوم کریں۔'' (فتح محمد)

۲۔ ''اورجس سمت قبلہ پرآپ رہ چکے ہیں وہ تو محض اس لئے تھا کہ ہم کو معلوم ہو جائے۔'' (اشرف علی تھانوی)

۳۔ ''نہیں مقرر کیا تھا ہم نے وہ قبلہ جس پر تو پہلے تھا مگر اس واسطے کو معلوم کریں۔'' (محمودالحسن)

۴۔ ''اوروہ قبلہ جو ہم ٹھہرایا جس پر تو تھا نہیں مگر اسی واسطے کہ معلوم کریں۔'' (عبدالقادر)

جبکہ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ اس کا ترجمہ یوں فرماتے ہیں:

۵۔ ''اوراے محبوب تم پہلے جس قبلہ پر تھے ہم نے وہ اسی لئے مقرر کیا تھا کہ دیکھیں۔''

یہ آیت کریمہ تحویل قبلہ سے متعلق ہے دیگر تراجم سے یہ تاثر مل رہا ہے کہ تحویل قبلہ کا مقصد یہ تھا کہ اللہ عزوجل کو معلوم ہو جائے کہ کوئی قبلہ کی تبدیلی پر حضور پرنور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تابعداری کرتا ہے اور کون نافرمانی گویا اللہ کو علم نہیں مگر تحویل قبلہ کے ذریعے علم ہو جائے گا۔ (معاذ اللہ)

جبکہ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کا ترجمہ پڑھنے سے یہ بات بخوبی واضح ہورہی ہے کہ تحویل قبلہ کا مقصد یہ تھا کہ مسلمان اور کافر میں فرق ہوجائے کہ کون حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم کی تابعداری کرتا ہے کون روگردانی کرتا ہے اور کون شک وشبہ میں مبتلا ہے یعنی تحویل قبلہ کا ایک مقصد یہ تھا کہ فرمانبردار و نافرمان کے درمیان فرق واضح ہوجائے ورنہ اللہ عزوجل تو ازل سے جانتا ہے مگر یہاں مقصد یہ ہے کہ اس کا علم ظاہر ہو اور مومن و کافر میں امتیاز ہوجائے چنانچہ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کا ترجمہ آپ کی علمی بصیرت کا منہ بولتا ثبوت ہے۔

۲۰۔ وما اُھلّ بہٖ لغیر اللّٰہِ ۔ (پ۲،ع۲۱)

۱۔ترجمہ: ''اور جس چیز پر نام پکارا جائے اللہ کے سوا کسی اور کا'' (محمود الحسن)

۲۔ ''اور کوئی ایسی چیز نہ کھاؤ جس پر اللہ کے سوا کسی اور کا نام لیا گیا ہو۔''

(مودودی)

۳۔ ''اور جو (جانور) غیر اللہ کے لئے نامزد کیا گیا ہے حرام کیا ہے۔''

(عبدالماجد)

۴۔ ''اور جس پر نام پکارا جائے اوپر اس کے واسطے غیر اللہ کے۔''

(رفیع الدین)

۵۔ ''اور جس پر نام پکارا اللہ کے سوا کا۔'' (عبدالقادر)

جبکہ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ اس کا ترجمہ یوں بیان فرماتے ہیں:

۶۔ ''اور وہ جانور جو غیر خدا کا نام لے کر ذبح کیا گیا۔''

دیگر تراجم سے مذکورہ مسئلہ کی بالکل وضاحت نہیں ہورہی جبکہ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کا ترجمہ مسئلہ کو بالکل واضح طور پر پیش کر رہا ہے کہ جو جانور ذبح کرتے وقت اللہ کے نام کے بغیر کسی اور نام سے ذبح کیا گیا وہ حرام ہے۔ یہی ترجمہ

جلالین میں بھی کیا گیا۔ یعنی جو جانور غیر اللہ کا نام لے کر ذبح کیا گیا ہو۔ اہلال کا معنی آواز بلند کرنا۔ مشرکین ذبح کے وقت اپنے معبودوں کا نام لیتے تھے۔

یہی ترجمہ بنیادی میں بھی ہے یعنی ذبح کے وقت بتوں کا نام لیا جائے مدارک میں بھی یہی ترجمہ ہے یعنی (بتوں) یعنی غیر خدا کا نام لے کر ذبح کیا گیا۔ اہلال آواز کو بلند کرنا کہ ذبح کے وقت بت کا نام لیا جائے زمانہ جاہلیت میں وہ بسم اللّات' بسم العزیٰ کہتے تھے' معلوم ہوا کہ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کا ترجمہ تفاسیر معتبرہ کے عین مطابق صحیح ترین ترجمہ ہے جس سے مسئلہ بخوبی واضح ہو رہا ہے کیونکہ کفار اپنے بتوں لات وعزیٰ کے ناموں سے اپنے جانوروں کو ذبح کرتے تھے لہٰذا اپنے باطل طریقوں سے روکا گیا لیکن اگر ذبح کے وقت اللہ کا نام لیا گیا اور اس مذبوح کا گوشت اولیاء اللہ کے ایصال ثواب کے لئے تقسیم کیا گیا تو یہ نیت وارادہ ذبح سے قبل ہو یا بعد یا ذبح کے وقت ہر حالت میں وہ جانور حلال ہوگا۔ چنانچہ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کے ترجمہ سے یہ مسئلہ روز وروشن کی طرح واضح ہو گیا جبکہ دیگر تراجم اس مسئلے کی صحیح وضاحت سے قاصر رہے۔

۲۱۔ ولا تباشروھن ۔ (پ۲' ع۲۳)

۱۔ ترجمہ: اور نہ ملو عورتوں سے۔ (محمود الحسن)

۲۔ تو بیویوں سے مباشرت نہ کرو۔ (مودودی)

۳۔ بیویوں سے محبت نہ کرو۔ (عبدالماجد!)

۴۔ اوران سے مباشرت نہ کرو۔ (فتح محمد)

۵۔ اوران ملوان سے۔ (رفیع الدین)

جبکہ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ اس کا ترجمہ یوں بیان فرماتے ہیں:

۶۔ اور عورتوں کو ہاتھ نہ لگاؤ۔

جبکہ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ اس کا ترجمہ یوں فرماتے ہیں:

۔ ''تو نہ عورتوں کے سامنے صحبت کا تذکرہ ہو۔''

اس مقام پر اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کی فقہی بصیرت ملاحظہ ہو کہ آیت مذکورہ کا حصہ احکام حج میں سے ہے حج میں صرف جماع ہی منع نہیں ہے بلکہ عورتوں کے سامنے ذکر جماع بھی ممنوع ہے اسی لئے اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے اس مقام پر رفث کے معنی صرف جماع کے نہیں کئے بلکہ جماع کا تذکرہ نہ کرنے کا بیان فرمایا آپ رحمۃ اللہ علیہ کا اس ترجمہ کی تائید دیگر تفاسیر وکتب قدیمہ ومعتبرہ سے بھی ہوتی ہے۔ جیسا کہ مدارک میں ہے کہ ''رفث'' جماع ہے یا جماع کا عورتوں کے سامنے ذکر کرنا۔''

ہدایہ میں بھی رفث کے معنی ''ذکر الجماع بحضرۃ النساء'' تحریر ہے۔

درمختار میں ہے رفث کا معنی جماع ہے اور اسی طرح عورتوں کے سامنے صحبت کا تذکرہ کرنا' حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہم کا قول یہی ہے کہ عورتوں کے سامنے صحبت کا تذکرہ کرنا منع ہے چنانچہ معلوم ہوا کہ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے ترجمہ کرتے وقت فقہی باریکیوں پر بھی نظر رکھی اور کوئی گوشہ ذکر سے خالی نہ رہنے دیا جبکہ دیگر متراجم اس فقہی بصیرت سے محروم نظر آتے ہیں اور ترجمہ کرتے وقت فقہی باریکیوں کو سمجھنے سے قاصر رہے۔

۲۳۔ هل ينظرون الآ ان يّاتيهم الله فى ظلل مّن الغمام ۔ (پ۲ع۲۵)

۱۔ترجمہ: ''کیا وہ اس کی راہ دیکھتے ہیں کہ آوے ان پر اللہ ابر کے سائبانوں میں۔'' (محمود الحسن)

۲۔ ''کیا لوگ یہی انتظار رکھتے ہیں کہ آوے ان پر اللہ ابر کے سائبانوں میں۔'' (عبدالقادر)

۳۔ ''یہ لوگ صرف اس امر کے منتظر ہیں کہ حق تعالیٰ اور فرشتے بادل کے سائبوں میں ان کے پاس آ دیں۔'' (اشرف علی تھانوی)

۴۔ ''کیا اب وہ اس کے منتظر ہیں کہ اللہ بادلوں کا چتر لگائے فرشتوں کے میرے ساتھ لئے خود سامنے آ موجود ہو۔'' (مودودی)

۵۔ ''(یہ لوگ) تو بس اسی کا انتظار کر رہے ہیں کہ ان کے پاس خدا بادل کے سائبانوں میں آ جائے۔'' (عبدالماجد)

۶۔ ''نہیں انتظار کرتے مگر یہ کہ آوے ان کے پاس اللہ بیچ سایوں کے بادلوں سے۔'' (رفیع الدین)

جبکہ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کا ترجمہ یوں بیان فرماتے ہیں:

۷۔ ''کا ہے کہ انتظار میں ہیں مگر یہی کہ اللہ کا عذاب آئے چھائے ہوئے بادلوں میں۔''

قارئین غور فرمائیے کہ دیگر تراجم میں اللہ آئے اللہ خود سامنے آ موجود ہو اللہ آ جائے یہی الفاظ استعمال کئے گئے جو کہ ہرگز ہرگز اللہ عزوجل کے شایان شان نہیں بلکہ اس کی شان کے لائق ہی نہیں اور یہ تراجم تفسیر کے بھی بالکل خلاف ہیں۔ تفسیر قدیمہ و معتبرہ کا مطالعہ کیجئے تو معلوم ہو جائے گا کہ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ ترجمہ تفاسیر معتبرہ کے عین مطابق اور شان والوہیت کا محافظ بھی۔

جیسا کہ بیضاوی میں ہے ''مگر یہی کہ اللہ کا امر اور عذاب آوے'' مدارک میں ہے ''یعنی اللہ کا امر اور عذاب آئے'' یونہی جلالین میں ہے کہ ''اللہ کا امر آئے'' معلوم ہوا کہ تفاسیر معتبرہ و قدیمہ میں کسی مفسر نے بھی خود اللہ عزوجل کے آنے کا ذکر نہیں کیا کیونکہ وہ شان الوہیت سے واقف تھے جبکہ پیش کردہ تراجم کا جائزہ لیں معلوم ہوگا کہ یہ ترجمہ قرآن کرنے والے شان الوہیت سے ناواقف و بے خبر ہیں۔

۲۴۔ فاتوا حرثکم انی شئتم ۔ (پ۲ ع۲۸)

ا۔ترجمہ: ''جاؤ اپنی کھیتی میں جہاں سے چاہو۔'' (محمود الحسن)

۲۔ ''سو جاؤ اپنی کھیتی میں جہاں سے چاہو۔'' (عبدالقادر)

جبکہ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کا ترجمہ یوں بیان فرماتے ہیں:

۳۔ ''سو آؤ اپنی کھیتی میں جس طرح چاہو۔''

مذکورہ آیت کریمہ میں اپنی عورتوں سے جماع کا ذکر ہے یہاں عورتوں کو کھیتی سے تشبیہہ دی گئی ہے دیگر تراجم میں دیکھا جائے تو یہاں جو ترجمہ کیا گیا کہ ''جہاں سے چاہو'' اصل فقہہ و کتب تفسیر قدیمہ و معتبرہ سے یکسر مخالف و مختلف ہے کیونکہ اگر معنیٰ ''جہاں سے چاہو'' کیے جائیں تو مطلب یہ ہوگا کہ جس جگہ سے چاہو قبل یا دبر دونوں جگہوں سے وطی کر سکتے ہیں اس طرح تو اطت ثابت ہوگی جس سے انتہائی غلط مسئلہ سامنے آئے گا جبکہ صحیح اصل مسئلہ وہ ہے جو اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کے ترجمہ سے واضح ہے کہ جس طرح چاہو کھڑے ہو کر، بیٹھ کر، لیٹ کر عورت سے وطی کر سکتے ہیں۔ یہاں لفظ حرث کا استعمال بمعنیٰ کھیتی کے ہے لہٰذا خود بخود واضح ہو گیا کہ یہاں لفظ ''جس طرح'' کے معنی ہی درست ترین ہیں کیونکہ مقام پیداوار قبل ہے نہ کہ دُبر بلکہ دُبر تو فقط ایک گندگی کا مقام ہے جیسا کہ مدارک میں ہے: ''ان سے جس طرح چاہو جماع کرو'' اور جلالین میں ہے: ''جماع فرج میں ہی ہو جس طرح چاہو۔''

معلوم ہوا کہ ''جہاں سے چاہو'' ترجمہ سراسر باطل ہے صحیح ترجمہ وہی ہے جو اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے کیا کہ ''جس طرح چاہو۔''

۲۵۔ ثم جآءَ کم رسولٌ ۔ (پ۳، ع۹)

ا۔ترجمہ: ''پھر آئے تمہارے پاس کوئی رسول۔'' (محمود الحسن)

۲۔ ''کل اگر کوئی دوسرا رسول آئے۔'' (مودودی)

۳۔ ''پھر تمہارے پاس کوئی رسول آئے۔'' (عبد الماجد)

۴۔ ''پھر تمہارے پاس کوئی اور پیغمبر آئے۔'' (اشرف علی تھانوی)

۵۔ ''پھر آوے تمہارے پاس کوئی رسول۔'' (عبد القادر)

۶۔ ''پھر تمہارے پاس کوئی پیغمبر آئے۔'' (فتح محمد)

جبکہ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کا ترجمہ یوں فرماتے ہیں:

۷۔ ''پھر تشریف لائے تمہارے پاس وہ رسول۔''

تمام تراجم پر نظر ڈالتے ہی دیگر تراجم اور اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کے ترجمے میں بالکل واضح فرق نظر آتا ہے کہ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کا ترجمہ سراسر آقا و مولیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ادب و احترام کا مظہر ہے جبکہ دیگر تراجم اس ادب و احترام رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے محروم ہیں۔ ہر ذی شعور بلا تامل یہی فیصلہ کرے گا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے ''آوے یا آئے'' کے مقابلے میں ''تشریف لائے'' یقیناً تعلیم و ادب کا منہ بولتا ثبوت ہے۔

۲۶۔ و انتم اَذِلّۃٌ ۔ (پ۴ ع۱۳)

۱۔ ترجمہ: ''تم کمزور تھے۔'' (محمود الحسن)

۲۔ ''حالانکہ تم اس وقت بہت کمزور تھے۔'' (مودودی)

۳۔ ''حالانکہ تم پست تھے۔'' (عبد الماجد)

۴۔ ''اور تھے تم ذلیل۔'' (شاہ رفیع الدین)

جبکہ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کا ترجمہ یوں بیان فرماتے ہیں:

۵۔ ''تم بالکل بے سرو سامان تھے''۔

دیگر تراجم کو دیکھیں تو معلوم ہوگا کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی شان میں کس قدر گستاخی کا مظاہرہ کیا گیا ہے بلکہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے لئے ''تم ذلیل تھے'' ''تم پست تھے''

اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کا ترجمہ سمجھنے کے لئے پہلے آیۂ مبارکہ میں موجود اس امر کا کہ "ولا تباشروھن" کے نزول کے پس منظر پر غور کرنا ضروری ہے چنانچہ یہاں اس امر کا تعلق اعتکاف سے ہے کہ شریعت میں اعتکاف کی حالت میں جس طرح صحبت کرنا منع ہے اسی طرح اس کے اسباب اختیار کرنے کی بھی ممانعت ہے یعنی شہوت سے ہاتھ لگانا یا بوس وکنار وغیرہ۔ دیگر تراجم میں عورتوں سے نہ ملو' مباشرت نہ کرو' صحبت نہ کرو وغیرہ ایک ہی معنی میں استعمال ہوئے یعنی جماع نہ کرو۔ جس کے سبب اصل مسئلہ کی مکمل وضاحت ہونے سے رہ گئی اور یہی مسئلہ سمجھ آیا کہ حالت اعتکاف میں بیوی سے صحبت یا جماع کی ممانعت ہے جبکہ صحیح اور مکمل مسئلہ یہ ہے کہ حالت اعتکاف میں شہوت سے ہاتھ تک لگانے کی ممانعت ہے اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کے ترجمہ سے مسئلہ کی اصل حقیقت بھرپور طریقے سے سامنے آ گئی کہ رمضان شریف کی راتوں میں جماع کی اجازت ہے مگر حالت اعتکاف میں رات میں بھی جماع اور اس کے اسباب سے ممانعت کا حکم ہے آپ رحمۃ اللہ علیہ کے ترجمہ کی تائید ہدایہ باب الاعتکاف سے بھی ہوئی ہے کہ اس میں ہے کہ "حالت اعتکاف میں قطعی حرام ہے اور اسی طرح بوس و سنن بھی منع ہے جس طرح احرام میں منع ہیں۔" قارئین اب خود غور کر لیں فقہی اعتبار سے اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کا ترجمہ صحیح ترین و موزوں ترین ہے جبکہ دیگر تراجم اصل مقصد و مطلب سے کوسوں دور ہیں۔

۲۲۔ فلا رفث . (پ۲۵ ع۲۵)

۱۔ ترجمہ: "تو بے حجاب ہونا جائز نہیں۔" (محمود الحسن)

۲۔ "کوئی شہوانی فعل سرزد نہ ہو۔" (مودودی)

۳۔ "تو نہ بے پردہ ہونا عورت سے۔" (عبد القادر)

۴۔ "تو (حج کے دنوں میں) نہ عورتوں سے اختلاط کرے۔" (فتح محمد)

جیسے الفاظ استعمال کیے گئے جبکہ فرمان الٰہی تو یہ ہے اللہ اور اس کے رسول اور مومنین کے لئے عزت ہے جبکہ ان تراجم میں صحابہ کرام کے لئے ذلت و پستی مقصود کی گئی جبکہ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کا ترجمہ صحابہ کرام کی شان عظمت کا محافظ اور آیت کریمہ کے صحیح معنی و مفہوم کو واضح کررہا ہے کہ مسلمان ہتھیاروں کی قلت اور افرادی قوت میں کمی کے سبب بے سروسامانی کی حالت میں تھے جیسا کہ تفاسیر معتبرہ سے ثابت ہورہا ہے جلالین میں ہے ''تم تعداد اور ہتھیاروں کے لحاظ سے کم تھے یعنی بے سروسامان تھے۔ تفسیر مدارک میں ہے ''تم قلیل تعداد میں تھے۔'' ان تفاسیر قدیمہ سے وضاحت ہوگئی کہ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمتہ اللہ علیہ کا ترجمہ شان صحابہ رضی اللہ عنہم کے عین مطابق ہے جبکہ دیگر تراجم میں ذلیل و پست جیسے الفاظ صحابہ کرام شان میں سراسر گستاخی ہے اور ''تم بہت کمزور تھے'' یہ ترجمہ بھی آیت کے اصل مقصد و مفہوم کے خلاف ہے کیونکہ کمزور بمعنی جسمانی کمزور یا ایمانی طور پر کمزور بھی ہوسکتا ہے جس کے سبب پڑھنے والا آیت کریمہ کے صحیح معنی و مفہوم کو سمجھنے سے محروم رہے گا جبکہ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمتہ اللہ علیہ کا ترجمہ حقیقت پر مبنی اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی شان ثابت کرنے یکتا و بے مثال ہے۔

۲۷۔ ولیعلم اللّٰہ الّذین اٰمنوا ۔ (پ۴ع۱۴)

۱۔ ترجمہ: ''اور اس لئے کہ معلوم کرے اللہ جن کو ایمان ہے۔'' (محمود الحسن)

۲۔ ''تاکہ اللہ ایمان والوں کو جان لے۔'' (عبد الماجد)

۳۔ ''تاکہ اللہ تعالیٰ ایمان والوں کو جان لیویں۔'' (اشرف علی تھانوی)

۴۔ ''اور اس واسطے کہ معلوم کرے جن کو ایمان ہے۔'' (عبد القادر)

جبکہ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کا ترجمہ یوں فرماتے ہیں:

۵۔ ''اور اس لئے کہ اللہ پہچان کرادے ایمان والوں کی۔''

سبحان اللہ! اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کا ترجمہ شان الوہیت کا پاسدار اور محافظ ہے جبکہ دیگر تراجم شان الوہیت سمجھنے سے محروم ہیں ان کے ترجموں سے ان کی سطحی سوچ کا اندازہ ہوتا ہے کہ ان کے نزدیک اللہ عزوجل کو علم ازلی نہیں بلکہ معاذ اللہ آزمائش میں ڈال کر ایمان و کفر کا علم حاصل ہوگا جبکہ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کا ترجمہ ادائے حق عزت وجلال کی شان کا کماحقہ نگہبان ہے۔

۲۸۔ ببعض ما کسبوا . (پ۴ ع۱۶)

۱۔ترجمہ: ''ان کے گناہ کی شامت سے۔'' (محمود الحسن)

۲۔ ''ان کے بعض کرتوتوں کے سبب۔'' (عبدالماجد)

۳۔ ''کچھ ان کے گناہ کی شامت سے۔'' (عبدالقادر)

جبکہ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کا ترجمہ یوں بیان فرماتے ہیں:

۴۔ ''ان کے بعض اعمال کے باعث۔''

جنگ بدر کے موقعہ پر جب بعض صحابہ کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تاکید فرمائی تھی کہ اپنی جگہ سے نہ ہٹنا مگر بعض صحابہ غلط فہمی کے سبب جنگ ختم ہونے کے بعد درہ چھوڑ کر مال غنیمت اکٹھا کرنے میں لگ گئے یہ ان کی اجتہادی خطا تھی کیونکہ وہ سمجھے تھے کہ جنگ ختم ہونے تک اپنی جگہ ٹھہرے رہنا ہے اور اب جنگ ختم ہوگئی لہٰذا یہاں سے ہٹ سکتے ہیں چنانچہ وہ ہٹ گئے اور دشمن نے پلٹ کر اسی جگہ سے حملہ کر دیا اسلام کو نقصان پہنچایا مذکورہ آیت میں صحابہ کرام کی اسی اجتہادی غلطی کا ذکر کیا گیا۔ اللہ عزوجل نے ان کی اس خطا کو معاف فرمایا۔ دیگر تراجم میں صحابہ کرام کی نادانستگی میں کہی گئی اجتہادی خطا کو گناہ' شامت' کرتوتوں جیسے غیر مہذبانہ الفاظ استعمال کئے گئے جو سراسر بے ادبی و گستاخی پر مبنی ہیں۔

اور ہرگز ہرگز صحابہ کرام علیہ الرضوان کے شایان شان نہیں جبکہ اعلیٰ حضرت

ضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کا ترجمہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ادب و تعظیم سے مزین ہے اور یقیناً ہر
سلمان دل سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا ادب ولحاظ عقیدت و احترام رکھتا ہے لہٰذا اعلیٰ
ضرت فاضل بریلوی رحمتہ اللہ علیہ کے ترجمہ کو ہی صحیح ترین ترجمہ قرار دے گا۔

۲۔ و لیعلم المؤمنین ولیعلم الذین نافقوا ۔ (پ۴ ع ۱۷)

ترجمہ: ''یہ مقصود تھا کہ خدا مومنوں کو اچھی طرح معلوم کرے اور منافقوں کو بھی معلوم کر لے۔'' (فتح محمد)

۔ ''اور اس واسطے کہ معلوم کرے ایمان والوں کو اور تا کہ معلوم کرے ان کو جو منافق تھے۔'' (محمود الحسن)

۔ ''تا کہ اللہ دیکھ لے تم میں سے مومن کون ہیں اور منافق کون۔'' (مودودی)

۔ ''تا کہ اللہ مومنین کو جان لے اور ان لوگوں کو بھی جنہوں نے منافقت کی۔'' (عبدالماجد)

۔ ''اور اس واسطے کہ معلوم کرے ایمان والوں کو اور معلوم کر لے جو منافق تھے۔'' (عبدالقادر)

جبکہ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کا ترجمہ یوں بیان کرتے ہیں:

۔ ''اس لئے کہ پہچان کراوے ایمان والوں کی اور اس لئے کہ پہچان کراوے جو منافق ہوئے۔''

اس مقام پر بھی اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے شانِ الوہیت کا لحاظ
رکھتے ہوئے ترجمہ فرمایا جو آیت کے معنی و مفہوم کے لحاظ سے مناسب ترین ترجمہ
ہے۔ دیگر تراجم میں اللہ عزوجل کے علم کے متعلق یہ عقیدہ سمجھا جا سکتا ہے کہ معاذ اللہ
اللہ عزوجل کو پہلے سے علم نہیں بلکہ اس واقعہ کے بعد منافق و مومن کی پہچان ہوگی یہ
ترجمہ انتہائی گستاخی و بے ادبی پر مشتمل ترجمے ہیں جو ہرگز ہرگز پڑھنے کے لائق نہیں

ایسے ترجمے ایمان کے ضائع ہو جانے کا سبب بن سکتے ہیں جبکہ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کا ترجمہ حقیقت پہ مبنی ہے اور اس قسم کے اوہام وعقائد باطلہ کا زبردست رد بھی ہے یہ بابرکت ترجمہ شان الوہیت میں کمی و کجی سے پاک ایک صحیح ترین ترجمہ ہے۔

۳۰۔ اِنَّما التوبۃ علَی اللّٰہِ ۔ (پ۴۔ع۳)

۱۔ترجمہ: ''توبہ قبول کرنی اللہ کو ضرور۔'' (محمود الحسن)

۲۔ ''اللہ پر توبہ کی قبولیت کا حق ہے۔'' (مودودی)

۳۔ ''توبہ جس کا قبول کرنا اللہ تعالیٰ کے ذمہ ہے۔'' (اشرف علی تھانوی)

۴۔ ''توبہ قبول کرنی اللہ کو ضرور۔'' (عبدالقادر)

جبکہ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کا ترجمہ یوں فرمایا:

۵۔ ''وہ توبہ جس کا قبول کرنا اللہ نے اپنے فضل سے لازم کر لیا۔''

دیگر تراجم سے یوں ظاہر ہو رہا ہے کہ اللہ پر توبہ قبول کرنا لازم ہے جو کہ انتہائی غلط مسئلہ ہے اور صحیح مسئلہ یہ ہے کہ اللہ پر کوئی چیز واجب نہیں کوئی چیز لازم نہیں پھر توبہ قبول کرنا اس کے ذمہ اور اس کے لئے ضرور کیسے ہوا حقیقت وہی ہے جو اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کے ترجمہ سے بخوبی واضح ہو رہی ہے کہ توبہ قبول کرنا اللہ عزوجل نے اپنے فضل سے لازم کر لیا یعنی توبہ قبول کرنا اس کے ذمہ کرم پر ہے۔ جیسا کہ تفسیر جلالین بھی اس ترجمہ کی تائید کرتی ہے بیان ہوا: ''وہ توبہ جس کو اللہ نے اپنے فضل سے لازم کر لیا۔''

اس کے علاوہ تفسیر مدارک سے بھی اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کے ترجمہ کی تائید ہوتی ہے اس میں بیان ہوا:

''اس سے مراد وجوب نہیں جب کہ اللہ تعالیٰ پر کوئی چیز لازم نہیں

البتہ وعدہ کی تاکید ہے یعنی اللہ تعالیٰ اپنے وعدہ کو پورا فرماتا ہے۔"

معلوم ہوا کہ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کا ترجمہ عین اسی معنی و مقصد کے مطابق ہے کہ اللہ عزوجل اپنے فضل سے توبہ قبول فرماتا ہے اور یہ اس کے ذمہ فضل وکرم پر ہے ورنہ درحقیقت اس پر نہ ہی کچھ لازم ہے نہ ہی کچھ واجب۔

۳۲۔ ولو انهم اذ ظلموآ انفسهم جآء ك . (پ۵۔ع۹)

۱۔ ترجمہ: "کاش کہ جس وقت اپنی جانوں پر زیادتی کر بیٹھتے تھے آپ کے پاس آ جاتے پھر اللہ سے مغفرت چاہتے اور رسول بھی ان کے حق میں مغفرت چاہتے تو یہ ضرور اللہ کو توبہ قبول کرنے والا مہربان پاتے۔" (عبدالقادر)

۲۔ "اگر انہوں نے یہ طریقہ اختیار کیا ہوتا کہ جب یہ اپنے نفس پر ظلم کر بیٹھتے تھے تو تمہارے پاس آ جاتے اور اللہ سے معافی مانگتے اور رسول بھی ان کے لئے معافی کی درخواست کرتا تو یقیناً اللہ کو بخشنے والا اور رحم کرنے والا پاتے۔" (مودودی)

۳۔ "اگر وہ لوگ جس وقت انہوں نے اپنا برا کیا تھا آتے تیرے پاس اللہ سے معافی چاہتے اور رسول بھی ان کو بخشواتا تو البتہ اللہ کو پاتے معاف کرنے والا مہربان۔" (محمود الحسن)

۴۔ "اور اگر جس وقت وہ اپنا نقصان کر بیٹھے تھے اس وقت آپ کی خدمت میں حاضر ہو جاتے تو پھر اللہ تعالیٰ سے معافی چاہتے اور رسول بھی ان کے لئے اللہ تعالیٰ سے معافی چاہتے تو ضرور اللہ تعالیٰ کو توبہ قبول کرنے والا اور رحمت کرنے والا پاتے۔" (اشرف علی تھانوی)

جبکہ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ اس کا ترجمہ یوں بیان فرماتے ہیں:

۵۔ "اور اگر جب وہ اپنی جانوں پر ظلم کریں تو اے محبوب تمہارے حلف وحاضر

ہوں اور پھر اللہ سے معافی چاہیں اور رسول ان کی شفاعت فرمائیں تو ضرور اللہ کو بہت توبہ قبول کرنے والا مہربان پائیں۔''

دیگر تراجم کا جائزہ لیں تو یہ شدید غلط فہمی پیدا ہوگی کہ مذکورہ آیت مبارکہ میں دیا گیا حکم خاص نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دور ظاہری کیلئے اور بعد وصال ظاہری یہ حکم منسوخ ہے جیسا کہ ان تراجم کے الفاظ سے ظاہر ہو رہا ہے کہ ''جس وقت اپنی جانوں پر زیادتی کر بیٹھے تھے۔'' اور ''اگر انہوں نے یہ طریق اختیار کرنا ہوتا'' یا ''جس وقت انہوں نے اپنا برا کیا تھا'' ''جس وقت وہ اپنا نقصان کر بیٹھے تھے'' جبکہ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کا ترجمہ یہ وضاحت کر رہا ہے کہ یہ حکم خاص نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ظاہری حیات تک کے لئے ہی مخصوص نہیں بلکہ بعد از وصال بھی مومنین کے لئے یہی حکم ہے اس ترجمہ کی تائید تفسیر مدارک سے بھی ہوتی ہے جس میں یہ واقعہ مذکور ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وصال کے بعد ایک اعرابی آیا اور قبر اطہر سے لپٹ کر قبر انور کی خاک سر پر ڈالتے ہوئے نہایت حالت زار سے عرض کرنے لگا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! میں نے اپنی جان پر ظلم کیا آپ نے اللہ کا نازل کردہ ارشاد فرمایا ہم نے سنا: **ولو انھم اذ ظلموا انفسھم** پوری آیت اعرابی نے تلاوت کرنے کے بعد عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں نے اپنی جان پر ظلم کیا اور میں آپ کے پاس حاضر ہوا ہوں میں خود تو اپنے رب سے اپنے گناہوں کی معافی طلب کر رہا ہوں آپ بھی رب سے میرے لئے استغفار (شفاعت) فرمائیں۔ قبر اطہر سے آواز آئی تمہیں بخش دیا گیا''۔

سبحان اللہ! معلوم ہوا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اپنے غلاموں کی شفاعت فرمانا صرف ظاہر حیات میں ہی نہیں بلکہ بعد از وصال بھی ثابت ہے لہٰذا جبکہ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کا ترجمہ انتہائی صحیح ترین حقیقت پر مبنی ترجمہ ہے۔

۳۲۔ **ان تقصروا من الصلوۃ** ۔ (پ۵ ع۱۵)

۱۔ "کہ کچھ کم کرو نماز میں سے۔" (محمود الحسن)

۲۔ "اگر نماز میں اختصار کر دو۔" (مودودی)

۳۔ "کہ نماز میں کمی کر دیا کرو۔" (عبدالماجد)

۴۔ "کہ تم نماز کو کم کر دو۔" (اشرف علی تھانوی)

۵۔ "کہ کچھ کم کرو نماز میں سے۔" (عبدالقادر)

۶۔ "نماز کو کم کر کے پڑھو۔" (فتح محمد)

۷۔ "یہ کہ کوتاہ کرو تم نماز سے۔" (رفیع الدین)

جبکہ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ اس کا ترجمہ یوں فرماتے ہیں:

۸۔ "کہ بعض نمازیں قصر سے پڑھو۔"

مذکورہ آیت مبارکہ میں مسافر کی نماز قصر کرنے کا حکم دیا جا رہا ہے مگر مسا...
... نماز قصر نہیں پڑھ سکتا بلکہ صرف چار رکعت والی فرض نماز کو دو رکعت پڑھے گا یعنی ظ...
عصر اور عشاء لہٰذا دیگر تراجم "کچھ کم کرو نماز میں سے" یا "نماز میں اختصار کرو" یا "نماز کو...
..." وغیرہ پڑھنے سے یہ سمجھ آتا ہے کہ شاید ہر نماز کو قصر کر کے پڑھنا ہے جو کہ انتہا...
غلط مسئلہ ہے جبکہ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمتہ اللہ علیہ کا ترجمہ کہ "بعض نمازیں قصر...
سے پڑھو" یہ مسئلہ واضح کر رہا ہے کہ تمام نمازیں قصر نہیں کی جائیں گی بلکہ بعض نماز...
قصر ہوں گی۔

تفسیر مدارک وجلالین بھی اس مسئلہ کی تائید کرتی ہیں: "تم پر کوئی گناہ نہیں...
نماز ... کی تعداد کم کرو یعنی تم چار رکعت والی نماز کو دو رکعتیں پڑھو۔" (مدارک...
تم چار رکعت والی نماز کو دو کی طرف لوٹاؤ۔" (جلالین)

معلوم ہوا کہ جبکہ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ کا ترجمہ صحیح مسئلہ کو وا...
... ہے۔

۳۳۔ ان المنٰفقین یخادعون اللہ وھو خادعھم ۔ (پ۵' آخری رکوع)

ا۔ترجمہ: ''منافق (ان چالوں سے اپنے نزدیک) خدا کو دھوکہ دیتے ہیں (یہ اس کو کیا دھوکا دیں گے) وہ ان کو دھوکے میں ڈالنے والا ہے۔'' (محمود الحسن)

۲۔ ''یہ منافق اللہ کے ساتھ دھوکے بازی کر رہے ہیں حالانکہ درحقیقت اللہ ہی نے انہیں دھوکے میں ڈال رکھا ہے۔'' (مودودی)

۳۔ ''اور منافق جو ہیں دغابازی کرتے ہیں اللہ سے اور وہی ان کو دغا دے گا۔''

(عبدالقادر)

۴۔ ''تحقیق منافق فریب دیتے ہیں اللہ کو اور وہ فریب دینے والا ہے ان کو۔''

(رفیع الدین)

جبکہ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ اس کا ترجمہ یوں فرماتے ہیں:

۵۔ ''بے شک منافق لوگ اپنے گمان میں اللہ کو فریب دینا چاہتے ہیں اور وہی ان کو غافل کر کے مارے گا۔''

صحیح مسئلہ یہی ہے کہ اللہ کو دھوکا دینا' فریب دینا اس کے ساتھ دغا کرنا ممکن نہیں اور نہ ہی اللہ عزوجل کے یہ شایان شان ہے کہ اس کے لئے یہ کہا جائے کہ وہ دغا دے گا' فریب دے گا۔ دھوکہ دے گا۔ دیگر تراجم میں یہی دونوں غلطیاں موجود ہیں جس کے سبب ترجمہ پڑھنے والے کا دانستہ و نادانستہ اللہ عزوجل کی بارگاہ میں گستاخی و بے ادبی میں مبتلا ہو جائے گا جبکہ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کا ترجمہ اس بے ادبی و گستاخی سے کوسوں دور فقہی قابلیت سے مزین اور اللہ عزوجل کی شان کبریائی کا پاسدار ہے۔

۳۴۔ اذقال الحواریّون یٰعیسیٰ بن مریم ھل یستطیع ربّک ۔

(پ۷ ع۱۵)

ترجمہ: ''کہا حواریوں نے اے عیسیٰ مریم کے بیٹے تیرا رب کرسکتا ہے کہ اتارے ہم پر خوان بھرا ہوا آسمان سے۔'' (محمود الحسن)

- ''جب کہا حواریوں نے اے عیسیٰ مریم کے بیٹے تیرے رب سے ہوسکے کہ اتارے ہم پر خوان بھرا آسمان سے۔'' (عبدالقادر)

- ''حواریوں نے عرض کیا کہ اے عیسیٰ ابن مریم اپ کے رب ایسا کرسکتے ہیں کہ ہم پر آسمان سے کچھ نازل فرمائیں۔'' (اشرف علی تھانوی)

- ''حواریوں نے کہا اے عیسیٰ ابن مریم کیا آپ کا رب ہم پر آسمان سے کھانے کا ایک خوان اتار سکتا ہے۔'' (مودودی)

- ''(وہ قصہ بھی یاد کرو) جب حواریوں نے کہا کہ اے عیسیٰ ابن مریم کیا تمہارا پروردگار ایسا کرسکتا ہے کہ ہم پر آسمان سے (طعام کا) خوان نازل کرے۔'' (فتح محمد)

- ''جس وقت کہا حواریوں نے اے عیسیٰ بیٹے مریم کے آیا کرسکتا ہے پروردگار تیرا یہ کہ اتارے اوپر ہمارے خوان آسمانوں سے۔'' (رفیع الدین)

جبکہ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ اس کا ترجمہ یوں فرماتے ہیں:

- ''حواریوں نے کہا اے عیسیٰ بن مریم کیا آپ کا رب ایسا کرے گا کہ ہم پر آسمان سے ایک خوان اتارے۔''

عیسیٰ علیہ السلام کے حوارین جو کہ عیسیٰ علیہ السلام پر سب سے پہلے ایمان لائے جن کے ایمان کی گواہی قرآن پاک نے دی ارشاد ہوا۔ حواریوں نے کہا ہم اللہ کے دین کے مددگار، ہم اللہ پر ایمان لائے اور اے عیسیٰ علیہ السلام ہمارے ایمان لانے پر آپ گواہ رہیں یعنی حواریوں نے نہ صرف برملا اپنے ایمان لانے کا اقرار و اظہار کیا بلکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اپنے ایمان کا گواہ بھی بنایا۔ مگر دیگر تراجم کا جائزہ لیں تو یہ صورت سامنے آئے

گی کہ عیسیٰ علیہ السلام کے یہ حوارین کے دل میں اللہ عزوجل کی طاقت وقدرت کے متعلق
شکوک وشبہات موجود ہیں اسی لئے وہ پوچھ رہے ہیں کہ کیا آپ کا رب ایسا کر سکتا
ہے؟ یہ تراجم حواریوں کے ایمان پر ضرب شدید ہیں کہ معاذ اللہ حوارین اپنے ایمان
میں پختہ نہیں بلکہ تذبذب کا شکار ہیں جبکہ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کا ترجمہ
حواریوں کے ایمان پر کوئی آنچ نہیں آنے دے رہا۔ آپ کا ترجمہ اس بات کا ثبوت
دے رہا ہے کہ حواری اللہ پر ایمان رکھتے تھے اس کی طاقت وقدرت پر کامل یقین
رکھتے تھے اور کسی قسم کے تذبذب کا شکار نہ تھے۔ آپ کا ترجمہ کہ ''کیا آپ کا رب
کرے گا'' اس بات کی وضاحت کر رہا ہے کہ حواری اللہ عزوجل کی قدرت کے متعلق
نہیں پوچھ رہے تھے کہ اللہ عزوجل ایسا کر سکتا ہے یا نہیں بلکہ اللہ عزوجل کی مشیت
کے متعلق پوچھ رہے تھے کہ کیا اللہ عزوجل ایسا کرے گا؟ اور یہ سوال جائز ہے لہٰذا
معلوم ہوا کہ دیگر تراجم صریح غلطی پر مبنی ہیں جبکہ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کا
ترجمہ آپ کی فقہی بصیرت کا منہ بولتا ثبوت ہے۔

۳۵۔ ولآ اَعلمُ الغیب ۔ (پ ۷ ع ۵)

ا۔ ترجمہ: ''اور نہ میں جانوں غیب کی بات۔'' (محمود الحسن)

۲۔ ''نہ میں غیب کا علم رکھتا ہوں۔'' (مودودی)

۳۔ ''اور نہ میں غیب جانتا ہوں۔'' (عبد الماجد)

۴۔ ''اور نہ میں جانوں غیب کی بات۔'' (عبد القادر)

۵۔ ''اور نہ (یہ کہ) میں غیب جانتا ہوں۔'' (فتح محمد)

۶۔ ''اور نہ میں جانتا ہوں غیب کو۔'' (رفیع الدین)

جبکہ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ اس کا ترجمہ یوں فرماتے ہیں:

۷۔ ''اور نہ یہ کہوں کہ میں آپ غیب جان لیتا ہوں۔''

دیگر تراجم پر غور کریں تو معلوم ہوگا کہ یہ تراجم ہرگز پڑھے جانے کے لائق نہیں کیونکہ یہ تراجم اس باطل عقیدے کی ترجمانی کر رہے ہیں۔ حضور دانائے غیوب ﷺ کو غیب کا علم نہ تھا اور بے شک آپ ﷺ کے علم غیب کا مطلقاً انکار کفر ہے لہٰذا ان تراجم کو پڑھنے سے ایمان کا زائل ہو جانے کا قوی اندیشہ ہے جبکہ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کا ترجمہ صحیح ترین ترجمہ ہے کہ اس میں آپ رحمۃ اللہ علیہ نے حضور دانائے غیوب ﷺ کے علم غیب کے متعلق بالکل واضح اور صحیح مسئلہ بیان فرمایا کہ مذکورہ آیت مبارکہ میں حضور دنیائے غیوب ﷺ کے ذاتی طور پر علم غیب کی نفی کی گئی ہے علم عطائی کی نہیں۔

تفسیر مدارک وجمل بھی اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے اس ترجمہ کی تائید کرتی ہے جس میں ذکر کیا گیا کہ نبی کریم ﷺ کا یہ فرمانا کہ میں غیب نہیں جانتا سے مراد یہ ہے کہ میں خود غیب نہیں جانتا جب تک مجھے اللہ عزوجل اس پر مطلع نہ فرمائے اور قدرت نہ دے چنانچہ معلوم ہوا کہ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کا ہی درست ترجمہ ہے کہ اس ترجمہ سے بخوبی مقصود واضح ہو رہا ہے کہ یہاں از خود غیب جاننے کی نفی کی گئی ہے اللہ کی عطا سے علم غیب کی نہیں جبکہ دیگر تراجم اس مطلب ومقصود کو واضح کرنے سے محروم رہے۔

۳۶۔ فتکونَ من الظّٰلمین ۔ (پ ۷، ع ۶)

۱۔ ترجمہ: ''پس ہو جائے گا تو بے انصافوں میں۔'' (محمود الحسن)

۲۔ ''آپ کا شمار بے انصافوں میں ہو جائے گا۔'' (عبدالماجد)

۳۔ ''تو آپ نے نامناسب کام کرنے والوں میں ہو جائیں گے۔'' (اشرف علی تھانوی)

۴۔ ''پھر ہوئے بے انصافوں میں۔'' (عبدالقادر)

۵۔ ''تو ظالموں میں ہو جاؤ گے۔'' (فتح محمد)

۶۔ ''پس ہو جائے تو ظالموں میں سے۔'' (رفیع الدین)

جبکہ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ اس کا ترجمہ یوں فرماتے ہیں:

۷۔ ''تو یہ کام انصاف سے بعید ہے۔''

بلا شبہ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کا ترجمہ عظمت انبیاء کا محافظ و پاسدار ہے۔ غور فرمایئے کہ مذکورہ آیت مبارکہ کا منزول یہ ہے کہ جب کفار نے نبی کریم رؤف والرحیم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے یہ مطالبہ کیا کہ ہم ایک شرط پر آپ کے پاس بیٹھیں گے اور آپ کی بات سنیں گے جب آپ اپنے غریب صحابہ کو جس کا لباس بوسیدہ ہے اپنے مجلس سے نکال دیں اس پر رب تعالیٰ کا ارشاد ہوا کہ اے محبوب آپ ان لوگوں کو جو صبح وشام رب کو پکارتے ہیں اپنی مجلس سے نہ اٹھائیں کہ وہ اللہ کی رضا چاہتے ہیں پھر اگر آپ کو ان کو دور کریں تو یہ کام انصاف سے بعید ہے۔ یعنی ان فقراء صحابہ کو مجلس سے اٹھانا انصاف سے دور ہے۔ دیگر تراجم میں عظمت انبیاء کا لحاظ و پاس نہیں رکھا گیا بلکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف نسبت بے انصافی، ظلم سے گئی نہ انصافی وظلم کی ظلمت اس وقت ممکن تھی جب کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اس کا صدور ہوا ہوتا مگر جبکہ حضرت انبیاء علیہم السلام ظلم و نا انصافی سے مبرا ہیں سو اب ان کی طرف ظلم و نا انصافی کی نسبت کرنا سراسر گستاخی و بے ادبی اور حضرات انبیاء علیہم السلام کی شان میں توہین ہے اور یہ کہنا کہ تو ہو جائے گا بے انصافوں میں کیا تو ہو جاوے ظالموں میں سے یہ جملے بھی سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رفعت شان کے منافی ہیں جبکہ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کا ترجمہ تعظیم وادب پر مبنی اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اعلیٰ وارفع شان کے مطابق ہے۔ تفسیر کبیر بھی اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کے ترجمہ کی تائید کر رہی ہے فرمایا گیا: ''ظلم کا معنی کسی چیز کو اس کے محل کے غیر میں رکھنا مقصد یہ ہے کہ ضعیف وفقراء نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف سے مستحق تعظیم

ہیں اگر ان کو مجلس سے اٹھایا گیا تو یہ اٹھانا انصاف سے دور ہوگا۔''

۳۷۔ قل الدعو مِن دُونِ اللّٰہ ما لا ینفعنا و لا یضرُّنا ۔ (پ ۷ ع ۹)

ا۔ترجمہ: ''کہو کہ ہم خدا کے سوا ایسی چیزوں کو پکاریں جو نہ ہمارا بھلا کرسکیں اور نہ برا۔''(فتح محمد)

۲۔ ''تو کہہ کیا ہم پکاریں اللہ کے سوا جو نہ بھلا کرے ہمارا نہ برا۔''(عبدالقادر)

۳۔ ''اے نبی ان سے پوچھو کیا ہم اللہ کو چھوڑ کر ان کو پکاریں جو نہ ہمیں نفع دے سکتے ہیں نہ نقصان۔''(مودودی)

۴۔ ''آپ کہہ دیجئے کیا ہم (مسلمان) اللہ کے سوا ایسے کو پکار دیں جو نہ ہم کو نفع پہنچا سکے اور نہ ہم کو نقصان۔''(عبدالماجد)

جبکہ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمتہ اللہ علیہ اس کا ترجمہ یوں فرماتے ہیں:

۵۔ ''تو فرماؤ کیا ہم اللہ کے سوا اس کو پوجیں جو ہمارا نہ بھلا کرے نہ برا''۔

دیگر تراجم کو بغور دیکھیں تو معلوم ہوگا کہ یہاں اصل مقصد سے ہٹ کر معنی و مفہوم کو ہی بدل دیا گیا ہے یہاں ''الدعو'' کا معنی و مقصد عبادت کے ہیں نہ کہ پکارنے کے یا دعا کرنے کے مگر دیگر تراجم میں یہاں پکارنے سے مراد لیا گیا جو غلط ہے کیونکہ مذکورہ آیت میں بتوں کی عبادت کرنے کا رد کرنا مذکور ہے مگر ان مترجم حضرات نے انتہائی چالاکی کا مظاہرہ کرتے ہوئے اس آیت مبارکہ انبیاء کرام وحضرات اولیاء کے حق میں چسپاں کرنے کی مذموم کوشش کی کہ ان سے مدد مانگنا انہیں مصیبت میں پکارنا ناجائز ہے کیونکہ یہ نفع ونقصان کے مالک نہیں (معاذ اللہ) حالانکہ حق یہ ہے کہ یہ آیت بتوں کے حق میں نازل ہوئی لہٰذا یہاں مراد پکارنا نہیں بلکہ عبادت مقصود ہے جیسا کہ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ نے اس کا ترجمہ فرمایا کہ کیا ہم اللہ کے سوا اس کو پوجیں جو ہمارا نہ بھلا کرے نہ برا'' لہٰذا یہاں الدعو کو معنی پکارنا سراسر غلط ہے جس کی تائید تفسیر

مدارک نے ہوتی ہے کہ اس آیت کا سبب نزول بیان فرمایا کہ حضرت ابوبکر صدیق
رضی اللہ عنہ کے بیٹے عبدالرحمٰن جب ایمان نہیں لائے تھے اپنے والد مکرم کو بھی بت پرستی کی
دعوت دیتے تھے تو اس وقت یہ حکم ہوا کہ تم کہو کہ کیا ہم اس اللہ جو نفع ونقصان کا مالک
ہے کے غیر کی عبادت کریں جن کی عبادت کرنا منفع نہیں اور ان کی عبادت کو چھوڑ
نقصان نہیں تو ہم ان کی عبادت کیوں کریں۔

تفسیر جلالین بھی اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کے اس ترجمہ کی تائید کرتی
ہے فرمایا کیا ہم اللہ کے غیر کی عبادت کریں جن کی عبادت نفع نہیں دیتی اور جن کی
عبادت کو چھوڑنا نقصان نہیں پہنچاتا وہ اللہ کے غیر کیا ہیں؟ وہ بت ہیں۔

معلوم ہوا کہ یہاں الدعو بمعنی عبادت کے ہے نہ کہ پکارنے کے۔

تفسیر کبیر بھی اسی بات کی تائید کرتی ہے۔ مذکورہ ہوا اس آیت سے بتوں
کی عبادت کرنے والوں کا رد مقصود ہے اور یہ آیت اس سے پہلی قل انی
نهيت الخ کی تاکید ہے کیونکہ وہاں یعنی لدعون بمعنی تعبدون ہے اور اعبد صراحتاً
بمعنی عبادت کے موجود ہے پس اسی وجہ سے کہا کہ ہم اللہ جو نفع ونقصان کا مالک ہے
اس کے غیر کی عبادت کریں جو نفع وضرر پر قادر نہیں۔ مذکورہ تمام تفاسیر معتبرہ کی
عبادت سے روز روشن کی طرح واضح ہو گیا کہ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ
علیہ کا ترجمہ یہی صحیح ترین ترجمہ ہے جو آیت کے معنی ومفہوم مقصود ومطلوب کے عین
مطابق ہے۔

۳۸۔ فَلَمَّا جَنَّ علیه اللیل رأی کوکباً قَالَ هٰذَا رَبِّی فَلَمَّا رَاٰی القمر
بازغًا قال هٰذا رَبِّی O فلمّا رأی الشمس بازغةً قال هٰذا رَبِّی
هٰذا اکبر O (پ ۷ ع ۹)

ا۔ ترجمہ: ''تو معلوم ہوا کہ جب رات ابراہیم چھا گئی انہوں نے ایک تارا کو دیکھا

بولے یہی میرا پروردگار ہے پھر جب چاند کو دیکھ چمکتے ہوئے تو بولے یہی میرا پروردگار ہے پھر جب سورج کو چمکتے ہوئے دیکھ تو بولے یہی میرا پروردگار ہے۔" (عبدالماجد)

"پھر جب اندھیرا کر لیا اس پر رات نے' دیکھا اس نے ایک ستارہ بولا یہ ہے میرا رب' پھر جب دیکھ چاند چمکتا ہوا بولا یہ ہے میرا رب' پھر جب دیکھا سورج جھلکتا ہوا' بولا یہ ہے میرا رب سے بڑا۔" (محمود الحسن)

"پھر جب اندھیری آئی اس پر رات دیکھا ایک تارا بولا یہ ہے رب میرا پھر جب دیکھا چاند چمکتا ہوا بولا یہ ہے رب میرا' پھر جب دیکھا سورج جھلکتا بولا یہ ہے رب میرا یہ رب سب سے بڑا" (عبدالقادر)

"پھر جب رات کی تاریکی ان پر چھا گئی تو انہوں نے ایک ستارہ دیکھا آپ نے فرمایا کہ یہ میرا رب ہے پھر چاند کو چمکتا ہوا دیکھا تو فرمایا کہ یہ میرا رب ہے پھر جب آفتاب کو دیکھا تو فرمایا کہ یہ میرا رب ہے۔"
(اشرف علی تھانوی)

"چنانچہ جب رات اس پر طاری ہوئی تو اس نے ایک تارا دیکھا کہا یہ میرا رب ہے۔ پھر جب چاند چمکتا نظر آیا تو کہا یہ ہے میرا رب' پھر جب سورج کو روشن دیکھا تو کہا یہ میرا رب۔" (مودودی)

"یعنی جب رات نے دن کو (پردہ تاریکی سے) ڈھانپ لیا تو (آسمان میں) ایک ستارا نظر پڑا کہنے لگے یہ میرا پروردگار ہے پھر جب سورج کو کہ جگمگا رہا ہے تو کہنے لگے یہ میرا پروردگار ہے یہ سب سے بڑا ہے۔"
(فتح محمد جالندھری)

جبکہ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ اس کا ترجمہ یوں فرماتے ہیں کہ

۷۔ ''پھر جب ان پر رات کا اندھیرا آیا ایک تارا دیکھا بولے اسے میرا رب ٹھہراتے ہو۔ پھر جب ان چاند چمکتا دیکھا بولے اسے میرا رب بتاتے ہو پھر جب سورج جگمگاتا دیکھا بولے اسے میرا رب کہتے ہو یہ تو ان سب سے بڑا ہے''۔

دیگر تراجم کو دیکھیں تو یہ وہم پیدا ہو رہا ہے کہ حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام نے گویا ستارہ کو بھی کہا یہ ہے رب میرا اور چاند کو بھی اپنا رب کہا اور سورج کو بھی کہا یہ میرا رب ہے سب سے بڑا (معاذ اللہ) بلاشک وشبہ یہ شرکیہ جملہ ہے اور اس بات میں بھی کوئی شک وشبہ نہیں کہ جمیع حضرات انبیاء کرام علیہم السلام شرک سے پاک ہیں لہٰذا تراجم انتہائی بدعقیدگی گستاخی و بے ادبی پر مبنی ہیں اور انہیں پڑھنا دائرہ اسلام سے خارج ہو جانے کا سبب بھی بن سکتا ہے جبکہ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ کا ترجمہ شان انبیاء کو اجاگر کرنا اور عصمت حضرات انبیاء کا محافظ و پاسدار ہے کیونکہ جو اپنے رب کو نہ پہچانتا ہو وہ نبی کیسے ہو سکتا ہے مگر دیگر تراجم سے یوں لگتا ہے کہ گویا ابراہیم علیہ السلام چاند سورج تاروں کو اپنا رب جانتے تھے آیت مذکورہ میں تو حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کی اپنی قوم کو تبلیغ اور اللہ کی وحدانیت پر دلیل قائم ہے اور ستارہ پرستوں، چاند پرستوں اور سورج پرستوں کے رد کرنے کا ذکر ہے کہ جب ستارہ چھپ گیا آپ علیہ السلام نے اپنی قوم کو سمجھایا کہ اسے میرا خدا ٹھہراتے ہو اسی طرح چاند اور سورج کے چھپنے پر فرمایا کہ میرا خدا کہتے ہو یہ کس طرح خدا ہو سکتے ہیں یہ تو خود کسی کے تابع ہیں میرا رب تو وہ ہے جو کسی کا تابع نہیں بلکہ سب اس کے تابع ہیں۔

علامہ رازی رحمۃ اللہ نے بھی اس بات کے حق میں کافی دلائل قائم کیے جن میں سے ایک حسب حال یہ کہ آپ رحمۃ اللہ فرماتے ہیں کہ ''ابراہیم علیہ السلام'' اپنی قوم سے جو کلام فرما رہے ہیں اس واقعہ سے پہلے بھی اپنے رب کو جانتے تھے کیونکہ آپ

اپنے چچا آذر اور قوم کو پہلے ہی بت پرستی سے روکا اور فرمایا کہ تم بت پرستی کر رہے ہو میں تمہیں اور تمہاری قوم کو کھلی گمراہی میں دیکھ رہا ہوں اور یہ اسی وقت ممکن ہے جب خود رب کو پہچانتے ہوں'' آپ کا یہ کلام ان لوگوں کو ہدایت پر لانے کے لئے تھا'' یہ بات روز روشن کی طرح بخوبی واضح ہوگئی کہ چنانچہ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمتہ اللہ علیہ کا ترجمہ وتفاسیر قدیمہ ومعتبرہ کے مطابق ہے جبکہ دیگر تراجم اس غلط عقیدے کا پرچار کرتے دکھائی دیتے ہیں کہ (معاذ اللہ ثم معاذ اللہ) حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ستارہ' چاند یا سورج کے رب ہونے کا اقرار کیا' جو منصب نبوت کے بالکل خلاف ہے۔

۳۹۔ اِنَّ کَیْدِیْ مَتِیْنٌ ۔ (پ۹' ع۲۳)

ا۔ترجمہ: ''بے شک میرا داؤ پکا ہے۔'' (محمود الحسن)

۲۔ ''میری چال کا کوئی توڑ نہیں۔'' (مودودی)

۳۔ ''تحقیق مکر میرا مضبوط ہے۔'' (رفیع الدین)

۴۔ ''بے شک میرا داؤ پکا ہے۔'' (عبد القادر)

جبکہ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ اس کا ترجمہ یوں فرماتے ہیں:

۵۔ ''بے شک میری خفیہ تدبیر بہت پکی ہے۔''

اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کا ترجمہ شان ربوبیت کے لئے مناسب ترین ترجمہ ہے کیونکہ اللہ عزوجل کی ذات عالی تمام ترعیوب سے پاک ہے لہٰذا اس کی طرف داؤ' مکر' چالبازی کی نسبت کرنا سراسر گستاخی و بے ادبی ہے اور اس کی بارگاہ میں بڑی بے باکی و جرأت ہے دیگر تراجم میں اسی بے باکی و گستاخی و بے ادبی کا مظاہرہ کیا گیا ہے۔

آیت میں ذکر کیا گیا کہ جو لوگ اللہ عزوجل آیات کو جھٹلاتے ہیں تو وہ ہم انہیں مہلت دیتا ہے یہ مہلت دینا اس کی خفیہ تدبیر ہے کہ جب مہلت پا کر یہ مقام

ہلاکت میں داخل ہونگے تو اللہ عزوجل ان کی پکڑ فرمائے گا اور یہ پکڑ بڑی سخت ہوگی۔

تفسیر مدارک بھی اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کے اس ترجمہ کی تائید کرتی ہے فرمایا ''معنی یہ ہے کہ میری پکڑ سخت ہوگی چونکہ ظاہراً مہلت دینے میں احسان اور حقیقت میں رسوائی اسی وجہ سے اسے اس کو کید سے مشابہت ہے لہٰذا اس گرفت کو کید سے تعبیر کیا گیا ہو۔

چنانچہ معلوم ہوا کہ یہاں اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کا ترجمہ ہی صحیح ترین موزوں ترین ہے۔

۴۰۔ قل لآ املك لنفسي نفعاً ولا ضرا ۔ (پ۹ ع ۲۴)

۱۔ترجمہ: ''آپ کہہ دیجئے کہ میں اپنی ہی ذات کے لئے کسی نفع کا اختیار نہیں رکھتا اور نہ کسی ضرر کا۔'' (عبدالماجد)

۲۔ ''اے نبی ان سے کہو کہ میں اپنی ذات کے لئے کسی نفع اور نقصان کا اختیار نہیں رکھتا۔'' (مودودی)

۳۔ ''تو کہہ دے کہ میں مالک نہیں اپنی جان کے بھلے اور نہ برے کا۔'' (محمود الحسن)

۴۔ ''کہہ دو کہ میں اپنے فائدے اور نقصان کا کچھ بھی اختیار نہیں رکھتا۔'' (فتح محمد)

۵۔ ''آپ کہہ دیجئے کہ میں خود اپنی ذات خاص کے لئے کسی نفع کا اختیار نہیں رکھتا اور نہ کسی ضرر کا۔'' (اشرف علی تھانوی)

جبکہ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ اس کا ترجمہ یوں بیان فرماتے ہیں:

۶۔ ''تم فرماؤ میں اپنی جان کے بھلے اور برے کا خود مختار نہیں۔''

یہاں بھی اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کا ترجمہ ہی صحیح عقیدے پر مبنی

درست ترین ترجمہ ہے کیونکہ مذکورہ آیت میں ذاتی ملکیت کی نفی ہے عطائی ملکیت نہیں یعنی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشاد کا مقصود و مفہوم یہاں یہ ہے کہ میں اللہ تعالیٰ کی مشیت سے اس کی عطا سے مالک ہوں۔ ورنہ بغیر اس کی عطا کے ذاتی طور پر اپنی جان کے نفع ونقصان کا مالک نہیں۔ تفسیر کبیر سے بھی اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ کے ترجمہ کی تائید ہوتی ہے فرماتے ہیں ''مراد یہ ہے کہ میں خود بغیر مشیت ایزدی اور اس کی قدرت کے عطائے نفع و خدا کا مالک نہیں۔ مقصود اس کلام سے یہ ہے کہ بغیر اللہ تعالیٰ کے قدرت عطا کرنے کے میں کسی چیز پر قادر نہیں۔ چنانچہ معلوم ہوا کہ سرکار ذی وقار دو عالم کے مالک و مختار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ذاتی طور پر قدرت و ملکیت نہیں رکھتے بلکہ اللہ عزوجل کی عطا سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قدرت و ملکیت تصرفات و اختیار رکھتے ہیں اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ کا ترجمہ اسی عقیدے کا ترجمان ہے۔

۴۱۔ اذا خرجه الّذين كفروا ۔ (پ۱۰،ع۱۲)

۱۔ ترجمہ: ''جس وقت اس کو نکالا تھا اس کو کافروں نے۔'' (محمود الحسن)

۲۔ ''جس وقت اس کو نکالا کافروں نے'' (عبد القادر)

۳۔ ''جب کافروں نے اسے نکال دیا تھا'' (مودودی)

۴۔ ''جب ان کو کافروں نے گھروں سے نکال دیا'' (فتح محمد)

۵۔ ''جب ان کو کافروں نے وطن سے نکال دیا تھا۔'' (عبد الماجد)

جبکہ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ اس کا ترجمہ یوں بیان فرماتے ہیں۔

۶۔ ''جب کافروں کی شرارت سے انہیں باہر تشریف لے جانا ہوا۔''

یہاں نبی کریم رؤف الرحیم رضی اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے واقعہ ہجرت مذکور ہوا۔ غور طلب بات یہ ہے کہ دیگر تراجم کو دیکھیں تو ادب واحترام سے کوسوں دور دکھائی دیتے ہیں۔ جبکہ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ کا ترجمہ ادب واحترام سے معطر ہے واقعہ

یہ ایک ہی ہے مگر جن کے دل تعظیم مصطفیٰ سے خالی اور عشق و عقیدت نے محروم ہو
انہیں بے ادبانہ الفاظ ہی سوجھتے ہیں اس کے برخلاف جن کے قلوب عشق مصطفیٰ ﷺ
کی شمع سے روشن ہیں وہ اپنے آقا و مولیٰ ﷺ کو اس الفاظ سے ہی نسبت کرتے ہیں
عشق و محبت، تعظیم و ادب، عقیدت و احترام پر مبنی ہوں چنانچہ عاشق ماہ رسالت ا
حضرت فاضل بریلوی رحمتہ اللہ علیہ کا ترجمہ اسی عشق و محبت تعظیم و ادب عقیدت
احترام کے جلوے بکھیر رہا ہے۔

۴۲۔ **فیسخرون منھم سخر اللہ منھم ۔ (پ۱۰،ع۱۰)**

۱۔ترجمہ: ''سو ان سے یہ تمسخر کرتے ہیں اللہ ان سے تمسخر کرتا ہے۔'' (عبدالماجد)

۲۔ ''اور ان لوگوں کا مذاق اڑاتے ہیں جن کے پاس (راہ خدا میں دینے کے
لئے) اس کے سوا کچھ نہیں ہے جو وہ اپنے اوپر مشقت برداشت کر کے
دیتے ہیں۔ اللہ ان مذاق اڑانے والوں کا مذاق اڑاتا ہے۔'' (مودودی)

۳۔ ''پھر ان پر ٹھٹھے کرتے ہیں اللہ نے ان سے ٹھٹھا کیا ہے۔'' (محمود الحسن)

جبکہ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ اس کا ترجمہ یوں بیان فرماتے ہیں:

۴۔ ''تو ان سے ہنستے ہیں تو ان سے ہنسی کی سزا دے گا۔''

بلاشک و شبہ اللہ عزوجل کے لئے اس قسم کے الفاظ کہ اللہ تمسخر کرتا ہے یہ اللہ
مذاق اڑاتا ہے، اللہ نے ٹھٹھا کیا اس کی اعلیٰ و ارفع شان میں سخت بے ادبی و گستاخی
ہے دیگر تراجم میں اسی قسم کا بے ادبانہ و گستاخانہ الفاظ استعمال کئے گئے جو سخت قابل
گرفت ہیں جبکہ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کا ترجمہ تعظیم و ادب پر مبنی پاکیزہ
ترجمہ ہے جس میں شان الوہیت کا لحاظ رکھا گیا اور حضرت حق کی ردائے عزت و جلال
کی محافظت بھی کی گئی تفسیر مدارک و جلالین سے بھی اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ
کے ترجمہ کی تائید ہوتی ہے کہ ''ان کو اللہ تعالیٰ ان کے تمسخر کی جزا دے گا'' جلالین نے

حاشیہ میں بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ کی مسخریت کی تفسیر جزاء سے کی گئی ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ ٹھٹھا کرنے سے پاک ہے۔ ثابت ہوا کہ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی کا ترجمہ درست ترین ترجمہ ہے جبکہ اس کے مقابلے میں دیگر تراجم نے ایمان کو بگاڑنے میں کوئی کسر نہ اٹھا رکھی۔

۴۳۔ ثم استویٰ علی العرش . (پ ۱۱ ع ۱)

۱۔ ترجمہ: ''پھر تخت سلطنت پر جلوہ گر ہوا۔'' (مودودی)

۲۔ ''پھر قائم ہوا اوپر عرش کے۔'' (رفیع الدین)

۳۔ ''پھر قائم ہوا عرش پر۔'' (محمود الحسن)

۴۔ ''پھر عرش پر قائم ہوا۔'' (اشرف علی تھانوی)

۵۔ ''پھر تخت (شاہی) پر قائم ہوا۔'' (فتح محمد)

۶۔ ''پھر قائم ہوا عرش پر۔'' (عبدالقادر)

جبکہ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ اس کا ترجمہ یوں بیان فرماتے ہیں:

''پھر عرش پر استواء فرمایا''۔

اس آیت کریمہ کے ظاہر پر معنی رکھنا نہ صرف یہ کہ درست نہیں بلکہ ممکن بھی نہیں کیونکہ یہ ان آیات میں سے ہے جن کے معنی جو ظاہراً نظر آتے ہیں ان سے حقیقی اصل مقصد مراد نہیں ہوتا بلکہ ان آیات کے ظاہری معنی تو معلوم ہو جاتے ہیں مگر اس کا حقیقی مقصد معلوم نہیں ہوتا جیسا کہ دیگر تراجم سے ظاہر ہے کہ ہر مترجم نے اپنے اپنے طور پر فقط ظاہری معنی ہی مراد لئے جو انتہائی غلط ہے اور اس کے سبب پڑھنے والا یہی سمجھے گا کہ اللہ عزوجل نے عرش پر قیام فرمایا حالانکہ ایسا کہنا یا سمجھنا اللہ عزوجل کی شان کے لائق نہیں۔ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے جو ترجمہ فرمایا بلا شک وشبہ آپ کی علمی وفقہی قابلیت کی منہ بولتی تصویر ہے۔

بے شک اللہ عزوجل کسی جگہ متمکن ہونے یا قرار پکڑنے سے پاک ہے لہٰذا اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے یہاں ترجمہ فرماتے ہوئے اللہ عزوجل کی اعلیٰ و ارفع شان کو پیش نظر رکھتے ہوئے ایسا ترجمہ فرمایا جو فقہی اعتبار سے صحیح ترین اور اللہ عزوجل کی شان کے لائق ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے اس ترجمہ کی تائید تفاسیر معتبرہ سے بھی ہوئی ہے جیسا کہ جلالین میں مذکور ہے "رسوا" فرمایا جو اس کی شان کے لائق ہے۔"

اسی قسم کی بات تفسیر کبیر میں بھی درج ہے کہ "یہ آیت ظاہر پر محمول نہیں ہو سکتی کہ یہ معنی لیا جائے کہ عرش پر قیام پکڑا یا قیام کیا"

معلوم ہوا کہ مذکورہ آیت مبارکہ کو ظاہر پر رکھنا ممکن نہیں لہٰذا اس سے مراد یہ ہے کہ اللہ عزوجل کا استواء عرش پر بلا کیف ہے چنانچہ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کا ترجمہ ہی درست ترین ترجمہ ہے۔

۴۴۔ قل اللہ اسرعُ مکرًا ۔ (پ۱۱ ع۳)

۱۔ ترجمہ: "کہہ دے اللہ سب سے جلد بنا سکتا ہے حیلے۔" (محمود الحسن)

۲۔ "تو کہہ اللہ سب سے جلد بنا سکتا ہے حیلہ۔" (عبدالقادر)

۳۔ "کہہ دو خدا بہت جلد حیلہ کرنے والا ہے۔" (فتح محمد)

۴۔ "اللہ بہت کرنے والا ہے مکر۔" (رفیع الدین)

۵۔ "ان سے کہو اللہ اپنی چال میں تم سے زیادہ تیز ہے۔" (مودودی)

جبکہ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ اس کا ترجمہ یوں فرماتے ہیں:

۶۔ "فرمادو اللہ کی خفیہ تدبیر سب سے جلد ہوتی ہے۔"

بلا شک وشبہ "مکر" حیلے" چال وغیرہ جیسے الفاظ ہرگز ہرگز اللہ عزوجل کی شان کے لائق نہیں ایسے الفاظ کی اللہ عزوجل سے نسبت کرنا بارگاہ الٰہی میں سخت بے ادبی و گستاخی ہے لہٰذا دیگر تراجم ہرگز پڑھے جانے کے لائق نہیں جبکہ اعلیٰ حضرت فاضل

بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کا ترجمہ اللہ عزوجل کی شان کے لائق ہے اللہ عزوجل مکر وفریب سے پاک ہے لہذا اس کے لئے خفیہ تدبیر کا استعمال ہی درست ترین ترجمہ ہے۔

۴۵۔ قال یقوم ھٰؤلآء بناتی ھن اطھر لکم . (پ۱۲، ع۱۳)

۱۔ترجمہ: ''ان سے کہو بھائیو یہ میری بیٹیاں موجود ہیں یہ تمہارے لئے پاکیزہ ہیں۔''
(مودودی)

۲۔ ''کہا اے قوم میری یہ ہیں بیٹیاں میری وہ بہت پاکیزہ واسطے تمہارے۔''
(رفیع الدین)

۳۔ ''بولا، اے قوم یہ میری بیٹیاں حاضر ہیں یہ پاک ہیں تم کو ان سے۔''
(محمود الحسن)

۴۔ ''لوط فرمانے لگے کہ اے میری قوم یہ میری بیٹیاں موجود ہیں وہ تمہارے لئے خاص ہیں۔'' (اشرف علی تھانوی)

۵۔ ''بولے اے میری قوم یہ میری بیٹیاں (بھی تو موجود ہیں) یہ تمہارے حق میں پاکیزہ ہیں۔'' (عبدالماجد دریا آبادی)

۶۔ ''بولا، اے قوم یہ میری بیٹیاں حاضر ہیں یہ پاک تم کو ان سے۔''
(عبدالقادر)

جبکہ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ اس کا ترجمہ یوں فرماتے ہیں:

۷۔ ''کہا اے قوم یہ میری قوم کی بیٹیاں ہیں یہ تمہارے لئے ستھری ہیں۔''

غور کریں کہ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی کا ترجمہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان کے لائق ہے سوال پیدا ہوتا ہے کہ کس طرح یا تو آیئے سمجھتے ہیں مذکورہ مقام پر لوط علیہ سلام کا ذکر کیا جارہا ہے کہ آپ علیہ السلام کی قوم مردوں کے ساتھ بدفعلی میں مبتلا تھی چنانچہ آپ علیہ السلام نے انہیں اس مقام پر سمجھانے کے لئے فرمایا کہ اے میری قوم یہ میری قوم

کی بیٹیاں یعنی تمہاری عورتیں تمہارے لئے ستھری ہیں ان سے مجامعت کرنا تمہارے
لئے حلال ہے آپ علیہ السلام نے یہاں یہ نہیں فرمایا یہ میری اپنی اصلی بیٹیاں ہیں تمہارے
لئے حلال ہیں (معاذ اللہ) کیونکہ آپ علیہ السلام کی قوم کافر تھی لہٰذا آپ اپنی بیٹیاں
ان کے نکاح میں کیسے دے سکتے تھے دوسرے یہ کہ آپ کی صرف دو بیٹیاں تھیں
پوری قوم کے لئے آپ اپنی دوصاحبزادیوں کے متعلق کیونکر ارشاد فرما سکتے تھے۔ یقیناً
یہ بات نبی کی شان کے لائق نہیں جبکہ دیگر تراجم سے یہی عقائد ملتا ہے کہ معاذ اللہ لوط
علیہ السلام نے اپنی بیٹیاں اپنی قوم کے لئے حلال فرمادی تھیں۔ (معاذ اللہ)

جبکہ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ اس کا ترجمہ نبی علیہ السلام کی شان کے لائق
ہے آپ علیہ السلام کی ترجمہ کی تائید دیگر تفاسیر قدیمہ سے بھی ہوتا ہے جیسا کہ علامہ
رازی رحمۃ اللہ علیہ اپنی تفسیر کبیر میں فرماتے ہیں کہ لوط علیہ السلام کی اس کلام کے متعلق مجاہد اور سفیان
بن جبیر نے کہا ہے کہ اس سے مراد آپ کی امت کی عورتیں مراد ہیں اس لئے کہ وہ
آپ کی بیٹیاں ہی تھیں ان کو اپنی طرف قبول دعوت اور متعابوت کی وجہ سے منسوب
کیا۔ آپ ان کے نبی تھے اور نبی اپنی امت کا باپ ہوتا ہے کیونکہ قرآن پاک میں آیا
ہے "نبی کی بیبیاں ان کی مائیں ہیں" لہٰذا نبی ان کے باپ ہوئے۔ یہی قول میرے
نزدیک مختار ہے اور اس قول کے مراد ہونے پر کئی وجوہ دال ہیں۔

پہلی وجہ یہ ہے کہ انسان کا اپنی بیٹیوں کو اوباشوں اور فاسقوں اور فاجروں پر
پیش کرنا یہ بہت بعید ہے اہل مروت کے لائق نہیں اکابر انبیاء یہ کام کیسے کر سکتے
ہیں۔ دوسری وجہ یہ ہے کہ آپ کی اپنی حقیقی بیٹیاں اتنی بڑی جماعت کو کافی نہیں ہو سکتی
تھیں البتہ امت کی عورتیں ان تمام کو کافی ہو سکتی تھیں۔

اس تفسیر کی وضاحت کے بعد یہ بات روز روشن کی طرح ظاہر ہوگئی کہ اعلیٰ
حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کا ترجمہ تفاسیر قدیمہ اور ان میں راجح و مرجوح اقوال کے

مبین مطابق ہے اور تمام تراجم پر فوقیت رکھتا ہے۔

۴۶۔ انّ ابانا لفی ضلٰل مبین ۔ (پ۱۲، ع۲)

۱۔ ترجمہ: ''بے شک ہمارے باپ تو بالکل بہک گئے ہیں۔'' (عبدالماجد)

۲۔ ''کچھ شک نہیں کہ ابا صریح غلطی پر ہیں۔'' (فتح محمد)

۳۔ ''تحقیق باپ ہمارا البتہ بیچ غلطی ظاہر کے ہے۔'' (رفیع الدین)

۴۔ ''البتہ ہمارا باپ صریح خطا پر ہے۔'' (محمود الحسن)

۵۔ ''البتہ ہمارا باپ خطا میں ہے صریح۔'' (عبدالقادر)

۶۔ ''واقعی ہمارے باپ کھلی غلطی میں ہیں۔'' (اشرف علی تھانوی)

۷۔ ''سچی بات یہ ہے کہ ہمارے ابا جان بالکل ہی بہک گئے ہیں۔'' (مودودی

جبکہ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ اس کا ترجمہ یوں فرماتے ہیں:

۸۔ ''بے شک ہمارے باپ صراحۃً ان کی محبت میں ڈوبے ہوئے ہیں۔''

تراجم کا موازنہ کریں تو ہر ذی شعور مسلمان یہی کہے گا کہ صرف اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ کا ترجمہ ہی ادب واحترام پر مبنی ترجمہ ہے اور فقہی اعتبار سے بھی آپ رحمۃ اللہ کا ترجمہ ہی درست ترین ترجمہ ہے۔ مذکورہ آیت میں حضرت یعقوب علیہ السلام کے بیٹوں کے کلام کا ذکر ہے کہ وہ اپنے والد ماجد کو یوسف علیہ السلام کی محبت میں وگرفتہ دیکھتے جس پر انہوں نے یہ کہا مگر دیگر تراجم سے یہ وہم ہو رہا ہے کہ انہوں نے اپنے والد کو بہک گئے' خطا پر ہیں' غلطی پر ہیں جیسے الفاظ سے منسوب کیا جو کسی طرح بھی نہ ہی یعقوب علیہ السلام کے شایان شان ہیں نہ ہی ان کے بیٹوں کی شان کے لائق کیونکہ آپ علیہ السلام کے تمام بیٹے مومن تھے اور نبی پر طعن کرنا' ان کی مذمت کرنا کفر ہے پھر نبی اگر باپ بھی ہو تو باپ ہونے کا حق اور ان کا ادب و تعظیم بڑھ جائے گا پھر آپ علیہ السلام کے بیٹوں سے اس کفر و گستاخی کا تصور بھی بھلا کیسے ممکن ہے۔ لہٰذا یہاں ضلل مبین کا ترجمہ

وہی درست ہے جو اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے کیا آپ کی تائید تفسیر کبیر سے بھی ہوتی ہے اس میں مذکور ہے کہ مذکورہ آیت میں راہ راستہ اور حق سے دوری کو خلل سے تعبیر نہیں کیا۔ ''یعنی یعقوب علیہ السلام کے بیٹوں کا مقصد یہی تھا کہ ہمارے والد یوسف علیہ السلام کی محبت میں ڈوبے ہیں اس لئے ہماری طرف توجہ کم کرتے ہیں چنانچہ معلوم ہوا کہ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کا ترجمہ ادب و احترام پر مبنی عصمت انبیاء کی محافظت کرنے والا ترجمہ ہے جبکہ دیگر تراجم صراحتہً بے ادبی و گستاخی پر مبنی۔

۴۷۔ ولقد همّت بہٖ وهم بها لَو لآ ان رّاٰی برهان ربہٖ ۔ (پ۱۲۔ ع۳)

۱۔ ترجمہ: ''اور البتہ عورت نے فکر کیا اس کا اور اس نے ذکر کیا عورت کا۔ اگر نہ ہوتا یہ کہ دیکھتے قدرت رب اپنے کی۔'' (محمود الحسن)

۲۔ ''اور اس عورت نے ان کا قصد کیا اور انہوں نے اس کا قصد کیا اگر وہ اپنے پروردگار کی نشانی نہ دیکھتے۔'' (فتح محمد)

۳۔ ''اور تحقیق قصد کیا اس عورت نے ساتھ یوسف کے اور قصد کیا یوسف کے ساتھ اس کے اگر نہ دیکھ لیتا دلیل اپنے رب کی۔'' (رفیع الدین)

۴۔ ''اور البتہ عورت نے فکر کی اس اور اس نے فکر کی عورت کی'' اگر نہ ہوتا یہ کہ دیکھی قدرت اپنے رب کی۔'' (عبدالقادر)

۵۔ ''اور اس عورت کے دل میں تو ان کا خیال جم ہی رہا تھا اور ان کو بھی اس عورت کا کچھ کچھ خیال ہو چلا تھا۔'' (اشرف علی تھانوی)

۶۔ ''اور اس (عورت) کے دل میں ان کا خیال جم ہی رہا تھا اور انہیں بھی اس (عورت) کا خیال ہو چلا تھا اور اگر اپنے پروردگار کی دلیل کو نہ دیکھ لیا ہوتا۔'' (عبدالماجد)

جبکہ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ اس کا ترجمہ یوں فرماتے ہیں:

۷۔ "بے شک عورت نے اس کا ارادہ کیا اور وہ بھی عورت کا ارادہ کرتا اگر اپنے رب کی دلیل نہ دیکھ لیتا۔"

یہاں حضرت یوسف علیہ السلام کا ذکر ہو رہا ہے کہ جب عزیز مصر کی بیوی زلیخا نے انہیں کمرے میں بند کر کے اپنی خواہش کو پورا کروانے کا ارادہ کیا تو یوسف علیہ السلام نے اللہ کی پناہ چاہی اور اس سے براۃ کا اظہار کیا اور کسی قسم کی بری خواہش کا ارادہ نہ کیا۔ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کا ترجمہ اس معنی و مقصود کو ظاہر کر رہا ہے اور صدامۃ علیہ السلام کی شان بیان کر رہا ہے کہ آپ علیہ السلام نے اپنے رب کی دلیل دیکھی اور اس عورت کا کوئی ارادہ نہ کیا۔ لیکن اس کے برخلاف دیگر تراجم کا جائزہ لیں تو ان تمام تراجم سے یہی تاثر ملتا ہے کہ جس طرح عورت نے آپ علیہ السلام کا ارادہ کیا اسی طرح آپ علیہ السلام نے بھی اس عورت کا ارادہ کیا (معاذ اللہ ثم معاذ اللہ) اور یہ ہرگز ہرگز کسی نبی کی شان کے لائق نہیں کہ وہ اپنی خواہش نفسانی کو ناجائز جگہ جائز طریقے پر پورا کرے حتیٰ کہ یہ بھی نبی کی شان سے بعید ہے کہ نبی کسی ادنیٰ سی برائی کا ارادہ بھی کرے یا دل میں خیال بھی لائے کہ یہ بھی عصمت انبیاء علیہم السلام کے منافی ہے۔

دیگر تفاسیر قدیمہ سے بھی یہی واضح ہوتا ہے کہ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کا ترجمہ جوزینت ترین اور مقصد کو صحیح طور پر واضح کرتا ہوا ترجمہ ہے۔ تفسیر کبیر میں علامہ رازی کہتے ہیں اس کا خلاصہ ہے بے شک حضرت یوسف علیہ السلام برے اعمال اور ناپاک ارادوں سے پاک ہیں یہی قول محققین و مفسرین اور متکلمین کا ہے ہم بھی اس کے قائل ہیں اور اس کی حمایت کرتے ہیں اور اس پر جو اعتراضات وارد ہوتے ہیں ان کو منافع کرتے ہیں ایک جلیل القدر رسول کی طرف اس قسم کے گناہ کو کیسے منسوب کیا جا سکتا ہے اللہ عزوجل نے ان کے پاک ہونے کی گواہی دی تو مسلمانوں کو اس میں توقف کرنے کا کوئی حق حاصل نہیں۔ جو جہلاء یوسف علیہ السلام کی اس برائی

ارادہ برائی) کی طرف نسبت کرتے ہیں اگر وہ اللہ کے دین کے مطیع ہیں وہ اس شہادت قبول کرلیں جو اللہ نے آپ کی پاکدامنی پر دی ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو مخلصین میں سے ہونے کی شہادت دی اور فرمایا" بے شک وہ (یوسف علیہ السلام) میرے مخلص بندوں میں سے ہیں لہٰذا ہم یہ تسلیم ہی نہیں کرتے کہ یوسف علیہ السلام نے برائی کا ارادہ کیا ہو یا کچھ خیال کیا ہو۔

معلوم ہوا کہ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کا ترجمہ راجح اقوال کے عین مطابق ہے جس میں شان نبوت کی پاسداری اور عصمت نبی علیہ السلام کی محافظت کا خیال رکھا گیا ہے۔

۴۸۔ کذالک کدنا لیوسف ۔ (پ۱۲،ع۹)

ا۔ ترجمہ: "یوں داؤ بتادیا ہم نے یوسف کو۔" (عبدالقادر)

۲۔ "یوں داؤ بتادیا ہم نے یوسف کو۔" (محمود الحسن)

جبکہ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ اس کا ترجمہ یوں فرماتے ہیں:

"ہم نے یوسف کو یہی تدبیر بتائی۔"

اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کا ترجمہ ملاحظہ فرمائیں تو بخوبی واضح ہو جائے گا کہ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے شان الوہیت کا پورا پورا لحاظ فرمایا۔ جبکہ دیگر تراجم میں اللہ عزوجل کے لئے داؤ کا لفظ استعمال کیا گیا جو کہ ہرگز ہرگز اس کی شان کے لائق نہیں۔ اس مقام پر کید کا حقیقی معنی مراد لینا شان الوہیت کے منافی ہے لہٰذا اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے یہاں کید کے مجازی معنی مراد لئے کیونکہ اللہ عزوجل نے داؤ دکھاتا ہے نہ سکھاتا ہے یہ اس کے حق میں محال ہے کہ خود اس پر عمل کرے یا سکھائے لہٰذا اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کا ترجمہ درست ترین اور شانِ الوہیت کا پاسدار ہے۔"

۴۹۔ انك لفی ضللك القدیم ۔ (پ۱۳۔ ع۱۱)

۱۔ترجمہ: ''تو تو اپنی اسی قدیم غلطی میں ہے۔'' (محمود الحسن)

۲۔ ''تو ہے اپنی اسی غلطی میں قدیم کی۔'' (عبدالقادر)

۳۔ ''(لوگوں نے) کہا بخدا آپ تو اپنے اسی قدیم وہم میں (مبتلا) ہیں۔'' (عبدالماجد)

۴۔ ''اس قدیم غلطی میں مبتلا ہیں۔'' (فتح محمد)

۵۔ ''تو البتہ بیچ وہم اپنے قدیم کے ہے۔'' (رفیع الدین)

۶۔ ''آپ تو اپنے اسی پرانے غلط خیال میں مبتلا ہیں۔'' (اشرف علی تھانوی)

جبکہ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمہ اللہ اس کا ترجمہ یوں بیان فرماتے ہیں:

۷۔ ''آپ اپنی اسی پرانی خودرفتگی میں ہیں۔''

جب حضرت یعقوب علیہ السلام نے فرمایا: ''مجھے یوسف علیہ السلام کی بو آ رہی ہے۔'' اس وقت آپ کے پاس موجود آپ کے گھر والوں نے یہ بات کہی۔ دیگر تراجم میں یعقوب علیہ السلام کی طرف غلطی اور خطا کی نسبت کی گئی جو ہرگز درست نہیں اور عصمت الانبیاء علیہم السلام کے منافی ہے اور ایک نبی کی شان میں گستاخی ہے جبکہ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمہ اللہ کا ترجمہ خالص ادبی و تعظیم سے معطر ترجمہ ہے اور خود یعقوب علیہ السلام کے گھر والوں کا مقصد بھی یہی تھا کہ آپ یوسف علیہ السلام کی محبت میں خود رفتہ ہیں۔ تفسیر مدارک بھی اس کی تائید کرتی ہے جس میں ہے کہ آپ حضرت یوسف علیہ السلام کی قدیم کثرت محبت میں وارفتہ ہیں۔

اور تفسیر کبیر میں ہے:

''آپ حضرت یوسف علیہ السلام کی قدیم محبت میں ہیں نہ ان کو بھولتے ہیں اور نہ ہی وہ آپ کے ذہن سے نکلتے ہیں۔''

چنانچہ واضح رہے کہ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کا ترجمہ تفاسیر قدیمہ کے مطابق اور آیت مذکورہ کے مفہوم ومقصد کو واضح کرتا ہوا ترجمہ ہے۔ یعقوب علیہ السلام کے گھر والے بھی مومن تھے اور نبی کے گھر والے جو کہ مومن بھی ہوں ان کا بھی حد درجہ تعظیم وادب رکھنا چاہئے دیگر تراجم میں مومنین کی شان وعظمت کا لحاظ نہ رکھا گیا۔ ان کے ترجمہ سے ظاہر ہوتا ہے کہ ان مومنین نے نبی کی شان وعظمت کا لحاظ نہ کیا اور ایک نبی کی طرف خطا وغلطی کی نسبت کی جو کسی مومن کی شان کے لائق نہیں چہ جائیکہ نبی کے گھر والے۔ لہٰذا یہ تراجم ہرگز درست نہیں جبکہ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کا ترجمہ حضرات انبیاء کی محافظت پر مبنی اور مومنین کی شان کے لائق ہے۔

۵۰۔ والّذین یدعون من دون اللّٰہ لا یخلقون شیاً وّھم یخلقون ۔

(پ۱۴۔ ع۳)

۱۔ ترجمہ: ''اور جن کو پکارتے ہو سوائے اللہ کے نہیں پیدا کرنے کچھ اور وہ پیدا کئے جاتے ہیں مردہ ہیں نہیں زندے اور نہیں جانتے کب اٹھائیں جائیں گے۔'' (رفیع الدین)

۲۔ ''اور جن لوگوں کو یہ خدا کے سوا پکارتے ہیں وہ کوئی چیز بھی تو نہیں بنا سکتے بلکہ خود ان کو اور بناتے ہیں وہ لاشیں ہیں بے جان' ان کو یہ بھی تو معلوم نہیں کہ اٹھائے کب جائیں گے۔'' (فتح محمد)

۳۔ ''اور وہ دوسری ہستیاں جنہیں اللہ کو چھوڑ کر لوگ پکارتے ہیں وہ کسی چیز کے بھی خالق نہیں بلکہ خود مخلوق ہیں وہ ہے نہ کہ زندہ اور ان کو کچھ معلوم نہیں ہے کہ انہیں کب (دوبارہ زندہ کر کے) اٹھایا جائے گا۔'' (مودودی)

۴۔ ''اور جن کو پکارتے ہیں اللہ کے سوا کچھ پیدا نہیں اور آپ پیدا ہوتے ہیں مردے ہیں جن میں جی نہیں اور خبر نہیں رکھتے کب اٹھائے جائیں گے۔''

(عبدالقادر)

۵۔ ''اور جن کو پکارتے ہیں اللہ کے سوا پیدا نہیں کرتے اور وہ خود پیدا کئے ہوئے ہیں۔ مردے ہیں جن میں جان نہیں اور نہیں جانتے کب اٹھائے جائیں گے۔'' (محمود الحسن)

۶۔ ''اور جن کو یہ اللہ کے علاوہ پکارتے ہیں وہ کسی کو پیدا نہیں کر سکتے اور وہ خود بھی مخلوق ہیں اور وہ مردے ہیں نہ کہ زندہ اور ان کی اتنی بھی خبر نہیں کہ (مردے) کب اٹھائے جائیں گے۔'' (عبدالماجد دریا آبادی)

جبکہ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ اس کا ترجمہ یوں فرماتے ہیں:

۷۔ ''اور اللہ کے سوا جن کو پوجتے ہیں وہ کچھ نہیں بناتے وہ خود بنائے ہوئے ہیں مردے ہیں زندہ نہیں اور انہیں خبر نہیں لوگ کب اٹھائے جائیں گے''۔

اس مقام پر دیگر مترجم حضرات نے یدعون کا ترجمہ ''پکارتے ہیں'' کیا ہے اور اس کا مقصد صرف اور صرف یہی ہے کہ اس آیت اور اس جیسی آیات کو جو کہ بتوں اور مشرکوں کے حق میں نازل ہوئیں انہیں انبیاء کرام و اولیائے عظام پر چسپاں کر سکیں یہی ان کا ایمان اور یہی ان کا مذہب ہے جو کہ باطل باطل اور باطل ہے اور اس کا ثبوت تفاسیر قدیمہ و معتبرہ ہیں جو اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کے ترجمہ کی تائید کرتی ہیں کہ ''یدعون'' سے مراد پکارنا نہیں بلکہ ''پوجنا'' ہے۔

جیسا کہ تفسیر جلالین میں ہے کہ معنی اس کا یعبدون یاتبعدون ہوگا جو لوگ عبادت کرتے پوجتے ہیں اللہ کے غیروں کو۔ یہاں غیروں سے مراد بت ہیں وہ کسی چیز کو نہیں بناتے وہ تو خود بنائے جاتے ہیں پتھروں وغیرہ سے ان کو بنایا جاتا ہے وہ مردہ ہیں یعنی ان میں روح ڈالی ہی نہیں گئی۔ وہ بت جانتے ہی نہیں کسی وقت مخلوق کو اٹھایا جائے گا ان کی عبادت کیسے کی جا سکتی ہے جبکہ معبود تو وہ ہوتا ہے جو خالق ہو ہمیشہ

ہمیشہ کے لئے زندہ ہو غیبی امور کا جاننے والا ہو لیکن بت تو ان صفات سے عاری ہیں''

تفسیر مدارک میں ہے۔ یہاں الوہیت کی نفی کی گئی ہے کیونکہ وہ خالق نہیں دائمی طور پر زندہ نہیں' وقت بعث کو جانتے نہیں یعنی وہ مردہ میں قیامت سے بے خبر ہیں ان کے مردہ ہونے کا مطلب یہ ہے کہ ان میں زندگی آئی ہی نہیں اگر وہ حقیقتاً معبود ہوتے تو پوجنے کے قابل ہوتے دائمی طور پر زندہ ہوتے ہیں''

۵۱۔ و عصٰی اٰدمُ ربّہ فغویٰ ۔ (پ۱۶۔ع۶)

ا۔ترجمہ: ''اور حکم ٹالا آدم نے اپنے رب کا پھر راہ سے بہکا۔'' (عبدالقادر)

۲۔ ''اور آدم نے نافرمانی کی اپنے رب کی پس گمراہ ہوئے۔'' (عاشق الٰہی میرٹھی)

۳۔ ''حکم ٹالا آدم نے اپنے رب کا پھر راہ راست سے بہکا۔'' (محمود الحسن)

۴۔ ''آدم سے اپنے رب کا قصور ہو گیا سو غلطی میں پڑ گئے۔'' (اشرف علی تھانوی)

۵۔ ''آدم نے اپنے رب کی نافرمانی کی اور راہ راست سے بھٹک گیا۔'' (مودودی)

۶۔ ''آدم سے اپنے رب کا قصور ہو گیا سو وہ غلطی میں پڑ گئے۔'' (عبدالماجد)

جبکہ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ اس کا ترجمہ یوں فرماتے ہیں:

۷۔ ''اور آدم سے اپنے رب کے حکم میں لغزش واقع ہوئی جو مطلب چاہا تھا اس کی راہ نہ پائی۔''

بلاشک وشبہ نبی کا بھٹک جانا' بہک جانا' گمراہ ہونا' غلطی میں پڑ جانا' رب کا نافرمان ہو جانا یا اس کا ٹالنا یہ سب باتیں شان نبوت کے خلاف اور عصمت انبیاء کے منافی ہیں دیگر تراجم پر غور کریں تو واضح ہو جائے گا ان تمام ترجموں میں نبی علیہ السلام کی شان میں سخت بے ادبی و گستاخی کا اندازہ اپنایا گیا ہے۔ دیگر تفاسیر قدیمہ بھی اس بات

کی تائید کرتی ہیں جیسا کہ تفسیر معالم التنزیل میں ہے۔ یہ یقینی بات ہے کہ آدم علیہ السلام پر عاصی وغیرہ کے الفاظ یعنی نافرمان ہوا۔ بہک گیا، حکم ٹالا، گمراہ ہوا، تصور کیا، غلطی میں پڑ گیا، بھٹک گیا کا اخلاق جائز نہیں''۔

اس تفسیر سے بخوبی وضاحت ہوگئی کہ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کا ترجمہ ادب و احترام پر مبنی ترجمہ ہے جبکہ دیگر تراجم اس ادب و احترام سے محروم ہیں لہٰذا کوئی بھی صاحب ایمان ان تراجم کی طرف دیکھنا بھی گوارا نہ کرے گا''۔

۵۲۔ قال بلْ فعلهٗ کبیرهُمْ هٰذا ۔ (پ ۱۷، ع ۵)

۱۔ ترجمہ: ''بولا نہیں پر یہ کیا ان کے اس بڑے نے۔'' (عبدالقادر)

۲۔ ''بولا نہیں، پر یہ کیا ان کے اس بڑے نے۔'' (محمود الحسن)

۳۔ ''انہوں نے فرمایا کہ نہیں بلکہ اس بڑے نے کی۔'' (اشرف علی تھانوی)

۴۔ ''اس نے جواب دیا بلکہ یہ سب کچھ ان کے اس سردار نے کیا ہے۔'' (مودودی)

۵۔ ''کیا بلکہ کیا ہے اس کو بڑے ان کے نے یہ۔'' (رفیع الدین)

جبکہ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ اس کا ترجمہ یوں فرماتے ہیں:

۶۔ ''فرمایا بلکہ ان کے اس بڑے نے کیا ہوگا۔''

یہاں اس واقعہ کا ذکر ہے جب ابراہیم علیہ السلام نے کفار کی غیر موجودگی میں بتوں کو توڑ دیا، کلہاڑا سب سے بڑے بت کے کندھے پر رکھ دیا جب کفار واپس آئے تو آپ سے پوچھنے لگے کہ یہ کام تم نے کیا ہے؟ تو آپ علیہ السلام نے یہ جواب دیا۔

اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کا یہ ترجمہ ہی صحیح ترین حقیقت پر مبنی ترجمہ ہے کہ آپ علیہ السلام نے سب سے بڑے بت کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا کہ ''ان کے اس بڑے نے کیا ہوگا۔'' کیونکہ دیگر تراجم میں یہ ہے کہ آپ علیہ السلام نے فرمایا ان کے اس بڑے نے کیا ہے'' تو اس کا مطلب یہ ہے کہ ابراہیم علیہ السلام نے معاذ اللہ جھوٹ

بولا کیونکہ بت میں یہ صلاحیت ہی نہیں کہ وہ حرکت بھی کر سکے کجا دوسرے بتوں کو توڑ
لہٰذا ان تراجم میں جھوٹ کی نسبت ابراہیم علیہ السلام کی طرف کی گئی جو سراسر گستاخی و بے
ادبی ہے اور شان نبوت کے منافی ہے جبکہ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کا ترجمہ
شان نبوت کے مطابق ہے۔

یہاں ابراہیم علیہ السلام کو کفار کو یہ سمجھانا مقصود تھا کہ جس کو تم اپنا بڑا معبود سمجھ
رہے ہو وہ اپنے دوسرے بتوں کو نہیں بچا سکا تو معبود بننے کے لائق کیسے ہو سکتا ہے۔

۵۳۔ وما ارسلنٰک اِلّا رحمۃً للعٰلمین ۔ (پ۱۷ع۷)

۱۔ترجمہ: ''اور جب تجھ کو ہم نے بھیجا سو مہربانی کر جہاں کے لوگوں پر۔'' (محمود الحسن)

۲۔ ''اور تجھ کو جو ہم نے بھیجا سو مہربانی کر جہان کے لوگوں پر۔'' (عبدالقادر)

۳۔ ''آپ اور کسی کے واسطے نہیں بھیجا مگر دنیا جہاں کے لوگ (یعنی مکلفین) پر
مہربانی کرنے کے لئے۔'' (اشرف علی تھانوی)

۴۔ ''اے محمد! ہم نے جو تجھے بھیجا ہے تو یہ دراصل دنیا والوں کے حق میں ہماری
رحمت ہے۔'' (مودودی)

جبکہ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ اس کا ترجمہ یوں فرماتے ہیں:

۵۔ ''اور ہم نے تمہیں نہ بھیجا مگر رحمت سارے جہاں کے لئے۔''

دیگر تراجم پر غور کریں تو معلوم ہو گا کہ ان سب نے ہی نبی کریم رؤف
الرحیم صلی اللہ علیہ وسلم کی رحمت کو صرف دنیا کے انسانوں تک ہی محدود کر دیا جبکہ ایسا نہیں جیسا
کہ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کا ترجمہ فرمایا ''ہم نے تمہیں نہ بھیجا مگر
رحمت سارے جہاں کے لئے یعنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی رحمت اپنے اندر بہت وسعت رکھتی
ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم تمام جہاں کے لئے رحمت ہیں اور صرف انسانوں کے لئے ہی نہیں
بلکہ جمیع مخلوقات کے لئے رحمت بن کر تشریف لائے ہیں عالمین سے مراد تمام مخلوقات

ہمیں اور آپ ﷺ کی رحمت عام ہے۔ دیگر تراجم میں درپردہ نبی کریم رؤف الرحیم ﷺ کی شان گھٹانے کی ناکام کوشش کی گئی ہے مگر الحمدللہ باشعور مسلمانوں کے لیے اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمتہ اللہ علیہ کا کامل ترین ترجمہ کافی ہے۔

۵۴۔ علیٰ اَن تاجرنی ثمانی حِجَج . (پ۲۰۔ع۶)

ا۔ترجمہ: ''اس عہد پر کہ تم آٹھ برس میری خدمت کرو۔'' (فتح محمد)

۲۔ ''اس شرط پر تو میری نوکری کرے آٹھ برس۔'' (محمود الحسن)

۳۔ ''اس پر کہ تو میری نوکری کرے آٹھ برس۔'' (عبدالقادر)

۴۔ ''اس شرط پر کہ تم آٹھ سال میری نوکری کرو۔'' (اشرف علی تھانوی)

۵۔ ''بشرطیکہ تم آٹھ سال تک میرے ہاں ملازمت کرو۔'' (مودودی)

جبکہ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ اس کا ترجمہ یوں فرماتے ہیں:

۶۔ ''اس مہر پر کہ تم آٹھ برس میری ملازمت کرو۔''

اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کے ترجمہ سے بخوبی وضاحت ہو رہی ہے کہ یہاں آٹھ سال تک ملازمت کی شرط بطور مہر تھی۔

آیت مذکورہ میں حضرت شعیب علیہ السلام کے کلام کا ذکر مذکور ہے جس میں آپ نے موسیٰ علیہ السلام سے فرمایا کہ میں اپنی ایک بیٹی کا نکاح تم سے کرنا چاہتا ہوں مگر میری شرط یہ ہے کہ مہر کے عوض تم آٹھ سال میری ملازمت کرو۔

دیگر تراجم سے غلط فہمی ہو رہی ہے کہ حضرت شعیب علیہ السلام نے معاذ اللہ اپنی بیٹی سے نکاح کر دینے کا لالچ دے کر موسیٰ علیہ السلام سے ملازمت کرانا چاہتے تھے کسی نبی کی طرف ایسی نسبت یقیناً ان کی شان میں بے ادبی و گستاخی ہے لہٰذا اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کا ترجمہ ہی درست ترین اور موزوں ترین ترجمہ ہے:

۵۵۔ من یّات منکنّ بفاحشۃ مبینۃ . (پ۲۱۔آخری آیت)

ا۔ ترجمہ: ''جو کوئی آوے تم میں سے ساتھ بے حیائی ظاہر کرے۔'' (رفیع الدین)

۲۔ ''جو کوئی کر لائے تم میں کام بے حیائی کا صریح۔'' (محمود الحسن)

۳۔ ''جو کوئی تم میں کھلی ہوئی بے ہودگی کرے گی۔'' (اشرف علی تھانوی)

۴۔ ''تم میں سے جو کھلی ہوئی بے ہودگی کرے گی۔'' (عبدالماجد)

جبکہ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ اس کا ترجمہ یوں فرماتے ہیں:

۵۔ ''جو تم میں صریح حیا کے خلاف کوئی جرأت کرے۔''

آیت مذکورہ میں امہات المومنین رضی اللہ عنہن سے خطاب فرمایا گیا ہے لہٰذا ضرورت اس بات کی تھی کہ ترجمہ کرتے وقت نبی کریم رؤف الرحیم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ازواج مطہرات کی شان میں ادب و تعظیم کو ملحوظ خاطر رکھا جاتا مگر سوائے اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کے تمام تراجم میں ادب کو تعظیم پر مبنی الفاظ استعمال نہیں کیے گئے جبکہ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے ازواج مطہرات کی شان کو پیش نظر رکھتے ہوئے ترجمہ فرمایا جو ادب و تعظیم پر مبنی ہے۔

۵٦۔ فلما خر ۔ (پ۲۲۔ع۳)

ا۔ ترجمہ: ''پھر جب وہ گر پڑا۔'' (محمود الحسن)

۲۔ ''اسی طرح جب سلیمان گر پڑا۔'' (مودودی)

۳۔ ''سو وہ جب گر پڑے۔'' (عبدالماجد)

۴۔ ''پس جب گر پڑا۔'' (رفیع الدین)

۵۔ ''پھر جب وہ گر پڑا۔'' (عبدالقادر)

جبکہ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ اس کا ترجمہ یوں بیان فرماتے ہیں:

٦۔ ''پھر جب سلیمان زمین پر آیا۔''

آیت مذکورہ میں سلیمان علیہ السلام کا ذکر ہے کہ جب آپ علیہ السلام جنوں سے بیت

المقدس تعمیر کرا رہے تھے آپ علیہ السلام عصا پر سہارا لے کر کھڑے ہوئے اسی حالت میں آپ علیہ السلام کی روح قبض فرمائی گئی مگر آپ علیہ السلام اسی طرح عصا کے سہارے کھڑے رہے یہاں تک کہ جب عصا کو دیمک نے کھالیا تو آپ زمین پر تشریف لے آئے یہاں بھی دیگر تراجم اور اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کے ترجمہ میں وہی نمایاں فرق ہے کہ دیگر تراجم میں ادبی و تعظیم کو ملحوظ خاطر نہیں رکھا گیا یعنی حضرت سلیمان علیہ السلام کی شان کے لائق نہیں جبکہ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کا ترجمہ ادب و تعظیم پر مبنی ہے۔

۵۷۔ وتله الجبين ۔ (پ۲۳۔ع۳)

ا۔ترجمہ: ''اور پچھاڑا اس کو ماتھے کے بل۔'' (محمود الحسن)

۲۔ ''ابراہیم نے بیٹے کو ماتھے کے بل گرادیا۔'' (مودودی)

جبکہ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ اس کا ترجمہ یوں فرماتے ہیں:

۳۔ ''اور باپ نے بیٹے کو ماتھے کے بل لٹایا۔''

مذکورہ آیت حضرت ابراہیم علیہ السلام اور آپ کے فرزند دلبند حضرت اسماعیل علیہ السلام اللہ عزوجل کے بارے میں ہے کہ جب حضرت ابراہیم علیہ السلام کو آپ کے فرزند دلبند اسماعیل علیہ السلام کو ذبح کرنے کا حکم آیا تو حضرت ابراہیم و اسماعیل علیہ السلام نے بلا تردد اپنے رب عزوجل کے حکم کے سامنے گردن جھکا لی اور یوں باپ اپنے بیٹے کو ذبح کرنے اور بیٹا اپنے والد کے ہاتھوں اللہ عزوجل کے حکم سے ذبح ہونے بخوشی راضی ہوگئے۔لہٰذا اب غور کریں کہ جب دونوں حضرات بخوشی اللہ عزوجل کے حکم پر راضی تھے تو پھر یہاں لفظ پچھاڑ دیا اور گرادیا انتہائی ناموزوں ترجمہ ہے۔کیونکہ پچھاڑ اور گرانا کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ کسی کو زبردستی گرایا جائے یا پچھاڑا جائے جبکہ یہاں ایسا نہیں بلکہ دونوں ہی بہ رضا و رغبت اس امر پر راضی تھے لہٰذا یہاں اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کا ترجمہ ہی موزوں ترین ہے کہ جب کسی فرمانبردار کو لٹایا جائے گا تو نہ ہی پچھاڑا جائے گا نہ ہی

گرایا جائے گا بلکہ زمین پر لٹایا ہی جائے چنانچہ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ
ترجمہ ہی اسماعیل علیہ السلام کی فرمانبرداری اور شان اطاعت کے لائق ہے۔

۵۸۔ اذا ابق الی الفلك المشحون ۔ (پ۲۳۔ع۵)

ا۔ترجمہ: ''جب بھاگ کر پہنچا اس بھری کشتی پر۔'' (محمود الحسن)

۲۔ ''جس وقت بھاگ گیا طرف کشتی بھری ہوئے۔'' (رفیع الدین)

۳۔ ''جب بھاگ کر پہنچا اس بھری کشتی پر۔'' (عبد القادر)

۴۔ ''جب کہ بھاگ کر کشتی کے پاس پہنچے۔'' (اشرف علی تھانوی)

۵۔ ''اور جب وہ ایک بھری کشتی کی طرف بھاگ نکلا۔'' (مودودی)

۶۔ ''جب وہ بھاگ کر بھری ہوئی کشتی کے پاس پہنچے۔'' (عبد الماجد)

جبکہ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ اس کا ترجمہ یوں فرماتے ہیں:

۷۔ ''جبکہ بھری کشتی کی طرف نکل گیا۔''

مذکورہ آیت مبارکہ میں حضرت یونس علیہ السلام کا ذکر ہو رہا ہے خیال رہے کہ
علیہ السلام کی شان عظیم کے ہرگز ہرگز یہ لائق نہیں کہ ان کے لئے بھاگ جانے کا لف
استعمال کیا جائے۔ دیگر تراجم میں یونس علیہ السلام کے لئے بھاگ جانے کا ترجمہ کیا جو یق
بے ادبی پر مبنی ہے جبکہ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ کا ترجمہ درست ترین ادب
تعظیم پر مبنی ترجمہ ہے کہ آپ رحمۃ اللہ نے ترجمہ کیا کہ وہ کشتی کی طرف نکل گئے یعنی چ
گئے۔

۵۹۔ ما للظلمین من حمیم وّلا شفیع یطاع ۔ (پ۲۴۔ع۲)

ا۔ترجمہ: ''کوئی نہیں گناہ گاروں کا دوست اور نہ سفارش کہ جس کی بات ما
جائے۔'' (محمود الحسن)

۲۔ ''کوئی نہیں گناہ گاروں کا دوست اور نہ کوئی سفارش۔'' (عبد القادر)

جبکہ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ اس کا ترجمہ یوں فرماتے ہیں کہ

۳۔ ''اور ظالموں کا نہ کوئی دوست نہ کوئی سفارشی جس کا کہا مانا جائے۔''

خیال رہے کہ یہاں ظالمین سے مراد ظالم ہی ہیں یعنی کافر اور مشرک بلاشک وشبہ شرک بہت بڑا ظلم ہے لہٰذا ظلم کا اطلاق شرک پر بھی ہوتا ہے چنانچہ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کا ترجمہ موزوں ترین اور صحیح ترین ترجمہ ہے کہ ظالموں یعنی کافروں' مشرکوں کا نہ کوئی دوست ہوگا نہ سفارشی۔ جبکہ دیگر تراجم میں گنہگاروں ترجمہ کیا گیا جو درست نہیں کیونکہ گنہگار اگر مسلمان ہو تو نبی کریم رؤف الرحیم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے غلاموں کی شفاعت فرمائیں گے۔ اور شفاعت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم آیاتِ قرآنیہ اور احادیث مبارکہ سے ثابت ہے۔ لہٰذا واضح ہوا کہ مطلقاً گناہ گار کی سفارش کا انکار ہرگز درست نہیں نہ ہی اس سے آیت کا مقصد واضح ہوتا ہے۔ تفسیر کبیر اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کے ترجمہ کی تائید تفسیر کبیر سے بھی ہوتی ہے علامہ رازی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں اس آیت میں ظالموں سے مراد کفار ہیں اور دلیل اس پر یہ ہے کہ یہ آیت کفار کو زجر و توبیخ کرنے کے لئے نازل ہوئی جن کفار کا ذکر الذین یجادلون فی آیات (وہ جو اللہ کی آیت میں جھگڑا کرتے ہیں) میں ہے پس واجب ہے کہ یہ آیت ان کے ساتھ ہی مختص ہے ہمارے نزدیک یہی ہے کہ شفاعت کافروں کے لئے نہیں ہوگی۔

چنانچہ واضح ہوا کہ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کا ترجمہ ہی درست ترین ترجمہ ہے جبکہ دیگر تراجم درست نہیں۔

۶۰۔ قل ان کان الرحمٰن ولدٌ فانا اوّل العابدین ۔ (پ۲۵۔ ع۷)

۱۔ ترجمہ: ''کہ اگر ہوئی واسطے رحمٰن کے اولاد پس میں پہلا عبادت کرنے والا ہوں۔'' (رفیع الدین)

۲۔ ''ان سے کہو اگر واقعی رحمان کی کوئی اولاد ہوتی تو سب سے پہلے عبادت

کرنے والا میں ہوتا۔'' (مودودی)

۳۔ ''کہہ دو اگر خدا کے اولاد ہو تو میں سب سے پہلے اس کی عبادت کرنے
ہوں۔'' (فتح محمد)

۴۔ ''تو کہہ اگر ہو رحمٰن کے واسطے اولاد تو سب سے پہلے پوجوں۔'' (عبدالقادر

۵۔ ''آپ کہیے کہ اگر خدائے رحمٰن کی اولاد ہو تو سب سے اول اس کی عباد
کرنے والا میں ہوں۔'' (اشرف علی تھانوی)

۶۔ ''آپ کہہ دیجئے اگر خدائے رحمٰن کی اولاد ہو تو سب سے اول عباد
کرنے والا تو میں ہوں۔'' (عبدالماجد دریا آبادی)

جبکہ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ اس کا ترجمہ یوں فرماتے ہیں:

۷۔ ''تم فرماؤ بفرضِ محال رحمٰن کے کوئی بچہ ہوتا تو سب سے پہلے میں پُوجتا۔''

خیال رہے کہ اللہ عزوجل کے اولاد ہونا محال ہے تو جب یہ بات ممکن
نہیں بلکہ محال ہو تو پھر اس مقام پر بفرضِ محال کی قید موزوں و درست ترین ہے یہی و
ہے کہ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے ترجمہ میں اس مقام پر بفرضِ محال ک
استعمال کیے کیونکہ صحیح بھی یہی ہے کہ یہ کلام بفرضِ محال پر مبنی ہے تفسیر مدارک سے بھ
اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کے اس ترجمے کی تائید ہوگئی ہے جس میں ہے کہ ''
کلام بفرضِ محال کے طریقے پر وارد ہے اور مراد نفی ولد ہے کیونکہ عبادت کو اولاد ہو
پر معلق کیا ہے اور اولاد کا ہونا فی زاتہٖ محال ہے جو اس کے ساتھ معلق ہے وہ بھی ا
طرح محال ہوگا۔'' تفسیر مدارک سے بھی وضاحت ہوگئی کہ اعلیٰ حضرت فاضل بریلو
رحمۃ اللہ علیہ کا ترجمہ بھی اپنی مثال آپ ہے اور دیگر تراجم کے درمیان صحیح ترین ترجمہ ہے
تفسیر جلالین بھی اس کی تائید ہوئی ہے اس میں ہے کہ ''آپ فرمادیں کہ اگر بالفرض
رحمٰن کا کوئی بچہ ہوتا تو سب سے پہلے میں اس بچے کو پوجتا۔ لیکن یہ تو یقیناً ثابت ہے ک

اس کی اولاد نہیں تو اس کی اولاد کی عبادت بھی خود بخود منفی ہے۔

مذکورہ تفسیر قدیمہ سے بھی اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کے ترجمے کی خصوصیت روز روشن کی طرح خوب ظاہر ہو رہی ہے کہ آپ کا ترجمہ یعنی مفہوم و مقصود اور فقہی اعتبار سے اعلیٰ ترین ترجمہ ہے۔

۶۱۔ واستغفر لذنبك وللمومنين وللمومنات ۔ (پ۲۶۔ع۲)

۱۔ترجمہ: ''اور بخشش مانگ واسطے گناہ اپنے کے اور واسطے ایمان والوں کے اور ایمان والیوں کے۔'' (رفیع الدین)

۲۔ ''اور اپنے گناہوں کی معافی مانگو اور مومن مردوں اور مومن عورتوں کے لئے بھی۔'' (فتح محمد)

۳۔ ''اور معافی مانگو اپنے قصور کے لئے بھی اور مومن مردوں اور عورتوں کے لئے بھی۔'' (مودودی)

۴۔ ''اور معافی مانگ اپنے گناہ کے واسطے اور ایمان دار مردوں اور عورتوں کے لئے۔'' (محمود الحسن)

۵۔ ''اور معافی مانگ اپنے گناہ کو اور ایمان دار مردوں کو اور عورتوں کو۔''
(عبدالقادر)

۶۔ ''اور آپ اپنی خطا کی معافی مانگتے ہوئے۔ اور سب مسلمان مردوں اور سب مسلمان عورتوں کے لئے۔'' (اشرف علی تھانوی)

۷۔ ''اور اپنی خطا کی معافی مانگتے رہئے اور سارے ایمان والوں اور ایمان والیوں کے لئے بھی۔'' (عبدالماجد دریا آبادی)

جبکہ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ اس کا ترجمہ یوں فرماتے ہیں:

۸۔ ''اور اے محبوب! اپنے خاصوں اور عام مسلمانوں مردوں اور عورتوں کے

گناہوں کی معافی مانگو۔"

بلا شک وشبہ یہ بات حق ہے کہ حضرات انبیاء علیہم السلام تمام صغیرہ وکبیرہ گناہو
سے معصوم ہوتے ہیں لہٰذا اس مقام پر دیگر تراجم میں نبی کریم ﷺ کی طرف گناہو
کی جو نسبت کی گئی کہ آپ اپنے گناہوں کی معافی مانگیں "معاذ اللہ" سخت توہین
گستاخی ہے اور یہ تراجم سچائی سے دور بدعقیدگی پر مبنی ہیں۔ جبکہ اعلیٰ حضرت فاضل
بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کا ترجمہ حقیقت پر مبنی درست ترین ترجمہ ہے کہ اس مقام پر آپ رحمۃ اللہ علیہ
نے گناہوں کی نسبت نبی کریم رؤف الرحیم ﷺ کے خاص قرابت دار اور عام مردو
عورتوں کی طرف کی۔ کیونکہ حضرات انبیاء گناہوں سے معصوم ہیں جیسا کہ تفسیر کبیر میں
ہے کہ لذنبک سے مراد اہل بیت کے گناہ ہیں کہ آپ اپنے اہل بیت اور مومن مردوں
اور عورتوں کے گناہوں کی مغفرت طلب کریں۔

معلوم ہوا کہ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کا ترجمہ تفسیر قدیمہ ومعتبرہ کے
عین مطابق ہے اور صحیح ترین ترجمہ ہے جس میں عصمت انبیاء کی شان کا لحاظ بھی رکھا
گیا ہے۔ جبکہ دیگر تراجم میں شان انبیاء علیہم السلام کا ذرا لحاظ نہ رکھا گیا چنانچہ ایسے تراجم
ہرگز ہرگز پڑھے جانے کے لائق نہیں۔

۶۴۔ لیغفر لک اللّٰہ ماتقدم من ذنبک وما تاخّر ۔ (پ۲۶۔ع۱)

۱۔ترجمہ: "تاکہ خدا تمہارے اگلے اور پچھلے گناہ بخش دے۔" (فتح محمد)

۲۔ "تو کہ بخشے واسطے تیرے خدا جو کچھ ہوا تھا پہلے گناہوں تیرے سے۔"
(رفیع الدین)

۳۔ "تاکہ معاف کرے تجھ کو اللہ جو آگے ہو چکے تیرے گناہ جو پیچھے رہے۔"
(محمود الحسن)

۴۔ "تاکہ معاف کرے تجھ کو اللہ جو آگے ہوئے تیرے گناہ اور جو پیچھے رہے۔"

(عبدالقادر

۵۔ ''تا کہ اللہ تمہاری اگلی پچھلی ہر کوتاہی سے درگزر فرمائے۔'' (مودودی)

۶۔ ''تا کہ اللہ تعالیٰ آپ کی سب اگلی پچھلی خطائیں معاف کردے۔''

(اشرف علی تھانوی

۷۔ ''تا کہ اللہ آپ کی (سب) اگلی پچھلی خطائیں معاف کردے۔''

(عبدالماجد دریا آبادی

۸۔ ''تا کہ اللہ تمہاری اگلی پچھلی ہر کوتاہی سے درگزر فرمائے۔'' (مودودی)

جبکہ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ اس کا ترجمہ یوں فرماتے ہیں:

۹۔ ''تا کہ اللہ تمہارے سبب سے گناہ بخشیں تمہارے اگلوں کے اور تمہارے پچھلوں کے۔''

مذکورہ آیت کریمہ کا ترجمہ کرتے وقت بھی دیگر مترجم نے وہی بے ادبی وگستاخی اور بدعقیدگی پر مبنی ترجمے کیے جس میں نبی کریم رؤف الرحیم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف گناہ کی نسبت کی (معاذ اللہ) جبکہ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ نے یہاں بھی ادب وتعظیم کو برقرار رکھا اور اصل مقصد کو مدنظر رکھتے ہوئے صحیح ترین ترجمہ فرمایا جس کی تائید تفسیر جلالین سے بھی ہوتی ہے جس میں ہے کہ یہ آیت کریمہ اپنے ظاہر پر نہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اگلے اور پچھلے گناہ معاف کردیئے گئے بلکہ اس آیت کریمہ کی ضروری طور پر تاویل کی جائے گی کیونکہ انبیاء کرام معصوم ہیں ان سے گناہ نہیں ہوتے جب وہ گناہ کرتے ہی نہیں تو اگلے پچھلے گناہوں کے معاف کرنے کا کوئی مقصد نہیں۔

تفسیر صاوی نے بھی اس آیت کریمہ کی جو تاویل فرمائی اس سے بھی اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ کے ترجمہ کی تائید ہوئی ہے تفسیر صاوی میں ہے کہ اس کی کئی تاویلیں ہیں لیکن ان میں سے ایک یہ ہے کہ ذنب سے مراد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے

زنوب نہیں بلکہ امت کے زنوب ہیں۔

تفسیر کبیر سے بھی اعلیٰ حضرت بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کے ترجمہ کی تائید ہوتی ہے جس میں ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے جب گناہ ہی نہیں ہیں تو گناہوں کے معاف کرنے کا کیا مطلب اور یہ کہنا کیونکہ صحیح ہو سکے گا کہ تمہارے اگلے اور پچھلے گناہ معاف کر دے' اس سے مراد مومنین کے گناہ ہیں جس کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کے سبب سے تمہارے اگلوں اور پچھلوں کے گناہ معاف فرمائے۔

ان تفاسیر سے بخوبی وضاحت ہوگئی کہ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کا ترجمہ ہی درست ترین اور عصمت انبیاء کی محافظت پر مبنی ترجمہ ہے۔

۶۳۔ والنجم اذا ھویٰ ۔ (پ ۲۷)

۱۔ترجمہ: ''تارے کی قسم جب غائب ہونے لگے۔'' (فتح محمد)

۲۔ ''قسم تارے کی جب گرے۔'' (رفیع الدین)

۳۔ ''قسم ہے تارے کی جب گرے۔'' (محمود الحسن)

۴۔ ''قسم ہے تارے کی جب گرے۔'' (عبد القادر)

۵۔ ''قسم ہے ستارہ کی جب وہ غروب ہونے لگا۔'' (اشرف علی تھانوی)

۶۔ ''قسم ہے تارے کی جب وہ غروب ہوا۔'' (مودودی)

۷۔ ''قسم ہے ستارہ کی جب وہ ڈوبنے لگے۔'' (عبد الماجد دریا آبادی)

جب کہ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ اس کا ترجمہ یوں فرماتے ہیں:

۸۔ ''اس پیارے چمکتے تارے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی قسم جب یہ معراج سے اترے۔''

اس مقام پر صرف اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کے ترجمہ سے ہی اس بات کی وضاحت ہو رہی ہے کہ یہاں النجم سے مراد نبی کریم رؤف والرحیم صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور آیت مبارکہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا معراج سے واپس نزول فرمانے کا تذکرہ ہے۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ کے اس ترجمہ کی تائید دیگر تفاسیر معتبرہ سے بھی ہوئی ہے جیسا کہ تفسیر سراج المنیر میں ہے کہ حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ النجم سے مراد محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں جبکہ آپ نے آسمانوں سے شب معراج کو نزول فرمایا۔

الجامع الاحکام السبان القرطبی بھی اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کے اس ترجمہ کی تائید کرتی ہے جس میں ہے کہ النجم سے مراد مصطفیٰ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ہیں جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے شب معراج کو آسمانوں سے نزول فرمایا۔

الحمدللہ عزوجل بخوبی واضح ہوگیا کہ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کا ترجمہ ہی حقیقت پرمبنی اور مطلب ومقصد کو واضح کرتا اور تفاسیر معتبرہ کے عین مطابق ترجمہ ہے۔

۶۴۔ الرحمن علم القرآن خلق الانسان علمه البیان ۔ (پ ۲۷)

۱۔ ترجمہ: ''رحمٰن نے سکھلایا قرآن بنایا آدمی پھر سکھلایا اس کو بات کرنا۔''
(محمود الحسن)

۲۔ ''رحمٰن نے سکھایا قرآن پیدا کیا آدمی کو سکھایا اس کو بولنا۔'' (رفیع الدین)

۳۔ ''خدا جو نہایت مہربان اسی نے قرآن کی تعلیم فرمائی اسی نے انسان کو پیدا کیا اسی نے اس کو بولنا سکھایا۔'' (فتح محمد)

۴۔ ''رحمٰن نے سکھایا قرآن بنایا آدمی پھر سکھائی اس کو بات۔'' (عبدالقادر)

۵۔ ''رحمٰن نے قرآن کی تعلیم دی اس نے انسان کو پیدا اس کو گویائی سکھلائی۔''
(اشرف علی تھانوی)

۶۔ ''نہایت مہربان (خدا) نے اس قرآن کی تعلیم دی اسی نے انسان کو پیدا کیا اور اسے بولنا سکھایا۔'' (مودودی)

۷۔ ''خدائے رحمٰن ہی نے قرآن کی تعلیم دی اس نے انسان کو پیدا کیا اس کو گویائی سکھلائی۔'' (عبدالماجد دریا آبادی)

جبکہ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ اس کا ترجمہ یوں فرماتے ہیں:

۸۔ ''رحمٰن نے اپنے محبوب کو قرآن سکھایا انسانیت کی جان محمد کو پیدا کیا ما کان و ما یکون کا بیان انہیں سکھایا۔''

مذکورہ آیت مبارکہ میں نبی کریم رؤف الرحیم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ذکر مبارک ہے جیسا کہ اعلیٰ حضرت فاضلِ بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کے ترجمہ سے ظاہر ہے کہ رحمٰن عزوجل نے اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو قرآن سکھایا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جو تمام انسانیت کی جان اور تمام انسانوں کے محبوب ہیں پیدا فرمایا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو شروع سے آخر تک کا علم عطا فرمایا یعنی جو کچھ ہوا اور جو ہوگا ان تمام واقعات وحالات کا علم دے دیا۔ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کے اس ترجمہ کی تائید تفاسیر معتبرہ سے بھی ہوئی ہے جیسا کہ تفسیر مظہری میں ہے جائز ہے کہ یہ کہا جائے کہ خلق الانسان میں انسان سے مراد نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں علمہ البیان میں بیان سے مراد قرآن پاک ہے جس میں ما کان وما یکون کا علم ازل سے ابد تک موجود ہے۔

سراج المنیر میں ہے کہ حضرت ابن عباس ابن کسان سے اس طرح مروی ہے کہ انسان سے مراد یہاں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں اور بیان سے مراد حلال وحرام اور گمراہی سے ہدایت دینے کا بیان یا ما کان وما یکون کا علم ہے اس لئے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سب سے پہلے اور پچھلے لوگوں کا بیان فرمایا اور واقعات قیامت سے مطلع فرمایا لہٰذا یہ ما کان وما یکون کا علم ہی ہے۔

تفسیر جمل میں ہے کہ انسان سے مراد نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں اور علم البیان کا مطلب یہ ہے کہ آپ کو ما کان ما یکون کا علم دیا گیا ہے کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تمام پہلے اور آنے والے لوگوں کے حالات سے مطلع فرمایا اور واقعات قیامت کا تذکرہ فرمایا۔

ان تفاسیر معتبرہ سے بخوبی واضح ہوگیا کہ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کا

ترجمہ اعلیٰ مطلب ومقصد کے عین مطابق درست ترین ترجمہ ہے۔

۶۵۔ فاکتھم اللہ من حیث لم یحتسبوا ۔ (پ۲۸۔ع۱)

۱۔ترجمہ: ''پھر پہنچا ان پر اللہ جہاں سے ان کو خیال نہ تھا۔'' (محمود الحسن)

۲۔ ''پھر پہنچا ان پر اللہ جہاں سے ان کو خیال نہ تھا۔'' (عبدالقادر)

۳۔ ''سوان پر خدا ایسی جگہ سے پہنچا کہ ان کو خیال بھی نہ تھا۔''

(اشرف علی تھانوی)

۴۔ ''مگر اللہ ایسے رخ سے ان پر آیا جدھر ان کا خیال بھی نہ تھا۔'' (مودودی)

۵۔ ''مگر خدا نے ان کو وہاں سے آلیا جہاں سے ان کا گمان بھی نہ تھا۔''

(فتح محمد)

جبکہ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ اس کا ترجمہ یوں فرماتے ہیں:

۶۔ ''تو اللہ کا حکم ان کے پاس آیا جہاں سے ان کا گمان بھی نہ تھا۔''

دیگر تراجم میں اللہ عزوجل کے لئے آنے جانے' پہنچنے' آلیا جیسے الفاظ کا استعمال کیا گیا جو اللہ عزوجل کی شان کے لائق نہیں کیونکہ اللہ عزوجل آنے جانے پہنچنے سے پاک ہے جبکہ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کا ترجمہ فقہی اعتبار سے صحیح ترین ترجمہ ہے جس سے آیت کے مفہوم ومقصد کی بخوبی وضاحت ہو رہی ہے کہ آیت میں اللہ عزوجل کے حکم کا ذکر مقصود ہے نہ کہ اللہ کے آنے کا ہے۔ جیسا کہ دیگر تفاسیر معتبرہ سے بھی واضح ہو رہا ہے تفسیر جلالین میں ہے کہ ''اللہ کا حکم اور عذاب ان کے پاس آیا''

تفسیر مدارک میں ہے ''ان کے پاس اللہ تعالیٰ کا امر اور عذاب آیا'' تفسیر کبیر میں ہے اس آیت کے حوالے سے دو احتمالوں کا ذکر کیا گیا ہے ایک تو یہ کہ اگرچہ آدم یہود ہیں ان کے پاس اللہ کا عذاب اور اس کی گرفت آئی اور اگر مراد مومنین ہیں تو

اس صورت میں معنی یہ ہوں گے کہ اللہ کی امداد اور تقویت ان کے پاس آتی۔

مذکورہ بالا تفاسیر معتبرہ سے بخوبی واضح ہو گیا کہ اعلیٰ حضرت کا ترجمہ اصل مقصد کو واضح کر رہا ہے جبکہ دیگر تراجم نہ صرف یہ کہ فقہی اعتبار سے غلط ہیں بلکہ اصل مقصد کو ظاہر کرنے سے محروم ہیں۔

۶۶۔ الباری المصور ۔ (پ۲۸۔ع۳)

۱۔ترجمہ: ''نکال کھڑا کرنے والا صورت کھینچنے والا۔'' (محمود الحسن)

۲۔ ''نکال کھڑا کرتا صورت کھینچتا۔'' (عبدالقادر)

جبکہ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ اس کا ترجمہ یوں فرماتے ہیں:

۳۔ ''پیدا کرنے والا ہر ایک کو صورت دینے والا۔''

اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کا ترجمہ مقصد کو بخوبی واضح کر رہا ہے' و الفاظ کا استعمال بھی انتہائی درست ہے جبکہ دیگر تراجم میں نکال کھڑا کرنا' بالکل مبہم جملہ ہے کہ ذہن سمجھنے سے قاصر کہ کہاں نکال کھڑا کرنا۔ اسی طرح ''صورت کھینچنا'' بھی وضاحت سے محروم ہے جبکہ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کا ترجمہ سے آیت کی مکمل طور پر وضاحت ہو رہی ہے کہ اللہ عزوجل ہر ایک کو پیدا کرنے والا اور ہر ایک کو شکل وصورت عطا فرمانے والا ہے۔

۶۷۔ یوم یکشف عن ساق ۔ (پ۲۹ ع۲)

۱۔ترجمہ: ''جس دن کہ کھولی جائے پنڈلی۔'' (محمود الحسن)

۲۔ ''جس دن کھولی جاوے پنڈلی۔'' (عبدالقادر)

۳۔ ''جس دن پنڈلی سے کپڑا اٹھا دیا جائے گا۔'' (فتح محمد)

جبکہ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ اس کا ترجمہ یوں فرماتے ہیں:

۴۔ ''جس دن ایک ساق کھولی جائے گی۔''

یہ آیت متشابہات سے ہے لہٰذا اس کا ترجمہ اپنی مرضی سے نہیں کیا جا
بلکہ اس کے معنیٰ اللہ ہی جانتا ہے لہٰذا دیگر تراجم میں جو کہا گیا کہ کھولی جائے گی پنڈ
پنڈلی سے کپڑا اٹھا دیا جائے گا۔ انتہائی غلط ہے ان کے غلط ہونے کی ایک وجہ یہ
ہے کہ اللہ عزوجل جسم سے پاک ہے لہٰذا یہاں لفظ پنڈلی کا استعمال ہرگز درست نہ
اور نہ ہی اس شان کے لائق ہے۔ لہٰذا اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کا ترجمہ کہ ج
دن ساق کھولی جائے گی انتہائی موزوں ہے۔

۶۸۔ یاایہا المزمل قم اللیل الا قلیلاً ۔ (پ۲۹ع۱)

۱۔ترجمہ: اے جھرمٹ والے کھڑا رہ رات کو مگر کسی رات۔(عبدالقادر)

۲۔ کھڑا رہ رات کو مگر کسی رات۔(محمودالحسن)

جبکہ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ اس کا ترجمہ یوں فرماتے ہیں:

۳۔ ''اے جھرمٹ مارنے والے رات میں قیام فرما سوا کچھ رات کے۔''

دیگر تراجم کو دیکھیں تو یہ غلط فہمی ہوتی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرمایا گیا ک
رات عبادت کریں اور کسی رات نہ کریں جبکہ ایسا نہیں بلکہ یہاں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
فرمایا جا رہا ہے کہ آپ رات کو عبادت کریں خواہ آدھی رات یا اس سے زائد یا ا
سے کم آپ کو اختیار ہے۔

جبکہ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ اس کا ترجمہ اسی مفہوم کو واضح کر دیا
اور مقصد کی بخوبی وضاحت کر رہا ہے جبکہ دیگر تراجم اس مفہوم و مقصد کو بیان سے مح
ہیں۔

۶۹۔ انّ ربک لبا لمرصاد ۔ (پ۳۰ع۱)

۱۔ترجمہ: ''بے شک تیرا رب لگا ہے گھات میں۔''(محمودالحسن)

۲۔ ''تیرا رب لگا ہے گھات میں۔''(عبدالقادر)

۳۔ ''بے شک آپ کا رب گھات میں ہے۔'' (اشرف علی تھانوی)

۴۔ ''تمہارا رب گھات لگائے ہوئے ہے۔'' (مودودی)

۵۔ ''بے شک آپ کا پروردگار تاک میں ہے۔'' (عبدالماجد دریا آبادی

۶۔ ''بے شک تمہارا پروردگار تاک میں ہے۔'' (فتح محمد)

۷۔ ''تحقیق تیرا رب بیچ گھات کے ہے۔'' (رفیع الدین)

جبکہ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ اس کا ترجمہ یوں فرماتے ہیں:

۸۔ ''بے شک تمہارے رب کی نظر سے کچھ غائب نہیں۔''

دیگر تراجم کو دیکھیں تو اللہ عزوجل کی شان میں سخت گستاخانہ و بے اد
الفاظ استعمال کئے گئے ہیں گھات لگانے سے مراد یہ کہ معاذ اللہ اللہ عزوجل کہ
چھپ کر گھات لگائے بیٹھا ہے تاکہ چھپ کر حملہ کر سکے۔ معاذ اللہ ثم معاذ اللہ ا
معنوں پر مبنی تراجم ایمان کی سلامتی کے لئے سخت خطرناک ہیں اللہ عزوجل کے ا
الفاظ ہرگز ہرگز اس کی شان کے لائق نہیں جبکہ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ ا
علیہ کا ترجمہ حضرت حق کی شان عالی کا محافظہ ہے آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اس مقام
وہی ترجمہ فرمایا جو آیت کا اصل مقصد و مفہوم تھا۔

بے شک اللہ عزوجل اپنے بندوں کے اعمال کو نظر میں رکھتا ہے اس سے کو
عمل پوشیدہ نہیں۔

۷۰۔ فاینما تولوا فثم وجه الله ۔ (پ ا۔ سورۃ البقرہ)

ا۔ ترجمہ: ''جس طرف رخ کرو ادھر اللہ کا رخ ہے۔'' (عاشق الٰہی)

۲۔ ''تم جدھر بھی منہ کرو گے پس ادھر ہی اللہ کا سامنا ہے۔''

(مرزا حیرت دہلوی)

۳۔ ''پس جدھر منہ کرو ادھر ہی اللہ کا منہ ہے۔'' (سرسید احمد خان)

۴۔ ''تم لوگ جس طرف بھی منہ کرو ادھر اللہ تعالیٰ کا رخ ہے۔''
(اشرف علی تھانوی)

۵۔ ''ادھر ہی اللہ کا سامنا ہے۔'' (ڈپٹی نذیر احمد)

۶۔ ''تو جدھر تم رخ کرو ادھر خدا کی ذات ہے۔'' (فتح محمد جالندھری)

۷۔ ''پس جدھر کو منہ کرو پس وہیں ہے منہ اللہ کا۔'' (ترجمہ تاج کمپنی ناشر نور محمد)

جبکہ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ اس کا ترجمہ یوں فرماتے ہیں:

۸۔ ''تم جدھر منہ کرو ادھر وہ اللہ کی رحمت تمہاری طرف مقصود ہے۔''

دیگر تراجم کو دیکھیں تو معلوم ہوگا کہ ان میں اللہ عزوجل کے لئے رخ، سمت منہ وغیرہ کے الفاظ استعمال کئے گئے جو ہرگز ہرگز درست نہیں کیونکہ فقہی مسئلہ یہی ہے کہ اللہ عزوجل مکان وجہت سمت ورخ اور جسم سے پاک ہے لہٰذا اس کا کسی سمت ہونا یا رخ ہونا محال وہ اپنے علم وقدرت سے ہر جگہ موجود ہے جبکہ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کا ترجمہ فقہی اعتبار سے درست ترین ترجمہ ہے جیسا کہ شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ تحفہ اثناء عشریہ میں فرماتے ہیں کہ اس کا خلاصہ ہے کہ اللہ عزوجل کے لئے مکان وجہت رخ وسمت کا ہونا مقصود نہیں اور ایک اور جگہ فرماتے ہیں جس کا خلاصہ یہ ہے کہ اللہ عزوجل جسم وطول وعرض صورت شکل سے پاک ہے۔

اونی فتاویٰ عالمگیری و بحرالرائق میں ہے کہ

''اللہ تعالیٰ کے لئے مکان ثابت کرنے سے آدمی کافر ہو جاتا ہے۔''

مذکورہ بالا عبادات سے بخوبی ثابت ہوگیا کہ دیگر تراجم فقہی اعتبار سے انتہائی غلط ہیں اور انہیں پڑھنے سے ایمان زائل ہو جانے کا قوی اندیشہ جبکہ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کا ترجمہ مذکورہ بالا عبادات کے عین مطابق ہے۔ جس میں شان الوہیت کا بھرپور لحاظ رکھا گیا ہے۔

۷۱۔ فللہ المکر جمیعا ۔ (پ۱۳، سورۃ رعد ۴۲)

۱۔ترجمہ: ''سواللہ کے ہاتھ میں ہے سب فریب۔'' (عاشق الٰہی میرٹھی)

۲۔ ''لیکن سارا مکر اور فریب اللہ کے اختیار میں ہے۔'' (نواب وحیدالزمان)

۳۔ ''سوچال تو سب اللہ ہی کی ہے۔'' (فتح محمد جالندھری)

۴۔ ''سواللہ کے ہاتھ میں ہے سب مکر۔'' (محمود حسن)

جبکہ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ اس کا ترجمہ یوں فرماتے ہیں:

۵۔ ''سوساری خفیہ تدبیر کا مالک سواللہ ہی ہے۔''

دیگر تراجم میں اللہ کا مکر، اللہ کی چال اللہ کا فریب کہنا سخت بے ادبی و گستا اور شان الوہیت کے خلاف ہے۔جبکہ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمتہ اللہ علیہ ترجمہ حضرت حق کی ردائے عزت وجلال کی پاسداری ومحافظت پر مبنی ہے اس مقام آپ رحمۃ اللہ علیہ کا اللہ کی چال، مکر فریب جیسے نازیبا الفاظ کے مقابل خفیہ تدبیر کے عم الفاظ استعمال کرنا۔آپ کی فقہی قابلیت کا ثبوت ہے۔

۷۲۔ فالتقم الحوت وھو ملیم O (سورۃ الصفت)

۱۔ترجمہ: ''اور وہ قابل ملامت کام کرنے والے تھے۔'' (فتح محمد جالندھری)

۲۔ ''اور وہ ملامت کے قابل کام کر بیٹھے تھے۔'' (عاشق الٰہی میرٹھی)

۳۔ ''اس حال میں کہ وہ قابل ملامت تھے۔'' (مرزا حیرت)

۴۔ ''اور وہ ملامت میں پڑا ہوا تھا۔'' (تاج کمپنی ناشر نور محمد)

جبکہ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ اس کا ترجمہ یوں فرماتے ہیں:

۵۔ ''پھر اسے مچھلی نے نگل لیا اور وہ اپنے آپ کو ملامت کرتا تھا۔''

دیگر تراجم نبی علیہ السلام کی توہین وذہانت پر مبنی ہیں۔ ہر مسلمان کا یہ عقیدہ ہونا ضروری ہے کہ انبیاء کرام علیہم السلام تمام صغیرہ وکبیرہ گناہ اور کفر وشرک سے معصوم ہیں کسی

مسلمان کو یہ زیبا نہیں کہ وہ حضرات انبیاء کی طرف کسی گناہ یا قابل ملامت کام کی نسبت کرنے مگر دیگر تراجم کو دیکھیں تو معلوم ہوگا کہ یہ مترجمین اللہ کے نبی کی طرف قابل ملامت کام کی نسبت کر کے ان کی شان میں حد درجہ توہین و گستاخی کے مرتکب ہو رہے ہیں جبکہ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کا ترجمہ انبیائے کرام علیہم السلام کی شان و عظمت کا پاسدار و محافظ ہے اور درست ترین ترجمہ ہے کیونکہ انبیاء کرام علیہم السلام کو گناہوں اور کفر وشرک سے معصوم جاننا ضروریات دین میں سے ہے لہٰذا ثابت ہوا کہ بلاشک وشبہ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کا ترجمہ ہی صحیح ترین ترجمہ ہے۔

محترم قارئین! آپ نے اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کا ترجمہ قرآن ''کنزالایمان'' اور دیگر تراجم کے تقابلی جائزے کی ایک جھلک ملاحظہ کی جس سے بخوبی یہ ظاہر ہوگیا کہ دیگر تراجم کے مقابلے میں اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے ہر ہر مقام پر اللہ عزوجل اور اس کے انبیاء کرام علیہم السلام کے ادب واحترام عزت وعصمت تعظیم وعظمت کو ملحوظ خاطر رکھا ہے۔ ساتھ ہی عربی واردو زبان کے قواعد ولغت کے اعتبار سے بھی اپنے اندر انتہائی وضاحت وبلاغت اور وضاحت بھی اپنے اندر سموئے ہوئے ہے یہی وجہ ہے کہ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کا ترجمہ تمام تراجم میں ایک منفرد وممتاز اور نمایاں حیثیت کا حامل ہے۔

اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمتہ اللہ علیہ کا عشق رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ سرتاپا عشق رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں ڈوبے ہوئے تھے یہی عشق رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ کی زندگی کا ماحاصل ہے کہ اس عشق کی ہی بدولت آپ کا قلب فیضان الٰہی وانوار وتجلیات کا مخزن ہوگیا۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ایک موقعہ پر فرمایا کہ بحمد للہ اگر میرے قلب کے دو ٹکڑے کیئے جائیں تو خدا کی قسم ایک پر لا الٰہ الا اللہ اور دوسرے پر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نقش ہوگا۔

اس بات میں کوئی شک نہیں کہ آپ رحمتہ اللہ علیہ فنافی الرسول تھے اکثر فراق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں غمگین رہتے بالخصوص جب گستاخان رسول کی بے ادبی و گستاخی پر مبنی عبارات دیکھتے یا کسی گستاخ و بے ادب کا شان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تنقیص کرنا پتہ چلتا تو آپ رحمۃ اللہ علیہ کی آنکھوں سے آنسوؤں کی جھڑی لگ جاتی اور اپنے پیارے مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حمایت میں گستاخوں کا سختی سے رد کرتے تا کہ وہ جل بھن کر آپ رحمۃ اللہ علیہ کو برا کہنا شروع کر دیں اور سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان میں گستاخیاں لکھنے کے بجائے وہ وقت آپ رحمۃ اللہ علیہ کے خلاف لکھنے میں گزار دیں۔ آپ رحمتہ اللہ علیہ نے ایک موقعہ پر اس بات پر فخریہ طور پر ارشاد فرمایا کہ رب عزوجل نے اس دور میں مجھے ناموس رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے ڈھال بنایا ہے وہ اس طرح کہ میں گستاخوں کا سختی اور تیز کلامی سے رد کرتا ہوں اور جواب میں وہ مجھے برا بھلا کہنے میں مصروف ہو جاتے ہیں اور اس وقت تک کہ لئے آقائے دو جہاں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان میں گستاخی کرنے سے بچے رہیں گے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے ان مقدس جذبات کا اظہار آپ کے اس نعتیہ شعر سے بھی ہوتا ہے۔

کروں تیرے نام پر جان فدا نہ بس ایک جان دو جہاں فدا
دو جہاں سے بھی نہیں جی بھرا، کروں کیا کروڑوں جہاں نہیں

آپ رحمۃ اللہ علیہ کی خلوت میں نگاہ ڈالئے تو وہاں بھی عشق رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جلوہ سامانیاں نظر آئیں گی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ ہمیشہ شکل نام اقدس ''محمد'' صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرح سویا کرتے اس عاشق صادق کا عشق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ملاحظہ فرمائیے کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کبھی پیر پھیلا کر نہ سوتے بلکہ داہنی کروٹ لیٹ کر دونوں ہاتھوں کو ملا کر سر کے نیچے رکھ لیتے اور

پاؤں مبارک سمیٹ لیتے اس طرح جسم سے لفظ ''محمد'' بن جاتا یعنی سر ''میم'' کہنیاں ''ح'' کمر ''میم'' اور پاؤں ''دال'' بن کر نام پاک کا نقشہ بن جاتا۔

اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ کے عشق رسول کی جھلک آپ کے نعتیہ کلام ''حدائق بخشش'' میں جگہ جگہ نظر آتی ہے۔ آپ رحمۃ اللہ نے کبھی کسی دنیاوی تاجدار امراء کی خوشامد یا تعریف اس قصیدہ نہیں لکھا بلکہ آپ کے قلب و نظر کا محور محض سرکار مدینہ راحت قلب و سینہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات مبارکہ ہی ہے آپ رحمۃ اللہ کے ان جذبات کی ترجمانی آپ کے اس نعتیہ شعر سے بھی ہوتی ہے۔

انہیں جانا انہیں مانا نہ رکھا غیر سے کام
للہ الحمد میں دنیا سے مسلمان گیا

آپ کے فنافی الرسول کا اندازہ اس واقعہ سے بھی لگایا جا سکتا ہے کہ ایک مرتبہ نانپارہ (ضلع بہرائچ یو پی) کے نواب کی مدح میں شعرائے عقائد لکھے کچھ لوگوں نے آپ رحمتہ اللہ علیہ سے بھی عرض کی کہ حضرت آپ بھی نواب صاحب کی مدح میں کوئی قصیدہ لکھیں مگر آپ رحمۃ اللہ نے اپنے آقا و مولیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے علاوہ کسی اور کی مدح سرائی ہرگز گوارا نہ فرمائی چنانچہ جواب میں ایک نعت شریف لکھی جس کا مطلع یہ ہے:

وہ کمال حسن حضور ہے کہ گمان نقص جہاں نہیں
یہی پھول خار سے دور ہے یہی شمع ہے کہ دھواں نہیں

اور مقطع میں ناپنارہ کی بندش کتنے منفرد و لطیف انداز میں فرمائی۔ فرماتے ہیں:

کروں مدح اہل دول رضا پڑے اس بلا میں میری بلا
میں گدا ہوں اپنے کریم کا میرا دین پارہ نان نہیں

یعنی میرے اہل ثروت و جاگیر کی مدح سرائی بھلا کیوں کروں میں تو بس

اپنے کریم آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے در کا فقیر ہوں میرا دین نان کا پارہ یعنی روٹی کا ٹکڑا نہیں کہ میں دنیائے دولت مندوں کے ہاتھوں بک جاؤں۔

بلاشبہ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ عشق رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس بلند در۔۔۔ پر فائز تھے کہ ہر کوئی اس نزول عشق تک پہنچنے کا تصور بھی نہیں کر سکتا بلکہ آپ کے ا۔۔۔ عشق و محبت کی تپش اس قدر شدید تھی کہ اگر کوئی آپ کی بارگاہ میں اس عشق و محبت۔۔۔ درس لینے طالب بن کر آجاتا تو اس کی سوزش سے طالب کا دل بھی عشق رسول میں۔۔۔ سلگ اٹھتا۔ پھر بڑھتے بڑھتے اس کے پورے وجود کو اپنے حصار میں لے لیتا۔

اسی عشق رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے متعلق اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ اپنے ای۔۔۔ نعتیہ شعر میں اپنی کیفیات کا اظہار یوں کرتے ہیں۔

اے عشق تیریں دتے جلنے سے چھٹے ستے
جو آگ بجھا دے گی وہ آگ لگائی ہے

آپ رحمۃ اللہ علیہ کی ذات کا محور تین باتیں تھیں جن پر آپ رحمۃ اللہ علیہ ا۔۔۔ تحریروں، تقدیروں اپنے اقوال و افعال کے قلب و نظر روح و فکر سمیت وابستہ تھے۔

ا۔ دنیا ہر لائق عقیدت و محبت ادب و تعظیم شے سے زیادہ اللہ عزوجل اور ا۔۔۔ کے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت و عقیدت ادب و تعظیم ہے۔

۲۔ اللہ عزوجل اور اس کے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رضا و خوشنودی کی خاطر اللہ عزوج۔۔۔ اور اس کے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دوستوں سے محبت ہو۔

۳۔ اللہ عزوجل اور اس کے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رضا و خوشنودی کی خاطر اللہ عزوج۔۔۔ اور اس کے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دشمنوں اور گستاخوں سے نفرت و عداوت ہو۔۔۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ کی پوری حیات طیبہ اس پیغام کو لوگوں تک پہنچانے میں صر۔۔۔ ہوئی کہ ایمان کامل ہونے کی مذکورہ بالا تینوں شرائط ہر مسلمان اپنے اوپر لازم کے۔۔۔

کہ اس کا ایمان کامل ہو سکے۔ ورنہ ان تینوں شرائط میں سے ایک شرط بھی اگر نہ پائی جائے تو ایمان کامل نہ ہوگا۔

اس بات میں کوئی شک نہیں کہ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ ایسے عاشق صادق تھے کہ آپ کی زندگی کا کوئی لمحہ کوئی ساعت ایسی نہیں گزری کہ آپ اپنے رحیم و کریم آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی یاد اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رضا پانے کی جستجو میں نہ لگے رہے ہوں۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ کے عشق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ایک ثبوت آپ کی سادات کرام سے محبت وعقیدت بھی ہے کیونکہ عشق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ایک اہم تقاضا یہ بھی ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نسبت رکھنے والی ہر شے سے محبت وتعظیم کی جائے اور چونکہ سادات کرام حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خاص جز ہیں اس لئے ان کی محبت وعقیدت سب سے زیادہ لائق تعظیم ومحبت یہی وجہ ہے کہ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ اس اہم ترین تقاضے کو پورا نبھانے کے لئے ہمہ تن عمل پیرا رہتے تھے لہٰذا سادات کرام کو ان کی ذاتی حیثیت سے نہیں بلکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اولاد ہونے کی نظر سے دیکھا کرتے اور ان کی تعظیم وتوقیر، ادب ومحبت میں کوئی کسر نہ اٹھا رکھتے آپ رحمۃ اللہ علیہ اپنے قصیدہ نور میں یوں عرض گزار ہیں۔

تیری نسل پاک میں ہے بچہ بچہ نور کا
تو ہے عین نور تیرا سب گھرانا نور کا

رحیم وکریم آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے شہر مدینہ سے گہری محبت وانست بھی آپ کے لئے بے پناہ عشق رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہی ایک سبب ہے۔ جب کوئی صاحب حج بیت اللہ شریف کر کے آپ کی خدمت میں حاضر ہوتے تو آپ کا پہلا سوال یہی ہوتا کہ سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں حاضری دی؟ اگر اثبات میں جواب ملتا تو فوراً ان کے قدم چوم لیتے اور اگر نفی میں جواب ملتا تو مطلق مخاطب وتوجہ نہ فرماتے۔

تھا۔ یہ عشق رسول ﷺ آپ کے رگ وپے میں اس طرح سرائیت کیا ہوا تھا کہ اس کی سرمستیوں سے سرشاری اور بے خودی کی کیفیت آپ پر ہر وقت ہی طاری رہتی آپ رحمۃ اللہ علیہ کا نعتیہ کلام ''حدائق بخشش'' ان ہی کیفیات کا پیش خیمہ ہے۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ کے جذبہ عشق کا مظاہرہ آپ کی ان تحریروں اور تقریروں سے بھی ہوتا ہے جنہیں آپ نے کریم آقا ﷺ کی شان میں گستاخی و بے ادبی کرنے والوں پر سخت شرعی گرفت فرمائی' یہی عشق رسول کا تقاضا بھی ہے جسے آپ رحمۃ اللہ علیہ نے بہ احسن خوبی نبھایا۔ جناب رسالت مآب ﷺ کی بارگاہ میں ادنیٰ سی گستاخی کرنے والوں پر آپ کا قلم تلوار بن کر گرا اور شان رسول میں تنقیص کرنے والوں کے عقائد باطلہ کے چیتھڑے اڑا دیئے۔ کلک رضا ہے خنجر خونخوار برق بار اعوا سے کہہ دو خیر منائیں نہ شر کریں۔ شر پسند یہ دیکھ کر جھنجھلائے اور ان کی مخالفتوں' بدگویوں' بستانوں اور گستاخیوں کا رخ آپ کی طرف ہو گیا مگر آپ کب پرواہ بھی آپ تو عشق رسول کا وہ جام پی لیا تھا کہ اب اس کا نشہ کبھی نہ اترنے والا تھا آپ نے اپنی جان مال عزت و آبرو سب اپنے پیارے آقا ﷺ کی خاطر قربان کرنے کا تہیہ کر رکھا تھا۔ لہٰذا مخالفین کی زور پرواہ نہ کی بلکہ آپ اس پر فخر فرماتے تھے اور فرماتے تھے کہ وہ جتنی دیر بھی گالیاں دیتے ہیں اتنی دیر میرے آقا و مولیٰ ﷺ کی گستاخی سے تو باز رہتے ہیں زہے نصیب میری سب کچھ اگر میرے آقا ﷺ کی عزت و ناموس پر قربان ہو جائے۔

اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ ایسے عاشق رسول ﷺ تھے جن کے اپنے پرائے سب ہی قائل تھے آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے عشق رسول ﷺ کی شمع سے بے شمار طالبان حق کے دلوں میں محبت مصطفیٰ کی شمعیں جلائیں بمعہ ان کی زندگیاں عشق رسول کے رنگ میں رنگ گئیں۔

ایک بار حضرت وصی احمد محدث سواتی سے آپ کے قلمبند مولانا سید محمد

آپ رحمۃ اللہ علیہ کی مدینہ شریف سے محبت کا اظہار آپ کے کلام حدائق بخشش سے بخوبی ہوتا ہے مثال کے طور پر آپ کا ایک شعر ملاحظہ ہو۔

بھینی سہانی صبح میں ٹھنڈک جگر کی ہے
کلیاں کھلیں دلوں کی ہوا یہ کدھر کی ہے
ہاں ہاں وہ مدینہ ہے غافل ذرا تو جاگ
او پاؤں رکھنے والے یہ جاء چشم و سر کی ہے

یہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کا بے پناہ عشق رسول ہی تھا کہ آپ نعتیہ کلام لکھتے وقت بھی حد درجہ ادب و تعظیم کو ملحوظ خاطر رکھتے۔ اسی ضمن میں آپ ایک جگہ فرماتے ہیں۔ وہ الفاظ جو معشوق مجازی کے لئے آتے ہیں جیسے رعنا' دلربا وغیرہ نعت شریف میں ممنوع اور نہ تشبیہات جیسے لیلیٰ کا استعمال ہو۔ نیز بجائے نام اقدس (محمد) صلی اللہ علیہ وسلم اسمائے صفاتی ہوں تو بہتر ہے خصوصاً ندا کے وقت مثلاً یا رسول اللہ' یا حبیب اللہ' ضروری ہے' نام اقدس لے کر ندا حرام ہے اور غیر ندا میں بھی "ساقی کوثر" یا آفتاب رسالت' شفیع المذنبین وغیرہ کہنا اور لکھنا چاہئے۔ اسی طرح یثرب' کالی' کملیا' رشک' قمر وغیرہ متروک ہیں۔ تخیلات خلاف واقع یا مبالغات نہ ہونا چاہئے مثلاً حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے فراق میں دن رات روتا ہوں۔

اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کی حیات طیبہ کا جائزہ لیں تو یہ بات روز روشن کی طرح واضح ہو جائے گی کہ عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم آپ کی حیات طیبہ کی ایک نمایاں خصوصیت ہے یہی وجہ ہے کہ آپ کا ہر قول و عمل ہر ادا و انداز کا محور اتباع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی ہوتا۔ رفتار ہو یا گفتار' نشست و برخاست ہو یا گفتگو و ملاقات خورد و نوش ہو یا لباس' سفر ہو یا حضر' خلوت ہو یا جلوت غرض بہر حال میں آپ کا مقصود اتباع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی ہوتا۔ اور کیوں نہ ہو کہ عشق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ رحمۃ اللہ علیہ کا طرہ امتیاز

کچھوچھوی نے پوچھا کہ میں دیکھتا ہوں کہ آپ کا شوق جو اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ
سے ہے وہ میں نے اعلیٰ حضرت کی یادان کا تذکرہ ان کے فضل و کمال کا خطبہ آپ کی
زندگی کے لئے روح کا مقام رکھتا ہے اس کی کیا وجہ ہے فرمایا وہ ایمان جو مدار نجات
ہے میں نے صرف اعلیٰ حضرت سے پایا اور میرے سینے میں پوری عظمت سے مدینہ
مدینہ کو بسانے والے اعلیٰ حضرت ہیں۔

زمانہ گواہ ہے کہ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ اپنے آقا و مولیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے
ایسے محب صادق تھے کہ آپ کی زندگی کا لمحہ لمحہ یاد محبوب صلی اللہ علیہ وسلم سے مزین تھا ایسے دل و
دماغ کا آپ کے پاس کوئی تصور ہی نہ تھا جس میں آقا و مولیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا سودا نہ سمایا ہو۔
اس کا اظہار آپ ایک شعر میں یوں فرماتے ہیں۔

دل ہے وہ دل جو تیری یاد سے معمور رہا
سر ہے وہ سر جو تیرے قدموں پہ قربان گیا

اور یہ معاملہ محض حیات تک ہی نہیں بلکہ آخری نیند سونے کے بعد بھی عشق
رسول کی شمع دل میں فروزاں رکھنے کی تمنا پروان چڑھاتے رہے۔ اپنے ایک شعر میں
فرماتے ہیں:

لحد میں عشق رخ شہ کا داغ لے کے چلے
اندھیری رات سنی تھی چراغ لے کے چلے

ایک اور شعر میں اپنی اس تمنا کا اظہار یوں کرتے ہیں

یا الٰہی جب رضا خواب گراں سے سر اٹھائے
دولت بیدار عشق مصطفیٰ کا ساتھ ہو

استاذ العلماء مولانا یار محمد صاحب بندیالوی رحمتہ اللہ علیہ کے سوانح نگار نے
استاذ العلماء اور عاشق رسول کا تذکرہ اعلیٰ حضرت فاضل بڑے پرشوق انداز میں کیا۔

قارئین پڑھیے اور ذوق بڑھانے کا سامان کیجیے۔

حیات استاذ العلماء میں تحریر ہے۔ ''آپ کی (استاذ العلماء) طبیعت میں جو رسول اللہ ﷺ کی والہانہ لگن بس رہی تھی اور عشق مدینہ کی جو مستی دل و دماغ پر چھائی ہوئی تھی اس کا وہی اثر تھا کہ آپ نے تحصیل علم کے دوران ایسے اساتذہ کو چنا جن کا جسم ہند میں تھا اور روح روضہ انور کی جاروبی کشی کرتی تھی آپ کو جہاں کہیں بھی کسی محبّ رسول عالم دین کی خبر پہنچتی آپ وہیں جا پہنچتے۔ بریلوی شریف میں جو محبت رسول اللہ ﷺ کا گلستان کھلا ہوا تھا جہاں عشق نبی ﷺ کے گلاب مہکتے تھے مدحت رسول اللہ ﷺ کے گلدستے سجائے جاتے تھے جب اس باغ کی خوشبوئیں آپ کے دماغ تک پہنچیں تو دل بیتاب ٹھہر نہ سکا روح معطر ہوگئی آپ بے اختیار اس کوچے میں پہنچے جہاں رسول اللہ ﷺ کے نام پر مر مٹنے کا درس دیا جاتا تھا نگاہوں سے دلوں میں عشق رسول ﷺ کی بجلیاں بھری جاتی تھیں بریلی کے در و دیوار سے وارفتگی رسول اللہ ﷺ کی خوشبو آتی تھی۔ آپ (استاذ العلماء) وہاں بعد ادب و نیاز پہنچے اور اس کے در پر حاضر ہوئے جس کا سینہ سوز و گداز اویس قرنی کا پرنور تھا' آنکھوں میں جامی کی التجاؤں کا انداز تھا دل میں صدیق کی جھڑپ کی جھلک تھی ماتھے کی وسعت پر دازی کا گمان ہوتا تھا چہرہ کی سادگی سے رومی کا جاہ و جلال ٹپکتا تھا۔ غرض اعلیٰ حضرت علیہ الرحمتہ کی شخصیت کیا تھی یوں معلوم ہوتا تھا کہ گزرے ہوئے عشاق کی پریشان ادائیں ایک جگہ مجتمع ہوگئی ہیں۔

ضیاء المشائخ حضرت محمد ابراہیم فاروقی مجددی فرماتے ہیں ''مولانا احمد رضا خان حضرت خاتم النبیین ﷺ کے عاشق صادق اور آنحضور کی محبت میں سرشار تھے ان کا دل عشق محمدی کے سوز سے لبریز تھا چنانچہ ان کے نعتیہ کلام اس حقیقت پر شاہد عادل ہیں۔

شیخ طریقت حضرت خواجہ قمر الدین سیالوی ارشاد فرماتے ہیں۔

''میں مولانا احمد رضا خاں بریلوی کی خاک پاک برابر بھی نہیں کیونکہ فقیر کے عقیدے میں مذہب کی بنیاد عشق رسول پر ہے اور عشق رسول کی بنیاد ادب پر ہے اور مولانا کو ذات رسول ﷺ سے بے پناہ عشق تھا۔

حضرت صاحبزادہ ہارون الرشید دربار عالیہ موہڑہ شریف اس شمع عشاق کے بارے میں بیان فرماتے ہیں ''اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمتہ اللہ علیہ کا ہر قول اور ہر فعل عشق رسول اللہ ﷺ سے اس طرح لبریز معلوم ہوتا ہے گویا خالق کل نے آپ کو احمد مختار ﷺ کے عاشقوں کے لئے شمع ہدایت بنایا ہے تاکہ یہ مشعل اس جادہ پر چلنے والوں کو تکمیل ایمان کی منزل سے ہمکنار کر سکے۔

حضرت مولانا مفتی سید حامد جلالی دہلوی فرماتے ہیں وہ فنا فی عشق رسول کریم تھے ..... اگر ان کے عشق کے سمندر کا ایک قطرہ بھی ہمیں میسر ہوتا تو ہم اسے عین حقیقت اور الفت مودت کہتے......

اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمتہ اللہ علیہ عشق رسول اللہ ﷺ کی لذت اور چاشنی چکھ چکے تھے چنانچہ اس لذت آشنائی نے انہیں دنیا کے سال و متاع سے بے نیاز و بیگانہ کر دیا تھا آپ رحمتہ اللہ علیہ کا مطمع نظر صرف اور صرف اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی محبت و خوشنودی ہی رہا۔ یہی عشق و محبت کا درس آپ نے قیامت تک آنے والے عاشقان رسول کو بھی دیا آپ رحمتہ اللہ علیہ اپنے نے فرمایا ''حضور اقدس ﷺ رب العزت جل جلالہ کے نور ہیں حضور سے صحابہ کرام روشن ہوئے ان سے تابعین روشن ہوئے ان سے آئمہ مجتہدین روشن ہوئے' ان سے ہم روشن ہوئے اب ہم تم سے یہ کہتے ہیں یہ نور ہم سے لے لو ہمیں اس کی ضرورت ہے کہ تم ہم سے روشن ہو۔ وہ نور یہ ہے۔

للہ و رسول کی سچی محبت، ان کی تعظیم اور ان کے دوستوں کی خدمت و تکریم اور ان کے دشمنوں سے اجتناب و عداوت جس سے اللہ و رسول کی ادنیٰ توہین پاؤ پھر وہ تمہارا چاہے کتنا ہی پیارا کیوں نہ ہو اس سے فوراً جدا ہو جاؤ جس کو بارگاہ رسالت میں ذرا بھی گستاخ دیکھو پھر وہ تمہارا کیسا ہی بزرگ معظم کیوں نہ ہو اپنے اللہ سے دودھ کی مکھی کی طرح نکال کر پھینک دو۔

غرض اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمتہ اللہ علیہ عشق رسول ﷺ کی چلتی پھرتی تصویر تھے عشق رسول اللہ ﷺ آپ کی ذات سے چھوٹا پڑتا تھا یہی عشق رسول ﷺ آپ کے کلام میں بھی کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا ہے۔ بے شک آپ اعلیٰ پائے کے فقیہہ و محدث، مفسر و مقرر، مفتی و مصنف تھے مگر عشق رسول ﷺ کا درجہ ان سب سے اعلیٰ و ارفع بلند و بالا ہے۔ یقیناً یہ سعادت عظمیٰ محض توفیق ایزدی و انعام ربانی ہی ہے۔

اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کا نعتیہ کلام

اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ جہاں فقہی مہارت و علمی قابلیت میں اعلیٰ و ارفع مقام رکھتے ہیں وہاں اپنی نعتیہ شاعری میں منفرد و متضاد نظر آتے ہیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کا مشہور و منفرد نعتیہ کلام ''حدائق بخشش'' اس کا منہ بولتا ثبوت ہے۔

جامعہ ازہر مصر کے ڈاکٹر محی الدین الوائی نے اس بات پر اپنی شدید حیرت کا اظہار کیا ہے کہ علمی موشگافیاں کرنیوالا محقق ایک نازک خیال ادیب اور شاعر بھی ہو سکتا ہے؟

اور کیوں نہ ہو کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ ایک عظیم مفتی و عالم، مجدد و محقق، مصنف و مقرر ہونے کے ساتھ ساتھ خوف الٰہی سے لرزیدہ بدن اور عشق رسول میں تڑپتے دل کے

بھی مالک تھے۔ اہلبیت الٰہی کی عقیدت اور اولیائے کاملین کی عظمت آپ کے رگ پے میں سرائیت کئے ہوتی تھی۔ آپ کے کلام کا ہر ہر مصرعہ آپ کے اس عشق و محبت عقیدت و عظمت کا شاہد ہے اور پھر یہی نہیں بلکہ آپ کی شاعری وضاحت و بلاغت اردو و قواعد ولغت کے اعتبار سے بھی انتہائی عمدہ و معیاری درجہ رکھتی ہے جس میں آپ رحمتہ اللہ علیہ نے اپنی واردات قلب کی کیفیات کو شعر کے قالب میں ڈھالتے وقت شرعی حدود کی پابندی اور ادب واحتیاط کا لحاظ رکھتے ہوئے معیار اعتدال پر قائم رکھا۔

آپ رحمتہ اللہ علیہ خود ارشاد فرماتے ہیں کہ حقیقتاً نعت شریف لکھنا نہایت مشکل ہے جس کو لوگ آسان سمجھتے ہیں اس میں تلوار کی دھار پر چلنا ہے اگر بڑھتا ہے تو الوہیت میں پہنچا جاتا ہے اور کمی کرتا ہے تو تنقیص ہوتی ہے۔ البتہ حمد آسان ہے کہ اس میں ایک طرف راستہ صاف ہے جتنا چاہے بڑھ سکتا ہے غرض حمد میں ایک جانب املاً حد نہیں اور نعت شریف میں دونوں جان سخت حد بندی ہے۔ اپنے انہی خیالات کو شعر کے قالب میں ڈھال کر یوں فرماتے ہیں۔

ہوں اپنے کلام سے نہایت محظوظ
بیجا ہے "المنتہ اللہ محفوظ
قرآن سے میں نے نعت گوئی سیکھی
یعنی رہے احکام شریعت ملحوظ

اس بات میں کوئی شک نہیں کہ جس طرح آپ امام اہلسنت ہیں اسی طرح آپ امام کلام وسخن بھی ہیں وہ کون سا وصف ہے جو آپ رحمتہ اللہ علیہ کے کلام میں نہیں پایا جاتا۔ فصاحت و بلاغت' ملاوت و ملاحت' لطانت و نزاکت' تشبیہات و استعارات' حقیقت و معرفت' عقیدت ومحبت' خوف ورجاء' تخیل وتمثیل جوش و ولولہ جذبہ اخلاص وتضرع سے منزہ انداز اور بے شمار صفات سے آپ کا کلام مرصع ومزین

ہے۔

حضرت علامہ بدر الدین احمد قادری رضوی رحمتہ اللہ و برکاتہ العالیہ ا
حضرت فاضل بریلوی رحمتہ اللہ علیہ کے شاعرانہ کلام کے بارے میں فرماتے ہیں
آپ کا نعتیہ دیوان ''حدائق بخشش'' حمد ونعت ودعا والتجا' سلام ومنقبت' عشق ومحب
حقیقت ومعرفت' معجزات وکرامات' شرح آیات واحادیث وغیرہ مضامین کا ایک ا
بحرذخار ہے جس کی وسعت وگہرائی کا اندازہ کرنا اہل بصیرت حضرات ہی کا کا
ہے...... آپ عام ارباب سخن کی طرح صبح سے شام تک اشعار کی تیاری میں مصروف
نہیں رہتے تھے بلکہ جب پیارے مصطفیٰ رسول اللہ ﷺ کی یاد تڑپاتی اور درد عشق آپ
کو بے تاب کرتا تو از خود زبان پر نعتیہ اشعار جاری ہو جاتے...... عقائد اہلسنت کی تبلی
اطاعت ومحبت رسول اللہ ﷺ کی تلقین باطل پرستوں کی تردید آپ کے کلام ک
خصوصیت ہے آپ کے کلام میں کہیں تو قرآن وحدیث کے بعینہ کلمات وعبادا
ہیں کہیں ان کے ترجمے ہیں اور کہیں تلمیحات وارشادات ہیں غرض یہکہ آپ کے
اشعار کے ماخذ کلام الٰہی وحدیث کے مضامین ہیں۔

دشمنان مصطفیٰ ﷺ کی تقسیم وتفضیح میں آپ کا شعروسخن شاعر بارگاہ رسالت
سیدنا حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کے پاکیزہ کلام کا آئینہ ہے لہٰذا یہ کہنا بالکل ح
بجانب ہے کہ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمتہ اللہ عنہ حسان العرفے...... آپ کا شعر
سخن سوز وگداز اور درد دل کا عکاس ہونے کے ساتھ ادب وزبان کا شاندار مرقع بھی
ہے خصوصاً قصیدہ رنگ علمی' قصیدہ رنگ عشقی' قصیدہ سلام' قصیدہ درود قصیدہ معرا
وغیرہ بنو بلند پایہ ادب کے آئینہ دار ہیں...... سرکار غوثیت میں بے انتہا نیازمندان
عقیدت بھی آپ کی امتیازی شان ہے۔ حضرت مولانا یٰسین اختر مصباحی دات
برکاتھم العالیہ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمتہ اللہ علیہ کے نعتیہ دیوان ''حدائق بخشش''

کے بارے میں تحریر فرماتے ہیں کہ ''اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی
شاعری میں ہر قدم پر احکام شریعت کو ملحوظ رکھا پاس شرع قاضی پہ بینش ہے اور آپ کے
اشعار پر کوئی شرعی گرفت نہیں ہوتی اور شعری عیوب و نقائص سے بھی پاک ہوتے ہیں
پورا دیوان ملاحظہ کر لیجئے ایک ایک شعر کا مطالعہ کر جائیے انشاء اللہ یہ عاشق رسول مدح
حبیب کبریا میں احکام شریعت کو پیش نظر رکھتے ہوئے غلو و اغریق اور بیجا سے محفوظ
مامون نظر آئے گا جس طرح آپ کی نثر عالمانہ و محققانہ ہوا کرتی ہے نظم بھی جیسی تلی
ہوتی ہے ان کی فقیہانہ حیثیت چونکہ تمام علوم و فنون پر بھاری ہے اس لئے شعر کا
مجموعہ بھی ہر طرح سے مستند اور قابل اعتماد ہے۔ قرآن و حدیث اور اخبار و آثار کی
زنجیروں میں ان کی شاعری جکڑی ہوئی ہے۔

غرض یہ کہ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کا نعتیہ دیوان ''حدائق
بخشش'' اپنی انفرادیت سے لاثانی و بے مثال ہے۔ قارئین کے ذوق کو بڑھانے کے
لئے اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کے اس بے مثل نعتیہ دیوان ''حدائق
بخشش'' سے چند ادب پاروں کی جھلک پیش کی جاتی ہے تاکہ تشنگان طلب نہ صرف
عشق و محبت اور کیف و مستی میں ڈوبے میٹھے میٹھے جام لٹاتے اشعار سے اپنی پیاس
بجھائیں بلکہ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کے ذوق شعر و سخن کا بھی لطف
لے سکیں۔

لم یات نظیرک فی نظر مثل تو نہ شد پیدا جانا
جگ راج کو تاج تورے سر سو ہے تجھ کو شہ دوسرا جانا
البحر علا والموج طغیٰ من بیکس و طوفاں ہوشربا
منجدھار میں ہوں بگڑی ہے ہوا موری نیا پار لگا جانا
یا شمس نظرت الیٰ لیلی چو بطیبہ رسی عرضے بکنی

توری جوت کی جھلجھل جگ میں رچی مری شب نے زون ہونا جانا
لک بذرفی الوجہ الاجمل خطہ ہالہ مہ زلف ابراجل
تورے چندن چندر پروکنڈل رحمت کی بھون برسا جانا
انا فی عطش وسخاک اتم اے گیسوے پک اے ابر کرم
برسن بارے رم جھم رم جھم دو بوند ادھر بھی گرا جانا
یا قافلتی زیدی اجلک رحمے بر حسرت تشنہ لبک
مورا جیرا الرجے درک درک طیبہ سے ابھی نہ سنا جانا
واھا لسویعات ذھبت آں عہد حضور بارگہت
جب یاد آوت موہے کر نہ پرت درداوہ مدینہ کا جانا
القلب شج والھم شجوں دل زار چناں جاں زیر چنوں
پت اپنی بپت میں کا سے کہوں مورا کون ہے تیرے سوا جانا
الروح فداک فرد حرقا یک شعلہ دگر برزن عشقا
موراتن من دھن سب پھونک دیا یہ جان بھی پیارے جلا جانا
بس خامہ خام نوائے رضا نہ یہ طرز مری نہ یہ رنگ مرا
ارشاد احبا ناطق تھا ناچار اس راہ پڑا جانا

چمن طیبہ میں سنبل جو سنوارے گیسو
حور بڑھ کر شکن ناز پہ وارے گیسو
کی جو بالوں سے ترے روضہ کی جاروب کشی
شب کو شبنم نے تبرک کو ہیں دھارے گیسو
ہم سیہ کاروں پہ یا رب تپش محشر میں
سایہ افگن ہوں ترے پیارے کے پیارے گیسو

چرچے حوروں میں ہیں دیکھو تو ذرا بال براق
سنبل خلد کے قربان اتارے گیسو
آخر حج غم امت میں پریشاں ہو کر
تیرہ بختوں کی شفاعت کو سدھارے گیسو
گوش تک سنتے تھے فریاد اب آئے تادوش
کہ بنیں خانہ بدوشوں کو سہارے گیسو
سوکھے دھانوں پہ ہمارے بھی کرم ہو جائے
چھائے رحمت کی گھٹا بن کے تمہارے گیسو
کعبہ جاں کو پنھایا ہے غلاف مشکیں
اڑ کر آئے ہیں جو ابرو پہ تمہارے گیسو
سلسلہ پا کے شفاعت کا جھکے پڑتے ہیں
سجدہ شکر کے کرتے ہیں اشارے گیسو
مشک جو کوچہ یہ کس پھول کا جھاڑا ان سے
حوریو عنبر سارا ہوئے سارے گیسو
دیکھو قرآن میں شب قدر ہے تا مطلع فجر
یعنی نزدیک ہیں عارض کے وہ پیارے گیسو
بھینی خوشبو سے مہک جاتی ہیں گلیاں واللہ
کیسے پھولوں میں بسائے ہیں تمہارے گیسو
شان رحمت ہے کہ شانہ نہ جدا ہو دم بھر
سینہ چاکوں پہ کچھ اس درجہ میں پیارے گیسو
شانہ ہے پنجہ قدرت ترے بالوں کیلئے

کیسے ہاتھوں نے شہا تیرے سنوارے گیسو
احد پاک کی چوٹی سے الجھ لے شب بھر
صبح ہونے دو شب عید نے ہارے گیسو
مژدہ ہو قبلہ سے گھنگھور گھٹائیں اُمڈیں
ابروؤں پر وہ جھکے جھوم کے بارے گیسو
تار شیرازہ مجموعہ کونین ہیں یہ
حال کھل جائے جو اک دم ہوں کنارے گیسو
تیل کی بوندیں چمکتی نہیں
صبح عارض پہ لٹاتے ہیں ستارے گیسو
اہل صراط روح امیں کو خبر کریں
جاتی ہے لغت نبوی فرش پر کریں
ان فتنہ ہائے حشر سے کہہ دو حذر کریں
نازوں کے پالے آتے ہیں رہ سے گزر کریں
بدیں تو آپ کے ہیں بھلے میں تو آپ کے
ٹکڑوں سے تو یہاں کے پلے رخ کدھر کریں
سرکار ہم کمینوں کے اطوار پر نہ جائیں
آقا حضور اپنے کرم پر نظر کریں
ان کی حرم کے خار کشیدہ ہیں کس لئے
آنکھوں میں آئیں سر پر زمین دل میں گھر کریں
جالوں پہ جال پڑ گئے للہ وقت ہے
مشکل کشائی آپ کے ناخن اگر کریں

منزل کڑی ہے شان تبسم کرم کرے
تاروں کی چھاؤں نور کے تڑکے سفر کریں
کلک رضا ہے خنجر خونخوار برق بار
اعدا سے کہہ دو خیر منائیں نہ شر کریں

وہ سوئے لالہ زار پھرتے ہیں
تیرے دن اے بہار پھرتے ہیں
جو ترے در سے یار پھرتے ہیں
در بدر یوں ہی خوار پھرتے ہیں
آہ کل عیش تو کئے ہم نے
آج وہ بے قرار پھرتے ہیں
ان کے ایما سے دونوں باگوں پر
خیل لیل و نہار پھرتے ہیں
ہر چراغ مزار پر قدسی
کیسے پروانہ وار پھرتے ہیں
اس گلی کا گدا ہوں میں جس میں
مانگتے تاجدار پھرتے ہیں
جان ہیں جان کیا نظر آئے
کیوں عدو گرد غار پھرتے ہیں
پھول کیا دیکھوں میری آنکھوں میں
دشت طیبہ کے خار پھرتے ہیں
لاکھوں قدسی ہیں کام خدمت پر

لاکھوں گرد مزار پھرتے ہیں

وردیاں بولتے ہیں ہر کارے

پہرہ دیتے سوار پھرتے ہیں

رکھیے جیسے ہیں خانہ زاد ہیں ہم

مول کے عیب دار پھرتے ہیں

ہائے غافل وہ کیا جگہ ہے جہاں

پانچ جاتے ہیں چار پھرتے ہیں

بائیں رستے نہ جا مسافر سن

مال ہے راہ مار پھرتے ہیں

جاگ سنسان بن ہے رات آئی

گرگ بہر شکار پھرتے ہیں

نفس یہ کوئی چال ہے ظالم

جیسے خاصے بجار پھرتے ہیں

کوئی کیوں پوچھے تیری بات رضا

تجھ سے کتے ہزار پھرتے ہیں

کس کے جلوہ کی جھلک ہے یہ اجالا کیا ہے

ہر طرف دیدہ حیرت زدہ تکتا کیا ہے

مانگ من مانتی منہ مانگی مرادیں لے گا

نہ یہاں ''نا'' ہے نا منگتا سے یہ کہنا کیا ہے

پند کڑوی لگے ناصح سے ترش ہوا سے نفیس

زہر سیاں میں ستمگر تجھے میٹھا کیا ہے

ہم ہیں ان کے وہ ہیں تیرے تو ہوتے ہم تیرے
اس سے بڑھ کر تری سمت اور وسیلہ کیا ہے
چھوڑ کر مجھ کو فرشتے کہیں محکوم ہیں ہم
حکم والا کی نہ تعمیل ہو زہرہ کیا ہے
یہ سماں دیکھ کے محشر میں اٹھے شور کہ واہ
چشم بد دور ہو کیا شان ہے رتبہ کیا ہے
صدقے اس رحم کے اس سایہ دامن پہ نثار
اپنے بندے کو مصیبت سے بچایا کیا ہے
اے رضا جان عنا دل ترے نغموں کے نثار
بلبل باغ مدینہ ترا کہنا کیا ہے
ان کے حسن بالملاحت پر نثار
شیرہ جاں کی حلاوت کیجئے
ان کے در پر جیسے ہو مٹ جایئے
ناتوانو! کچھ تو ہمت کیجئے
پھیر دیجئے پنجہ دیو لیں
مصطفیٰ کے بل پہ طاقت کیجئے
ڈوب کر یاد لب شاداب میں
اب کوثر کی سباحت کیجئے
یاد قامت کرتے اٹھیئے قبر سے
جان محشر پر قیامت کیجئے
ان کے در پر بیٹھیئے بن کر فقیر

بے نواؤ فکر ثروت کیجئے
جس کا حسن اللہ کو بھی بھا گیا
ایسے پیارے سے محبت کیجئے
حی باقی جس کی کرتا ہے ثنا
مرتے دم تک اس کی مدحت کیجئے
عرش پر جس کی کمانیں چڑھ گئیں
صدقے اس بازو پہ قوت کیجئے
نیم و اطیبہ کے پھولوں پر ہو آنکھ
بلبلو! پاس نزاکت کیجئے
سر سے گرتا ہے ابھی بارگناہ
خم ذرا فرق ارادت کیجئے
آنکھ تو اٹھتی نہیں کیا دیں جواب
ہم پہ بے پرسش ہی رحمت کیجئے
عذر بدتر ازگنہ کا ذکر کیا
بے سبب ہم پر عنایت کیجئے
نعرہ کیجئے یا رسول اللہ کا
مفلسو! سامان دولت کیجئے
ہم تمہارے ہو کے کس کے پاس جائیں
صدقہ شہزادوں کا رحمت کیجئے
من رانی قدرای الحق جو کہے
کیا بیاں اس کی حقیقت کیجئے

ظالم علم دو عالم ہیں حضور
آپ سے کیا عرض حاجت کیجئے
آپ سلطان جہاں ہم بے نوا
یاد ہم کو وقت نعمت کیجئے
تجھ سے کیا کیا مرے طیبہ کے چاند
ظلمت غم کی شکایت کیجئے
بدرکب تک پھیریں خستہ خراب
طیبہ میں مدفن عنایت کیجئے
آہ برس وہ قافلوں کی دھوم دھام
آہ سنیے اور غفلت کیجئے
پھر پلٹ کر منہ نہ اس جانب کیا
سچ ہے اور دوائے الفت کیجئے
اقربا حب وطن بے ہمتی
آہ کس کس کی شکایت کیجئے
اب تو آقا منہ دکھانے کا نہیں
کس طرح رفع ندامت کیجئے
اپنے ہاتھوں خود لٹا بیٹھے ہیں گھر
کس پہ دعوائے بضاعت کیجئے
کس سے کہیے کیا کیا • کیا ہو گیا
خود ہی اپنے پر ملامت کیجئے
عرض کا بھی اب تو منہ پڑتا نہیں

کیا علاج درد فرقت کیجئے
اپنی اک میٹھی نظر کے شہد سے
چارہ زہر سیب ..... کیجئے
دے خدا ہمت کہ یہ جان حزیں
آپ پر واریں وہ صفت کیجئے
آپ ہم سے بڑھ کے ہم پر مہرباں
ہم کریں جرم آپ رحمت کیجئے
جو نہ بھولا ہم غریبوں کو رضا
یاد اس کی اپنی عادت کیجئے
لطف ان کا عام ہو ہی جائے گا
شاد ہر ناکام ہو ہی جائے گا
جان دے دو وعدہ دیدار پر
نقد اپنا دام ہو ہی جائے گا
شاد ہے فردوس یعنی ایک دن
قسمت خدام ہو ہی جائے گا
یاد رہ جائیں گی یہ بے باکیاں
نفس تو تو رام ہو ہی جائے گا
بے نشانوں کا نشان مٹتا نہیں
مٹتے مٹتے نام ہو ہی جائے گا
یاد گیسو ذکر حق ہے آہ کر
دل میں پیدا لام ہو ہی جائے گا

ایک دن آواز بدلیں گے یہ ساز
چہچہا کہرام ہو ہی جائے گا

سائلو ! دامن سخی کا تھام لو
کچھ نہ کچھ انعام ہو ہی جائے گا

یاد ابرو کر کے تڑپو بلبلو !
ٹکڑے ٹکڑے دام ہو ہی جائے گا

مفلسو ! ان کی گلی میں جا پڑو
باغ خلد اکرام ہو ہی جائے گا

گر یونہی رحمت کی تاویلیں رہیں
مدح ہر الزام ہو ہی جائے گا

بادہ خواری کا سماں بندھنے تو دو
شیخ ڈر و آشام ہو جی جائے گا

غم تو ان کو بھول کر لپٹا ہے یوں
جیسے اپنا کام ہو ہی جائے گا

مٹ کر گر یونہی رہا قرض حیات
جان کا نیلام ہو ہی جائے گا

عاقلو ! ان کی نظر سیدھی رہے
بوروں کا بھی کام ہو ہی جائے گا

اب تو لائی ہے شفاعت عفو پر
بڑھتے بڑھتے عام ہو ہی جائے گا

اے رضا ہر کام کا اک وقت ہے

دل کو بھی آرام ہو ہی جائے گا

☆☆☆

واہ کیا مرتبہ اے غوث ہے بالا تیرا
اونچے اونچوں کے سروں سے قدم اعلیٰ تیرا
سر بھلا کیا کوئی جانے کہ ہے کیسا تیرا
اولیا ملتے ہیں آنکھیں وہ ہے تلوا تیرا
کیا دبے جس پہ حمایت کا جو پنجہ تیرا
شیر کو خطرے میں لاتا نہیں کتا تیرا
تو حسینی حسنی کیوں نہ محی الدین ہو
اے خضر مجمع بحرین ہے چشمہ تیرا
قسمیں دے دے کے کھلاتا ہے پلاتا ہے تجھے
پیارا اللہ تیرا چاہنے والا تیرا
مصطفیٰ کے تن بے سایہ کا سایہ دیکھا
جس نے دیکھا میری جاں جلوہ زیبا تیرا
ابن زہرا کو مبارک ہو عروس قدرت
قادری پائیں تصدق مرے دولھا تیرا
کیوں نہ قاسم ہو کہ تو ابن ابی القاسم ہے
کیوں نہ قادر ہو کہ مختار ہے بابا تیرا
نبوی مینھ علوی فصل، بتولی گلشن
حسنی پھول حسینی ہے مہکنا تیرا
نبوی ظل علوی برج بتولی منزل

حسنی چاند حسینی ہے اجالا تیرا

نبوی خور علوی کوہ بتولی معدن
حسنی لعل حسینی ہے تجلا تیرا

موت نزدیک گناہوں کی تہیں میل کے خول
آ برس جا کہ نہا دھولے یہ پیاسا تیرا

اب لحد وہ کہے اور میں تمیم برخاست
مشت خاک اپنی ہو اور نور کا اہلا تیرا

جان تو جاتے ہی جائے گی قیامت یہ ہے
کہ یہاں مرنے پہ ٹھہرا ہے نظارہ تیرا

تجھ سے در در سے سگ اور سگ سے ہے مجھ کو نسبت
میری گردن میں بھی ہے دور کا ڈورا تیرا

اس نشانی کے بوسگ میں نہیں مارے جاتے
حشر تک میرے گلے میں رہے پٹا تیرا

میری قسمت کی قسم کھا میں سگان بغداد
ہند میں بھی ہوں تو دیتا رہوں پہرا تیرا

تیری عزت کے نثار اے مرے غیرت والے
آہ صد آہ کہ یوں خوار ہو بروا تیرا

بدیہی، چور سہی، مجرم و ناکارہ سہی
اے وہ کیسا ہی سہی ہے تو کریما تیرا

مجھ کو رسوا بھی اگر کوئی کہے گا تو یوں ہی
کہ وہی نا، وہ رضا بندہ رسوا تیرا

ہیں رضا یوں نہ بلک تو نہیں جید تو نہ ہو
شید جید ہر دہر ہے مولیٰ تیرا
فخر آقا میں رضا اور بھی اک نظم رفیع
چل لکھا لائیں ثنا خوانوں میں چہرہ تیرا

اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمہ اللہ چودھویں صدی کے عظیم مجد

مخبر صادق صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان مبارک ہے

''بے شک اللہ عزوجل اس امت کیلئے ہر صدی کے اختتام پر ایسا شخص
گا جو امت کے لئے اس کا دین تازہ کرے گا''

(رواہ ابوداؤد والحاکم فی المستدرک والبیہقی

دور تجدید کے معنی ہیں کہ ان میں ایک صفت یا صفتیں ایسی پائی جائیں
سے امت محمدیہ کو دینی فائدہ ہو جیسے تعلیم و تدریس، وعظ، امر بالعروف، نہی عن المنکر
لوگوں سے مکروہات کا دفع، اہل حق کی امداد

لیکن خیال رہے کہ ایسا بھی نہیں کہ ہر کس و ناکس کو مجدد کہہ دیا، یا سمجھ لیا
دیا جائے بلکہ مجدد ہونے کی کچھ شرائط و خصوصیات ہیں جن کا ذکر علامہ جلال الدین
سیوطی، حضرت ملا علی قاری، شیخ الاسلام بدرالدین ابدال، علامہ محمد طاہر حنفی رحمۃ اللہ علیہ
وغیرہم نے مختلف کتب و شروحات میں بیان فرمائی ہیں جن کا خلاصہ درج ذیل ہے۔

ا۔ مجدد وہ ہوسکتا ہے کہ آغاز صدی ہجری میں مشہور و معروف شخصیت ہو
وہ بشار الیہم ہو۔

۲۔ تمام صدی سے پہلے بھی دینی خدمات انجام دیتا رہا ہو اور بقید حیات

کچھوچھوی نے پوچھا کہ میں دیکھتا ہوں کہ آپ کا شوق جو اعلیٰ حضرت رحمتہ اللہ علیہ سے ہے وہ میں نے اعلیٰ حضرت کی یاد ان کا تذکرہ ان کے فضل وکمال کا خطبہ آپ کی زندگی کے لئے روح کا مقام رکھتا ہے اس کی کیا وجہ ہے فرمایا وہ ایمان جو مدار نجات ہے میں نے صرف اعلیٰ حضرت سے پایا اور میرے سینے میں پوری عظمت کے ساتھ مدینہ کو بسانے والے اعلیٰ حضرت ہیں۔

زمانہ گواہ ہے کہ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ اپنے آقا و مولیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ایسے محبّ صادق تھے کہ آپ کی زندگی کا لحہ لحہ یادِ محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مزین تھا ایسے دل و دماغ کا آپ کے پاس کوئی تصور ہی نہ تھا جس میں آقا و مولیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا سودا نہ سمایا ہو۔ اس کا اظہار آپ ایک شعر میں یوں فرماتے ہیں۔

دل ہے وہ دل جو تیری یاد سے معمور رہا
سر ہے وہ سر جو تیرے قدموں پہ قربان گیا

اور یہ معاملہ محض حیات تک ہی نہیں بلکہ آخری نیند سونے کے بعد بھی عشق رسول کی شمع دل میں فروزاں رکھنے کی تمنا پروان چڑھاتے رہے۔ اپنے ایک شعر میں فرماتے ہیں:

لحد میں عشق رخ شہ کا داغ لے کے چلے
اندھیری رات سنی تھی چراغ لے کے چلے

ایک اور شعر میں اپنی اس تمنا کا اظہار یوں کرتے ہیں

یا الٰہی جب رضا خواب گراں سے سر اٹھائے
دولت بیدار عشق مصطفیٰ کا ساتھ ہو

استاذ العلماء مولانا یار محمد صاحب بندیالوی رحمتہ اللہ علیہ کے سوانح نگار نے استاذ العلماء اور عاشق رسول کا تذکرہ اعلیٰ حضرت فاضل بڑے پرشوق انداز میں کیا۔

اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمتہ اللہ علیہ کی ولادت با سعادت ۱۰ شوال المکرم ۱۲۷۲ھ اور وصال مبارک ۲۵ صفر ۱۳۴۰ھ ہے یعنی آپ رحمتہ اللہ علیہ نے تیرھویں صدی ہے۔ ۲۸ سال ۲ مہینے ۲۰ دن اور چودھویں صدی کے ۳۹ سال ایک مہینہ ۲۵ دن پائے ہیں دوران علوم وفنون' درس وتدریس وتالیف وتصنیف' وعظ وتقریر میں ہدف فرمائے اور پھر حمایت دین' نکایت مفسدین' رد بدعات ومنکرات' حقائق حق وازہاق باطل' اعانت سنت واہانت بدعت میں وقت گزارا۔ متقی و پرہیزگار پابند شرع 'عامل سنت عالم باعمل بن کر زندگی کا ہر لمحہ گزارا' حب جاہ وثروت اقتدار ومنصب' مال ودولت سے خود کو دور رکھا۔ بڑا ایچ دین وسنت میں نہ کسی کے طعل کی پرواہ کی نہ کسی کی مخالفت کو خاطر میں لائے۔

آپ رحمتہ اللہ علیہ نے دوران طالب علمی ہی تصنیف فرمانا شروع کر دیا اور فارغ التحصیل ہوتے ہی مکمل ومدلل فتاویٰ نوبہی شروع فرمادی' چنانچہ آپ رحمتہ اللہ علیہ کی پچاس علوم وفنون پر ایک ہزار بے مثل ومایہ ناز تصنیفات اور مفصل ومدلل ومقیم ۱۲ جلدوں پر مشتمل فتاویٰ وبنام فتاویٰ رضویہ جس کی ہر جلد نو سو ہزار کے درمیان ہے منظر عام پر آئے جو نقل نہ ہو آپ کے یا گم ہو گئے ان کی تعداد الگ ہے۔

آپ رحمتہ اللہ علیہ نے درس وتدریس کے ذریعے ہزاروں طالبان علم کو اپنے علم وفضل سے مستفید فرمایا۔ قرآن وحدیث سے مدلل وعظ وبیانات کے ذریعے بھی آپ رحمتہ اللہ علیہ نے تبلیغ دین ومتین میں کوئی کسر نہ اٹھا رکھی آپ رحمتہ اللہ علیہ کی ہر وعظ ہر جلسہ ہی مرجع الخلائق ہوتا تو الغرض آپ رحمتہ اللہ علیہ زبان وعلم کے ذریعے حق وصداقت کی سربلندی' حمایت دین ونکایت مفسدین' رد بدعت واشاعت سنت میں اپنی پوری عمر' دھن دولت' علم وفضل سب کچھ صف کر دیا اور مجدد مائۃ حاضرہ ہونے کا ثبوت دیتے ہوئے حقائق ح ۔۔ور باطل فرمایا گمراہوں کو حق کا راستہ بتایا' بے دینوں

کو دیندار بدمذھبوں کو صحیح العقیدہ سنی مسلمان بنایا' بے عمل فرمایا و بدعات و منکرات ـ
شکار کو راہ مستقیم پر چلایا غرض عرب و عجم' روم و شام تمام ممالک اسلامیہ کو فیضیاب
غرضیکہ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کے زندگی اعلاء کلمۃ الحق احیائے سنت
کے ساتھ ساتھ فرقہ' باطلہ اور گمراہ کن افکار و تحریکات کی بیخ کنی فرماتے ہوئے اسلام
دشمنوں کی بساط ضلالت کو اپنی علمی کاوشوں ذہنی صلاحیتوں' دینی ہوش و جذبہ ایمانی
غیرت و حمیت کے ذریعے الٹ کر رکھ دیا ہے۔ اس کا ایک اجمالی جائزہ پیش خدمت
ہے تا کہ قارئین پر بھی واضح ہو جائے کہ جن صفات و صلاحیت کی حامل شخصیت سے
شریعت کی اصطلاح میں ''مجدد'' کہتے ہیں وہ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی امام احمد رضا
خان علیہ رحمۃ الرحمٰن ہیں۔

۱۔عقائد:

اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے ان احکامات شرعیہ سے لوگوں
کو روشناس کر لیا جن کا تعلق ذات و صفات باری تعالیٰ و رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم و دیگر انبیائے
کرام و ملائکہ و قرآن عظیم وغیرہ سے ہو۔ اس سلسلے میں آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اکتیس
کتب تصنیف فرمائیں جن کا ذکر پہلے گزر چکا۔

۲۔حدیث:

بلا شبہ احادیث ہی وہ ذریعہ ہیں جن کے ذریعے نبی کریم رؤف و رحیم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
کی اقوال و افعال و احوال کی معرفت حاصل ہوتی ہے اور احکام شریعت پر عمل اور
منہیات و مکروہات شرعیہ سے اجتناب ممکن ہوتا ہے چنانچہ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی
رحمۃ اللہ علیہ نے لوگوں تک اس نفع اعظم کو پہنچانے کے لئے گیارہ کتب تصنیف فرمائیں
اور ساتھ ہی ساتھ حدیث کی کیفیت باعتبار القائل و سنہ' رواۃ' ضبط و عدالت' اور یہ کہ وہ

متصل ہے یا منقطع یا رسول اللہ ﷺ تک پہنچی ہے یا صرف صحابہ پر ہی ختم ہو گئی یا تابعی
تک اس کی سند باقی ہے اس کا علم بھی شعور بھی لوگوں کو دیا تا کہ اور لوگ منکرین حدیث
کا رد بھی ہو جائے میں فرق محسوس کر سکیں۔ ترویج شریعت وسنت میں معاون ثابت ہ
اس موضوع پر مزید تین کتب تحریر فرمائیں ان سب کے نام گزر چکے ہیں۔

۳۔علم الفضائل:

منکرین فضائل حضور اقدس ﷺ کو عقائد باطلہ کی بیخ کنی کے لئے ضرور
تھا کہ لوگوں کو حضور سید عالم ﷺ کمالات و مراتب عالیہ سے آگاہ کیا جائے اور حضو
اقدس ﷺ کے فضائل وخصوصیات کا انکار کرنے والوں کا بخوبی رد کیا جائے چنانچ
اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمتہ اللہ علیہ نے علم الفضائل پر تیس کتب تصنیف فرمائیں
جس کے سبب لوگوں کے قلوب میں عشق رسول ﷺ کی شمع روشن ہوئی اور اس نور
سے طالبان حق کے لئے سعادت ابدی کا راستہ روشن ہوا۔

۴۔مناقب صحابہ واولیاء:

اسلام دشمن عناصر کا ایک ہدف صحابہ وتابعین اولیائے کاملین کی محبت
عقیدت کو لوگوں کے دلوں سے نکال دینا بھی تھا چنانچہ گستاخان صحابہ اولیاء کی بچھا
ہو بساط ضلالت کو الٹ دینے کے لئے ضروری تھا کہ لوگوں کے قلوب عشق صحا
اولیائے سے منور کئے جائیں لہٰذا اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمتہ اللہ علیہ نے صح
کرام وتابعین عظام واولیائے کاملین کے کمالات وکرامات ان کے محاسن وصفات
اٹھارہ کتب تصنیف فرمائیں اور یوں بذریعہ قلم ان منکرین صحابہ واولیاء کے چیتھڑ
اڑا دیئے۔

۵۔فرقہ نیچریہ کارد

نیچریہ فرقہ ایک گمراہ فرقہ ہے ان کے نزدیک کوئی بھی چیز کسی صورت کسی حالت کسی سبب کے بھی فطرت کے خلاف نہیں ہوسکتی۔ چنانچہ اپنے اس باطل عقیدے کے مطابق اس فرقہ کو ماننے والے معجزات انبیائے وکرامات اولیاء کے قائل نہیں یعنی یہ فرقہ نیچر یعنی فطرت کی طرف منسوب ہے اس فرقہ بانی کا نام سرسید احمد خان نام علی گڑھی تھا۔

یہ فرقہ نہ صرف معجزات وکرامات کا منکر ہے بلکہ اس کے علاوہ بھی بہت سے گزرے عقائد اپنے اندر رکھتا ہے ان میں سے چند مختصراً بیان کئے جاتے ہیں۔

۱۔ تقلید واجب نہیں۔
۲۔ قیاس صحبت شرعی نہیں۔
۳۔ اجماع صحبت شرعی نہیں۔
۴۔ قرآن کا کوئی حکم منسوخ نہیں ہوا۔
۵۔ ملک یا ملائکہ شیطان یا ابلیس کا لفظ قرآن میں آیا اس سے یہ میراہ نہیں کہ وہ انسان سے کوئی جدا مخلوق ہے بلکہ یہ نیکی وبدی کی قوت کا نام ہے۔
۶۔ سوائے ان کفار ومشرکین کے جن کا ذکر آیت کریمہ انما ینھکم اللہ میں ہے باقی تمام کفار ومشرکین سے دوستی وکمالات جائز ہیں۔
۷۔ معراج النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وشق مدر دونوں واقعات بیداری کے نہیں خواب کے ہیں۔
۸۔ حضرت آدم علیہ السلام کا قصہ محض ایک تمثیل ہے کسی واقعہ کی خبر نہیں۔
۹۔ شہید درحقیقت زندہ ہیں۔

۱۰۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا زندہ آسمان پر اٹھایا جانا قرآن سے ثابت نہیں۔
۱۱۔ صور کی کوئی حقیقت نہیں۔
۱۲۔ اللہ عزوجل کی ذات وصفات اسماء وافعال وہ صنف تمثیلیں ہیں اور دوبارہ زندہ ہونا حشر حساب ومیزان' پل صراط' جنت ودوزخ وغیرہ اس کی کوئی حقیقت نہیں۔
۱۳۔ اللہ عزوجل کا دیدار نہ دنیا میں ممکن نہ آخرت میں۔
۱۴۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بغیر باپ کے پیدا ہونا قرآن سے ثابت نہیں۔
۱۵۔ وحی کا نزول کسی فرشتہ کے ذریعے نہیں ہوا بلکہ خود بخود دل میں خیال پیدا ہوا۔
۱۶۔ قرآن میں جنات سے مراد پہاڑی لوگ مراد ہیں نہ کہ وہمی مخلوق۔
۱۷۔ سورۃ فیل میں کنکریاں پھینکنا سے مراد مرض چیچک سے استعارہ ہے۔

الغرض فرقہ نیچریہ انتہائی گندے عقائد کا مجموعہ ہے اس فرقہ کے لوگوں نے ان گندے عقائد کو لوگوں کے ذہنوں میں انڈیلنے کی کوششیں تیز سے تیز تر کردی چنانچہ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے حمایت دین ونکایت مفسدین کے لئے رد نیچریہ پر سات کتابیں تصنیف فرمائیں جن کے نام پہلے ذکر کئے جا چکے ہیں۔

۶۔فرقہ قادیانیہ کا رد:

اس قادیانی فرقہ کا بام مرزا غلام احمد قادیانی نے جھوٹی نبوت کا دعویٰ کیا اس کے ماننے والے ٹولے نے مسلمانوں میں عجیب انتشار واضطراب کی فضا قائم کردی اس فرقہ کے بانی اور اس سے تعلق رکھنے والوں نے اپنے گھناؤنے عقیدوں کو مسلمانوں میں پھیلانا شروع کردیا اس فرقہ کے بانی مرزا نے مہدیت' مسیحیت پھر

نبوت کا جھوٹا دعویٰ کیا اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی شان میں سخت توہین و گستاخیوں کا مرتکب ہوا۔

اس گھناؤنے فرقہ کے گھناؤنے عقائد ہیں تو ناقابل بیان مگر عوام پر ان کی ضلالت واضح کرنے کے لئے ان کے چند ایک گھناؤنے عقیدے بیان کئے جاتے ہیں۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق اس فرقہ کا عقیدہ ہے کہ

۱۔ عیسیٰ علیہ السلام کو شیطان لہام بھی ہوتے تھے۔ (معاذ اللہ)

۲۔ عیسیٰ علیہ السلام حقیقی منجی نہیں حقیقی منجی وہ جو حجاز میں پیدا ہوا اور اب بھی آیا۔ خاکسار غلام احمد قادیان۔ (معاذ اللہ)

۳۔ کامل مہدی' نہ موسیٰ تھا نہ عیسیٰ۔

۴۔ آپ (عیسیٰ علیہ السلام) کا کنجریوں سے میلان اور محبت بھی شاید اس وجہ سے ہو کہ جدی مناسبت درمیان ہے (یعنی عیسیٰ بھی ایسوں ہی کی اولاد تھے) ورنہ کوئی پرہیزگار انسان ایک جوان کنجری کو یہ موقعہ نہیں دے سکتا وہ اس کے سر پر اپنے ناپاک ہاتھ لگا دے اور زناکاری کی کمائی کا پلید عطر اس کے سر پر ملے اور اپنے بالوں کو اس کے بسروں پر ملے سمجھنے والے سمجھ لیں کہ ایسا انسان کس چلن کا آدمی ہوسکتا ہے۔ (معاذ اللہ)

۵۔ خدا ایسے شخص (یعنی عیسیٰ) کو کسی طرح دنیا میں دوبارہ نہیں لا سکتا جس کے پہلے فتنے سے ہی دنیا کو تباہ کر دیا۔

۶۔ عیسیٰ علیہ السلام کے معجزات کے بارے میں ان کا گھناؤنا عقیدہ یہ ہے کہ ۔ب کھیل تھا سب لعب تھا۔ جھوٹی جھلک تھی۔ سامری جادوگر کے گوسالے کے مانند تھا۔ روحانی علاج میں بہت ضعیف اور نکما تھا (معاذ اللہ)

اس گھناؤنے فرقہ کا بانی مرزا غلام قادیانی نے عیسیٰ روح اللہ نیز اعلیہ الصلوٰۃ سلام کے بارے میں انتہائی توہین آمیز الفاظ استعمال کئے انہیں تاوان اسرائیلی ۲۔مکار۔۳۔بدعقل۔۴۔فحش گو۔۵۔بدزبان۔۶۔جھوٹا۔۷۔چور۔۸۔فریبی۔ ۹۔گندی گالیاں دینے والا۔۱۰۔پیروئے شیطان وغیرہ وغیرہ سخت گستاخانہ الفاظ استعمال کئے۔(معاذ اللہ' معاذ اللہ)

اس قادیانی خبیث نے خود کو نہ صرف حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے افضل و برتر کہا بلکہ اپنی جھوٹی نبوت کے دعوے کے ساتھ ساتھ بعض انبیاء علیھم السلام سے بھی افضل کہا۔ یہ لکھتا ہے۔

۱۔ میں محدث ہوں اور محدث بھی ایک معنی سے نبی ہوتا ہے۔

۲۔ سچا خدا وہی ہے جس نے قادیان میں اپنا رسول بھیجا۔

۳۔ میں (غلام قادیانی) بعض نبیوں سے بھی افضل ہوں۔

۴۔ میں احمد ہوں جو آیت مبشرأ برسول......اسمہ احمدہ میں مراد ہے۔

۵۔ اپنے بارے میں لکھتا ہے ابن مریم کے ذکر کو چھوڑو۔اس سے بہتر غلام احمد ہے۔

الغرض اسی قسم کے کفریہ عقائد اس فرقہ میں رائج ہیں جب اس فتنہ نے سر اٹھانا شروع کیا تو اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ نے بروقت اس کا قلع قمع کرنے کا بیڑا اٹھایا اور فرقہ قادیانی کے رد میں مجھ معرکۃ الاراء کتب تصنیف فرمائیں۔

۷۔روافضل کارد:

یہ فرقہ روافض فرقہ ہے۔غلیظ عقائد سے آلودہ ہے اس فرقہ کی کئی شاخیں ہیں جو اپنی اپنی جگہ مضر ایمان ہیں۔قارئین کی معلومات کے لئے ان کے چند غلیظ

عقائد بیان کئے جاتے ہیں۔

۱۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو نبی جانتے ہیں ان کا عقیدہ ہے کہ حضرت جبرئیل نے بھول سے وحی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچادی ہے۔

۲۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو شریک خدا اور شریک نبوت جانتے ہیں۔

۳۔ یہ کہتے ہیں کہ جو حضرت علی رضی اللہ عنہ کو سب صحابہ سے زیادہ دوست نہ رکھے وہ کافر ہے۔

۴۔ یہ (معاذ اللہ ثم معاذ اللہ) حضرت طلحہ وزبیر ومعاویہ اور ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا پر لعنت کرتے ہیں اور انہیں کافر گردانتے ہیں۔

۵۔ ان کا عقیدہ ہے کہ نبوت ختم نہیں ہوئی اور زمین کسی وقت بھی پیغمبر سے خالی نہیں رہتی۔

۶۔ ان کا قول ہے کہ جس نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ہوتے ہوئے کسی دوسرے صحابی سے بیعت کی وہ کافر ہے۔

۷۔ ان کا عقیدہ ہے کہ روح مردے کے بدن سے نکل کر دوسرے کے قالب میں جا پہنچتی ہے۔

۸۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی نسبت یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ قیامت سے پہلے دنیا میں ایک بار آئیں گے اور مردوں کو زندہ کر کے سنیوں کو دوزخ اور شیعوں کو جنت میں داخل کریں گے۔

۹۔ حضرت سیدنا صدیق اکبر وعمر فاروق رضی اللہ عنہ کو برا کہتے ہیں۔

۱۰۔ سوائے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے تمام صحابہ کرام سے بیزار ہیں اور ان کی توہین کرتے ہیں۔

۱۱۔ ان کا عقیدہ ہے کہ (معاذ اللہ) حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی قوت سے پیغمبری

نہیں کر سکتے تھے بغیر حضرت علی رضی اللہ عنہ کے۔

۱۔ ایک ساتھ تین طلاقیں دینے کو ایک طلاق ہی جانتے ہیں۔

اس کے علاوہ بھی دیگر گندے عقیدے رکھتے ہیں اور جب اپنے ان گندے غلیظ عقائد سے مسلمانوں کے قلوب کو آلودہ کرنے کی مذموم کوششیں شروع کر دیں تو اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ نے اپنے زورِ قلم سے ان کے رد میں ایسی سعی بلیغ فرمائی جس کا کوئی جواب آج تک بھی روافض کے پاس نہیں اور نہ ہوگا انشاء اللہ عزوجل اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ نے رد روافض پر چھ مایہ ناز کتابیں تصنیف فرمائیں۔

۸۔ وہابیوں' دیوبندیوں کا رد:

فرقہ وہابیہ کے سرغنہ وہابی ہوں یا دیوبندی یہ سب محمد بن عبدالوہاب نجدی کے ہم خیال و ہم عقائد ہیں بظاہر تقلید کرتے ہیں اور خود کو حنفی کہتے ہیں مگر عقائد و اقوال میں غیر مقلدین سے مختلف نہیں وہابیوں کے دو ٹولے ہیں ایک وہ جو عقائد میں عبدالوہاب نجدی کے ہم خیال مگر اعمال میں بظاہر تقلید کے قائل جبکہ دوسرا ٹولہ جو عبدالوہاب نجدی کے ہم خیال و ہم عقائد اور عمال بھی ان کے ساتھ۔ یعنی تقلید کے مخالف۔

اس فرقہ وہابیہ کے عقائد انتہائی کفریہ و گستاخانہ ہیں عبدالوہاب نجدی نے نیا مذہب جاری کیا جس کی رو سے تم اہلسنت و جماعت کو کافر ٹھہرایا خصوصاً حرمین شریفین کے رہنے والوں کو ان کا عقیدہ ہے کہ

۱۔ جیسا ہر قوم کا چودھری۔

۲۔ ہر پیغمبر کی ویسی حیثیت مزید یہ کہ ان کی (سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) تعظیم ایسی ہی کرنی چاہئے جیسے بڑے بھائی کی۔

۳۔ ان کی (سید عالم ﷺ کی) تعریف محض بشر یعنی انسان جیسی کرنی چاہیے بلکہ اس میں بھی کمی کرو۔
۴۔ جو ان کو شفیع سمجھے وہ مشرک ہے۔
۵۔ جس کا نام محمد (ﷺ) یا علی (رضی اللہ عنہ) ہے وہ کسی چیز کا مختار نہیں۔
۶۔ رسول کے چاہنے سے کچھ نہیں ہوتا۔
۷۔ جو یہ سمجھے کہ اللہ تعالیٰ نے انبیاء کو تعریف کی قوت دی ہے وہ بیشک کافر مشرک ہے۔
۸۔ نبی وحی سے پہلے گمراہ تھے ایمان نہ رکھتے تھے۔ (معاذ اللہ)

اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے ان مفسدین کے رد میں ۷۶ کتب تصنیف فرمائیں جن سے آپ کی شان مجددیت ظاہر ہوتی ہے جب مسلمانوں کے بھیس میں اس فسادی ٹولہ وہابیہ نے اسلام کے اصل عقائد شان الٰہی و مقام نبوت و خس و خاشاک ڈالنے کی ٹھانی تو ایسے میں اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے ان عقائد باطلہ و اعمال فاسدہ کے اپنی نوک قلم سے پرخچے اڑا دیئے اور اسلام دشمن اس ٹولے کے عزائم خاک میں ملا دیئے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اس فسادی ٹولے کے رد میں ۷۶ کتب تصنیف فرمائیں۔

۹۔ غیر مقلدین کا رد:

یہ بھی وہابیہ ٹولہ کی ایک قسم ہے یہ عقائد میں بھی اپنے سرغنہ عبدالوہاب منجدی کے ہم خیال اور اعمال میں بھی ان کے ماننے والے۔ یعنی تقلید کے مخالف مگر اپنے سرغنہ کی تقلید کرتے ہیں انہیں غیر مقلدین کہتے ہیں یہ تقلید کو ناجائز شرک کا حصہ جانتے ہیں اپنے عقائد تو وہ سب کے سب ہی جو اوپر وہابیہ کے مذکور ہوئے۔

اللہ اور اس کے رسول کی شان میں وہی کلمات اہانت آمیز و توہین خیز جوا
وہابیہ کے مذکور ہوئے ان کی بھی خصلت میں شامل۔

چنانچہ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ جو اپنے دور کے مجدد عظیم تھے ان
عقائد باطلہ وتحریرات عاطلہ کا بڑے زبردست طریقے سے رد کیا۔ اصل حکم شرعی کو ظ
کیا اور مجدد ہونے کا حق ادا کرتے ہوئے یعنی تحریر سے اس فتنہ عظیم کا رد کیا چنانچہ
غیر مقلدین کے رد میں آپ رحمت اللہ علیہ نے چھبیس کتابیں تصنیف فرمائیں۔

۱۰۔ فرقہ نانوتوی کا رد:

یہ فرقہ مولوی قاسم نانوتوی سے منسوب ہے مولوی قاسم نانوتوی کے ما
والے نانوتوی کہلائے۔ مولوی قاسم نانوتوی ہے اپنی کتاب میں کفریات بکے چنا
ان کلمات کفریات کے سبب علماء اسلام نے مولوی نانوتوی کے کفر کا فتویٰ دیا۔ یہ ا
کتاب تحریر الناس میں لکھتا ہے۔ عوام میں خیال میں تو رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کا خاتم ہ
بایں معنی ہے کہ آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) سب میں آخر نبی ہیں مگر اہل فہم پر روشن کہ تقدیم یا تا
زمانی میں بالذات کچھ فضیلت نہیں پھر مقام مدح میں ولکن رسول اللہ وخاتم النبی
فرمانا کیونکر صحیح ہوسکتا ہے۔

۲۔ ایک اور جگہ لکھتا ہے بلکہ اگر بالفرض بعد زمانہ نبوی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کوئی نبی پیدا
تو بھی خاتمیت محمدی میں کچھ فرق نہ آئے گا۔

انہیں جیسے اور کلمات کفر بھی جس میں خاتم النبین ہونے کا ان کا ہے لیک
چنانچہ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمتہ اللہ علیہ نے اس کے رد میں بارہ کتابیں تصنیف
فرمائیں۔

۱۱۔فرقہ گنگوہی کارد:

مولوی رشید احمد گنگوہی کے ماننے والوں کو گنگوہی کہا جاتا ہے حالانکہ پہلے قصبہ گنگوہ مولانا شاہ عبدالقدوس گنگوہی صابری کی وجہ سے مشہور تھا مگر اس کی وجہ شہرت دیوبندیوں وہابیوں کے بڑے رشید احمد گنگوہی کی وجہ سے ہے۔رشید احمد گنگوہی ہے براالعین فاطمہ نامی کتاب کو اپنے شاگرد خیل احمد انیٹھی کے نام سے چھپواتا یہ کتاب جگہ بہ جگہ کفریات و مغلظات سے آلودہ ہے جگہ جگہ حضور دانائے غیوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے علم غیب میں طنن کہا بعد اس کا انکار کیا گیا چند نمونے ملاحظہ ہوں تا کہ اس کی خباشت ظاہر ہو۔

۱۔ افضل ہونے کی وجہ سے ہرگز ثابت نہیں ہوتا کہ علم آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کا ان امور میں شیطان یا ملک الموت کے برابر بھی ہو چہ جائیکہ زیادہ (معاذ اللہ)

۲۔ شیطان کو یہ وسعت (علم) نص سے ثابت ہوئی فخر عالم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے وسعت علم کی کون سی نص قطعی ہے۔

۳۔ شیطان و ملک الموت کا حال دیکھ کر علم محیط زمین کا۔فخر عالم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو شر ثابت کرنا شرک نہیں تو کون سا ایمان کا حصہ ہے۔

سینے پہ رشید احمد گنگوہی اپنے فتاویٰ رشیدیہ میں لکھتا ہے۔

۴۔ یہ عقیدہ رکھنا یہ کہ آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو علم غیب تھا صحیح شرک ہے۔

یہی نہیں بلکہ حق تعالیٰ عزوجل کا جھوٹ بولنا ممکن تسلیم کیا اور یہ عقیدہ رکھنے الے کے لئے بھی یہ فتویٰ دیا کہ اس کو کافر یا بدعتی یا خیال نہ کہنا چاہئے۔اس کو کوئی خت کلمہ نہ کہنا چاہئے' وقوع کذب کے معنی درست ہو گئے۔

۔ اس نے اپنے فتاویٰ میں ولادت سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مثل ہنود کہ سانگ کہیں

سے مشابہت دی۔ بلکہ مسلمانوں کو ہندوؤں سے بھی برا قرار دیا کہ ہنود تو
لنگ کینیا کی ولادت تاریخ معین کرتے ہیں مگر ان (مسلمانوں) کے
جہاں قید ہی نہیں جب چاہیں یہ خرفات (یوم ولادت النبی) فرضی ناتے
ہیں۔

۶۔ حضور سید عالم ﷺ کی صفت خاص رحمۃ العلمین کا آپ ﷺ کے لئے
خاص ہونے کا انکار کرتے ہوئے اپنے فتاویٰ میں لکھتا ہے۔ رحمۃ العالمین
صفت خاصہ رسول اللہ (ﷺ) کی صفتیں۔

۷۔ براہین قاطعہ میں یہ بکواس بھی تحریر ہے۔

''ایک صالح فخر عالم ﷺ کی زیارت سے مشرف ہوئے آپ ﷺ کو اردو
میں کلام کرتے دیکھ کر پوچھا آپ کو یہ کلام کہاں سے آ گئی آپ تو عربی ہیں فرمایا جب
سے علمائے مدرسہ دیوبند سے ہمارا معاملہ ہوا ہم کو یہ زبان آ گئی۔

اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ چودھویں صدی کے مجدد اعظم تھے ان
کفریات کی آلودگیوں سے مسلمانوں کو بچانے کیلئے آپ رحمۃ اللہ نے اپنا فرض منصبی
سمجھا کہ ایسے شخص کی شریعت میں جو حیثیت ہے اس کی یہ حیثیت بلا رورعایت اور بلا
خوف لومۃ لائم ظاہر کر دی جائے چنانچہ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اس فرقہ کے رد میں ۲۵
کتب تصنیف فرمائیں۔

۱۲۔ فرقہ تھانوی کا رد:

مولوی اشرفعلی تھانوی سے منسوب فرقہ کو فرقہ تھانوی کہتے ہیں مولوی اشرفعلی
نے حفظ الایمان نامی سائز میں چھوٹا مگر ایمان کی تباہی و بربادی میں بڑا رسالہ لکھا۔ جو
کفریات سے بھرپور ہے۔ اس بدبخت شخص نے حضور سید ﷺ کی سخت اہانت کی اور

۱۴۳۔ مولوی اسماعیل دہلوی کا رد:

محمد اسماعیل دہلوی نے محمد بن عبدالوہاب نجدی کی کتاب التوحید کے انداز پر تقویۃ الایمان کے نام سے ایک کتاب لکھی جس کی رو سے صحابہ و تابعین، علماء و اولیاء کاملین سب کے سب کافر و مشرک فاسق بدعتی وغیرہ ٹھہرے۔ علمائے اسلام نے اس کتاب میں موجود عقائد باطلہ پر فتویٰ کفر دیا۔ یہ کتاب کن مغلظات سے بھرپور ہے۔ اس کی ایک جھلک ملاحظہ ہو۔

۱۔ تقویۃ الایمان میں یہ حدیث لکھی: ہدایت لومرات بقیری اکنتہ تسجد لہ اور آفت کی ''ف'' لکھ کے فائدہ یہ جڑا یعنی میں بھی ایک دن مر کر مٹی میں ملنے والا ہوں۔ (معاذ اللہ)۔

۲۔ حاجتیں برلاتی، بلائیں ٹالتی، مشکل میں دستگیری کرنی، برے وقت میں بیٹھنا سب اللہ ہی کی شان ہے اور کسی انبیاء اولیاء کی یہ شان نہیں جو کسی کو ایسا تصرف ثابت کرے سو وہ مشرک ہو جاتا ہے۔

۳۔ جو کوئی انبیاء اولیا کی اس قسم کی تعلیم کرے، مشکل کے وقت ان کو پکارے، ان باتوں سے شرک ثابت ہوتا ہے۔

۴۔ جس کا نام محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) یا علی (رضی اللہ عنہ) سے وہ کسی چیز کا مختار نہیں۔

۵۔ جو کچھ اللہ اپنے بندوں سے معاملہ کرے گا خواہ دنیا میں خواہ قبر میں، خواہ آخرت میں سو ان کی حقیقت کسی کو معلوم نہیں نہ نبی کو، نہ ولی کو، نہ اپنا حال نہ دوسرے کا، ان باتوں میں سب بندے بڑے ہوں یا چھوٹے یکساں بے خبر ہیں اور نادان۔

۶۔ غیب کی بات اللہ ہی جانتا ہے رسول کو کیا خبر؟

آپ ﷺ کے علم کی سخت توہین کی۔ یہ اپنے اس رسالہ میں لکھتا ہے۔

۱۔ آپ (ﷺ) کی ذات مقدسہ پر علم غیب کا حکم کیا جانا مگر بقول زید صحیح ہو تو دریافت طلب امر یہ ہے کہ اس سے مراد بعض غیب ہے یا کل غیب؟ اگر بعض علوم غیب مراد ہیں تو اس میں حضور کی کیا تخصیص ہے ایسا علم غیب تو زید وعمرو بلکہ ہر صحابیوں بلکہ جمیع حیوانیات و بہائم کے لئے بھی حاصل ہے۔

۲۔ اسی مولوی اشرفعلی تھانوی کے مرید نے خواب میں دیکھا کہ کلمہ پڑھتا ہے۔ تو محمد رسول اللہ ﷺ کی جگہ اشرفعلی نکل جاتا ہے۔ اس کے جواب میں یہ اشرفعلی لکھتا ہے کہ اس واقعہ میں تسلی تھی کہ جس کی طرف (یعنی تھانوی کی طرف) تم رجوع کرتے ہو وہ بعونہ تعالیٰ متبع سنت ہے۔

۳۔ ایک اور مرید کو کشف ہوا کہ تھانوی کے گھر حضرت عائشہ آنے والی ہیں تو یہ جواب میں لکھتا ہے جب اس شخص نے مجھے یہ بتایا تو معاً میرا ذہن اس طرف منتقل ہوا کہ کم سن شاگردہ وفریدہ سے شادی ہو گی کیونکہ جب حضور (ﷺ) حضرت عائشہ (رضی اللہ عنہا) سے نکاح فرمایا تو حضور (ﷺ) کا سن شریف پچاس سے زیادہ اور حضرت عائشہ بہت کم عمر تھیں۔ وہی قصہ یہاں ہے۔

ذرا بے غیرتی ملاحظہ ہو! کوئی گھٹیا سے گھٹیا آدمی بھی ماں کی تعبیر بیوی سے نہ کرے گا۔ مگر یہاں گستاخی کی حد ہو گئی۔

ایسے گندے خیالات رکھنے والے شخص اور اس کے پیروکاروں کا رون بے انتہا ضروری تھا کیونکہ اگر انکا رنہ کیا جاتا تو یہ اور ڈھٹائی پر اتر آتے اور مسلمانوں کے ایمان پر ہاتھ صاف کرنا اپنا روزگار بنا لیتے تھے لہٰذا اعلیٰ حضرت مجدد اعظم رحمتہ اللہ علیہ نے پہلے ہی تیور بھانپ لئے لہٰذا اس فرقہ کے رو میں نو کتابیں تصنیف فرمائیں۔

غرض اور بھی خرافات اس میں موجود ہیں۔ چنانچہ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے اس فتنہ عظیم کے رد میں دس کتابیں تصنیف فرمائیں۔

۱۴۔ ندوہ کارد:

حضرت مفتی عنایت رحمۃ اللہ علیہ نے کان پور میں ایک مدرس فیض عام قائم کیا پہلے خود دو برس تک مدرس رہنے پھر اپنے ہونہار شاگرد استاد الاعلماء مولانا لطف اللہ صاحب کو اپنی جگہ بیٹھا کر صبح کے لئے روانہ ہوئے۔ آپ نے بھی سات برس تک طلبہ کو علوم دینیہ سے فیضیاب کیا پھر سات برس بعد علی گڑھ تشریف لے گئے۔ مدرسہ چلتا رہا اور طلبہ پڑھ کر فارغ التحصیل ہوتے رہے۔ کچھ عرصہ بعد علماء کے درمیان طے پایا کہ ہر سال مدرسہ کی دسالانہ دستار بندی جلسہ کے موقعہ پر ہندوستان کے تمام مشاہیر علماء کو دعوت دے کر بلایا جائے۔ چنانچہ علماء اس مجلس کا نام ندوۃ العلماء رکھا گیا۔ یہاں تک تو معاملہ درست رہا مگر پھر شیطان کی کارستانیاں شروع ہوئیں اور یہ جلسہ محض علماء و مشائخ اہلسنت کا نہ رہا بلکہ ہر فرقہ کے علماء اس جلسے میں شریک ہوئے مختلف عقائد وخیال رکھنے والوں کو جب اس جلسہ میں بولنے کا موقعہ ملا تو ہر ایک اپنی اپنی ہانک رہا تھا چنانچہ اس پہلے ہی جلسے میں غلام حسین کشوری روافض نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خلافت بلافصل بیان کی اور یہ کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خم غدیر پر ان کے سر پر عمامہ خلافت باندھا۔ اس جلسے میں اس کی حضرت فاضل بریلوی و محدث سورتی رحمتہ اللہ علیہ بھی موجود تھے آپ رحمۃ اللہ علیہ نے جب ناظم ندوہ سے اس کی باز پرس فرمائی تو انہوں نے یہ عذر پیش کیا کہ اب تو ہوگیا مگر آئندہ نہ ہوگا۔ علمائے اہلسنت کا اس بات سے تکدر تو بہت ہوا تیر تو کمان سے نکل چکا تھا۔ اب ہونا تو یہ چاہئے تھا کہ یہ فاش غلطی پھر نہ دہرائی جاتی مگر ایسا نہ ہوا یہ جلسہ زہریلا پل ثابت ہوا ہر سال اس کی شناعتیں بڑھتی

سُنّیں علمائے اہلسنت نے ابر اصلاح کی کوشش کرتے رہے اور اس مذموم سازش کے خلاف بھرپور زور لگاتے رہے مگر ادھر ہمیشہ وعدے کئے جاتے رہے مگر نبھانے کی نوبت کبھی نہ آئی۔ اختلافات بڑھتے رہے اور یہ مدرس فیض عام سے مضر عام بن کر رہ گیا۔

اس کا ضرر دین دولت کو اپنی لپیٹ میں لینے لگا علمائے ندوہ کے کہنے کے باوجود ان حالات کو بدلنے کی کوشش نہ کی۔ علمائے اہلسنت کے نزدیک باعث اختلاف سننے والے اقوال وعبارتوں میں سے چند ایک ملاحظہ فرمائیے تاکہ روزانہ ہو سکے کہ ندوہ دین ومذہب کے لئے کیونکر مضر ثابت ہوا۔

ا۔ عبادات:

ہندوستان میں تین قسم کے مسلمان ہیں سنی، شیعہ پھر سنیوں میں مقلد وغیر مقلد۔ افسوس ہے کہ سب کا ایک قرآن، ایک کعبہ، ایک نبی وہ امور جو مرشد کامل سے قطعی الثبوت ہیں عقائد سے لے کر عملیات تک ان سب میں سب کا اتفاق۔ پھر صاحبو یہ جھگڑا اور تو تو میں میں کیسی؟ ذرا ذرا باتوں کو پہاڑ بنا کر کہاں تک نوبت پہنچا دی گئی۔

۲۔ اول برکت اس جلسہ کی یہ ہے کہ اس نے شیعہ، سنی اور مقلدین اور اہل حدیث مختلف اوراق کے لوگوں کو ایک جگہ جمع کر دیا۔

۳۔ اس وقت لازم ہے کہ جملہ کلمہ گو واہل قبلہ اپنے اپنے دعوؤں کو واپس لیں اور آپس کے مباحثہ کو ترک کر کے اتفاق پیدا کرنے کی کوشش کریں۔

۴۔ ندوہ یہی چاہتا ہے ہر فرقہ کے مسلمان اپنے اپنے مذہب پر زیانتہ قائم رہنے کے ساتھ ملے جلے رہیں ان میں مذہب چاہے ایک نہیں، سو ہوں۔

ہر شخص اپنی سمجھ یہ معلف ہے۔ پھر اسی میں ہے۔

۔ یہاں تو ایک دوسرے کی تکفیر تفسیق پر اپنی تم ہمت کو صرف کرنا زندگی کا اعلیٰ مقصد سمجھتے ہیں۔ اسلام میں یہ بلا سب بلاؤں سے زیادہ سخت ہے۔

۔ اسلام ایک سچا مذہب ہے اور اس کے اصول سب فرقوں میں یکساں مرتبہ رکھتے ہیں۔

۔ حنفیہ شافعیہ' مالکیہ' فضیلہ کے عقائد میں بھی اس حد کا اختلاف ہے کہ ایک کے عقیدے کے مطابق دوسرے پر کفر کا الزام عائد ہوتا ہے اس لئے کہ ایک شئی حنفیہ کے یہاں فرض یا واجب اور شافعیہ کے یہاں حرام یا مکروہ اور فرض کو ممنوع یا حرام کو حلال جاننے والا کافر ہوتا ہے۔

۔ دارالعلوم کی تجویز پیش ہوئی مولوی ابراہیم آروی نے اختلاف کیا اور وجہ بیان کی کہ اس دارالعلوم میں خصوصیت مذہب رکھنا مناسب نہیں۔ (چنانچہ) ناظم صاحب نے کہا اس کا خیال رکھا جائے گا۔ باتفاق عام یہ تجویز پاس ہوئی۔

۱۰۔ غیر مقلدین اقتہائے اہل سنت ہیں (اسی میں ہے)

۱۱۔ مقلد و غیر مقلد کا اختلاف ایسا ہے کہ جیسا حنفیہ شافعیہ' مالکیہ' حنبلیہ کا (اسی میں ہے)

۱۲۔ ان کے اختلاف سراسر مفید ہیں۔

۱۳۔ یہ مجلس کافر اسلام کے علموں کی ہے سنی' شیعہ' مقلد غیر مقلد سب مل کر سرانجام کریں۔ الغرض دارالعلوم ندوہ مجلس ندوہ جو خالصتاً علمائے اہلسنت کی لگائی ہو فعل تھی مگر جیسے ندوہ کی شاخیں بڑھتی گئیں ظاہر ہوتی گئیں تو علمائے اہلسنت اس میں الگ ہوتے چلے گئے۔ یقیناً یہ اعلیٰ حضرت فاضل

بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کا عظیم کارنامہ ہے جو اپنوں نے ایک عظیم مجتہد ہونے کی حیثیت سے انجام دیا۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ کی تحریری کاوشوں کے ذریعے مسلمان ندوہ کے مفسر ایمان ہونے سے واقف ہوئے خود بھی اس سے دور رہے اور دوسروں کو بھی دور رکھنے کی جدوجہد کے لئے کوشاں ہو گئے۔ علمائے عرب وعلم نے اس کارنامہ عظیم کی مدح و ستائش کی دوران تحریرات کو مسلمانوں پر عظیم احسان قرار دیا کہ اس کے ذریعے مسلمانوں کو اس فتنہ عظیم سے نجات ملی۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ندوہ کے رد میں بسترہ کتب تصنیف وتالیف فرمائیں۔

منکرات خرافات کارد

اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ ایک عظیم کارنامہ معاشرے میں رائج بیہودہ رسم ورواج' جاہلانہ اوہام وخرافات' بدعات ومنکرات کا قلع قمع کرنا بھی ہے قارئین کیلئے اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمتہ اللہ علیہ کے اس عظیم خدمت کا مختصراً جائزہ پیش خدمت ہے۔

عورتوں کی مزارات پر حاضری

معاشرے میں رائج ایک خرافات میں ایک عورتوں کی مزارات پر حاضری بھی ہے آپ رحمتہ اللہ علیہ نے اس کا بھرپور رد فرمایا۔ آپ رحمتہ اللہ علیہ سے چند سوال کئے گئے۔

۱۔ عورتوں کے واسطے زیارت قبور درست ہے یا نہیں؟

۲۔ بزرگوں کے مزار پر عرسوں میں یا اس کے علاوہ عورتیں جاتی ہیں پاکی یا

تاپاکی کی حالت میں بھلائی کی طلب وحاجت برائی کیلئے وہاں بیٹھتی ہیں
اس قبرستان میں ان کا ٹھہرنا جائز ہے یا نہیں؟

۳۔ عورتوں کو قبروں پر فاتحہ کو جانا درست ہے یا نادرست؟

۴۔ اجمیر شریف میں خواجہ صاحب کے مزار پر عورتوں کا جانا جائز ہے یا نہیں؟

ان سوالات کے جوابات ارشاد فرما کر درحقیقت آپ رحمتہ اللہ علیہ نے اس مرجہ طریقے کی بیخ کنی فرمائی آپ رحمتہ اللہ علیہ نے جو کچھ ارشاد فرمایا اس کا خلاصہ پیش خدمت ہے آپ رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا۔

غنیہ میں ہے یہ نہ پوچھو کہ عورتوں کا مزارات پر جانا جائز ہے یا نہیں بلکہ یہ پوچھو کہ اس عورت پر کس قدر لعنت ہوتی اللہ کی طرف سے اور کس قدر صاحب قبر کی جانب سے۔ جس وقت وہ گھر سے ارادہ کرتی ہے لعنت شروع ہو جاتی ہے اور جب تک واپس آتی ہے ملائکہ لعنت کرتے رہتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ ارشاد فرماتے ہیں۔ اللہ کی لعنت ان عورتوں پر جو زیارت قبور کریں اور مزید فرمایا۔

''ان عورتوں پر لعنت جو کہ زیارت قبور کو جائیں'' آپ رحمتہ اللہ علیہ نے تاتارخانیہ کے حوالے سے ارشاد فرمایا کہ امام قاضی سے سوال ہوا کہ کیا عورتوں کا قبرستان کو جانا جائز ہے؟ فرمایا ایسی بات میں جائز ناجائز نہیں پوچھتے یہ پوچھو کے جانے گی تو اس پر کتنی لعنت ہوگی خبردار جب وہ جانے کا ارادہ کرتی ہے اللہ اور فرشتے اس پر لعنت کرتے ہیں اور جب گھر سے چلتی ہے سب طرف سے شیطان اسے گھیر لیتے ہیں اور جب قبر پر آتی ہے میت کی روح اسے لعنت کرتی ہے اور جب پلٹتی ہے اللہ تعالیٰ کی لعنت کے ساتھ پھرتی ہے''

اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمتہ اللہ علیہ اپنے عظیم الشان فتاویٰ رضویہ جلد چہارم میں اسی ضمن میں کیے گئے ایک سوال کے جواب میں تحریر فرماتے ہیں کہ عورتوں

کو زیارت قبور منع ہے مجاور مردوں کو ہونا چاہئے' عورت مجاور بن ک بیٹھے اور آنے جانے والوں سے اختلاط کر لے یہ سخت بد ہے عورت کو گوشہ نشینی کا حکم ہے نہ یوں مردوں کے ساتھ اختلاط کا جس میں بعض اوقات مردوں کے ساتھ اسے تنہائی بھی ہوگی اور یہ حرام ہے۔

ایک اور جگہ تحریر فرماتے ہیں عورتوں کو مزارات اولیاء و مقابر عوام دونوں پر جانے کی ممانعت ہے اولیائے کرام کا مزارات سے تصرف کرنا بے شک حق ہے اور وہ دلیل محض بیہودہ و باطل حاضران مہمان ہوتے ہیں مگر عورتیں ناخواندہ مہمان ہیں۔

ایک سائل کو جواب دیتے ہوئے ارشاد فرمایا سوائے حاضری روضہ انور کہ واجب یا قریب یہ واجب ہے مزارات اولیاء یا دیگر قبور کی زیارت کو عورتوں کا جانا با تباع غنیّہ علامہ محقق ابراہیم حلبی ہرگز پسند نہیں کرتا خصوصاً اس طوفان بدتمیزی نقص و مزار میر و سرور میں جو آجکل جہاں نے اعراس طیبہ میں برپا کر رکھا ہے اس کی شرکت تو میں عوام اجال کو بھی پسند نہیں رکھتا نہ کہ وہ جن کو انجشہ رضی اللہ عنہ کی حدی خوانی بالحمان خوش پر عورتوں کے سامنے ممانعت فرما کر انہیں نازک شیشیاں فرمایا۔

مزید فرمایا سوائے روضہ انور کے کسی مزار پر جانے کی اجازت نہیں وہاں کی حاضری البتہ سنت جلیلہ عظیم قریب بواجبات ہے اور قرآن عظیم نے اسے مغفرت زنوب کا تریاق بتایا۔ بخلاف دیگر قبور و مزارات کہ وہاں ایسی تاکیدیں مفقود اور احتمال مفسدہ موجود۔ اگر عزیزوں کی قبریں ہیں بے ابدی کرے گی اولیاء کے مزار ہیں تو بتحمل کہ بدتمیزی سے بے ادبی کرے یا جہالت سے تعظیم میں افراط جیسا کہ معلوم و شاہد ہے لہٰذا ان کے لئے طریقہ اسلم احتراز ہی ہے۔

۲۔ ''دعوت میت''

ہمارے معاشرے میں رائج ایک اور بیہودہ رسم دعوت میت کے نام
ہے کہ اس میں میت کے گھر میں عزیز واقرباء دوست احباب جمع ہوتے ہیں اور
چالیسویں تک ان عزیزوں کی خواتین میت کے گھر براجمان رہتیں ہیں اور ان
کھانے پینے پانی چھالیہ چائے' وغیرہ کا تمام خرچہ میت کے گھر والوں کو برداشت
ہوتا ہے چنانچہ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے اس بیہودہ رسم کا بھی
شدت کے ساتھ رد فرمایا چنانچہ اس ضمن میں آپ رحمۃ اللہ علیہ سے چند سوال
پوچھے گئے۔ جس کے جواب میں آپ رحمۃ اللہ علیہ نے جو کچھ ارشاد فرمایا ا
خلاصہ یہ ہے کہ فرمایا ''اے مسلمان یہ پوچھتا ہے جائز ہے یا کیا' یوں پوچھ کہ یہ ناپا
رسم کتنے قبیح اور شدید گناہوں سخت وشنیع خرابیوں پر مشتمل ہے۔ یہ دعوت خود ناج
بدعت شنیعہ وقبیحہ ہے پھر اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے فتح القدیر شر
ھدایہ' فتاویٰ سراجیہ ظہیریہ وتاتارخانیہ کے حوالے سے نقل فرمایا کہ ''اہل میت
طرف سے کھانے کی ضیافت تیار کرنی منع ہے کہ شرع نے ضیافت خوشی میں رکھی
نہ کہ غمی میں اور یہ بدعت شنیعہ ہے۔ یونہی غمی میں تیسے دن کی دعوت جائز نہیں۔ پھر آ
رحمۃ اللہ علیہ نے تبین الحقائق وامام بزازی وجیز اور علامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ کی ردالمح
کے حوالے سے نقل فرمایا کہ مصیبت کے لئے تین دن بیٹھنے میں کوئی مضائقہ نہیں
بشرطیکہ کسی اور ممنوع کا ارتکاب نہ کیا جائے جیسے مکلف فرش بچھانے اور میت والوں
طرف سے کھانے' میت کے پہلے یا تیسرے دن یا ہفتہ کے بعد جو کھانے تیار کرا
جاتے ہیں سب مکروہ وممنوع ہیں۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اس قبیح رسم میں ہونے والے ایک اور گناہ عظیم

مانند ہی فرماتے ہوئے تحریر فرمایا کہ غالباً ورثہ میں کوئی یتیم یا اور بچہ نابالغ ہوتا ہے یا اور ورثہ موجود نہیں ہوتے نہ ان سے اسکا اذن لیا جاتا ہے جب تو یہ امر سخت جرائم شدید پر متضمن ہوتا ہے کہ مال غیر میں بے اذن غیر تصرف خود نا جائز ہے خصوصاً نابالغ کا مال ضائع کرنا جس کا اختیار نہ خود اسے ہے نہ اس کے باپ نہ اس کے وصی کو۔ اور اگر ان میں کوئی یتیم ہوا تو آفت سخت تر ہے۔ کہ ارشاد ربانی ہے۔

''بے شک جو لوگ یتیموں کے مال ناحق کھاتے ہیں بلاشبہ وہ اپنے پیٹ میں انگارے بھرتے ہیں اور قریب ہے کہ جہنم کے گہراؤ میں جائیں گے۔''

آپ رحمتہ اللہ علیہ نے مزید فرمایا کہ یہ عورتیں کو جمع ہوتی ہیں افعال منکرہ کرتی ہیں مثلاً چلا کر رونا پیٹنا' بناوٹ بنے میڈ ڈھا نکنا الی غیر ذالک اور یہ سب نیاحت ہے اور نیامت حرام ہے ایسے مجمع کے لئے میت کے عزیزوں اور دوستوں کو بھی جائز نہیں کہ کھانا بھیجیں کہ گناہ کی امداد ہوگی اور یہ طعام اس ناجائز مجمع کے لئے ناجائز ہوگا۔

اگر چہ صرف ایک دن یعنی پہلے ہی روز عزیزوں' ہمسایوں کو مسنون ہے کہ اہل میت کے لئے اتنا کھانا پکوا کر بھیجیں جسے وہ دو وقت کھا سکیں اور باصرار انہیں کھلائیں مگر یہ کھانا صرف اہل میت ہی کے قابل ہونا سنت ہے اس لئے کہ بھیجنے کا ہرگز حکم نہیں اور ان اہل میت کے لئے بھی فقط روز اول کا حکم ہے آگے نہیں۔

آپ رحمتہ اللہ علیہ نے اس مذموم رسم کے ایک مزید نقصان کی طرف توجہ دلاتے ہوئے فرمایا کہ اللہ لوگوں کو اس رسم شنیع کے باعث اپنی طاقت سے زیادہ ضیافت کرنی پڑتی ہے یہاں تک کہ میت والے بیچارے اپنے غم کو بھول کر اس آفت میں مبتلا ہوتے ہیں کہ اس مسئلے کے لئے کھانا پان چھالیہ کہاں سے لائیں اور بارہا ضرورت قرض لینے کی پڑتی ہے ایسا تکلف شرع کو کسی امر مباح کے لئے بھی انہار پسند

رحمۃ اللہ علیہ نے سنت تنبیہ فرماتے ہوئے تحریر فرمایا۔

''صلی اللہ تعالیٰ علی حبیب والہ و بارک وسلم۔ سائل کو جواب مسئلہ سے زیادہ نافع یہ بات ہے کہ درود شریف کی جگہ جو عوام و جہال صلعم یا ع یا م یا ص یا صلعم لکھا کرتے ہیں محض مہمل و جہالت ہے القلم احدی اللسانین جیسے زبان سے درود شریف کے عوض یہ مہمل کلمات کہنا درود کو ادا نہ کرے گا جو ہیں ان مہملات کا لکھنا درود لکھنے کا کام نہ دے گا ایسی کوتاہ قلمی سخت محرومی ہے میں خوف کرتا ہوں کہ کہیں ایسے لوگ فبدل الذین ظلموا قولا غیر الذی قیل لھم میں نہ داخل ہوں۔ نام پاک کے ساتھ ہمیشہ پورا درود لکھا جائے: صلی اللہ علیہ وسلم۔

اس کے بعد آپ رحمۃ اللہ علیہ مزید تنبیہ ضروری فرماتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں۔

تنبیہ ضروری! سوال میں جو عبارت دلیل الاحسان نقل کی اس میں اور خود عبارت سوال میں صلی اللہ علیہ وسلم کی جگہ صلعم لکھا ہے اور یہ سخت ناجائز ہے یہ بلا عوام تو عوام چودہ صدی کے بڑے بڑے اکابر و فحول کہلانے والوں میں پھیلی ہوئی ہے کوئی صلعم کہتا ہے کوئی صلعم کوئی فقط ''ص'' کوئی علیہ صلوٰۃ والسلام کے بدلے عم یا ءم ایک زرہ سیاہی یا ایک انگل کاغذ یا ایک سیکنڈ وقت بانے کے لئے کیسی کیسی عظیم برکات سے دور پڑتے اور محرومی و بدنصیبی کا ڈنڈا پکڑتے ہیں۔

امام جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں پہلا وہ شخص جس نے درود شریف کا ایسا اختصار کیا اس کا ہاتھ کاٹا گیا۔

علامہ سید طحطاوی حاشیہ درمختار میں فرماتے ہیں۔ فتاویٰ تاتارخانیہ سے منقول ہے من کتب علیہ السلام بالھمزۃ والمیم یکفر لانہ تخفیف وتخفیف الانبیاء کفر یعنی کسی نبی پاک کے ساتھ درود یا سلام کا ایسا اختصار لکھنے والا کافر ہو جاتا ہے کہ یہ ہلکا کرنا ہوا اور معاملہ شان انبیاء سے متعلق ہے اور انبیاء علیہم السلام کی شان کا ہلکا کرنا ضرور کفر ہے۔

نہیں نہ ایک رسم ممنوع کے لئے پھر اس کے باعث جو قتیس پڑتی ہیں خود ظاہر ہیں پھ
اگر قرض سودی ملا تو حرام خالص ہو گیا اور معاذ اللہ لعنت الٰہی سے پورا حصہ ملا کہ
ضرورت شرعیہ سود دینا بھی سود لینے کے مثل باعث لعنت ہے۔غرض اس رسم ک
شاعت وممانعت میں شک نہیں اللہ عزوجل مسلمانوں کو توفیق بخشے کہ قطعاً ایسی رسو
شنیعہ جن سے انٰ کے دین و دنیا کا ضرر ہے ترک کر دیں اور طعن بیہودہ کا لحاظ
کریں۔ پھر مزید ایک سوال کے جواب میں فرمایا مردہ کا کھانا صرف فقراء کے لئے
ہے غنی نہ کھائے ۔موت میں دعوت بے معنی ہے اغنیاء کا اس میں کچھ حق نہیں۔اسی
طرح جو کچھ تقسیم کیا جائے محتاجوں کو دیا جائے غنی لوگ اس میں سے نہ لیں اور جو بیہود
باتیں لوگوں نے نکالی ہیں مثلاً اس میں شادی کے سے تکلیف کرنا عمدہ عمدہ فرش بچھان
یہ باتیں بیجا ہیں۔جنہوں پر سوئم کی فاتحہ کے سلسلے میں آپ رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا کہ یہ
چیزیں غنی نہ لے فقیر لے کر خود کھائے اور غنی لے ہی نہیں اور لے لئے ہوں تو
مسلمان فقیر کو دے دے۔اور وہ جو ان کا منتظر رہتا ہے ان کے نہ ملنے سے ناخوش ہوتا
ہے اس کا قلب سیاہ ہوتا ہے آپ رحمتہ اللہ علیہ نے ساتھ ہی ایک وضاحت فرما کر غلط
فہمی کا ازالہ بھی کر دیا کہ (دعوت کا یہ میت) حکم عام فاتحہ کا ہے نیاز اولیائے کرام طعام
موت نہیں وہ تبرک ہے فقیر و غنی سب لیں۔

۳۔ ''صلعم، ص ع، رض وغیرہ لکھنا''

ہمارے معاشرے میں نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نام پاک کے ساتھ پورا درود
لکھنے کے بجائے صلعم یا ص لکھ دیتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ یہ درود پاک کا قائم مقام
ہو گیا۔لہٰذا یہ وبا عام ہے اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمتہ اللہ علیہ کو ایک سائل نے
سوال بھیجا اور اپنے سوال میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اسم پاک کے بعد صلعم لکھا اس پر آپ

شک نہیں کہ اگر معاذ اللہ اقداً استخصاف شان ہوتو قطعاً کفر ہے شک نہیں کہ اگر معا
اللہ قصداً استخفاف شان ہوتو قطعاً کفر ہے حکم مذکورہ اسی صورت کیلئے ہے۔

یہ لوگ صرف کسل کاہلی' نادان' جاہلی سے ایسا کرتے ہیں تو اس حکم کے مستحق
نہیں مگر بے برکتی' بے دولتی' کم بختی' زبوں متمنی میں شک نہیں۔

اقول! ظاہر ہے کہ العظم احد السانین' قلم بھی ایک زبان ہے صلی اللہ علیہ وسلم کی جگہ۔
لبسل بے معنی صلعم لکھنا ایسا ہے کہ نام اقدس کے ساتھ درود شریف کے بدلے جو ہیں
کچھ الم علم بکنا اللہ عزوجل فرماتا ہے منقل الدین ظلمہ ! قولا غیر الذی قیل لھم فانزلنا
علیھم رجزا من السماء بما کانو! یفسقون جس بات کا حکم ہوا تھا۔ ظالموں نہ اسے بدل
کر اور کچھ کرادا تو یم نے آسمان سے ان پر عذاب اتارا بدلہ ان کے فسق کا۔ وہاں بنی
اسرائیل کو فرمایا گیا تھا قولوا حطتہ یوں کہو کہ ہمارے گناہ اترے انہوں نے کہا حطتہ میں
گیہوں ملے۔ یہ لفظ بامعنی تو تھا اور اب بھی ایک نعمت الٰہی کا ذکر تھا یہاں یہ حکم ہوا ہے
یا ایھا الذین امنو صلو علیہ وسلموا تسلیما۔ اے ایمان والو! اپنے نبی پر درود و سلام بھیجو
اللھم صلی وسلم و بارک علیہ وعلیٰ الہ وصحبہ ابدا اور یہ حکم وجوباً خواہ استحباباً ہر بار نام اقدس
سننے یا زبان سے لینے یا قلم سے لکھنے پر ہے۔ تحریر میں اس کی بجا آوری نام اقدس کے
ساتھ صلی اللہ علیہ وسلم لکھنے میں تھی اسے بدل کر صعلم' صلعم ص' ع م کر لیا جو کچھ معنی ہیں رکھتا۔ کیا
اس پر نزول عذاب کا خوف نہیں کرتے۔ والعزیز باللہ رب العالمین۔

یہ تو محل درود ہے جس کی عظمت اس پر ہے کہ اس کی تخفیف میں پہلوئے کفر
موجود ہے اس سے اتر کر صحابہ و اولیاء رضی اللہ علیہ کے اسما طیبہ کے ساتھ رضی اللہ عنہ
کی جگہ رضی لکھنے کو علماء کرام نے مکروہ و باعث محرومی بتایا۔ سیدی اور طحطاوی فرماتے
ہیں۔

لکیرہ الرمز بالترضی بالکتابتہ بل یکتب ذالک کلہ بکمالہ۔

امام نووی شرح صحیح مسلم میں فرماتے ہیں ومن اغفل ھذا احرم خیراعظیم
فوت فضلا جیما۔ جو اس سے غافل ہوگا خیر عظیم سے محروم رہا اور بڑا فضل اسے فت ہ
ولیعاذ باللہ تعالیٰ۔

جو ہیں قدس سرہ یا رحمتہ اللہ تعالیٰ کی جگہ ق یا رح کا منا ممانعت وحرما
برکت ہے ایسی باتوں سے احتراز چاہیئے اللہ تعالیٰ توفیق خیر عطا فرمائے۔ آمین۔

۴۔ ''تصویر سازی''

تصویر سازی یعنی جاندار کی تصویر بنانا یا بنوانا ایک ایسی برائی ہے جو آج گ
گھر پہنچی ہوئی ہے عوام الناس ہوں یا خواص تقریباً ہر کوئی اس فعل حرام میں مبتلا
اس سے چھٹکارا صرف اور صرف اسلامی زندگی اپنا لینے میں ہی۔ اعلیٰ حضرت فاض
بریلوی رحمۃ اللہ نے اس فعل حرام کا بھی شدومد سے رد فرمایا۔ اعلیٰ حضرت فاضل بریلو
رحمۃ اللہ کے پاس تصویر سازی اور تصاویر کو بطور تبرک اپنے پاس رکھنے پر نہیں بوسہ د
اور تصویر سازی بطور پیشہ اپنانے کے حوالے سے استفتاء آئے آپ رحمت الہ علیہ
اس کے تحقیقی و مدلل جوابات عنایت فرمائے حصول برکت کیلئے مختصراً ان کا خلاصہ پ
خدمت ہے۔ آپ رحمۃ اللہ فرماتے ہیں ''جاندار کی تصویر بنانی دستی ہو خواہ عکسی حرام ہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں: ''بے شک سب سے زیادہ سخت عذاب
قیامت مصوروں پر ہوگا۔'' آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وحضرت جبرئیل علیہ السلام و براق نبوی کی تص
بزرگان دین کی تصاویر بطور تبرک رکھنا یا اس کا بوسہ لینے کے حوالے سے آپ رحمۃ
فرماتے ہیں: ''کعبہ معظمہ میں حضرت ابراہیم وحضرت اسماعیل علیہما السلام حضرت مریم
کی تصاویر ہی تھیں کہ یہ متبرک ہیں (مگر ناجائز فعل تھا حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے
دست مبارک سے انہیں دھو دیا۔

اللہ عزوجل پناہ دے ابلیس لعین کے مکائد سے۔ سخت ترکید یہ ہے کہ آد
سے حسنات (یکیتون) کے دھوکے میں سیئات (گناہ) کراتا ہے اور شہد کے بہا
زہر پلاتا ہے۔

ان تصویرات مذکورہ (حضور ﷺ) حضرت جبرئیل امین و براق نبوی
بنانے والے ان کی زیارت ولمس وتقبل کرانے والے نے گمان کیا کہ وہ حضو
پرنور ﷺ کا حق محبت بجالاتا اور حضور کو راضی کرتا ہے حالانکہ حقیقۃً وہ اپنی ان حرکات
باطلہ سے حضور اقدس ﷺ کی صریح نافرمانی کر رہا ہے اس پر پہلے ناراض ہو
والے حضور والا ﷺ ہیں۔

حضور ﷺ نے ذی روح کی تصویر بنانا بنوانا اعزازاً اپنے پاس رکھنا سب
حرام فرمایا اور اس پر سخت سخت وعیدیں ارشاد کیں اور ان کے دور کرنے مٹانے کا حکم دی
احادیث اس بارے میں حد تواتر پر ہیں۔

مسلمان منظر ایمان دیکھے کہ صحیح و صریح حدیثوں میں اس پر کیسی کیسی سخت و
عیدیں فرمائی گئیں اور یہ تمام احادیث عام شامل محیط کامل ہیں جن میں اصلاً کسی تصویر
کسی طریقے کی تخصیص نہیں تو معظمین (معظم) دین کی تصویروں کو ان احکام خدا
رسول سے خارج گران کرنا محض باطل ووہم عاطل ہے اور خود بت پرستی اسی تصویرات
معظمین (معظم) سے ہوئی قرآن عظیم میں جو پانچ بتوں کا ذکر سورہ نوح علیہ الصلوٰۃ
والسلام میں فرمایا ود۔ سواع' یغوث' یعد ' نسر یہ پانچ بندگان صالحین تھے۔ کہ لوگوں
نے ان کے انتقال کے بعد باغوائے ابلیس لعین ان کی تصویریں بنا کر مجلسوں میں قائم
کیں پھر بعد کی آنے والی نسلوں نے انہیں معبود سمجھ لیا۔

رسول اللہ ﷺ روز فتح مکہ (کعبہ) معظمہ کے اندر تشریف فرما ہوئے۔
اس میں حضرت مریم (رضی اللہ عنہ) حضرت ابراہیم و حضرت اسماعیل و ملائکہ کرام

ہرہرہ وغیرہم کی تصویریں نظر پڑیں پھر پیلر دار چھت اور دیوار حضور اقدس ﷺ سے
چپٹ آئے اور فرمایا خبردار ہوا بیشک ان بنانے والوں کے کان تک بھی یہ بات پہنچ
ہوئی تھی کہ جس گھر میں کوئی تصویر ہو اس میں ملائکہ رحمت نہیں جاتے پھر حکم فرمایا
جتنی تصویریں منقوش تھیں سب مٹا دی گئیں اور جتنی مجسم تھیں سب باہر نکال دی گئیں۔

جب تک کعبہ معظمہ میں تصاویر سے پاک نہ ہو گیا حضور ﷺ نے اپنے قدم
اکرم سے اسے شرف نہ بخشا۔

اللہ عزوجل ابلیس کے مکر سے پناہ دے۔ دنیا میں بت پرستی کی ابتداء یونہی
ہیں کہ صالحین کی محبت میں ان کی تصویریں بنا کر رکھیں اور ان سے لذت عبادت کی
تائید سمجھیں شدہ شدہ ہوئے ہوتے اپنی معبود ہو گئیں۔ نیز صحیحین بخاری و مسلم میں ام
المومنین صدیقہ رضی اللہ عنہا سے ہے ام سلمہ وام حبیبہ رضی اللہ عنہا سرزمین حبشہ سے آئی تھی۔ انہوں
نے حبشہ کا حسن اور اس میں تصویروں کا ذکر کیا تو حضور ﷺ نے اپنا سر مبارک اٹھا
پھر فرمایا ان لوگوں میں جب نیک آدمی مرتا ہے تو اس کی قبر پر مسجد بنا دیتے ہیں پھر اس
میں یہ تصویریں بناتے ہیں یہ اللہ کی بہترین مخلوق ہیں۔ رسول اللہ ﷺ سے متواتر
حدیثوں میں فرمایا "رحمت کے فرشتے اس گھر میں نہیں جاتے جس میں کتا یا تصویر ہو"
اور اس میں کسی معظم دینی کی تصویر ہونا نہ عذر ہو سکتا ہے نہ اس وبال عظیم سے بچا سکتا
ہے۔ بلکہ زیادہ موجب وبال و نکال ہے کہ اس کی تعظیم کی جائے گی اور تصویر ذی روح
کی تعظیم خاص بت پرستی کی صورت ار گویا ملت اسلامی سے صریح مخالفت ہے۔

آخر میں فرماتے ہیں...... بامقصد تصویر کی عظمت و حرمت کرنا اسے معظم
دینی سمجھنا اسے تعظیماً بوسے دینا سر پر رکھنا آنکھوں سے لگانا اس کے سامنے دست
بستہ کھڑا ہونا اس کے لائے جانے پر قایم کرنا اسے دیکھ کر سر جھکانا وغیرہ ذالک افعال
تعظیم بجالانا یہ سب سے اجنت اور قطعاً اجماعاً اشد حرام وخت کبیرہ ملعونہ ہے اور صریح

کھلی بت پرستی سے ایک ہی قدم پیچھے ہے اسے تبرک کے طور پر رکھنا اس کو سبب نزول برکت جاننا اسے برزخ ٹھہرانا' رب عزوجل تک موصول کا ذریعہ بنانا یہ سب وہی اشد کبیرہ ہے۔

اللہ تعالیٰ ہدایت واستقامت بخشے۔ آمین۔

۵۔ ''قبروں سے متعلق منکرات''

(الف) قبر پر چراغ ولوبان اور اگربتی وغیرہ جلانا بھی ہمارے معاشرے میں رائج ہے اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ نے اس کا بھی رد فرمایا کہ آپ تحریر فرماتے ہیں کہ عود' لوبان وغیرہ کوئی چیز نفس قبر پر رکھ کر جلانے سے احتراز چاہئے اگرچہ کسی برتن میں ہو۔ اور قریب قبر سلگانا اگر وہاں نہ کچھ لوگ بیٹھے ہوں نہ کوئی ذاکر بلکہ صرف قبر کے لئے جلا کر چلا آئے تو ظاہر منع ہے کہ اسراف واضالت سال ہے۔

میں صالح اس غرضے (کھڑکی) کے سبب جو اس کی قبر میں جنت سے کھلا جاتا ہے اور بہشتی نسیمیں (ہوائیں) بہشتی پھولوں کی خوشبوئیں لاتی ہیں دنیا کے اگربتی ولوبان سے وہ (میتِ) غنی ہے اور معاذ اللہ جو (میت) دوسری حالت میں ہے اسے اس (اگربتی ولوبان) سے انتفاع (فائدہ) نہیں اگربتی قبر کے روبرو رکھ کر نہ جلائی جائے کہ اس میں سوئے ادب اور بدخالی ہے اور اگر بغرض حاضرین وقت فاتحہ خوانی یا تلاوت قرآن عظیم و ذکر الٰہی سلگائیں تو بیشتر و مستحسن ہے۔ آخر میں آپ رحمۃ اللہ رقمطراز ہیں جس کا خلاصہ ہے کہ

بالجملہ حاصل حکم یہ ہے کہ قبور عائد ناس پر روشنی جبکہ خارج سے کوئی مصلحت معالج مذکورہ کے امثال سے نہ ہو ضرور اسراف ہے اور اسراف بیشک منع اور اگر زینت قبر مطلوب ہو تو قبر محل زینت نیتی رب بھی اسراف ہوا۔

رہے مزارات محبوبان الٰہیہ ان اگر زینت قبر یا تعظیم نفس قبر کی نیت ہو تو یہاں بھی وہی ممانعت رہے گی کہ یہ نیتیں شرعاً محمود نہیں البتہ اگر ان کی روح کریم کی تعظیم و تکریم مقصود ہو تو اب اسراف نہیں کہ نیت صالحہ موجود ہے۔

(ب) بوسہ وطواف وسجدہ قبر برائے تعظیم سے متعلق ایک سوال کے جواب میں آپ نے تحریر فرمایا جس کا خلاصہ ہے کہ۔

بلاشبہ غیر کعبہ معظمہ کا طواف تعظیمی ناجائز ہے اور غیر خدا کو سجدہ ہماری شریعت میں حرام ہے۔ مزار کا طواف کہ محض بہ نیت تعظیم کیا جائے ناجائز ہے کہ تعظیم بالطواف مخصوص بخانہ کعبہ ہے...... ہاں آستانہ بوسی میں حرج نہیں اور آنکھوں سے لگانا بھی جائز کہ اس سے شرع شریف میں ممانعت نہ آئی اور جس چیز کو شرع نے منع نہ فرمایا منع نہیں ہو سکتی۔ یونہی ہاتھ باندھے الٹے پاؤں آنا ایک طرح ادب ہے اور جس ادب سے شرع نہ منع نہ فرمایا اس میں حرج نہیں ہاں اگر اس میں اپنی یا دوسرے کی ایذا کا اندیشہ تو اس سے احتراز کیا جائے۔

(ج) قبرستان میں جوتے پہن کر جانے یا قبروں پر چلنے کا معمول بھی لوگوں میں رائج ہے اور لوگ اپنی کم علمی کے سبب اسے برا بھی نہیں جانتے اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمتہ اللہ علیہ نے اس ضمن میں راہنمائی فرمائی اور تحقیقی ومدلل رد فرمایا۔

آپ رحمتہ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں کہ قبروں پر چلنے کی ممانعت ہے اور جوتا پہننا کہ سخت توہین اموات مسلمین ہے ہاں جو قدیم راستہ قبرستان میں ہو جس میں قبر نہیں اس میں چلنا جائز ہے اگرچہ جوتا پہنے ہو۔ قبور مسلمینہ پر چلنا جائز نہیں بیٹھنا جائز نہیں ان پر پاؤں رکھنا جائز نہیں یہاں تک کہ آئمہ نے تصریح فرمائی ہے کہ قبرستان میں جو نیا راستہ پیدا ہوا ہو اس میں چلنا حرام ہے اور جن کے اقرباء ایسی جگہ دفن ہوں کہ ان کے گرد اور قبریں ہو گئی ہوں اور اسے ان کی قبور تک اور قبرو پر پاؤں رکھے بغیر

جانا ناممکن ہوتو دور ہی سے فاتحہ پڑھے اور پاس نہ جائے۔حدیث میں فرمایا ''تلوار کی دھار پر پاؤں رکھنا مجھے اس سے آسان ہے کہ مسلمان کی قبر پر پاؤں رکھوں'' دوسری حدیث میں فرمایا اگر میں انگارے پر پاؤں رکھوں یہاں تک کہ وہ جوتے کا تلا توڑ کر میرے تلوے تک پہنچ جائے تو یہ مجھے اس سے زیادہ پسند ہے کہ کسی مسلمان کی قبر پر پاؤں رکھوں۔

آپ رحمتہ اللہ علیہ فتح القدیر اور طحطاوی اور ردالمختار کے حوالے سے تحریر فرماتے ہیں کہ قبرستان میں جو نیا راستہ نکلا ہو اس پر چلنا حرام ہے کہ وہ ضرور قبروں پر ہوگا بخلاف راہ قدیم کے کہ قبریں اسے چھوڑ کر بنائی جاتی ہیں۔

اگر مسجد میں کوئی قبر آ جائے تو اس کے آس پاس چاروں طرف تھوڑی دیوار اگر چہ پاؤ گز رہو قائم کرے اس پر چھت بنائیں کہ اب نماز یا پاؤں رکھنا رکھنا قبر پر نہ ہوگا بلکہ اس چھت پر ہوگا جس کے نیچے قبر ہے اور نماز قبر کی طرف نہ ہوگی بلکہ اس کی دیوار قبروں پر گھوڑے باندھنا' چارپائی بچھانا' سونا بیٹھنا سب منع ہے اور قبر پر نماز پڑھنا' قبر کی طرف نماز پڑھنا' مسلمان کی قبر پر قدم رکھنا' قبروں پر مسجد بنانا یا زراعت وغیرہ کرنا سب حرام۔

۶۔''ناجائز کھیل وتفریح''

(الف) تفریحاً شکار کرنا بھی ایک ایسا فعل ہے جس میں معاشرے کا بالعموم ہر خاص و عام مبتلا نظر آتا ہے بلکہ فکر انگیز بات یہ ہے کہ اسے گناہ بھی نہیں سمجھا جاتا۔اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمتہ اللہ علیہ نے جہاں معاشرے کے دیگر منکرات کا رد فرمایا وہیں اس برائی کا بھی رد فرما کر عوام کو اس کے حرام ہونے کی نشاندہی کروائی۔

آپ رحمہ اللہ کی خدمت میں اس ضمن میں سوال پیش کیا گیا تو اس نے فرمایا

شکار کہ محض شوقیہ بغرض تفریح ہو جسے ایک قسم کا کھیل سمجھا جاتا ہے ولہٰذا شکار کھیلنا کہتے ہیں بندوق کا ہو خواہ مچھلی کا روزانہ ہو خواہ گاہ گاہ مطلقاً بالاتفاق حرام ہے۔

حلال وہ ہے جو بغرض کھانے یا دوا یا کسی اور نفع یا کسی مزہ کے دفع کو ہو۔ آج کل کے بڑے بڑے شکاری جو اتنی ناک والے ہیں کہ بازار سے اپنی خاص ضرورت کی کھانے یا پینے کی چیز لانے کو جانا اپنی کسر شان سمجھیں یا زم اسے کہ اس قدم دھوپ میں چل کر مسجد میں نماز کے لئے حاضر ہونا مصیبت جانیں وہ گرم دوپہر لو میں گرم ریت پر چلنا اور ٹھہرنا اور گرم ہوا کے تھپیڑے کھانا گوارا کرتے اور دو دو پہر بلکہ دو دو دن شکار کے لئے گھر بار چھوڑے پڑے رہتے ہیں کیا یہ کھانے کی غرض سے جاتے ہیں حاشا وکلا بلکہ وہی لہولعب ہے اور بالاتفاق حرام۔

ایک بہت بڑی پہچان یہ ہے کہ ان شکاریوں سے اگر کہے مثلاً مچھلی بازار میں بھی ملے گی وہاں سے لے لیجئے ہرگز قبول نہ کریں گے یا کہیے کہ ہم اپنے پاس سے لائے دیتے ہیں کبھی نہ مانیں گے بلکہ شکار کے بعد خود اس کے کھانے سے بھی چنداں غرض نہیں رکھتے بانٹ دیتے ہیں تو یہ جانا یقیناً وہی تفریح و حرام ہے۔

(ب) معاشرے سے پھیلی دیگر برائیاں مثلاً تاش و شطرنج، پتنگ بازی کبوتر و بٹیر بازی، کشتی لڑنا وغیرہ کے بارے میں آپ رحمۃ اللہ علیہ سے مسئلہ دریافت کیا گیا تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ان کا بھی بڑی شدت سے رد فرمایا اور جواب میں تحریر فرمایا۔

تاش و شطرنج دونوں ناجائز ہیں اور تاش زیادہ گناہ و حرام کو اس میں تصاویر بھی ہیں۔

پتنگ بازی کے متعلق فرمایا کہ کن کیا اڑانا لہولعب ہے۔ اور لہو ناجائز ہے حدیث میں ہے: کل لهو المسلم حرام الا في ثلث ۔ ڈور لوٹنا بھی نہی ہے نہی حرام ہے حدیث میں ہے نهى رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم عن النهبى رسول

اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوٹنے سے منع فرمایا۔

لوٹی ہوئی ڈور کا مالک اگر معلوم ہو تو فرض ہے کہ اسے دیدی جائے اگر نہ د
اور بغیر اجازت کے اس میں کپڑا سیا تو اس کپڑے کا پہننا حرام ہے اور اسے پہن کر نم
مکروہ تحریمی ہے جس کا پھیرنا واجب ہے اور اگر معلوم نہ ہو تو وہ نقطہ ہے یعنی بڑی یا
چیز واجب ہے کہ اسے مشہور کیا جائے یہاں تک کہ مالک کے ملنے کی امید قطع پر اس
وقت اگر یہ شخص غنی ہے تو فقیر کو دے دے اور فقیر ہے تو خود اپنے مصرف میں لا سکتا ہے
پھر جب مالک ظاہر ہو اور فقیر کے صرف میں آنے پر راضی نہ ہو تو اپنے پاس سے
اس کا تاوان دینا ہوگا۔

مزید فرمایا کن کیا (پتنگ) اڑانے میں وقت اور سال کا ضائع کرنا ہوتا ہے
یہ بھی گناہ ہے اور گناہ کے آلات کن کیا اور ڈور بیچنا بھی منع ہے اصرار کریں تو ان سے
بھی ابتدا السلام (اسلام میں پہل) نہ کی جائے۔

کبوتر اڑانے اور بٹیر بازی و مرغ بازی کے بارے سوال ہوا کہ کبوتر اڑانا
اور پالنا اور مرغ بازی و بٹیر بازی کرنا کیسا ہے؟ تو آپ رحمتہ اللہ علیہ نے اس کا بھی رد
فرمایا کہ کبوتر پالنا تو جائز ہے جبکہ دوسروں کے کبوتر کو نہ پکڑنے البتہ کبوتر اڑانا کہ
گھنٹوں ان کو اترنے نہیں دیتے حرام ہے اور مرغ یا بٹیر کا لڑانا حرام ہے ان لوگوں
سے ابتداء سلام نہ کی جائے جواب دے سکتے مگر واجب نہیں۔

عام مروجہ کشتی کے بارے میں فرمایا کہ کشتی جس طور پر آج کل لڑی جاتی ہے
محمود نہیں اس میں تن پروری ہوتی ہے مجمع عام ہوتا ہے۔ اور اگر اس کے سبب نماز کی
پابندی نہ کرے یا بستر کھولے تو حرام ہے۔ ہاں اگر خاص مجمع ہے اپنے ہی لوگ ہیں
بند مکان میں نماز کی پابندی کے ساتھ بغیر بستر کھولے ہوئے لڑیں تو مضائقہ نہیں۔

۷۔ ''مراسم شادی سے متعلق منکرات''

اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ سے شادی میں ہونے والی آتش بازی، بندوقیں چھوڑنے، گانے باجے وغیرہ کے متعلق مسئلہ معلوم کیے گئے تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے سختی سے ان کا رد فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا بندوقیں چھوڑنا اور اس قسم کے سب کھیل جائز ہیں جبکہ اپنے دوسرے کی مضرت کا اندیشہ نہ ہو اور ان سے مقصود کوئی غرض محمود اور اگر صرف کھیل کود مقصود ہو تو مکروہ۔ آتش بازی کے متعلق ارشاد فرمایا۔ آتش بازی جس طرح شادیوں اور شب برأت میں رائج ہے بیشک حرام اور پورا جرم ہے کہ اس میں تضیع مال ہے قرآن مجید میں ایسے لوگوں کو شیطان کے بھائی فرمایا۔ اس ضمن میں قرآن و حدیث پھر شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے سے رو پیش کرنے کے بعد فرماتے ہیں اسی طرح یہ گانے باجے کہ ان بلاد میں معمول و رائج ہیں بلاشبہ ممنوع و ناجائز ہیں۔ خصوصاً وہ ناپاک و ملعون رسم کہ بہت خران بے تمیز احمق جاہلوں نے شیاطین ہنود ملاعین بے بہبود سے سیکھی یعنی فحش گالیوں کے گیت گانا اور مجلس کے حاضرین و حاضرات کو لچھے دار سنانا سمدھیانہ کی عفیف پاکدامن عورتوں کو الفاظ زنا سے تعبیر کرنا کرانا خصوصاً اس ملعون بے حیا رسم کا مجمع زنان میں ہونا ان کا اس ناپاک فاحشہ حرکت پر ہنسنا قہقہے لڑانا اپنی کنواری لڑکیوں کو یہ سب چھوڑ کر بدلحاظیاں سکھانا بے حیا بے غیرت بے حمیت مردوں کا شہد بن کر جائز رکھنا کبھی برائے نام لوگوں کے دکھاوے کو جھوٹ سچ ایک آدھ بار جھڑک دینا مگر بندوبست قطعی نہ کرنا یہ وہ شنیع گندی مردود رسم ہے جس پر صدہا لعنتیں اللہ عزوجل کی اترتی ہیں اس کے کرنے والے اس پر راضی ہونے والے اپنے یہاں اس کا کافی انسداد نہ کرنے والے سب فاسق فاجر مرتکب کبائر مستحق غضب جبار و عذاب نار ہیں والعیاذ باللہ بتا کر پوچھا اللہ تعالیٰ

مسلمانوں کو ہدایت بخشے۔آمین۔

پھر آپ رحمتہ اللہ علیہ مزید فرماتے ہیں کہ جس شادی میں یہ حرکتیں ہ
مسلمانوں پر لازم ہے کہ اس میں ہرگز شریک نہ ہوں اگر نادانستہ شریک ہو گئے تو ج
وقت اس قسم کی باتیں شروع ہوں یا ان لوگوں کی ارادہ معلوم ہو سب مسلمان
عورتوں پر لازم ہے کہ فوراً فوراً اسی وقت اٹھ جائیں اور اپنی جورو بیٹی ماں بہن کو گولی
نے دلوائیں فحش نہ سنوائیں ورنہ یہ بھی ان ناپاکیوں میں شریک ہونگے اور غضب ا
سے حصہ لینگے والعیاذ باللہ رب العالمین۔زنہار نے نہار (خبردار) اس معاملہ میں حقی
بہن بھائی بلکہ ماں باپ کی بھی رعایت و مروت روانہ رکھیں کہ لا طاعۃ لاحد فی مصی
اللہ تعالیٰ (یعنی اللہ کی نافرمانی میں کسی ایک بھی اطاعت نہ کی جائے گی) پھر آخر میں
رقمطراز ہیں۔خصوصاً بازاری ناچی' فاحشہ عورتوں' انڈیوں' ڈومینوں کو تو ہرگز ہرگز قد
نہ رکھنے دیں کہ ان سے اور شرعی کی پابندی محال عادی ہے وہ یہ براجیوں' فحش' سرائیوں
کی خوگر ہیں منع کرتے کرتے اپنا کام کر گزریں گی بلکہ شریف زادیوں کا ان آوار
بدوضعوں کے سامنے آنا ہی سخت بیہودہ و بیجا ہے۔محبت بد زہر قاتل ہے اور عورتیں
نازک شیشیاں جن کے ٹوٹنے کو ادنیٰ ٹھیس بہت ہوتی ہے اسی لئے حضور اقدس ﷺ
نے یاانجشہ رویداً بالقواءپ فرمایا۔

۸۔"سیاہ خضاب کا استعمال"

ہمارے معاشرے میں سیاہ خضاب کا استعمال بھی بے حد رائج ہے اور اسے
بالکل برا یا گناہ نہیں سمجھا جاتا۔اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمتہ اللہ علیہ نے معاشرے
میں رائج اس برائی کا بھی تحقیق و دلیل کے ساتھ رد فرمایا۔آپ رحمتہ اللہ علیہ نے
احادیث مبارکہ کی روشنی میں کافی وشافی بیان فرمایا۔آپ رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں

''صحیح مذہب میں سیاہ خضاب حالت جہاد کے سوا مطلقاً حرام ہے جس کی حرمت پر احادیث صحیحہ ومعتبرہ ناطق۔

صحیح مسلم شریف کی حدیث میں ہے ''اس سپیدی کو بدل دو اور سیاہی کے پاس نہ جاؤ''

سنن نسائی شریف کی حدیث میں ہے کچھ آئیں گے کہ سیاہ خضاب کریں گے جیسے جنگلی کبوتروں کے نیل گوں پوٹے' وہ جنت کی بو نہ سونگھیں گے''

تیسری حدیث میں ہے ''جو سیاہ خضاب کرے اللہ تعالیٰ روز قیامت اس کا منہ کالا کرے گا''

چوتھی حدیث میں ہے ''زرد خضاب مومن کا ہے'' اور سرخ خضاب مسلم کا اور سیاہ خضاب کافر کا''

پانچویں حدیث میں ہے ''اللہ دشمن رکھتا ہے بڈھے کوے کو''

چھٹی حدیث میں ہے سب میں پہلے جس نے سیاہ خضاب کیا فرعون تھا''

دیکھو فرعون کیا ہے میں ڈوبا نیل میں یہ لوگ بھی نیل میں ڈوبتے ہیں یہ حرام ہے جواز کا فتویٰ باطل ومردود ہے۔

اعلیٰ حضرت رحمتہ اللہ علیہ نے سیاہ خضاب میں پسندی و نیل مخلوط کر کے استعمال کرنے کے بارے میں فرمایا کہ سیاہ خضاب خواہ ماز و بلبلہ کا ہو خواہ نیل و خضا مخلوط خواہ کسی چیز کا سوائے مجاہدین کے سب کو مطلقاً حرام ہے۔ حضرت امام حسن و حسین وعبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ تعالیٰ عنھم سیاہ خضاب وسمہ کا کیا کرتے تھے کہ یہ سب حضرات مجاہدین تھے اور سیاہ خضاب مجاہدین کو جائز۔

۹ ''مجالس روافض وتعزیہ داری میں شرکت''

یہ بھیانک صورتحال ہمارے معاشرے میں جگہ جگہ نظر آتی ہے کہ ماہ محرم میں سنی مسلمان روافض کی مجالس و ماتم وتعزیہ داری وغیرہ میں بلا جھجک شرکت کرتے ہیں اوران کے مجمع کو بڑھانے کا سبب بنتے ہیں اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمتہ اللہ علیہ سے اس حوالے سے سوالات کئے گئے تو آپ رحمتہ اللہ علیہ نے اس برائی کا بڑی شدت سے رد فرمایا کہ رافضیوں کی مجلس میں مسلمانوں کا جانا اور مرثیہ سننا حرام ہے ان کی نیاز کی چیز نہ لی جائے کہ ان کی نیاز نیاز نہیں اور وہ غالبًا نجاست سے خالی نہیں ہوتی کم از کم ان کے ناپاک قلتین کا پانی ضرور ہوتا ہے اور وہ حاضری سخت ملعون ہے اور اس میں شرکت موجب لعنت ہے یہ عقیدہ رکھنا کہ تعزیہ بنانا سنت ہے اور قرآن یا حدیث سے اس کی سند پکڑے رسیوں کے بارے میں آپ رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا کہ وہ جاہل خطاوار مجرم ہے مگر کافر نہ کہیں گے تعزیہ آتا دیکھ کر اعراض و روگردانی کریں اس کی جانب دیکھنا ہی نہ چاہیے۔

تعزیہ داری میں لہو ولعب سمجھ کر جانے سے بھی اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمتہ اللہ علیہ نے منع فرمایا کہ نہیں جانا چاہیے کہ ناجائز کام میں جس طرح جان و مال سے مدد کرے گا یونہی سواد بڑھا کر بھی مددگار ہوگا ناجائز بات کا تماشہ دیکھنا بھی ناجائز ہے۔ بندر نچانا حرام ہے اس کا تماشہ دیکھنا بھی حرام ہے۔ آج کل لوگ ان سے غافل ہیں۔ متقی لوگ جن کو شریعت کی احتیاط ہے ناواقفی سے ریچھ، بندر کا تماشہ یا مرغوں کی پالی دیکھتے ہیں اور نہیں جانتے کہ اس سے گناہ گار ہوتے ہیں۔

حدیث میں ارشد ہے کہ اگر کوئی مجمع خیر کا ہو اور وہ نہ جانے پایا اور خبر ملنے پر اس نے افسوس کیا تو اتنا ہی ثواب ملے گا جتنا حاضرین کو اور اگر مجمع شر کا ہو اس نے

اپنے نہ جانے پر افسوس کیا تو جو گناہ ان حاضرین پر ہوگا وہ اس پر بھی ہوگا۔ مزید فرمایا
ہر جگہ نئی تراش، نئی گڑھت جسے اس اصل (روضہ سید الشہداء امام رضی اللہ عنہ) سے نہ کچھ
علاقہ نہ نسبت پھر کسی میں پریاں، کسی میں براق کسی میں اور بیہودہ طمطراق پھر کوچہ کوچہ
دشت بدشت اشاعت غم کے لئے ان کا گشت اور اس کے گرد سینہ زنی، ماتم سازشی کی
شور افگنی حرام مرثیوں سے نوحہ کنی عقل ونقل سے کٹی چھنی، کوئی ان کھپچیوں کو جھک جھک
کر سلام کر رہا ہے۔ کوئی مشغول طواف۔ کوئی سجدے میں گرا کوئی اس مایہ بدعات کو
معاذ اللہ جولہ گاہ حضرت امام عالی مقام سمجھ کر ابتک پنی سے اپنی مرادیں مانگتا ہے منتیں
مانتا ہے۔ عرضیاں باندھتا حاجت روا جانتا ہے پھر باقی تماشہ باجے، تاشے، مزدوروں
عورتوں کا راتوں کو میل اور طرح طرح کے بیہودہ کھیل ان سب پر طرہ ہیں۔

چند سطروں کے بعد رقمطراز ہیں اب بہار عشرہ کے پھول کھلے، تاشے باجے
بجتے چلے، رنگ رنگ کے کھیلوں کی دھوم بازاری عورتوں کا ہر طرف ہجوم شہوان میلوں کی
پوری رسوم، جشن، فاسقانہ یہ کچھ اور اس کے ساتھ خیال وہ کچھ کہ گویا یہ ساختہ ڈھانچے
حضرات شہداء کرام علیہم الرضوان کے پاک جنازے ہیں۔

اے مومنو اٹھاؤ جنازہ حسین کا گاتے ہوئے مصنوعی کربلا پسنی وہاں کچھ نوچ
اتار باقی توڑ تاڑ دفن کر دیئے یہ ہر سال اضاعت مال کے جرم ووبال جداگانہ رہے۔
آخر میں فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ صدقہ شہداء کرام کربلا علیہم الرضوان والثنا کا مسلمانوں
کو نیک توفیق بخشے اور بدعات سے توبہ دے۔ آمین آمین۔ تعزیہ داری کہ اس طریقہ
نامرفیہ (غیر پسندیدہ) کا نام ہے قطعاً بدعت و ناجائز وحرام ہے۔ ان خرافات کے
شیوع نے اس اصل مشروع کو بھی اب محدود ومحظور کر دیا کہ اس میں اہل بدعت سے
مشابہت اور تعزیہ داری کی تہمت کا خدشہ اور آئندہ اپنی اولد یا اہل اعتقاد کے لئے
ابتلائے بدعت کا اندیشہ ہے۔

ماہ محرم میں بعض مسلمانوں کے سبز اور سیاہ کپڑے پہننے کے حوالے سے اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمتہ اللہ نے رد فرمایا کہ محرم میں سیاہ اور سبز کپڑے علامت سوگ ہیں اور سوگ حرام ہے خصوصاً سیاہ کہ شعار رافضیان لمام ہے۔

اسی ضمن میں اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمتہ اللہ علیہ سے رافضیوں کے ساتھ میل جول اور لین دین سے متعلق سوال کیا گیا تو آپ رحمتہ اللہ علیہ نے اس کا رد فرمایا کہ روافض زمانے علی العموم مرتد ہیں ان سے کوئی معاملہ اہل اسلام کا سا کرنا حلال نہیں ان سے میل جول' سیت برحاست سلام کلام سب حرام ہے۔ پھر آپ رحمتہ اللہ علیہ نے حدیث نبوی ﷺ روایت فرمائی کہ ''عنقریب کچھ لوگ آنے والے ہیں ان کا ایک بدلقب ہوگا انہیں رافضی کہا جائے گا' سلف صالح پر طعن کریں گے اور جمعہ و جماعت میں حاضر نہ ہوں گے۔ ان کے پاس نہ بیٹھنا ان کے ساتھ نہ کھانا نہ ان کے ساتھ پانی پینا نہ ان کے ساتھ شادی بیاہ کرنا' بیمار پڑیں تو انہیں پوچھنے نہ جانا' مرجائیں تو ان کے جنازے میں نہ جانا ان پہ نماز پڑھنا نہ ان کے ساتھ پڑھنا''

یہ حدیث بیان کرنے کے بعد آپ رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا کہ جوسنی ہو کر ان کے ساتھ میل جول رکھے اگر خود رافضی نہیں تو کم از کم اشد فاسق ہے مسلمانوں کو اس سے بھی میل جول ترک کرنے کا حکم ہے۔

اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمتہ اللہ علیہ نے بد مذھبوں کے ساتھ بیٹھنے بیٹھنے کے متعلق سوال کے جواب میں فرمایا کہ حرام ہے اور بد مذہب ہو جانے کا اندیشہ کامل اور دوستانہ ہو تو دین کے لئے زہر قاتل' رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں نہیں اپنے سے دور رکھو ان سے دور بھاگو وہ تمہیں گمراہ نہ کر دیں' کہیں وہ تمہیں فتنے میں نہ ڈال دیں'' اور اپنے نفس پر اعتماد کرنے والا بڑے کذاب (جھوٹے) پر اعتماد کرتا ہے جیسا کہ صحیح حدیث میں فرمایا ''جب دجال نکلے گا کچھ اسے تماشے کے طور پر دیکھنے جائیں گے کہ

تو اپنے دین پر مستقیم ہیں ہمیں اس سے کیا نقصان ہوگا۔ وہاں جا کر ویسے ہی ہو
جائیں گے۔

حدیث میں ہے نبی ﷺ نے فرمایا ”میں حلف سے کہتا ہوں کہ جو جس قوم
سے دوستی رکھتا ہے اس کا حشر اسی کے ساتھ ہوگا۔ سید عالم ﷺ کا ارشاد ہمارا ایمان اور
حضور کا حلف سے فرمانا۔

اس کے بعد اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمتہ اللہ علیہ نے امام جلال الدین
سیوطی رحمتہ اللہ علیہ کے حوالے سے فرمایا کہ امام جلال الدین سیوطی رحمتہ اللہ علیہ شرح
الصدور میں نقل فرماتے ہیں ”ایک شخص روافض کے پاس بیٹھا کرتا تھا جب اس کی نزع
کا وقت آیا لوگوں نے حسب معمول اسے کلمہ طیبہ کی تلقین کی کہا کہ کیا نہیں چاہتا۔
پوچھا کیوں؟ کہا یہ دو شخص کھڑے کہہ رہے ہیں تو ان کے پاس بیٹھا کرتا تھا جو ابو بکر و
عمر کو برا کہتے تھے۔ اب یہ چاہتا ہے کہ کلمہ پڑھ کر اٹھے ہرگز نہ پڑھنے دینگے۔ یہ نتیجہ
بدمذھبوں کے پاس بیٹھنے کا۔ آخر میں اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے
ہیں کہ جب صدیق و فاروق رضی اللہ عنہ کے بدگویوں سے میل جول کی یہ شامت تو
قادیانیوں، وہابیوں اور دیو بندیوں کے پاس نشست و برخاست کی آفت کس قدر
شدید ہوگی۔ ان کی بدگوئی صحابہ تک ہے اور ان کی انبیاء اور سید الانبیاء اور اللہ عزوجل
تک۔

۱۰۱۔ ”مروجہ قوالی“

جب اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمتہ اللہ علیہ سے دریافت کیا گیا کہ میں
ایک جگہ عرس میں گیا تو دیکھا کہ بہت سے لوگ جمع ہیں اور قوالی اس طریقے سے ہو
رہی ہے کہ ایک ڈھول دو سارنگی بج رہی ہیں اور چند قوال پیران پیر دستگیر کی شان میں

ار کہہ رہے ہیں اور حضور ﷺ کی نعت کے اشعار اور اولیاء اللہ کی شان میں اشعار گا
ہے ہیں اور ڈھول سارنگیاں بج رہی ہیں ایسی قوالی جائز ہے یا نہیں؟ اعلیٰ حضرت
ل بریلوی رحمۃ اللہ نے اس مروجہ قوالی کا رد فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا ''ایسی قوالی
م ہے حاضرین سب گناہ گار ہیں اور ان سب کا گناہ ایسا عرس کرنے والوں اور
لوں پر ہے اور قوالوں کا بھی گناہ اس عرس کرنے والے پر بغیر اس کے کہ عرس
نے والے کے ماتھ قوالوں کا گناہ جانے سے قوالوں پر سے گناہ کی کچھ کمی آئے یا
ں کے بعد قوالوں ذمہ حاضرین کا وبال پڑنے سے حاضرین کے گناہ میں کچھ تحقیق
نہیں بلکہ حاضرین میں ہر ایک پر اپنا پورا گناہ اور قوالوں پر اپنا گناہ الگ اور سب
ضرین کے برابر جدا اور ایسا عرس کرنے والے پر اپنا گناہ الگ اور قوالوں کے برابر
ا۔ اور سب حاضرین کے برابر علیحدہ۔

(باقی صفحہ 187 پر)

وجہ یہ کہ حاضرین کو عرس کرنے والے نے بلایا اسی کے لئے۔ اس گناہ کا
امان پھیلایا اور قوالوں نے انہیں سنایا اگر وہ سامان نہ کرتا یہ ڈھولک اور سارنگی نہ
اتے تو حاضرین اس گناہ میں کیوں پڑتے اس لئے ان سب کا گناہ ان دونوں پر ہوا
ر قوالوں کے اس گناہ کا باعث وہ عرس کرنے والا ہوا وہ نہ کرتا نہ بلاتا تو کیونکر آتے
جاتے لہٰذا قوالوں کا بھی گناہ اس بلانے والے پر ہوا رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں جو کسی
مر ہدایت کی طرف بلائے جتنے اس کا اتباع کریں ان سب کے برابر ثواب پائے اور
س سے ان کے ثوابوں میں کچھ کمی نہ آئے اور جو کسی امر ضلالت کی طرف بلائے جتنے
س کے بلانے پر چلیں ان سب کے برابر اس پر گناہ ہو اور اس سے ان کے گناہوں
یں کچھ تخفیف راہ نہ پائے اس کے بعد آلات موسیقی کے حوالے سے آپ رحمۃ اللہ
علیہ مزید فرماتے ہیں۔

باجوں کی حرمت میں احادیث کثیرہ وارد ہیں صحیح بخاری شریف میں ہے کہ حضرت سید عالم ﷺ فرماتے ہیں ضرور میری امت میں وہ لوگ ہونے والے ہیں جو حلال ٹھہرائیں گے عورتوں کی شرم گاہ یعنی زنا اور ریشمی کپڑوں اور شراب اور باجوں کو پھر کچھ آگے ارشاد فرماتے ہیں بعض جہاں بدمست یا نیم ملا شہوت پرست جھوٹے صوفی باد بدست کہ احادیث صحاح مرفوعہ محکمہ کے مقابل بعض ضعیف قصے یا مستمل واقعہ یا مشابہہ پیش کرتے ہیں انہیں اتنی عقل نہیں یا قصداً بے عقل بنتے ہیں کہ صحیح کے سامنے ضعیف، متعین کے آگے متحمل، محکم کے حضور متشابہہ واجب الشرک ہے پھر کہاں قول کہاں مکاتب وفعل

مگر ہوس پرستی کا علاج کس کے پاس ہے؟ کاش! گناہ کرتے اور گناہ جانتے۔ اقرار لاتے یہ ڈھٹائی اور بھی سخت ہے کہ ہوس بھی پالیں اور الزام بھی ٹالیں، اپنے لئے حرام کو حلال بنالیں پھر اسی پر بس نہیں بلکہ معاذ اللہ اس کی تہمت محبوبان خدا اکابر سلسلہ عالیہ چشت قدست اسرارہم کے سر دھرتے ہیں نہ خدا سے خوف نہ بندوں سے شرم کرتے ہیں۔ حالانکہ خود حضور محبوب الٰہی سیدی و مولائی نظام الحق والدین سلطان الاولیاء رضی اللہ تعالیٰ عنہ وعنھم فوائد الفواحد شریف میں فرماتے ہیں "مزامیر حرامنت (مزامیر حرام ہے)

اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمتہ اللہ علیہ نے امام عمر الدین زرادی کے حوالے سے فرمایا کہ مولانا فخر الدین زرادی خلیفہ حضور سیدنا محبوب الٰہی رضی اللہ عنہما نے حضور کے زمانہ مبارک میں خود حضور کے حکم احکم سے مسئلہ سماع میں اسالہ کشف القناع عن اصول السماع تحریر فرمایا اس میں صاف ارشاد فرما دیا کہ "ہمارے مشائخ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنھم کا سماع اس مزامیر کے بہتان سے بری ہے۔

وہ صرف قوال کی آواز ہے ان اشعار کے ساتھ جو کمال صفت الٰہی سے خبر

دیتے ہیں'' اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمتہ اللہ علیہ اس کے بعد سیدی مولانا محمد بن مبارک بن محمد علوی کرمانی کا قول سید اولیاء کے حوالے سے خدمت مزامیر بیان فرمانے کے بعد کچھ آگے تحریر فرماتے ہیں کہ مسلمانو! کیسا صاف ارشاد ہے کہ مزامیر ناجائز ہے۔ مسلمانو! جو آئمہ طریقت اس درجہ احتیاط فرمائیں کہ تالی کی صورت ممنوع بتائیں وہ اور معاذ اللہ مزامیر کی تہمت انصاف کے ساتھ کیسا خبط ہے رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ اتباع شیطان سے بچائے اور ان سچے محبوبان خدا کا سچا اتباع عطا فرمائے۔ آمین۔

۱۱۔ ''بیوہ کا نکاح''

ہمارے معاشرے میں ایک غیر شرعی معاملہ یہ بھی رائج ہے کہ اگر کوئی عورت بیوہ ہو جائے تو اس کا دوسرا نکاح سخت معیوب سمجھا جاتا ہے اور اس بیوہ کا جینا دوبھر کر دیا جاتا ہے اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمتہ اللہ علیہ اس برائی کا بھی رد فرماتے ہوئے تحریر فرمایا کہ اس مسئلہ میں جاہلان ہند دو فرقے ہو گئے ان میں سے ایک اہل تفضیل کہ نکاح بیوہ کو ہنود کی طرح سخت ننگ و عار جانتے ہیں اور معاذ اللہ حرام سے بھی زائد اس سے پرہیز کرتے ہیں تو جوان لڑکی بیوہ ہو گئی اگرچہ شوہر کا منہ بھی نہ دیکھا ہو اب عمر بھر یوں ہی ذبح ہوتی ہے ممکن ہے کہ نکاح کا حرف بھی زبان پر نہ لا سکے؟

اگر ہزار میں ایک آدھ نے خوف خدا و ترس فرض ادا کر کے اپنا دین سنبھالنے کو کہ حدیث میں آیا ''جس نے نکاح کر لیا اس نے اپنا آدھا دین پورا کر لیا باقی آدھے میں اللہ سے ڈرے'' نکاح کر لیا۔ اس پر چار طرف سے طعن و تشنیع کی بوچھاڑ ہے۔ بیچاری کو کسی مجلس میں جانا بلکہ اپنے کنبے میں منہ دکھانا دشوار ہے۔ کل تک فلاں بیگم یا فلاں بانو تھیں اب دوخصمی کی پکار ہے۔ لاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم''

یہ برا کرتے بے شک بہت برا کرتے ہیں باتباع کفار ایک بیہودہ رسم ٹھہر
لینی پھر اس کی بنا پر مباح شرعی پر اعتراض بلکہ بعض صورت میں ادائے واجب سے
اعراض کیسی سخت جہالت اور نہایت خوفناک حالت ہے۔

پھر حاجت والی جوان عورتیں اگر روکی گئیں اور معاذ اللہ شامت نفس کسی گنا
میں مبتلا ہوئیں تو اس کا وبال ان روکنے والوں پر پڑے گا کہ یہ اس گناہ کے باعث
ہوئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں اللہ عزوجل توراہ شریف میں فرماتا ہے جس کی
بیٹی بارہ برس کی عمر کو پہنچے اور وہ اس کا نکاح نہ کردے اور یہ دختر گناہ میں مبتلا ہو تو اس ک
گناہ اس شخص پر ہے۔

جب کنواری لڑکیوں کے بارے میں یہ حکم ہے تو بیاہیوں کا معاملہ تو اور بھی
سخت کہ دختران دوشیزہ کو حیا بھی زائد ہوتی ہے اور گناہ نہیں تفضیح کا خوف بھی
زائد۔ اور خود ابھی اس لزات سے آگاہ نہیں صرف ایک طبعی طور پر ناواقفانہ خطرات
دل میں گزرتے ہیں اور جب آدمی کسی خواہش کا لطف ایک بار پاچکا تو اب اس ک
تقاضا ان کے دگر پر ہوتا ہے اور ادھر نہ ویسی حیا نہ وہ خوف واندیشہ...... اللہ عزوجل
مسلمانوں کو ہدایت بخشے۔ آمین۔

۱۲۔ ”پیشہ ور بھکاری“

پیشہ ور بھکاری بھی ہمارے معاشرے میں جگہ جگہ ایک بڑی تعداد میں نظ
آتے ہیں لوگ انہیں نہ صرف صدقہ خیرات دیتے ہیں بلکہ زکوۃ وفطرہ دینے میں بھی
تامل نہیں کرے جس کے سبب نہ صرف یہ کہ ان کی حوصلہ افزائی ہوتی ہے بلکہ اکث
اوقات زکوۃ دینے والے کی زکوۃ بھی ادا نہیں ہوتی۔

اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمتہ اللہ نے گداگری کا سختی سے رد فرمایا اس ضمن

یں آپ فرماتے ہیں کہ گدائی پیشہ تین قسم ہیں ایک غنی مالدار جیسے اکثر جوگی اور سادھو بچے انہیں سوال کرنا حرام اور انہیں دینا حرام اور ان کے دینے سے زکوٰۃ ادا نہیں ہوسکتی رض سر پر باقی رہے گا۔

دوسرے وہ کہ واقع میں فقیر ہیں قدر لعاب کے مالک نہیں مگر قوی تندست کسب پر قادر ہیں اور سوال کسی ایسی ضرورت کے لئے جو ان کے کسب سے باہر ہو۔ کوئی حفات یا مزدوری نہیں کی جاتی مفت کا کھانا کھانے کے عادی ہیں اور اس لئے بھیک مانگتے پھرتے ہیں انہیں سوال کرنا حرام اور جو کچھ انہیں اس سے ملے وہ ان کے حق میں خبیث کہ حدیث شریف میں لاتحل الصدقۃ لغنی ولالذی مرۃ سری۔

'صدقہ حلال نہیں کسی غنی کے لئے اور نہ کسی توانا وتندرست کے لئے'' انہیں بھیک دینا منع ہے کہ معصیت پر اعانت ہے لوگ اگر نہ دیں تو مجبور ہوں کچھ محنت مزدوری کریں قال الہ تعالیٰ ولاتعاونا علی الاثم والعدوان''

مگر ان کے دینے سے زکوٰۃ ادا ہو جائے گی جبکہ اور کوئی مانع شرعی نہ ہو کہ فقیر ہیں۔

قال اللّٰہ تعالیٰ انما الصدقات للفقراء ۔

تیسرے وہ عاجز وناتواں کہ نہ مال رکھتے ہیں نہ کسب پر قدرت یا جتنے کی حاجت ہے اتنا کمانے پر قادر نہیں انہیں بقدر حاجت سوال حلال اور اس سے جو کچھ ملے ان کے لئے طیب اور یہ عمدہ مفارف زکوٰۃ سے ہیں اور انہیں دینا باعث اجر عظیم یہی وہ ہیں جنہیں جھڑکنا حرام ہے۔

مزید اس ضمن میں فرمایا کہ ضرورت شرعی سوال کرنا حرام ہے اور جن لوگوں نے باوجود قدرت کسب بلا ضرورت سوال اپنا پیشہ بنا لیا ہے وہ جو کچھ اس سے جمع کرتے ہیں سب ناپاک وخبیث ہے اور ان کا یہ حال جان کہ ان کے سوال پر کچھ دینا

داخل ثواب نہیں بلکہ ناجائز و گناہ اور گناہ میں مدد کرنا ہے اور جب انہیں دنیا ناجائز
ولانے والا بھی وال علی الخیر نہیں بلکہ دال علی الشر'' ہے

بہ غرض ضروری نہ ہو تو سوال حرام۔ مثلاً آج کھانے کو موجود ہے تو کل
کے لئے سوال حلال نہیں کہ کل تک کی زندگی بھی معلوم نہیں۔ کھانے کی ضرورت
ور کنار۔ جونہی رسوم شادی کے لئے سوال حرام۔ کہ نکاح شرع میں پنجاب وقبول کا نا
ہے جس کے لئے ایک پیسہ کی ضرورت شرعاً نہیں۔ اور اگر غرض ضروری ہے اور
سوال کسی طریقہ حلال سے دفع ہو سکتی ہے جب بھی سوال حرام مثلاً کھانے کو کچھ پا
نہیں مگر ہاتھ میں ہنر ہے یا آدمی قوی تندرست قابل مزدوری ہے کہ اپنی صفت
اجرت سے بقدر حاجت پیدا کر سکتا ہے۔ قبل اس کے کہ احتیاج تا بحد مخمصہ پہنچے
سوال حلال نہیں نہ اسے دینا جائز کہ رسیوں کو دینا انہیں کسب حرام کا مولد ہوتا ہے اگر
کوئی نہ دے تو جھک مار کر آپ ہی محنت مزدوری کریں۔

۱۳۔ ''مردوں کا بال بڑھانا''

معاشرے میں پھیلی ایک وبا مردوں کا عورتوں کی طرح بال بڑھانا یا چٹ
رکھنا بھی ہے اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمتہ اللہ علیہ نے اس برائی کا بھی سختی سے ر
فرمایا اور شرعی مسئلہ بیان فرمایا کہ یہ جہالت ہے۔ نبی ﷺ نے بکثرت احادیث صحیحہ
میں ان مردوں پر لعنت فرمائی ہے جو عورتوں سے مشابہت پیدا کریں اور ان عورتوں پر
جو مردوں سے۔ اور تشبیہ کے لئے یہ بات میں پوری وضع بنانا ضرور نہیں۔ ایک ہی
بات میں مشابہت کافی ہے حضور اقدس ﷺ نے ایک عورت کو ملاحظہ فرمایا کہ مردوں
کی طرح کندھے پر کمان لٹکائے جا رہی ہے اس پر بھی یہی فرمایا کہ ان عورتوں پر لعنت
جو مردوں سے تشبیہہ کریں۔

ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے ایک عورت کو مردانہ جوتا پہنے دیکھا اس پر بھی یہی حدیث روایت فرمائی کہ مردوں سے تشبیہ کرنے والیاں ملعون ہیں جب صرف جوتے یا کمان لٹکانے میں مشابہت موجب لعنت ہے تو عورتوں کے سے بال بڑھانا اس سے سخت تر موجب لعنت ہوگا کہ وہ ایک خارجی چیزیں اور یہ خاص جزو بدن' تو شانوں سے نیچے گیسو رکھنا بحکم احادیث صحیحہ ضرور موجب لعنت ہے اور چوٹی گندھوانا اور زیادہ اور اس میں میاف ڈالنا اور اس سے سخت تر۔

اس ضمن میں ایک اور مقام پر فرماتے ہیں مسلمان کو اتباع شریعت چاہئے حکم نہیں مگر اللہ رسول کے لئے سینہ تک بال رکھنا شرعاً مردوں کو حرام اور عورتوں سے تشبیہ اور بحکم احادیث صحیحہ کثیرہ معاذ اللہ باعث لعنت ہے۔(اللہ) شانہ تک لمبے گیسوؤں کا ہونا کہ آگے اصلاً نہ بڑھیں ضرور جائز بلکہ سنن زوائد سے ہے۔

۱۴۔ ''عورتوں کے معاملات''

ا۔ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمتہ اللہ علیہ سے مسئلہ پوچھا گیا کہ عورتیں مردوں کے ہاتھ میں ہاتھ دے کر چوڑیاں پہنتی ہیں یہ جائز ہے یا نہیں؟ تو آپ رحمتہ اللہ علیہ نے اس مذموم فعل کا رد فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ حرام حرام حرام ہے۔ ہاتھ دکھانا غیر مرد کو حرام ہے اس کے ہاتھ میں ہاتھ دینا حرام ہے جو مرد اپنی عورتوں کے ساتھ اسے روا رکھتے ہیں دیوث ہیں۔

(ب) اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمتہ اللہ علیہ سے اشد ضرورت کے تحت عورت کی ملازمت کے بارے میں معلوم کیا گیا تو آپ رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا کہ یہاں پانچ شرطیں ہیں۔

ا۔ کپڑے باریک نہ ہوں جن سے سر کے بال یا کلائی وغیرہ ستر کا کوئی حصہ

چمکے۔

۲۔ کپڑے تنگ و چست نہ ہوں جو بدن کی ہیئت ظاہر کریں۔

۳۔ بالوں یا گلے یا پیٹ یا کلائی یا پنڈلی کا کوئی حصہ ظاہر نہ ہوتا ہو۔

۴۔ کبھی نامحرم کے ساتھ کسی خفیف دیر کے لئے بھی تنہائی نہ ہوتی ہو۔

۵۔ اس کے وہاں رہنے یا باہر آنے جانے میں کوئی مظنہ فتنہ نہ ہو۔

یہ پانچ شرطیں اگر جمع ہیں تو حرج نہیں اور ان میں ایک بھی کم ہے تو حرام۔

(ج) ہمارے معاشرے میں ایک برائی یہ بھی رائج ہے کہ عورتیں مل کر میلاد شریف و باآواز بلند خوش آوازی کے ساتھ پڑھتی ہیں اور ان کی آوازیں مکان سے باہر تک جاتی ہیں جنہیں نامحرم سنتے ہیں۔ چنانچہ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمتہ اللہ علیہ سے اسی ضمن میں مسئلہ معلوم کیا تو اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمتہ اللہ علیہ نے اس کا جواب ارشاد فرمایا کہ عورت کا خوش الحانی سے باآواز رسا پڑھنا کہ نامحرموں کو اس کے نغمہ کی آواز جائے حرام ہے۔ نوازل امام فقیہہ ابواللیث میں ہے۔ ”عورت کا خوش آواز کر کے کچھ پڑھنا“ عورت یعنی محل بستر ہے“۔

کافی امام ابوالبرکات نسفی میں ہے ”عورت بلند آواز سے تلبیہ نہ پڑھے اس لئے کہ اس کی آواز قابل ستر ہے“ اس کے بعد آپ رحمتہ اللہ علیہ نے ردالمختار کے حوالے سے فرمایا کہ ”عورتوں کو اپنی آوازیں بلند کرنا“ انہیں لمبا اور دراز کرنا“ ان میں نرم لہجہ اختیار کرنا اور ان میں تقطیع کرنا اشعار کی طرح آوازیں نکالنا“ ہم ان سب کاموں کی عورتوں کو اجازت نہیں دیتے اس لئے کہ ان سب باتوں میں مردوں کا ان کی طرف مائل ہونا پایا جائے گا اور ان مردوں میں جذبات شہوانی کی تحریک پیدا ہوگی اسی وجہ سے عورت کو یہ اجازت نہیں کہ وہ اذان دے“

(د) اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمتہ اللہ علیہ سے دریافت کیا گیا کہ اگر مسجد

کے اندر وعظ یا میلاد کی محفل ہوتی ہو تو کیا عورتوں کو مسجد کے اندر باپردہ آنے کی جازت ہے یا کہ نماز پڑھنا عورتوں کو مسجد کے اندر جائز ہے کہ نہیں تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے جواب ارشاد فرمایا کہ عورتیں نماز مسجد سے ممنوع ہیں اور وعظ یا میلا دخواں اگر عالم سنی صحیح العقیدہ ہو اور اس کا وعظ و بیان صحیح و مطابق شرع ہو اور جانے میں پوری احتیاط ور کامل پردہ ہو اور کوئی احتمال فتنہ نہ ہو اور مجلس دجال (مردوں) سے دور ان کی نشست ہو تو حرج نہیں مگر مساجد کے جانے میں ان شرائط کا اجتماع خیال و تصور سے باہر شاید نہ ہو سکے۔ ومن لم یعرف اھل زمانہ فھو جاھل" جو کوئی اپنے زمانے والوکو نہ پہچانے تو نادان"

پھر مزید ایک مقام پر فرماتے ہیں کہ اگر وعظ اکثر واعظان زمانہ کی طرح کہ جاہل و ناعاقل و بیباک و ناقابل ہوتے ہیں مبلغ علم کچھ اشعار خوانی یا بے سروپا کہانی۔ یا تفسیر طلوع یا تحدیث موضوع نہ عقائد کا پاس نہ مسال کا احتناظ نہ خدا سے شرم نہ رسول کا لحاظ غایت مقصود پسند عوام اور نہایت مراد جمع حطام یا ذاکر ایسے ہی ذاکرین' غافلین' مطلبین سے کہ وسائل پڑھیں تو جہاں مغرور کے اشعار گائیں تو شعراء بے شعور کے۔ انبیاء کی توہین' خدا پر اہتمام اور لغت و منقبت کا نام بدنام جب تو جانا بھی گناہ بھیجنا بھی حرام۔ اور اپنے یہاں انعقاد مجمع آثام۔ آج کل اکثر مواعظ و مجالس عوام کا یہی حال پر ملال' فانا للہ وانا الیہ راجعون۔ اسی طرح اگر عادت نساء سے معلوم یا مظنون کہ بنام مجلس وعظ و ذکر اقدس جائیں اور نہ سنیں نہ سنائیں بلکہ عین وقت ذکر اپنی کچھریاں پکائیں جیسا کہ غالب احوال زنان زماں تو بھی ممانعت ہی سبیل ہے کہ اب یہ جانا اگر چہ بنام خیر ہے مگر ہر وجہ غیر ہے۔ ذکر و تذکیر کے وقت لغو و لغط شرعا ممنوع و غلط۔ اور اگر ان مفاسد سے خالی ہو اور وہ قلیل و نادر ہے تو محارم کے یہاں شرائط معلومہ بھیجنے میں حرج نہیں اور غیر محارم یعنی مکان غیر یا مکان میں بھیجنا اگر کسی

طرح احتمال فتنہ یا منکر کا مظنہ یا وعظ و ذکر سے پہلے پیچھے گرانی مجالس جمانا یا بعد ختم
اسی مجمع زنان کا رنگ سنا ہو تو بھی نہ بھیجے کہ منکر و نا منکر۔

آگے ارشاد فرماتے ہیں تو محارم کے یہاں بھیجنے میں اصلاً حرج نہیں۔ وجیز
کردری میں فرمایا عورت کا وعظ سننے کو جانا لا باس یہ ہے جس کا حاصل کراہیت تنزیہی
امام فخر الاسلام نے فرمایا وعظ کی طرف عورت کا خروج مطلقاً مکروہ جس کا اطلاق مفید
کراہت تحریمی۔

اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ اس ضمن میں مزید فرماتے ہیں کہ
شرع مطہر فقط فتنہ ہی سے منع نہیں فرماتی بلکہ کلیتہً اس کا سد باب کرتی اور حیلہ و وسیلہ شر
کے یکسر پر کترتی ہے غیروں کے گھر تو غیروں کے گھر جہاں نہ اپنا قابو نہ اپنا گزر
حدیث میں اپنے مکانوں کی نسبت آیا لا تسکنوھن الغرف۔ عورتوں کو بالا خانوں پر نہ
رکھو۔ یہ وہی طائر نگاہ کے پر کترتے ہیں۔

صالح و طالح کسی کے منہ پر نہیں لکھا ہوتا ظاہر ہزار جگہ خصوصاً اس زمن فتن
میں باطن کے خلاف ہوتا ہے اور مطابق بھی ہو تو صالحین و صالحات معصوم نہیں اور عالم
باطن و ادراک غیب کی طرف راہ کہاں؟

شرع مطہر حکیم ہے اور مومنین، مومنا تیر رؤف و رحیم اس کی عادت کریمہ
ہے۔

ہے کہ ایسے مواقع احتیاط میں مابہ پاس کے اندیشہ مالا باس بہ کو منع فرماتی
ہے جب شراب حرام فرمائی اس اموات کے برتنوں میں نبیذ ڈالنی منع فرما دی جن میں
شراب اٹھایا کرتے تھے۔

زید کہے بارہا ایسے مجامع ہوتے ہیں کبھی فتنہ نہ ہوا۔ جان برادر! علاج واقعہ
کیا بعد الوقوع چاہئے؟ ما کل ترۃ تسلم الجرۃ۔

(ہ) اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمتہ اللہ علیہ سے عورتوں کے گھر سے نکلنے کے بارے میں سوال کئے گئے تو آپ رحمتہ اللہ علیہ نے عورتوں کا بے پردہ باہر نکلنے اور اس ضمن میں متوقع خرافات کا رد فرماتے ہوئے معاشرے کی رہنمائی فرمائی۔ آپ رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا کہ عورت کو اپنے محارم رجال خواہ نساء کے پاس ان کے یہاں عیادت یا تعزیت یا اور کسی مندوب یا مباح دینی یا دینوی حاجت یا صرف ملنے کے لئے جانا مطلقاً جائز ہے جبکہ منکرات شرعیہ سے خالی ہو مثلاً بے ستری (بے پردہ) نہ ہو، مجمع فساق نہ ہو، تقریب ممنوع شرعی نہ ہو، ناچ یا گانے کی محفل نہ ہو، زنانِ فواحش، بیباک کی محبت نہ ہو، شیطانی گیت نہ ہوں، سمدھنوں کی گالیاں سننا سنانا نہ ہوں۔ نامحرم دولھا کو دیکھنا دکھانا نہ ہو، رتجگے وغیرہ میں ڈھول بجانا گانا نہ ہو...... مزید مدنی پھول ارشاد فرمانے کے بعد۔

آخر میں آپ رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں پھر سوا چند توفیق رفیق بندوں کے چچا، ماموں، خاسہ، پھوپھی کے بیٹوں، کنبے بھر کے رشتہ داروں کے سامنے ہونے کا کیا رواج ہے، اللہ بچاتا ہے فتنہ نہیں ہوتا اس سے بدتر عام خدا ترس ہندیوں کے وہ بد لحاظی کے لباس آدھے سر کے بال اور کلائیاں اور کچھ حصہ گلو و نظم و نساق کا کھلا رہنا تو کسی گنتی شمار ہی میں نہیں، اور زیادہ بانکیں ہوا تو دوپٹہ شانوں پر ڈھلکا ہوا کریب یا جالی باریک یا خاص ململ کا جس سے سب بدن چمکے اور اس حالت کے ساتھ ان رشتہ داروں کے سامنے پھیرنا بالیجہ وہ رؤف و رحیم حفظ فرماتا ہے۔

بہرحال اس قدر یقینی کہ بھیجنی متحمل اور نہ بھیجنا بالا جماع جائز و بے خلل لہٰذا فقیر (اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمتہ اللہ علیہ) کے نزدیک اسی پر عمل لطیع۔

(و) اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمتہ اللہ علیہ نے ہمارے معاشرے میں پھیلی بے پردگی کا رد فرمایا اور بڑی صراحت کے ساتھ رہنمائی فرمائی۔ عورت پر کن

مردوں سے پردہ فرض ہے آپ رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ پردہ صرف ان سے نادرست ہے جو سبب نسب کے عورت پر ہمیشہ ہمیشہ کو حرام ہوں اور کبھی کسی حالت میں ان سے نکاح ناممکن ہو جیسے باپ' دادا' نانا' بھائی' بھتیجا' بھانجا' چچا' ماموں' بیٹا' پوتا' نواسا' ان کے سوا جن سے نکاح کبھی درست ہے اگرچہ فی الحال ناجائز ہو جیسے بہنوئی جب تک بہن زندہ ہے۔

چچا' ماموں' خالہ' پھوپھی کے بیٹے یا جیٹھ دیوران سے پردہ واجب ہے اور جن سے نکاح ہمیشہ کو حرام ہے کبھی حلال نہیں ہو سکتا مگر وجہ حرمت علاوہ نسب نہیں بلکہ علاقہ' رضاعت ہے جیسے دودھ کے رشتے سے باپ' دادا' بھائی' بھیجا' بھانجا' چچا' ماموں' بیٹا' پوتا' نواسا یا علاقہ' صہر' جیسہ 'خسر' ساس' داماد' بہوان سب سے نہ پردہ واجب نہ نادرست ہے کرنا نہ کرنا دونوں جائز اور بحالت جوانی یا احتمال فتنہ پردہ کرنا ہی مناسب خصوصاً دودھ کے رشتے میں کہ عوام کے خیال میں اس کی ہیبت بہت کم ہوتی ہے نامحرم رشتہ داروں کے متعلق اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا کہ بہنوئی کا حکم شرع میں بالکل مثل حکم اجنبی ہے بلکہ اس سے بھی زائد کہ وہ جس بے تکلفی سے آمد و رفت و نشست و برخاست کر سکتا ہے غیر غیر شخص کی اتنی ہمت نہیں ہو سکتی لہٰذا حدیث میں ہے کہ صحابہ کرام نے عرض کی کہ یارسول اللہ ﷺ جیٹھ' دیور اور ان کے مثل رشتہ داران شوہر کا کیا حکم ہے' فرمایا یہ تو موت ہیں خصوصاً ہندوستان میں بہنوئی کہ باتباع رسوم کفار ہند سالی بہنوئی میں ہنسی ہوا کرتی ہے یہ بہت جلد شیطان کا دروازہ کھولنے والی ہے۔

اسی ضمن میں ایک اور مقام پر ارشاد فرماتے ہیں پردہ بایں معنیٰ کہ جن اعضاء کا چھپانا فرض ہے ان میں سے کچھ کھلا ہو جیسے سر کے بالوں کا کچھ حصہ یا گلے یا کلائی یا پیٹ یا پنڈلی کا کوئی جز تو اس طور پر عورت کو غیر محرم کے سامنے جانا مطلقاً حرام ہے خواہ

وہ پیر ہو یا عالم' یا عامی جوان ہو' یا بوڑھا علمائے کرام نے تصریح فرمائی ہے کہ جوان ساس کو داماد سے پردہ چاہئے ہونہی حقیقی رضاعی بہن سے۔

۱۵۔ ''نسب پر فخر''

معاشرے میں ایک اور برائی جس کی جڑیں خاندانوں میں پھیلی ہوئی ہیں اپنے نسب پر فخر کرنا اور دوسرے کو حقیر جاننا ہے۔ حسب و نسب و پیش کے بارے میں ہمارے معاشرے میں حد درجہ تفرقہ پیدا ہو گیا ہے اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ نے معاشرے میں پھیلی اس وباء کا بڑی شدت سے رد فرمایا اور مسلمانوں کی اس معاملے میں رہنمائی فرمائی اور انہیں بتایا کہ اپنے نسب و قوم پر فخر و تکبیر مسلمان کی شان کے لائق نہیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ مختلف سوالات کے جواب میں فرماتے ہیں کہ ''مسلمان ہونے سے دونوں جہاں کی عزت حاصلہوتی مگر مذہب کسی قوم کا نام نہیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں جس قوم و قبیلہ کے لوگ اسلام لاتے بعد اسلام بھی اسی قوم و قبیلہ کی طرف نسبت کئے جاتے۔ ہماری شریعت مطہرہ نے حکم دیا کہ جب تمہارے پاس کسی قوم کا عزت دار آدمی آئے تو اس کی خاطر کرو'' خالی آنے پر تو یہ حکم تھا اور جو بندہ خدا ہدایت الٰہی بالکل ٹوٹ کریم میں آملا ہم میں کا ہو گیا اس کا کس قدر اعزاز و اکرام اللہ سبحان کو پسند ہوگا۔ اسلام کی عزت کے برابر اور کیا عزت ہے اس نے تو اسے اور بھی چار چاند نہیں بلکہ ہزار چاند لگا دیئے۔ اگر کوئی چمار بھی مسلمان ہو تو مسلمان کے دین میں اسے حقارت کی نگاہ سے دیکھنا حرام اور سخت حرام ہے وہ ہمارا دینی بھائی ہو گیا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے انما المومنون اخوۃ (مسلمان مسلمان بھائی ہیں) اور فرماتا ہے فاخوانکم فی الدین (تو وہ دین میں تمہارے بھائی ہیں) پھر جو کسی معزز قوم کا اسلام لائے اسے کیونکر حقیر سمجھا جائے۔

اللہ عزوجل فرماتا ہے ''تم میں زیادہ مرتبے والا اللہ کے نزدیک وہ ہے جو زیادہ تقویٰ رکھتا ہے'' ہاں درباره نکاح اس کا ضرور اعتبار رکھا ہے۔

اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے مسلمان کو اس کی نسبت یا پیشہ کے سبب حقیر جاننے کا سختی سے رد فرمایا کہ ایسے شخص کو چاہئے کہ اللہ تعالیٰ سے ڈرے اور اپنی زبانِ کی نگہداشت کرے۔

اعلیٰ حضرت بریلوی رحمۃ اللہ علیہ سے ایک ایسے حافظ قرآن شخص کے بارے میں استفسار کیا گیا جو پیشے کے اعتبار سے قصاب ہے مگر مسجد کا امام ہے اس کے پیچھے نماز کا کیا حکم ہے تو اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اگر اس کی طہارت و نماز صحیح ہے اور مذہب کا وہابی یا دیوبندی وغیرہ بے دین نہیں سنی صحیح العقیدہ ہے اور فاسق مطلق نہیں تو اس کے پیچھے نماز پڑھنا بیشک جائز ہے قصاب ہونا کوئی مانع امامت نہیں متعدد اکابرین نے یہ پیشہ کیا ہے الخ۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ سے دھوبی کے گھر کھانا کھانے کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا دھوبی کے یہاں کھانے میں کوئی حرج نہیں یہ جو جاہلوں میں مشہور ہے کہ دھوبی کے یہاں کا کھانا ناپاک ہے محض باطل ہے۔ الخ۔

مسلمان حلال خور جو بازار کی جاروب کشی کرتا ہو مگر نماز کے وقت غسل کر کے پاک کپڑے پہن کر مسجد میں شریک جماعت ہوتا ہو جب اس کے بارے میں اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا گیا تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا بے شک شریک جماعت ہوسکتا ہے اور بیشک سب سے مل کر کھڑا ہوگا اور بیشک صف اول یا ثانی میں جہاں جگہ پائے گا قیام کرے گا۔...... علمائے جو ترتیب صفوف لکھتے ہیں اس میں کہیں قوم یا پیشہ کی بھی خصوصیت ہے؟ ہرگز نہیں۔ وہ مطلقاً فرماتے ہیں یصف الرجال ثم الصبیان ثم الخنان ثم النساء یعنی صف باندھیں مرد پھر لڑکے پھر خنثیٰ

پھر عورتیں بے شک ابال یعنی خانہ کہانے والا یا کناس یعنی جاروب کش مسلمان پاک
بدن پاک لباس جبکہ مرد بالغ ہو تو وہ اگلی صف میں کھڑا کیا جائے گا اور خان صاحب
شیخ صاحب، مغل صاحب کے لڑکے پچھلی صف میں۔ جو اس کے خلاف کرے گا حکم
شرع کے خلاف کرے گا۔ شخص مذکور جس صف میں کھڑا ہوا گر کوئی صاحب اسے ذلیل
سمجھ کر اس سے بچ کر کھڑے ہوں گے کہ بیچ میں فاصلہ رہے وہ گناہگار ہونگے اور اس
وعید شدید کے مستحق کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا "جو کسی صف کو قطع کرے اللہ اسے
کاٹ دے گا"......

آگے جا کر حدیث روایت فرماتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں
اے لوگو! بیشک تم سب کا رب ایک اور بیشک تم سب کا باپ ایک۔ سن لو! کچھ بزرگی
نہیں عربی ک عجمی پر نہ عجمی کو عربی پر نہ گورے کو کالے پر نہ کالے کو گورے پر مگر پر
ہیزگاری سے۔ بیشک! اللہ کے نزدیک تم میں بڑا رتبہ والا وہ ہے جو تم میں زیادہ
پرہیزگار ہے۔

ہاں اس میں شک نہیں کہ زبانی شرعاً مکروہ پیشہ جبکہ ضرورت اس پر باعث نہ
ہو مثلاً جہاں نہ کافر بھنگی پائے جاتے ہیں جو اس پیشے کے واقعی قابل ہیں نہ وہاں زمین
عرب ہو کہ رطوبات جذب کرے ایسی جگہ اگر بعض مسلمین مسلمانوں پر سے دفع
اذیت وتنظیف بیوت وحفظ محبت کی نیت سے اختیار کریں تو مجبوری ہے اور جہاں ایسا
نہ ہو تو بیشک کراہت ہے۔ مگر ان قوام دار حضرات کا اس سے تنفر ہرگز اس بناء پر نہیں کہ
یہ ایک امر مکروہ کا مرتکب ہے وہ تنفر کرنے والا حضرات خود حد یا امور محرمات وگناہ کبیرہ
کے مرتکب ہوتے ہیں تو اگر اس وجہ سے نفرت ہو تو وہ زیادہ لائق تنفر ہیں ان صاحبوں کی
صفوں میں کوئی نشہ باز یا قمار باز یا سود خور شیخ صاحب تجار یا رشوت ستار مرزا صاحب،
عہدہ دار کھڑے ہوں تو ہرگز نفرت نہ کریں گے اور اگر کوئی کپتان یا کلکٹر صاحب یا

جنٹ مجسٹریٹ صاحب یا اسسٹنٹ کمشنر صاحب یا جج ماتحت صاحب آ کر شامل ہوں تو ان کے برابر کھڑے ہونے کو تو فخر سمجھیں گے حالانکہ اللہ و رسول کے نزدیک یہ افضل اور پیشے کسی فعل مکروہ سے بدرجہا بدتر ہیں واللہ یقول الحق وھو یھدی السبیل۔ درمختار وغیرہ میں ذلیل پیشہ کا ذکر کر کے فرمایا واما اتباع الظلمة فاحش من الکل۔ تو ثابت ہوا کہ ان کی نصرت خدا کے لئے نہیں بلکہ محض نفسانی آن بان اور رسمی تکبر کی شان ہے تکبر پر نجاست سے بدتر نجاست ہے اور دل ہر عفو سے شریف تر عفو۔

افسوس کہ ہمارے دل میں تو یہ نجاست بھری ہو اور یہ اس مسلمان سے نفرت کریں جو اس وقت پاک صاف بدن دھوئے پاک کپڑے پہنے ہے۔

غرض جو حضرات ان بیہودہ وجہ کے باعث اس مسلمان کو مسجد سے روکیں گے وہ اس بلائے عظیم میں گرفتار ہونگے جو آیت کریمہ میں گزری کہ اس سے زیادہ ظالم کون جو اللہ کی مسجدوں کو روکے ان میں خدا کا نام لینے سے۔ اور جو حضرات خود اس وجہ سے سود و جماعت کو ترک کرینگے وہ ان سخت ہولناک وعیدوں کے مستحق ہوں گے جو ان کے ترک پر وارد ہیں الخ۔ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو ہدایت بخشے۔



اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ کی کرامات

۱۔صحت مل گئی:

اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمتہ اللہ علیہ کے ایک مرید جناب محمد حسین
...نوی صاحب کا بیان ہے کہ ۱۳۳۱ھ میں میرے گھر میں ایک گلٹ نکلی اور غفلت
...اری ہوگئی۔ میں ڈر گیا اور فوراً اعلیٰ حضرت کی خدمت میں حاضر ہوا۔ مجھے دیکھتے ہی
...رمایا' تم کیوں گھبرا گئے؟ جو تمہارا خیال ہے وہ بات نہیں ہے۔ ننھے میاں اس وقت
...وجود تھے۔ انہوں نے فرمایا حضرت نے فرمادیا صحت ہوگئی اور کوئی مرض نہیں ہے
...چنانچہ جس وقت میں مکان واپس آیا تو طبیعت اچھی تھی۔ دو دن کے بعد وہ بالکل اچھی
...ہوگئی۔

۲۔گلٹیاں ٹھیک ہوگئیں:

یہ ہی صاحب فرماتے ہیں کہ ۱۳۴۷ھ میں میرے گھر میں ران میں تین
گلٹیاں نکلیں میں فوراً اعلیٰ حضرت کے روضہ پر حاضر ہوا اور رو رو کر دعا مانگی کہ حضور!
ایک لڑکی سوا مہینے کی ہے اور دوسرے سب بچے بھی چھوٹے چھوٹے ہیں۔ حضور! میرا
گھر تباہ ہو رہا ہے دعا فرمائیے! حضور اپنی حیات میں مجھ سے فرمایا کرتے تھے کہ پیر
حشر میں' قبر میں' ہر جگہ مدد کرتا ہے حضور اس وقت سے زیادہ کون وقت ہوگا؟ میرے
لئے دعا فرمائیے۔ اور اسی حالت میں بہت رویا۔ بعدہ دونوں شہزادوں کی خدمت میں
حاضر ہوا دعا فرمائی تعویذ دی' غسالہ کا پانی دیا کہ اس کو پلائیے' گلٹیوں پر لگائیے اذانیں

کہیے مکان آ کر دیکھتا ہوں کہ مرض آدھارہ گیا' اس سے قبل سرسام ہو گیا تھا قریب
ایک ماہ تک پورا اثر رہا زبان کھڑی ہو گئی تھی چھ ماہ تک حالت خراب رہی اب بحمد للہ
بالکل ٹھیک ہیں۔ ایام علالت میں مجھلی لڑکی نے اعلیٰ حضرت کو خواب میں دیکھا
فرماتے ہیں تیرے والد اس قدر نا امید ہو گئے ہیں ان سے کہہ دو آرام ہو جائے گا۔
چنانچہ دن بدن صحت ہوتی گئی۔ اب تک بحمد للہ جسے عرصہ پانچ سال کا ہوا زندہ ہیں۔

۳۔ بریلی شریف سے مدینہ منورہ:

اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمتہ اللہ علیہ کے خلیفہ مجاز حضرت مولانا جمیل
الرحمٰن قادری رضوی رحمتہ اللہ علیہ کے فرزند حضرت علامہ حمید الرحمٰن قادری فرماتے
ہیں کہ ایک جمعرات کو میں بریلی شریف میں اعلیٰ حضرت رحمتہ اللہ علیہ کے درِ دولت
پر حاضر تھا کہ کوئی صاحب ملنے آئے حالانکہ وہ وقت عام ملاقات کا نہیں تھا لیکن وہ
ملنے پر مصر تھے چنانچہ میں اعلیٰ حضرت رحمتہ اللہ علیہ کے کمرہ خاص میں پیغام دینے گیا
مگر آپ رحمتہ اللہ علیہ کمرے میں موجود نہ تھے پورے مکان میں تلاش کیا اعلیٰ حضرت
رحمتہ اللہ علیہ کہیں نظر نہیں آئے ہم حیران تھے کہ آخر کہاں گئے' اسی شش و پنج میں تھے
کہ اعلیٰ حضرت رحمتہ اللہ علیہ اچانک اپنے اسی خاص کمرے سے ظاہر ہوئے۔ سب
حیران رہ گئے اور پوچھنے لگے کہ ہم نے بہت تلاش کیا مگر آپ کہیں نہ ملے مگر اب آپ
اپنے ہی کمرے سے تشریف لا رہے ہیں آخر اس میں کیا راز ہے؟ لوگوں کے بے حد
اصرار پر ارشاد فرمایا الحمد للہ عزوجل میں ہر جمعرات کو اسی وقت اپنے اسی کمرے یعنی
بریلی سے مدینہ منورہ حاضری دیتا ہوں۔

۴۔ آگ سے حفاظت:

اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمتہ اللہ علیہ کے سلسلے کے ایک مرید سید سردار

احمد بن سید مصاحب کا بیان ہے کہ ملازمت کے سلسلے میں میں نینی تال کے مقام پر
خواب میں دیکھا کہ میرے کپڑے جل رہے ہیں اور میرے پیرومرشد اعلیٰ حضرت فر
رہے ہیں سردار احمد! کپڑے بجھاؤ۔ فوراً آنکھ کھل گئی دیکھا کہ واقعی لحاف میں آگ
لگی ہوئی ہے اور حضرت قریب ہی تشریف فرما ہیں اور فرمار ہے ہیں سردار احمد! آگ
بجھا میں نے چاہا کہ پہلے اعلیٰ حضرت کی قدم بوسی کروں پھر آگ بجھاؤں جیسے ہی اعلیٰ
حضرت کی طرف بڑھا حضرت نظروں سے غائب ہو گئے۔ میں نے کپڑے بجھائے
چار انگل لحاف جل گیا تھا۔

۵۔ رہائی مل گئی :

اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمتہ اللہ علیہ کے ایک مرید امجد علی قادری رضوی
نے ایک موقعہ پر شکار پر گولی چلائی تو نشانہ خطا ہو گیا اور بدقسمتی سے گولی ایک راہگیر کو
لگی جس سے وہ ہلاک ہو گیا اور پولیس نے انہیں گرفتار کر لیا کورٹ میں قتل ثابت ہو گیا
اور انہیں پھانسی کی سزا سنا دی گئی۔ عزیز رشتہ دار پریشانی کی حالت میں زار و قطار
روتے ہوئے ان سے ملاقات کو پہنچے تو امجد علی صاحب نے انہیں تسلی دیتے ہوئے کہا
آپ سب لوگ مطمئن رہئے مجھے انشاء اللہ پھانسی نہیں ہوگی کیونکہ میرے پیرومرشد
سیدی اعلیٰ حضرت رحمتہ اللہ علیہ نے خواب میں تشریف لا کر مجھے یہ نوید سنائی ہے کہ
''ہم نے آپ کو چھوڑ دیا'' ہے یہ سن کر سب عزیز رودھو کر رخصت ہو گئے۔ یہاں تک
کہ پھانسی کی تاریخ آ گئی ان کی والدہ روتی تڑپتی اپنے بیٹے کا آخری دیداری کرنے
پہنچیں تو انہوں نے والدہ کو بھی یہی دلاسہ دیا کہ اماں آپ فکرمند اور رنجیدہ نہ ہوں
میں آج انشاء اللہ ناشتہ گھر آ کر ہی کروں گا چنانچہ والدہ چلی گئیں پھر امجد علی صاحب کو
پھانسی کے تخت پر لایا گیا گلے میں پھندا ڈالنے سے پہلے حسب دستور آخری خواہش

چھی گئی تو انہوں نے کہا کہ پوچھ کر کیا کرنا ہے؟ ابھی میرا وقت نہیں آیا وہ لوگ سمجھے
کہ موت کی دہشت سے دماغ فیل ہو گیا ہے۔ چنانچہ پھانسی کا پھندا ان کے گلے میں
پہنا دیا گیا کہ اچانک تار آ گیا کہ ملکہ وکٹوریہ کی تاجپوشی کی خوشی میں اتنے قاتل اور
اتنے قیدی چھوڑ دیئے جائیں چنانچہ فوراً پھانسی کا پھندا نکال لیا گیا اور انہیں رہا کر دیا
گیا امجد علی صاحب پھانسی گھر سے سیدھے اپنے گھر پہنچے وہاں کہرام برپا تھا انہوں
نے جا کر والدہ سے کہا ناشتہ لائیے! میں نے کہا جو تھا کہ انشاء اللہ ناشتہ گھر آ کر کروں
گا۔

۔صحت کی نوید:

مولوی اعجاز ولی خاں بیان کرتے ہیں کہ میری بڑی بھاوج اعلیٰ حضرت کی
پوتی علیل ہو گئیں تمام لوگ ناامید سے ہو گئے بچی کی ولادت ہوئی تھی اسی وجہ سے وہ
علیل ہو گئی تھیں۔ والدہ محترمہ نے فرمایا کہ مزار شریف پر جا کر عرض کر چنانچہ میں حاضر
ہوا اور بچی کو پائنتی میں ڈال دیا۔ تو مجھے محسوس ہوا کہ جیسے اعلیٰ حضرت فرماتے ہوں" جا
اچھی ہو جائے گی" میں گھر آ گیا۔ والدہ صاحبہ سے عرض کیا اسی وقت سے صحت شروع
ہو گئی ۔۲۲/۲۲ دن میں بالکل اچھی ہو گئیں اور خدا کے فضل سے اب تک صحیح و سالم
ہیں۔

۷۔مواجہ شریف میں حاضری:

حضور قطب مدینہ مرشدی ضیاء الدین مدنی رحمتہ اللہ علیہ کے ایک مرید
ساکن مدینہ الحاج محمد عارف ضیائی نے بیان فرمایا کہ قطب مدینہ ضیاء الدین مدنی
رحمتہ اللہ علیہ نے ایک بار مجھ سے ارشاد فرمایا کہ "یہ ان دنوں کی بات ہے جب اعلیٰ
حضرت رحمتہ اللہ علیہ بقید حیات تھے میں ایک بار سرکار مدینہ ﷺ کے مزار مبارک پر

حاضر ہوا صلوٰۃ وسلام عرض کرنے کے بعد باب السلام پہنچا وہاں سے اچانک میری نظر سنہری جالیوں کی طرف چلی گئی تو کیا دیکھتا ہوں کہ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ شہنشاہ مدینہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مواجہ شریف کے دست بستہ حاضر ہیں۔ مجھے بڑا تعجب ہوا کہ سرکار اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ مدینہ منورہ حاضر ہوئے ہیں اور مجھے معلوم تک نہیں۔ چنانچہ میں وہاں سے مواجہ شریف پر حاضر ہوا تو اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ مجھے نظر نہیں آئے' میں وہاں سے پھر ''باب السلام'' کی طرف آیا اور جب سنہری جالیوں کی طرف دیکھا تو اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ مواقہھ شریف میں حاضر تھے لہٰذا میں پھر سنہری جالیوں کے روبرو حاضر ہوا تو اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ غائب تھے' تیسری بار بھی ایسا ہی ہوا۔ میں سمجھ گیا کہ یہ محبوب محبّ کا معاملہ ہے مجھے اس میں مخل نہیں ہونا چاہئے۔

۸۔ والد مل گئے:

مولوی اعجاز ولی خاں صاحب کا بیان ہے کہ والد صاحب کسی وجہ سے ناراض ہو کر کہیں چلے گئے بہت زیادہ پریشانی وفکر مندی لاحق ہوئی۔ اعلیٰ حضرت کے آستانے پر حاضر ہوا اور اپنی پریشانی عرض کی۔ ایسا لگا کہ اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں کہ جمعہ کو مل جائیں گے یہ غالباً پیر کا دن تھا اور 10 صفر تھی بہر حال والد صاحب کی تلاش شروع ہوئی بدایوں پہنچا بہت تلاش کیا نہ ملے اسی دوران عرس شریف کا رقعہ آ گیا میں حاضر ہو گیا وہاں مولوی عبدالرحمٰن رضوی صاحب نے کچھ ایسے الفاظ کہے جس سے معلوم ہوا کہ والد صاحب جے پور میں ہیں۔ بریلی سے واپسی پر سٹیشن مکرن پور پر اترا' باہر گیا اور سواری میں بیٹھ رہا تھا کہ والد صاحب کی آواز کان میں پڑی فوراً گیا اور والد صاحب مل گئے۔ دل میں خیال آیا کہ آج تو منگل ہے اعلیٰ حضرت نے تو جمعہ کو ارشاد فرمایا تھا خیر گاؤں پہنچا اور والد صاحب کے ملنے کی اطلاع دی' جمعرات کو

والدصاحب کا خط پہنچا کہ ہفتہ کو آرہا ہوں مگر پھر ایک دن پہلے جمعہ کو ہی والدصاحب
گھر تشریف لے آئے۔ دریافت کیا تو بتایا کہ مقصد تو ہفتہ ہی کا تھا مگر بریلی گ
جمعرات سے بارش شروع ہوگئی لہٰذا سوچا کہ اب سٹیشن کا راستہ بند ہوگیا ہوگا سواری نہ
مل سکے گی تو جب پیدل ہی چلنا ہے تو ہفتہ کے بدلے جمعہ ہی کو جائیں۔ اور اس طرح
اعلیٰ حضرت کا فرمایا ہوا درست ثابت ہوا کہ والدصاحب جمعہ کو مل جائیں گے۔

۹۔ قید سے رہائی:

ایک بڑی بی جو اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کی مریدنی تھیں ا
کے شوہر پر قتل کا مقدمہ دائر ہو کر پانچ ہزار جرمانہ اور بارہ سال قید کی سزا کا حکم سنا
گیا۔ چنانچہ اس کی اپیل کی گئی۔ جس دن سے اپیل ہوئی بڑی بی روزانہ اعلیٰ حضرت
فاضل بریلوی رحمۃ اللہ کی خدمت میں حاضر ہوتیں۔ فیصلے کی تاریخ سے چند دن پہلے
پھر حاضر خدمت ہو کر فریاد پیش کی تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ان سے فرمایا کہ کثرت
سے "وحسبنا اللہ ونعم الوکیل" پڑھیئے۔ وہ چلی گئیں درمیان میں پھر کئی بار حاضر ہوئیں
آپ رحمۃ اللہ علیہ نے وہی وظیفہ ارشاد فرمایا۔ بڑی بی نے وہی پرانا جواب سنا۔ تو کچھ
خفا سی ہوگئیں اور یہ بڑبڑاتے ہوئے جانے لگیں کہ جب اپنا پیر ہی نہیں سنتا تو دوس
کوئی سنے گا کیا۔ جب آپ رحمۃ اللہ علیہ نے بڑی بی کی یہ کیفیت ملاحظہ فرمائی تو آوا
دے کر بڑی بی کو بلایا اور فرمایا پان کھا لیجئے۔ بری بی نے عرض کی میرے منہ میں پا
موجود ہے آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اصرار فرمایا مگر وہ کچھ خفا سی رہیں پھر آپ رحمۃ اللہ
علیہ نے اپنے دست مبارک سے پان بڑھاتے ہوئے فرمایا "چھوٹ تو گئے" اب
پان کھا لیجئے۔ یہ سن کر بڑی بی خوش ہوگئیں اور پان کھا لیا جب گھر کے قریب پہنچیں
بچے دوڑتے ہوئے آئے اور کہنے لگے کہ آپ کہاں تھیں؟ تار والا ڈھونڈتا پھر رہا ہے

خوشی سے گھر میں داخل ہوئیں تار لیا اور پڑھوایا تو معلوم ہوا کہ شوہر صاحب بری ہو گئے ہیں۔

۱۰۔ پانی مل گیا:

اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کے ایک مرید کا بیان ہے کہ زمانہ مقدمہ بدایوں میں سب لوگ نو محلہ میں مقیم تھے زنان خانہ میں والدہ صاحبہ بھی تھیں۔ ایک دن پانی بالکل ختم ہو گیا متعدد آدموں نے دیکھا کہ پانی نہیں ہے والدہ صاحبہ نے اعلیٰ حضرت کی بارگاہ میں عرض کی کہ حضور پانی بالکل نہیں ہے ارشاد ہوا کہ دیکھو پانی ہے والدہ صاحبہ نے پھر عرض کی کہ حضور پانی نہیں ہے ارشاد ہوا کہ دیکھو پانی ہے تیسری بار پھر والدہ نے یہی عرض کی کہ حضور پانی بالکل نہیں ہے تو تیسری بار پھر یہی ارشاد فرمایا کہ جا کر دیکھو پانی ہے چنانچہ اب کی بار والدہ صاحبہ آئیں اور دیکھا تو اس قدر پانی موجود تھا کہ سب کی ضروریات وضو کو کافی ہوا چنانچہ سب نے وضو کر کے نماز فجر ادا کی۔

۱۱۔ امرتیاں کھلا دیں:

بریلی شریف میں ایک صاحب تھے جو میری مریدی کے قائل نہ تھے مگر ان کے کچھ رشتہ دار اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت تھے چنانچہ ایک دن وہ لوگ ان صاحب کو بہانے سے اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں لے جانے کے لئے چلے راستے میں ایک حلوائی کی دکان پر گرم گرم امرتیاں تلی جا رہی تھیں امرتیاں دیکھ کر ان صاحب کا دل للچایا اور کہنے لگے کہ یہ کھلاؤ تو چلوں گا ان لوگوں نے کہا پہلے اعلیٰ حضرت کی خدمت میں چلتے ہیں پھر واپسی میں کھلا دینگے۔ چنانچہ سب لوگ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر

ہو گئے۔اسی دوران ایک صاحب گرم گرم امرتیوں کی ٹوکری لے کر حاضر ہوئے فاتحہ کے بعد سب کو تقسیم کی جانے لگیں۔اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمتہ اللہ علیہ کا یہ معمول تھا کہ سادات کرام اور داڑھی والوں کو دگنا حصہ ملتا تھا مگر باوجود یہ کہ ان صاحب کی داڑھی نہ تھی مگر اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمتہ اللہ علیہ نے تقسیم کرنے والے کو فرمایا کہ ان کو دو دیجئے۔ تقسیم کرنے والے نے عرض کی حضور! ان کی داڑھی نہیں ہے تو آپ رحمتہ اللہ علیہ نے مسکرا کر فرمایا ان کا دل چاہ رہا ہے ایک اور دیجئے آپ رحمتہ اللہ علیہ کی مسکراہٹ دیکھ کر وہ صاحب اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمتہ اللہ علیہ سے بے حد متاثر ہوئے اور آپ رحمتہ اللہ علیہ کے مرید ہو گئے اور اولیائے اللہ کی کرامات کے قائل ہو گئے۔

۱۲۔راستہ مل گیا:

اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمتہ اللہ علیہ کے ایک مرید فرماتے ہیں کہ میرے والدین کو حج کی سعادت حاصل ہوئی روانگی سے قبل والدہ محترمہ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور رخصت کی اجازت چاہی۔ آپ رحمتہ اللہ علیہ نے ان سے فرمایا کہ میں آتے جاتے آپ کے ساتھ ہوں پھر دوبارہ ارشاد فرمایا کہ میں سچ کہتا ہوں کہ میں آتے جاتے اپ کے ساتھ ہوں والدہ صاحب حج کو روانہ ہو گئیں۔ایک شب حطیم شریف میں والدہ محترمہ نماز پڑھ رہی تھیں کہ اچانک لوگوں کو ہجوم اکٹھا ہو گیا والدہ صاحبہ کے ساتھ جو لوگ تھے وہ سب جدا ہو گئے کہیں نظر نہ آئے۔اب والدہ محترمہ بہت گھبرائیں اسی پریشانی میں انہوں نے سوچا کہ اعلیٰ حضرت نے تو فرمایا تھا کہ میں آتے جاتے تمہارے ساتھ ہوں پھر اب کون سا مقصد آئے گا جب مدد فرمائیں گے۔لوگوں کا ہجوم اس قدر تھا کہ راستہ ملنا انتہائی دشوار

معلوم ہوتا تھا۔

اچانک والدہ صاحبہ نے وہاں اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمتہ اللہ علیہ کو موجود پایا فوراً قریب جانے کا ارادہ فرمایا مگر آپ رحمتہ اللہ علیہ نے کچھ عربی میں ارشاد فرمایا جس کا مطلب معلوم نہ ہوسکا مگر لوگوں کے اس جم غفیر کے باوجود خود بخود راستہ مل گیا اور والدہ محترمہ بآسانی وہاں سے نکل آئیں جب حرم شریف کے باہر آئیں تو والد صاحب مل گئے اور اعلیٰ حضرت رحمتہ اللہ علیہ غائب ہو گئے۔ صبح سے واپس آ کر جب انہوں نے یہ معاملہ عرض کیا تو اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمتہ اللہ علیہ نے سکوت اختیار فرمایا۔

۱۲۔ متبرک چونی:

ایک مرتبہ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمتہ اللہ علیہ کو حاجیوں کے استقبال کیلئے بزرگاہ جانا تھا جس سواری سے بات طے ہوتی تھی اسے آنے میں دیر ہو گئی یہ دیکھ کر آپ رحمتہ اللہ علیہ کا ایک معتقد بغیر کہے ٹانگہ لئے چلے گئے۔ جب تانگہ لے کر آئے تو دیکھا کہ طے شدہ سواری آ چکی ہے چنانچہ تانگے والے کو ایک چونی دے کر واپس کر دیا اس واقعہ کا علم کسی کو نہ تھا چار دن بعد یہی معتقد اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت بابرکت میں حاضر ہوئے تو آپ رحمتہ اللہ علیہ نے انہیں ایک چونی عطا فرمائی ان معتقد نے پوچھا کہ یہ چونی کیسی ہے؟ آپ رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا آپ نے اس روز تانگے والے کو دی تھی یہ سن کر وہ معتقد بہت حیران ہوئے کیونکہ انہوں نے اس بات کا تذکرہ کسی سے بھی نہ کیا تھا اپنی حیرانی میں مبتلا تھے کہ حاضرین نے ان سے کہا کہ میاں بڑی متبرک چونی ہے بطور تبرک رکھ لو چنانچہ انہوں نے یہ چونی رکھ لی۔ ان صاحب کا بیان ہے کہ جب تک وہ بابرکت چونی ان کے پاس رہی

کبھی پیسوں میں کمی نہ ہوئی۔

۱۳ا۔ درد کافور ہو گیا:

جناب مولوی عرفان علی بیلپوری کا بیان ہے کہ میں ایک مرتبہ درد قولنج میں مبتلا ہوا۔ شدید تکلیف کے عالم میں تھا تین روز گزر چکے تھے مگر علاج سے بھی کوئی فائدہ نہ ہو رہا تھا زہے نصیب اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ میرے پاس تشریف لائے اور درد کے مقام پر اپنا دست مبارک رکھ کر کچھ پڑھا پھر دم کر دیا اس کے بعد اپنے دست مبارک انگشت سے انگوٹھی اتاری اور میری انگلی میں پہنا دی آپ رحمۃ اللہ علیہ نے انگوٹھی کیا پہنائی کہ دو تین منٹ ہی گزرے تھے کہ درد فوراً آرام ہو گیا اور اس طرح جو درد علاج سے بھی نہ گیا آپ رحمۃ اللہ علیہ کی برکت سے منٹوں میں غائب ہو گیا۔

۱۴ا۔ مبارک رومال:

سید قناعت علی شاہ صاحب جو کہ بہت کمزور دل کے مالک تھے اور حساس طبیعت رکھتے تھے ایک مرتبہ کسی مریض کے خطرناک آپریشن کی تفصیلات سن کر سخت سے دوچار ہوئے یہاں تک کہ بیہوش ہو گئے ہوش میں لانے کے لئے کافی تدبیریں کیں مگر انہیں ہوش نہ آیا بالآخر اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں عرض کی گئی آپ رحمۃ اللہ علیہ سید صاحب کے پاس تشریف لائے شفقت سے ان کا سر اپنی گود میں لیا پھر اپنا مبارک رومال ان کے چہرے پر ڈالا تو سید صاحب کو فوراً ہوش آ گیا اور آنکھیں کھول دیں۔

۱۵۔ بروقت مدد:

عبدالرحیم خاں سلان پوری فرماتے ہیں کہ میرے پیر بھائی بو علی بخش
صاحب نے کہا کہ اک صاحب کی بی بی کو رات کے وقت دردزہ شروع ہوا ابھی صبح
کی اذان نہیں ہوئی تھی چنانچہ وہ صاحب پھاٹک میں آ کر بیٹھ گئے اور اعلیٰ حضرت
فاضل بریلوی رحمتہ اللہ علیہ کا انتظار کرنے لگے کہ جب اذان ہوگی تو حضرت باہر
تشریف لائیں گے اس وقت عرض حال کردوں گا۔ کیونکہ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی
رحمتہ اللہ علیہ کا یہ معمول تھا کہ اذان کے بعد مسجد تشریف لے آیا کرتے تھے لیکن اس
رات اپ رحمتہ اللہ علیہ خلاف معمول اذان سے قبل باہر تشریف لے آئے ان صاحب
کو تعویز عنایت فرمایا اور فرمایا کہ فوراً جا کر یہ تعویذ اپنی بی بی کو باندھ دیجئے تعویذ دینے
کے بعد واپس گھر تشریف لے گئے اور پھر معمول کے بعد اذان نماز کے لئے مسجد
تشریف لے آئے۔

۱۶۔ اور بارش ہوگئی:

ایک بار ایک نجومی اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت میں
حاضر ہوا۔ دوران گفتگو ایک زائچہ بنا کر کہا کہ اس ماہ بارش نہیں ہوگی' آئندہ ماہ ہوگی
اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمتہ اللہ علیہ نے اس سے فرمایا کہ اللہ عزوجل ہر بات پر
قادر ہے وہ چاہے تو آج ہی بارش برسادے آپ ستاروں کو دیکھ رہے ہیں اور میں
ستاروں کے ساتھ ساتھ ستارے بنانے والے کی قدرت کو بھی دیکھ رہا ہوں اللہ
عزوجل قادر مطلق ہے کہ جس ستارے کو جس وقت چاہے جہاں چاہے پہنچا
دے۔ آپ آئندہ ماہ بارش ہونے کا کہہ رہے ہیں میرا رب عزوجل چاہے تو آج اور
ابھی بارش ہونے لگے آپ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمتہ اللہ علیہ کی مبارک زبان

سے ان الفاظ کا نکلنا تھا کہ چاروں طرف سے بادل آ گئے اور موسلا دھار بارش برسنے لگی۔

۱۷۔عید کے کپڑے:

اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمتہ اللہ علیہ کے قریبی مرید جناب سید ایوب علی صاحب نے فرمایا کہ عید میں چند روز باقی تھے معاً میرے بھائی قناعت علی کو یہ خیال آیا کہ اس مرتبہ میرے پاس عید کے لئے نئے کپڑے موجود نہیں خیال آنا تھا کہ اسی روز بعد نماز ظہر اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمتہ اللہ علیہ نے مسجد سے نکلتے وقت برادر قناعت علی سے ارشاد فرمایا کہ یہیں ٹھہرے رہیئے۔ پھر گھر تشریف لے گئے کچھ وقفہ کے بعد گھر کی اندرونی چوکھٹ پر کھڑے ہو کر انہیں اشارے سے قریب بلایا یہ جھجکے کیونکہ وہ جگہ زنان خانہ کے قریب ہی تھی پھر اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا تشریف لے آیئے اور کواڑ بند کرتے آیئے اور زنجیر ڈال دیجئے انہوں نے حضرت کے حکم کی تعمیل کی پھر جھجکتے آگے بڑھے تو اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمتہ اللہ علیہ نے ایک جوڑے کا کپڑا بے سلا اور ساتھ دس روپے کا نوٹ عطا فرمایا ساتھ ہی فرمایا کہ اس جوڑے کو مردے کے نام کا نہ سمجھئے گا اسے گھر لے جایئے۔

۱۸۔گھڑا پانی سے بھر گیا:

جناب سید ایوب علی صاحب ہی فرماتے ہیں کہ ایک دن فجر کے وقت پیران صاحبہ وضو کے لئے اٹھیں تو دیکھا کہ کسی گھڑے میں بھی پانی موجود نہیں بہت فکر مند ہوئیں بالآخر اعلیٰ حضرت کی خدمت میں عرض کیا کہ نماز کا وقت جا رہا ہے اور کسی گھڑے میں پانی موجود نہیں کہ وضو کر سکوں حضرت یہ سن کر فوراً ایک گھڑے کے پاس تشریف لے گئے اور اس کے اوپر دست مبارک رکھ کر ارشاد فرمایا اس گھڑے میں

نی اوپر تک بھرا ہوا ہے لو وضو کر لو۔

۔جن بارگاہ رضویت میں:

جناب سید ایوب علی صاحب کا بیان ہے کہ رات تقریباً دو بجے کا وقت تھا
ی حضرت فاضل بریلوی رحمتہ اللہ علیہ تحریری کام موقوف کر کے آرام فرمانے کے
ئے لیٹ چکے تھے کہ معاً کسی نے دروازہ پر دستک دی آپ فوراً اٹھ کر باہر تشریف لے
ئے اور کافی دیر بعد واپس تشریف لے آئے۔ پیرانی بی بی نے عرض کی حضور اتنی رات کو
ان تھا آپ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا ایک مسلہ کا جواب
بنا تھا انہوں نے پوچھا کہ اس وقت کون مسئلہ پوچھنے آیا تھا؟ آپ رحمتہ الہ علیہ نے
مایا ایک جن تھا جو بہت دور سے آیا تھا۔

۲۔نیند سے جگا دیا:

ایک شب اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمتہ اللہ علیہ کے مرید خاص سید
نا عت علی سوئے ہوئے تھے فجر کا وقت ہو چکا تھا خواب میں اعلیٰ حضرت فاضل
ریلوی رحمتہ اللہ علیہ تشریف لائے اپنے داہنے دست مبارک کا انگوٹھا اور درمیانی انگلی
ن کی پیشانی پر رکھ کر حرکت دی اور ارشاد فرمایا اٹھیئے نماز پڑھیئے پانچ بجے ہیں معاً ان
کی آنکھ کھلی گھڑی دیکھی تو واقعی ٹھیک پانچ بج رہے تھے چنانچہ فوراً اٹھے وضو کر کے فجر
کی نماز ادا کی۔ پھر دوسری شب آئی تو پھر وہی واقعہ ہوا اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی
رحمتہ اللہ علیہ نے انہیں فجر کے وقت خواب میں آکر جگایا حتیٰ کہ تیسری شب آئی بعینہ
یہی واقعہ پیش آیا اور آپ رحمتہ اللہ علیہ نے خواب میں آکر ان ہی کلمات سے نیند سے
جگایا کہ اٹھیئے نماز پڑھیئے پانچ بج رہے ہیں ان کی آنکھ کھلی گھڑی دیکھی تو واقعی پانچ بج
رہے تھے۔

۲۱۔خواب میں مسئلہ حل فرمادیا:

مولانا رحیم بخش صاحب رحمتہ اللہ علیہ کا واقعہ ہے کہ ایک شب وہ مطالعہ فرما رہے تھے کیونکہ صبح طلباء کو اسباق کا درس بھی دینا تھا۔مطالعہ کرتے کرتے ایک جگہ مسئلہ درپیش ہو بہت غور کرنے کے باوجود بھی مسئلہ حل نہ ہوا کافی رات بیت گئی بالآخر کتاب رکھ دی صبح کو جب طلبہ نے اس مقام کو پڑھنا چاہا تو آپ نے فرمایا اس کو رہنے دو کل دیکھیں گے دوسری شب پھر بے حد کوشش کی کہ کسی طرح مسئلہ سمجھ میں آ جائے مگر کامیابی نہ ہوئی پھر کتاب بند کر دی اور صبح طلباء کو پھر اگلے دن کا کہہ کر ٹال دیا بعد تیسری شب آئی انتہائی کوشش کے باوجود مسئلہ جوں کا توں رہا۔چار روناچار کتاب بند کر کے لیٹ گئے اسی پریشانی میں نیند نہ آئی کروٹیں بدلتے رہے آخر کار آنکھ لگ گئی خواب میں اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمتہ اللہ علیہ کی زیارت سے مشرف ہوئے۔ دیکھا کہ اعلیٰ حضرت ایک بہت بڑے اجتماع میں اسی مسئلہ کو حل فرما رہے ہیں جو ناقابل حل بنا ہوا تھا۔اچانک آنکھ کھل گئی دیکھا تو فجر کا وقت ہو چکا تھا وضو کر کے فجر کی نماز پڑھی اور فرحاں وشاداں مدرسہ پہنچ کر طلبہ کو درس دیا۔مگر قلب بے چین تھا کہ کسی طرح بریلی جا کر بارگاہ رضویت میں حاضر ہو کر قدم بوسی کروں چنانچہ بریلی پہنچے اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور تمام ماجرا کہہ سنایا اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمتہ اللہ علیہ نے تبسم فرماتے ہوئے اس حل کی تائید فرمائی۔

۲۲۔افسر ٹھیک ہوگیا:

سید سردار احمد صاحب کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میرا افسر جو کافر تھا مجھ سے ناراض ہوگیا اور مخالفت اس قدر بڑھی کہ وہ مجھے نقصان پہنچانے کے درپے ہوگیا جس

کی وجہ سے میں بہت پریشان اور فکر مند تھا حضور اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمتہ اللہ علیہ نے جو وظائف ارشاد فرمائے تھے میں نے پڑھنے شروع کر دیئے۔ ایک دن اس افسر نے مجھ پر تشدد بھی کیا اسی تکلیف و پریشانی کے سبب کھانا بھی نہ کھایا گیا اور نماز عشاء پڑھ کر ہوہنی سو گیا خواب میں سیدی اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمتہ اللہ علیہ تشریف لائے اور مجھ سے کچھ یوں ارشاد فرمایا ''کیوں پریشان ہوتے ہو؟ وہ کافر تمہارا کچھ نہیں کرسکتا'' اس کے بعد جیسا حضور نے ارشاد فرمایا تھا ویسا ہی ہوا وہ افسر خود بخود ٹھیک ہو گیا مجھے پھر کبھی کچھ نہ کہا اور پریشان کرنا بھی چھوڑ دیا۔

۲۳۰۔ ذہنی توازن ٹھیک ہو گیا:

عبدالماجد بن عبدالمالک پیلی بھینی کا بیان ہے کہ میری عمر تیرہ برس تھی کہ میری والدہ کا ذہنی توازن خراب ہو گیا ان کی حالت یہ تھی کہ انہیں زنجیروں میں جکڑ کر رکھا جاتا تھا کافی علاج کروایا مگر کوئی فائدہ نہ ہوا کسی نے مشورہ دیا کہ بریلی شریف جا کر اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت اقدس میں حاضر ہو کر عرض کیا جائے چنانچہ میں اور میرے والد صاحب والدہ کو زنجیروں میں جکڑ کر کسی نہ کسی طرح پیلی بھیت سے بریلی شریف پہنچے۔ والدہ صاحبہ کی زبان پر مسلسل گالیاں جاری تھیں جیسے ہی اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمتہ اللہ علیہ پر نگاہ پڑی تو گرج کر بولیں کون ہو تم؟ یہاں کیوں آئے ہو؟ آپ رحمتہ اللہ علیہ نے بڑی نرمی سے ارشاد فرمایا کہ محترمہ میں آپ کی بہتری کے لئے آپ کے پاس حاضر ہوا ہوں والدہ صاحبہ اسی گرجدار انداز میں بولیں بڑے آئے بہتری کرنے والے جو چاہتی ہوں وہ بہتری کر سکتے ہو آپ رحمتہ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا انشاء اللہ عزوجل تو والدہ نے کہا کہ ''مولا علی مشکل کشا'' کا دیدار کروادو! یہ سنتے ہی اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمتہ اللہ علیہ نے اپنے

شانہ مبارک سے چادر شریف اتار کر اپنے چہرہ مبارک پر ڈالی اور فوراً ہی ہٹالی۔ اب ہماری نظروں کے سامنے اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمتہ اللہ علیہ کا چہرہ مبارک نہیں بلکہ مولانا علی مشکل کشا کا نورانی چہرہ تھا۔ والدہ صاحبہ نہایت سنجیدگی سے مولا علی مشکل کشا کرم اللہ وجہہ کریم کے نورانی جلوں میں گم تھیں میں نے اور والدہ صاحب نے بھی خوب جی بھر کر مولا علی مشکل کشا کرم اللہ وجہہ الکریم کی زیارت کی۔ بعد مولا علی مشکل کشا کرم اللہ وجہہ الکریم نے اپنی چادر مبارک اپنے نورانی چہرہ پر ڈال کر ہٹائی تو اب اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمتہ اللہ علیہ تبسم فرماتے ہوئے ہمارے سامنے تھے۔ پھر آپ رحمتہ اللہ علیہ نے ایک شیشی میں دوا عطا فرمائی اور فرمایا ''دو خوراک دوا ہے'' ایک خوراک مریضہ کو دے دیجئے اگر فائدہ ہو جائے تو دوسری خوراک ہرگز نہ دیجئے گا۔

الحمد للہ میری والدہ ایک ہی خوراک میں صحت یاب ہوگئیں اور جب تک حیات رہیں کبھی کوئی دماغی خرابی نہ ہوئی۔

۲۴۔ بارگاہ رضویت کا تبرک:

اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمتہ اللہ علیہ کے مرید خاص سید ایوب علی صاحب فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ میرے سینہ پر نزلہ کا شدید غلبہ تھا جمعہ کے دن سیدی اعلیٰ حضرت رحمتہ علیہ کے کاشانہ اقدس حاضر ہوا وہاں برف کا شربت جس میں دودھ کھوڑا پستہ بادام وغیرہ لوازمات شامل تھے تیار ہوا۔ ظاہر ہے کہ یہ شربت نزلہ میں شدید مضر ہوتا ہے مگر میں نے اپنے دل میں ٹھان لی کہ یہ بارگاہ رضویت کا تبرک ہے ضرور پیوں گا اور خوب سیر ہو کر پیوں گا انشاء اللہ عزوجل مجھے ضرور مفید ہوگا۔ چنانچہ ضرورت سے کہیں زیادہ پیا اور بحمد للہ تعالیٰ اس متبرک کے طفیل مجھے شام تک سارا نزلہ کھانسی وغیرہ سب کافور ہوگیا۔

۲۵۔ دل کی بات جان لی:

خلیفہ اعلیٰ حضرت جناب مولوی حافظ یقین الدین رحمۃ اللہ علیہ کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں ظہر کی نماز سے فارغ ہوا تو اچانک دل میں یہ خیال پیدا ہوا کہ لفظ ''حضرت'' کا مطلقاً طور پر استعمال کر سکتے ہیں یا نہیں چنانچہ دل میں ارادہ کیا کہ اعلیٰ حضرت دولت کدے پر حاضر ہو کر دریافت کروں گا چنانچہ عصر سے کچھ پہلے در دولت پر حاضر ہوا کچھ دیر بعد حضور تشریف لائے مبارک ہاتھوں میں کتابیں، قلم دان اور پان کی تھالی تھی۔ خادم نے آپ کے ہاتھ سے کتابیں اور قلم دان لے کر آپ کے بیٹھنے کی جگہ رکھ دیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے پان کی تھالی غلام کے سامنے کر کے فرمایا۔ ''حضرت'' ملاحظہ فرمائیں۔ اس سے پہلے اعلیٰ حضرت نے یہ الفاظ کبھی ادا نہیں فرمائے تھے ورنہ خادم کے دل میں یہ خیال ہی کیوں پیدا ہوتا (کہ ''حضرت'' کا لفظ مطلقاً طور پر بھی استعمال ہو سکتا ہے یوں اعلیٰ حضرت نے دل کی بات جان لی پوچھنے سے قبل ہی تشفی فرما دی)

۲۶۔ اوراق مل گئے:

نبیرہ محدث سورتی جناب مولوی قاری احمد صاحب کا بیان ہے کہ ۱۳۱۹ھ کی بات ہے کہ حضرت محدث سورتی رحمۃ اللہ علیہ ''التعلیق المجلی شرح منیۃ المصلی'' تحریر فرما رہے تھے ایک دن بہت سے اوراق آپ کی چوکی پر سے غائب ہو گئے، بہت تلاش کیا گیا مگر نہ ملے پھر اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ سے اس پریشانی کا تذکرہ کیا
گیا مگر نہ ملے پھر اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ سے اس پریشانی کا تذکرہ کیا
گیا تو اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا کہ وہ اوراق ضائع نہیں ہوئے بلکہ احتیاط سے ایک جگہ محفوظ رکھے ہیں پھر حضرت محدث سورتی رحمۃ اللہ سے ارشاد فرمایا

کہ بات دراصل یہ ہے کہ آپ کی مسجد میں جنوں کی ایک جماعت رہتی ہے ان میں
سے ایک جن صاحب علوم اسلامیہ سے بھی واقف ہیں اور وہ آپ کے درس حدیث
میں بھی حاضر ہوتے ہیں وہ ان اوراق کو دیکھنے کیلئے لے گئے تھے مگر واپس رکھنا بھول
گئے۔ آپ مسجد میں تلاش کیجئے انشاء اللہ عزوجل اوراق مل جائیں گے چنانچہ مسجد میں
جا کر ان اوراق کو تلاش کیا گیا تو وہ اوراق ایک اونچے طاق پر حفاظت کے ساتھ رکھے
ہوئے مل گئے۔

۲۷۔اشرفیاں مل گئیں:

قاری احمد صاحب ہی کا بیان ہے کہ پہلی بھیت کی ایک سیدانی صاحبہ نے
ایک مرتبہ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت بابرکت میں عرض کیا کہ
حضور! تقریباً ایک سال قبل میں نے کچھ روپے اور کچھ اشرفیاں اپنے کمرے کے ایک
کونے میں دفن کر دیئے تھے مگر اب وہاں دیکھا تو وہ روپے اور اشرفیاں موجود نہیں میں
نے اپنی بیٹی کی شادی کے لئے رکھے تھے اور اب اس کی شادی قریب ہے۔ اعلیٰ
حضرت فاضل بریلوی رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا کہ روپے اور اشرفیاں اب اس جگہ نہیں
ہیں بلکہ وہاں سے ہٹ کر کوٹھری میں فلاں جگہ پہنچ گئے ہیں وہاں سے انشاء اللہ
عزوجل مل جائیں گے چنانچہ اس جگہ تلاش کیجئے تو تمام روپے اور اشرفیاں مل گئیں۔
آپ رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا بغیر بسم اللہ کہے اگر کوئی چیز دفن کی جائے تو وہ اپنی جگہ
موجود نہیں رہتی۔

۲۸۔آنکھیں ٹھیک ہوگئیں:

خلیفہ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمتہ اللہ علیہ حضرت محدث سورتی رحمتہ اللہ
نے ایک مرتبہ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت میں عرض کی کہ حضور

میری بڑی لڑکی کی آنکھیں پچھلے تین ماہ سے دکھ رہی ہیں بہت علاج کئے گئے مگر کو
فائدہ نہیں ہوا حالت یہ ہے کہ ورم کی وجہ سے آنکھیں نہیں کھلتیں سخت تکلیف د
چیخی رہتی ہے۔ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمتہ اللہ علیہ نے یہ سن کر اپنے قلم مبارک
سے کاغذ کے دو ٹکڑوں پر "اشھد ان محمد رسول اللہ" کچھ گولائی کے ساتھ تحریر فرمایا او
محدث کو عنایت فرمادیا اور ارشاد فرمایا ایک ایک کاغذ دونوں آنکھوں پر رکھ کر ایک مہین
کپڑا باندھ دیجئے چنانچہ ایسا ہی کیا گیا پھر جیسا کہ آپ رحمتہ اللہ علیہ نے ہدایت فرمائی
تھی بعد ظہر جب کپڑا کھولا گیا تو آنکھوں میں نہ ہی ورم تھا نہ ہی کوئی سرخی۔ یوں معلوم
ہوتا تھا کہ کہ جیسے آنکھوں میں کوئی تکلیف تھی ہی نہیں۔

۲۹۔ جود و سخا:

جناب سید ایوب علی صاحب کا بیان ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ جن دنوں
اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمتہ اللہ علیہ جبل پور کے سفر پر تھے حضرت علیہ السلام اور
مولانا عبدالسلام مدظلہ العالی نے مبلغ ایک ہزار روپے اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمتہ
اللہ علیہ کی خدمت میں بطور نذرانہ پیش کئے جسے آپ رحمتہ اللہ علیہ نے قبول فرماتے
ہوئے ارشاد فرمایا یہی کیا کم تھا جو آپ نے اس وقت تک صرف کیا؟ پھر حاجی کفایت
اللہ صاحب نے فرمایا کہ اسے رکھ لیجئے اور میرے وظیفہ کی صندوقچی اٹھا لائیں چنانچہ
حاجی صاحب نے تعمیل ارشاد کی روپے لے جا کر کمرے میں رکھ دیئے اور وظیفے کی
صندوقچی اٹھا لائے جو تقریباً ایک فٹ کی تھی جس میں اعلیٰ حضرت اپنے شیخ کے کسر دہ
وظیفہ کو رکھا کرتے تھے اور بعد فجر اسے پڑھا کرتے تھے اس صندوقچی میں سوائے وظیفہ
رکھنے کے کسی اور چیز کی گنجائش نہ تھی۔ حضرت علیہ رحمتہ اللہ نے صندوقچی اپنے سامنے
رکھی اور تھوڑی سی کھول کر بغیر دیکھے اپنا داہنا دست مبارک اندر ڈالتے جاتے اور

روپے نکالتے جاتے اور فرداً فرداً مولانا کے ملازمین و ملازمہ وخدام و رضا کاراان وغیرہ ہم پر نہایت فراخ دلی سے تقسیم فرماتے جاتے اور یہی نہیں بلکہ مولانا عبدالسلام صاحب کی بہوکوان کی بچیوں کوطلائی زیورات یہاں تک کہ سب سے چھوٹے بچہ کے لئے سلا ہوا کرتا ٹوپی بھی اسی صندوقچی سے نکال کر عطا فرمائی۔ مولانا مسلیین رضا خان صاحب بھی اسی تعجب کے ساتھ مزید فرماتے ہیں کہ نہ صرف مولانا عبدالسلام صاحب کے اعزہ بلکہ خاص خاص سیٹھ صاحبوں کی بچیوں کے لئے بھی کافی طلائی زیورات آپ رحمتہ اللہ علیہ نے نکال نکال عطا فرمائے۔ کچھ سمجھ نہیں آتا وہ زیورات کب اعلیٰ حضرت نے خریدے کب اس صندوقچی میں رکھے کیونکہ اس صندوقچی میں سوائے وظیفہ کے کچھ نہیں رکھا تھا اور نہ ہی کسی چیز کی گنجائش تھی کہ اس میں رکھی جاتی واقعی یہ واقعہ اعلیٰ حضرت علیہ رحمتہ کی بڑی کرامت کا زبردست ثبوت اور جود وسخا کی روشن دلیل ہے۔

۳۰۔ڈوبنے سے بچالیا:

صاحب بہارشریعت مولانا امجد علی اعظمی علیہ رحمتہ کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ ہم اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمتہ اللہ علیہ سے درس حدیث لے رہے تھے کہ خلاف عادت اعلیٰ حضرت وہاں سے اٹھے اور تشریف لے گئے پھر پندرہ منٹ بعد قدرے متفکر واپس تشریف لائے آپ کے دونوں ہاتھ بمع آستین کے تر مسجد کے باہر سے مجھے پکارا میں مسجد کے باہر آیا تو حکم فرمایا کہ دوسرا خشک کرتا لے آیئے۔ میں نے حاضر کیا کر دیا۔ حاضر نے زیب تن فرمایا اور دوبارہ یہیں درس دینے لگے۔ مگر میرے دل میں یہ عجیب بات کھٹکی تو میں وہ دن تاریخ اور وقت لکھ لیا تقریباً گیارہ روز بعد ایک جماعت اعلیٰ حضرت کی بارگاہ میں تحفہ تحائف لے کر حاضر ہوئی جب وہ لوگ کچھ روز

قیام کر کے واپس جانے لگے تو میں ان سے حال احوال پوچھ کہ کیسے آنا ہوا؟ تو
لوگوں نے اپنا واقعہ بیان کریم فلاں تاریخ کشتی میں سوار ہوئے، ہوا تیز چلنے لگی
جب زیادہ ہونے لگیں یہاں تک کہ کشتی کے الٹ جانے کا اندیشہ ہوا اور خوف
ہوا کریم لوگ ڈوب جائیں گے چنانچہ ہم نے اعلیٰ حضرت سے توسل روا نذر
یکا یک کیا دیکھتے ہیں کہ ایک شخص کشتی کے نزدیک آیا اور اس کشتی کا کنارہ پکڑ کر
کے کنارے پہنچا دیا اور یوں اللہ عزوجل نے اعلیٰ حضرت نے توسل کی برکت سے
لوگوں کو بچالیا۔ لہٰذا وہی نذر پوری کرنے اور اعلیٰ حضرت کی زیارت کو حاضر ہو
ہیں۔ (یہ وہ دن اور تاریخ تھی جس دن اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ
خشک کرتا طلب فرمایا تھا اور مولانا امجد علی اعظمی علیہ رحمۃ نے دن اور تاریخ کو نوٹ فر
لیا تھا)

۳۱۔ دو شیر:

حضرت مانا میاں سجادہ نشین حضرت محدث سواتی علیہ الرحمۃ کا بیان ہے کہ
ایک مرتبہ مخالفین کی طرف سے اعلیٰ حضرت کے قتل کی ایک منظم سازش تیار کی گئی
آدمیوں کو مقرر کیا گیا کہ وہ بعد نماز عشاء مسجد سے آتے ہوئے آپ رحمۃ اللہ علیہ
راستہ میں شہید کر دیں چنانچہ وقت مقررہ پر یہ دونوں اشخاص مسجد سے آپ رحمۃ
علیہ کے پیچھے ہولئے پھر راستہ میں موقع پاتے ہی آپ پر حملہ کرنا چاہا ہی تھا کہ ایک
خوفناک چیخ مار کر بیہوش ہو کر گر پڑے لوگ چیخ کی آواز سن کر جمع ہو گئے اور ان دونوں
کو ہوش میں لانے کی کوشش کی جب دونوں کو ہوش آ گیا تو ان سے چیخنے اور بیہوش
ہو جانے کی وجہ پوچھی گئی تو ان دونوں نے اپنے آنے کا مقصد کہہ دیا کہ اعلیٰ حضرت
رحمۃ اللہ علیہ کے قتل کی سازش تیار کی گئی تھی اور ہم دونوں کو اس کام پر مقرر کیا گیا

ہم نے حملہ کرنا چاہا تو اعلیٰ حضرت کے دائیں اور بائیں جانب سے دو خوفناک شیر
برآمد ہوئے اور ہماری طرف نہایت غضبناک انداز سے حملہ آور ہوئے۔ پھر ہمیں نہیں
معلوم کہ کیا ہوا۔ اعلیٰ رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا کہ بظاہر شیر تھے لیکن درحقیقت اللہ کے
محبوب صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے عاشق حضور غوث اعظم کی مدد تھی۔ یہ سن کر دونوں شخص اسی
وقت اعلیٰ حضرت رحمتہ اللہ علیہ کے سامنے تائب ہو کر آپ سے بیعت ہو گئے۔

۳۲۔ دیوانہ ٹھیک ہو گیا:

نبیرہ محدث سواتی جناب مولوی قاری صاحب کا بیان ہے کہ ۸ ربیع الثانی کو
حضرت مولانا وصی احمد ساتی علیہ الرحمہ کی خانقاہ میں عرس شریف کے موقع پر رسیوں
میں جکڑے ہوئے ایک مسلمان نوجوان جو کہ دیوانہ تھا اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کی
خدمت اقدس میں پیش کیا گیا۔ اس کے رشتہ داروں نے بتایا کہ تقریباً چھ ماہ سے یہ
پاگل ہے ہزاروں علاج کئے کوئی فائدہ نہیں ہوا۔ ہم نے پاگل خانے میں اس لئے
داخل نہیں کروایا کہ وہاں مریضوں کو بہت مارا جاتا ہے اس لئے ہم بڑی امید لے کر
حضور کی خدمت میں حاضر ہوئے ہیں ان کے چھوٹے چھوٹے بچے ہیں۔ تمام گھر
والے سخت پریشان ہیں۔ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمتہ اللہ علیہ تمام حالات سماعت
کرنے کے بعد چند منٹ اس دیوانے شخص کی طرف بغور دیکھتے رہے یوں محسوس ہوتا
تھا کہ آپ نگاہوں کے ذریعے اس مرض کو نکال رہے ہیں آپ رحمتہ اللہ علیہ کے نگاہ
ملاتے ہی دیوانہ کی مجنونانہ حرکات میں افاقہ ہونا شروع ہو گیا۔ اور تھوڑے ہی دیر میں
وہ بے حس و حرکت ہو کر گر پڑا۔ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمتہ اللہ علیہ نے اس کے
رشتہ داروں سے فرمایا کہ اب یہ ٹھیک ہو چکا ہے اس کی رسیاں کھول دو اور گھر لے جاؤ
اور روزانہ گیارہ عدد منقیٰ تھوڑے سے دودھ کے ساتھ کھلا دیا کرو اللہ کے فضل و کرم سے

ہ صاحب بالکل صحیح ہو گیا۔

۳۳۔ انوکھی مہمانوازی:

ایک مرتبہ چند مسائل کی تحقیق کے لئے حضرت محدث سواتی رحمتہ اللہ علیہ پہلی بھیت سے بریلی شریف اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمتہ اللہ علیہ کے پاس آئے آپ رحمتہ اللہ علیہ اس وقت کچھ لکھ رہے تھے مہمان سے ملاقات کے بعد گھر میں کہلوایا کہ پہلی بھیت سے محدث صاحب تشریف لائے ہیں تین آدمیوں کا کھانا بھیج دو۔ جب کھانا آیا تو اعلیٰ حضرت رحمتہ اللہ علیہ بھی مہمان کیساتھ دسترخوان پر رونق فروز ہو گئے۔ لیموں اور پیاز کی چٹنی کچھ زیادہ مقدار میں دسترخوان پر موجود تھی۔ حضرت محدث سواتی صاحب نے مسکرا کر فرمایا کہ اس وقت سیخ کباب ہوتے تو زیادہ لطف دیتے۔ اعلیٰ حضرت رحمتہ اللہ علیہ اپنے مہمان کی اس خواہش کو سن کر اسی وقت گھر تشریف لے گئے۔ پھر چند منٹ بعد ہی باہر تشریف لائے تو آپ کے دست مبارک میں ایک پلیٹ تھی جس میں ۱۶ سیخ کباب موجود تھے اور کبابوں سے گرم گرم بھاپ نکل رہی تھی یوں معلوم ہوتا تھا کہ جیسے ابھی ابھی تیار کئے گئے ہوں۔ وہاں موجود مہمان اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمتہ اللہ علیہ کی اس زبردست کرامت اور انوکھی مہمانوازی کو دیکھ کر حیران رہ گئے۔

۳۴۔ ڈاکٹر کو ٹھیک کر دیا:

ایک مرتبہ ایک ڈاکٹر کی بوڑھی والدہ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور رو رو کر عرض کی کہ حضور میرا ایک ہی بیٹا ہے بخار کی انتہائی شدت ہے دو روز سے اپنے ہوش میں نہیں بالکل غفلت ہے حضور اگر آپ رحمت فرمائیں تو بڑا احسان و کرم ہوگا۔ چنانچہ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمتہ اللہ علیہ

اس خاتون سے بعد عصر آنے کا وعدہ فرمالیا' وقت مقررہ پر ڈاکٹر صاحب کی گاڑی
آپ رحمتہ اللہ علیہ کو لینے آ گئی۔ آپ رحمتہ اللہ علیہ سے وہاں پہنچے اور وہیں ایک تعویذ
لکھ کر سیدھے بازو پر باندھ دیا اور گھڑی اپنے سامنے رکھ لی اور بیماری کے قریب ہی
ایک کرسی پر تشریف فرما ہو گئے تقریباً نصف گھنٹے بعد ڈاکٹر صاحب نے آنکھیں کھول
دیں اور بخار اتر گیا۔ اعلیٰ حضرت رحمتہ اللہ علیہ نے ڈاکٹر کی ضعیفہ والدہ سے فرمایا اگر
پیاس معلوم ہو تو پودینہ الائچی سرخ پانی میں ڈال کر جوش دے کر ٹھنڈا کر کے پلا دیا
جائے اس کے بعد آپ رحمتہ اللہ علیہ واپس تشریف لے آئے۔ صبح اطلاع ملی کہ بھوک
کی شدت ہے فرمایا مونگ کی دال کا پانی دیا جائے پھر اللہ کے فضل وکرم سے عصر کے
وقت خود ڈاکٹر صاحب گاڑی میں آ گئے لوگوں کو بڑی حیرت ہوئی کہ کل شام تک یہ
حالت تھی کہ کروٹ لینے تک پر قدرت نہ تھی اور آج یہاں تک بخیریت آ گئے۔ اعلیٰ
حضرت نے مزاج پرسی فرمائی ڈاکٹر صاحب نے دست بدستہ عرض کیا کہ آپ کی
دعاؤں سے بالکل ٹھیک ہوں مگر بھوک بڑی شدت کی ہے اور مونگ کی دال کا پانی
نامرغوب ہے اجازت فرمائیں تو شوربا پی لوں فرمایا اچھا' شوربا لے لیجئے۔ ڈاکٹر
صاحب نے اعلیٰ حضرت کی دست بوسی فرمائی اور خوشی خوشی لوٹ گئے۔

۳۵۔ جان بچالی:

سید سردار احمد صاحب کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میرے گھر میں سات ماہ کا
حمل تھا دولڑکے پیٹ میں تھے مگر مر چکے تھے لہٰذا ان کا پیدا ہونا سخت دشوار تھا ہسپتال
کی بڑی ڈاکٹر نے کہہ دیا کہ بغیر آپریشن ان بچوں کا پیدا ہونا ممکن نہیں بغیر آپریشن کے
بچوں کی ماں کا زندہ رہنا بہت دشوار ہے لہٰذا ان کو ہسپتال لے چلو۔ چنانچہ پالکی لینے
بہت پریشانی کے عالم میں جا رہا تھا کہ حضور اعلیٰ حضرت قبلہ مسجد کی فصیل پر وضو فرما

ہے تھے مجھ سے دریافت فرمایا کیوں پریشان ہو؟ میں سب حال عرض کر دیا یہ سن کر
پ نے مجھے روک دیا اور فرمایا پردہ کراؤ میں آ رہا ہوں چنانچہ میں فوراً لپکتا ہوا گھر پہنچ
ردہ کرا دیا اتنے میں حضرت قبلہ تشریف لے آئے میں انہیں مکان میں لے گیا۔

حضرت قبلہ نے فرمایا ایک بڑا سا ڈورا لاؤ' میں نے ڈورا حاضر کر
یا۔ حضرت نے اس کا ایک سرا مجھے پکڑاتے ہوئے فرمایا یہ ان کی ناف پر رکھو۔ میں
نے تعمیل ارشاد کی اور اس ڈوری کو لے کر اپنے گھر میں ناف پر رکھا۔ حضرت قبلہ نے
پڑھنا شروع کیا۔ تقریباً پندرہ منٹ کے بعد حضور نے فرمایا باہر چلے آؤ اور دایا کو اندر
بھیج دو جیسے ہی میں اور حضرت قبلہ واپس تشریف لائے گھر سے خبر آئی کہ دو مردہ بچے
پیدا ہوئے ہیں اور یوں آپریشن کی پریشانی سے بچ گئے۔

۳۶۔ پڑھائی کا شوق ہو گیا:

مولوی سردار علی خان عرف عزو میاں ہمشیرہ زادہ اعلیٰ حضرت کا بیان ہے کہ
میری طالب علمی کا زمانہ تھا ابتداً نہایت لاپرواہی' بے توجہی میں وقت گزرا' مدرسہ کے
اوقات میں استاد صاحب طلبہ کو درس دے رہے تے ہوتے مگر میرے کان ان کی
تقریر سے نا آشنا ہی رہتے۔ نہ ہی کتاب کا مطالعہ کرتا نہ کوئی سبق یاد کرتا۔ علم کی اسی
بے شوقی کے سبب اعلیٰحضرت فاضل بریلوی رحمتہ اللہ علیہ کے سامنے آنے سے
کتراتا۔ نمازوں کے اوقات میں بھی جب جماعت کھڑی ہو جاتی تو اخیر میں شرکت
کرتا اور سب سے پہلے مسجد سے نکل آتا۔ ایک دن عشاء کے وقت یہی سوچ کر نکلا
کہ سب سے پہلے پڑھ کر واپس چلا آؤں گا مگر ابھی بیرونی درجہ کے شمالی فصیل کے در
میں بیٹھا ہی تھا کہ دفعتاً اعلیٰ حضرت اندرونی درجہ سے نکل کر میرے قریب آ کر
کھڑے ہو گئے۔ اب حالت یہ تھی کہ میرا قدم نہ آگے بڑھتا تھا نہ پیچھے ہٹتا۔ میں اپنی

بلکہ کھڑا کا کھڑا رہ گیا۔غرض حضور دریافت فرماتے ہیں کہ کیا پڑھتے ہو؟ بالآخر عرض کرنا ہی پڑا کہ ہدایہ آخرین اور شرح عقائد منفی یہ سن کر آپ رحمتہ اللہ علیہ نے مسرت کا اظہار فرمایا اور ماشاء اللہ فرماتے ہوئے اپنا دست شفقت میرے سر پر پھیرا۔ہاتھ کا سر پر پھرنا تھا کہ یکا یک جیسے کایا سی پلٹ گئی اور مجھ سے کتب بینی کا شوق پیدا ہو گیا اور ایسا شوق ہوا کہ کتاب ہاتھ سے چھوڑنے کو جی نہیں چاہتا۔حافظہ بھی کچھ ایسا پختہ ہو گیا کہ میں اپنی جماعت میں سب ہم سبقوں سے ممتاز ہو گیا۔

جس شب اعلیٰ حضرت نے میرے سر پر اپنا دست شفقت پھیرا اس کی صبح کو میرے استاد مولانا رحم الٰہی نے مجھ میں واضح فرق محسوس کیا ان کی حیرانگی پر میں نے سارا واقعہ بیان کیا کہ جس وقت سے اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ نے میرے سر پر اپنا دست شفقت پھیرا ہے میں اپنے اندر یہ واضح تبدیلی محسوس کر رہا ہوں کہ مجھ میں پڑھائی کا انتہا شوق پیدا ہو گیا ہے۔

۲۷۔ ۳۱ دن تک کچھ نہ کھایا:

ایک بار کچھ یوں ہوا کہ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمتہ اللہ علیہ نے عرصہ تک نہ کچھ کھایا نہ پیا گھر والوں نے بہتیرا عرض کی کہ کچھ تو لے لیجئے مگر آپ نے قبول نہ کیا یہاں تک کہ اسی حالت میں ۳۱ دن گزر گئے اسی دوران مولوی محمد حسین اور مولوی حبیب اللہ اور مولانا عبدالعلیم میرٹھی بریلی شریف آئے مولانا حسن نے ان سے فرمایا کہ آج حضرت کو ۳۱ دن ہو گئے مگر کچھ نہ کھایا ہے بہت عرض کی مگر نہیں مانتے آپ لوگ تو مہمان ہیں اور مہمان کا کہا پورا کرنا سنت تو امید ہے کہ آپ لوگوں کی بات مان لیں گے۔چنانچہ اعلیٰ حضرت جب نماز کے لئے تشریف لے گئے تو مولانا عبدالعلیم صاحب رحمتہ اللہ علیہ نے اعلیٰ حضرت رحمتہ اللہ علیہ کی بارگاہ میں عرض کی مگر آپ

رحمۃ اللہ علیہ نے کچھ جواب نہ دیا دوسری نماز کے بعد پھر عرض کی مگر پھر جواب نہ دیا پھر تیسری مرتبہ بھی عرض کی تو اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ مولانا آپ کیوں اتنا اور دے رہے ہیں انہوں نے عرض کی کہ حضور کا تمام وقت ہی دینی کاموں میں مشغول رہتے ہیں کہیں ایسا نہ ہو کہ حضور کو ضعف ہو جائے ورنہ ان دینی کاموں میں حرج ہو گا بس یہی غرض ہے عرض گزار ہیں۔ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا میرے ذمہ فتاویٰ نویسی' پنجوقتہ جماعت میں حاضری' اور اگر کوئی صاحب تشریف لائیں اور کچھ دریافت کریں تو ان کا جواب عرض کرنا' بتائیے ان تینوں کاموں سے آپ نے کس کام میں تساہل پایا؟ مولانا یہ عادت تو جانوروں کی ہوتی ہے دانہ چارہ ملا تو کام کیا ورنہ نہیں۔ انسان کی یہ خصلت نہیں۔ یہ سن کر ان سے کوئی جواب نہ بن پڑا مگر عرض جاری رکھی بالآخر رضامند ہو گئے مگر حکیم صاحب نے ہدایت کی فوراً زیادہ خوراک نہ دیں بلکہ پہلے تھوڑا تھوڑا دودھ دیا جائے ورنہ نقصان پہنچے گا کیونکہ آنتیں خشک ہو گئی ہیں چنانچہ ترسٹھویں وقت ندا ھا دودھ دیا گیا۔

۳۸۔ ورم ٹھیک ہو گیا:

مولوی محمد حسین میرٹھی صاحب کا بیان ہے کہ ۱۹۰۷ء کی بات ہے کہ صبح کے وقت یکا یک ۵۔۷ منٹ میں بہت سخت ورم ران جڑ سے گھٹنے تک ہو گیا۔ یہ ورم تقریباً ۵۔۶ انچ موٹا تھا۔ اس میں سخت تکلیف پیدا ہو گئی مختلف ڈاکٹروں کو دکھایا ہر چند علاج کیا مگر کچھ فائدہ نہ ہوا بلکہ تکلیف بڑھتی ہی چلی گئی اور نیچے کا پاؤں سکڑ کر ران سے مل گیا گھٹنا بے حد کمزور ہو گیا اور جسمانی طاقت کا بھی یہ عالم تھا کہ کارڈ تک تھامنے کی طاقت نہ تھی ہاتھ سے گر پڑتا تھا۔ گھر والے دن رات سخت پریشانی میں مبتلا تھے بریلی شریف بارگاہ رضویت میں کئی عریضے بھیجے مگر کوئی جواب نہ آیا۔ گھر میں کسی کو میرے

پنے کی امید نہ تھی۔ میرے کچھ عزیز مجھے مدایوں سے دیکھنے آئے جب واپس جانے
لگے تو میں نے ان سے کہا کہ بریلی راستہ میں پڑے گا میرا یہ خط اعلیٰ حضرت فاضل
بریلوی رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت میں پہنچا دینا۔ بدقت تمام خط لکھا جواب میں اعلیٰ
حضرت کا تار آیا کہ گھبراؤ مت اچھے ہو جاؤ گے پھر صبح گرامی نامہ آیا جس میں لکھا تھا
تمہارے خطوط کا جواب چند مصلحت کی بناء پر نہ دیا تھا۔ اندر روحانی طور پر یہ وقت
تمہارے ساتھ ہوں۔ خط میں ایک نسخہ بھی تحریر فرمایا کہ اس کی مالش کرو۔ نسخہ استعمال
کیا زخم ٹھیک ہونا شروع ہو گیا اور جلد صحت یابی کی غرض سے شفاخانہ گیا سرجن نے
ناسور سمجھا اور چیرا لگا دیا اب چیرے کا زخم پیدا ہو گیا اور زخم کی وجہ سے مالش رک گئی نتیجہ
یہ نکلا کہ واپس وہی صورتحال ہو گئی کہ پاؤں بالکل ٹیڑھا ہو گیا اور تکلیف اور سختی شدت
پکڑ گئی والدہ نے اب کی بار اعلیٰ حضرت کی بارگاہ میں حاضری کی ہدایت فرمائی چنانچہ
بمشکل تمام بریلی تعارف حاضر ہوا مگر آپ رحمتہ اللہ علیہ کی بارگاہ میں کچھ عرض کرنے
کی ہمت نہ تھی نہ عادت چنانچہ تین دن تک کچھ نہ کہہ سکا واپسی کا وقت آ گیا تانگہ کھڑا
تھا چلتے وقت قرض کی تو اعلیٰ حضرت رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا دکھاؤ تکلیف کہاں
ہے۔ پھر میرے داہنے ہاتھ کی طرف تشریف فرما ہوئے میں نے ان کا بایاں دست
مبارک پلٹے ہوئے دیکھا پھر ہاتھ ہٹا لیا نہ دم فرمایا نہ کچھ فرمایا پھر میں واپس ہوا تانگہ
سے سٹیشن، سٹیشن سے ریل اور ریل سے گھر کی جانب چلا تو نہ ہی کوئی ورم تھا نہ ہی کوئی
زخم پاؤں بھی بالکل سیدھا ہو گیا۔

۳۶۔ غلام کی تسکین:

عبدالرحیم خان سلطان پوری صاحب فرماتے ہیں کہ میں ایک مرتبہ میں برما
تھا قرآن شریف پڑھنے کے متعلق ایک شخص جھگڑا ہوا میں نے اسے بلایا کہ آؤ تمہیں

دوں یہ سن کر وہ بہت ہی غصہ میں آیا اور ڈنڈا ہاتھ میں لے کر مجھے مارنے کو دوڑا
مجھے سخت صدمہ اور رنج ہوا اسی حالت میں سو گیا مگر خواب میں اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ
علیہ تشریف لائے اور پکارا بیٹا عبدالرحیم میں فوراً حاضر خدمت ہوا تو کافی تسلی و تشفی
ہوئی رنج اور غم دور ہوا۔ میرے پڑوس کہیں ایک صاحب اور ان کی بیوی اس وقت
جاگ رہی تھی صبح کے وقت مجھ سے پوچھنے لگے کہ رات کون صاحب تشریف لائے
تھے؟ میں نے پوچھا آپ کو کیسے معلوم ہوا؟ تو انہوں نے بتایا کہ انہوں نے جو مقتین
غلام لے کر بلایا اس آواز کو ہم نے سنا تھا۔ یہ سن کر میں آبدیدہ ہو گیا اور ان سے کہا کہ
یہ میرے پیر و مرشد اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کا کرم ہے کہ غلام کی تسکین کے لئے
تشریف لائے۔

۴۰۔ اصلاح فرمادی:

جناب مولانا شاہ عارف اللہ صاحب اپنے والد ماجد مولانا حبیب اللہ
صاحب قادری رضوی کا واقعہ بیان فرماتے ہیں کہ ایک دن عقائد دیوبند پر گفتگو ہو رہی
تھی انہوں نے فرمایا کہ کم از کم اس قدر بات تو ضرور ہے کہ دیوبندی ہمارے قبلہ کی
طرف منہ کر کے نماز تو ضرور پڑھتے ہیں اور اہل قبلہ کو برا کہنے کی ممانعت آئی ہے ابھی
یہ مجلس ختم ہی ہوئی تھی کہ یا ختم نہ ہوئی کہ بریلی شریف سے تار آ گیا کہ فوراً بریلی پہنچو۔
وہ گھبرا گئے۔ چنانچہ فوراً بریلی شریف پہنچے آستانہ پر حاضر ہوئے سب سے تار کے
متعلق دریافت فرمایا مگر سب نے انکار کیا کہ تار کے متعلق کوئی علم نہیں سخت تشویش
ہوئی پھر آخری بار تار آفس پہنچے تو معلوم ہوا تار یہیں سے گیا ہے مگر کون دینے آیا تھا
یاد نہیں، اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے نہ ہی خود کچھ تحریر فرمایا نہ ہی انہیں پوچھنے کی ہمت
ہوئی کہ ماجرا کیا ہے بہت متفکر ہوئے بالآخر میرٹھ واپسی کا ارادہ کیا اعلیٰ حضرت کی

مجھ وہیں حاضر ہو کر اجازت چاہی تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا مولانا! اس آیت کریمہ کو تو پڑھیئے!

لیس البران تولوا وجوھکم قبل المشرق والمغرب O (للبقرۃ پ۲۔۱۷۷)

ترجمہ: "کچھ اصل نیکی یہ نہیں کہ منہ مشرق کی یا مغرب کی طرف کرو"

معاً میرے دل میں یہ خیال گزرا کہ اعلیٰ حضرت قبلہ نے دراصل تو اصلاح کی غرض سے بلایا تھا اور صرف ایک آیت تلاوت کر کے میری اصلاح فرمادی۔

۔ بابرکت پانی:

جناب سید ایوب علی صاحب کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ ان کے والد ماجد کے پاؤں میں زخم ہو گیا اور خون اور پیپ جاری ہو گیا جراح روزانہ آ کر مختلف مرہم لگا کر زخم کی صفائی کرتا مگر زخم مندمل ہونے کا نام نہ لیتا۔ ان دنوں اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ محلہ کی پہلی کوٹھی عقب میں ایک مکان میں جلوہ افروز تھے حضور کے خادم خاص جناب حاجی کفایت اللہ صاحب نے نماز عشاء کے لئے وضو کا پانی رکھا اور چوکی کے قریب ایک طشت رکھ دیا جس میں اعلیٰ حضرت نے وضو فرمایا۔ بیان کرتے ہیں کہ اس وقت میرے دل میں آیا کہ والد ماجد کا زخم اس متبرک پانی سے دھونا چاہیئے میں نے لوٹوں کو حاجی صاحب سے بھروالیا اور اس کا استعمال شروع کر دیا۔ بحمد للہ جو زخم کسی وصرت ٹھیک ہونے کا نام نہ لے رہا تھا اور مہینوں گزر گئے کچھ فائدہ نہ ہو رہا تھا اس بابرکت پانی کے استعمال سے وہ زخم ہفتوں میں بالکل ٹھیک ہو گیا۔



اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمہ اللہ کی عادات و کردار سے متعلق حالات وواقعات

۱۔ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمتہ اللہ علیہ عاجزی و انکساری کا پیکر تھے ایک مرتبہ پیلی بھیت کے سفر سے واپسی ہوئی سٹیشن پر گاڑی آئی تھی آپ رحمتہ اللہ علیہ نے حاجی کفایت اللہ صاحب سے اپنی صندوقچی طلب فرمائی جس میں آپ کا پڑھنے کا وظیفہ رہتا تھا کسی نے جلدی سے آپ کی خدمت میں آرام کرسی (ایزی چیئر) لا کر رکھ دی کہ حضور اس پر تشریف فرما ہوں آپ رحمتہ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا یہ تو بڑی متکبرانہ کرسی ہے چنانچہ جتنی دیر تک آپ نے وظیفہ پڑھا اس آرام کرسی کے تکبر سے پشت مبارک نہ لگائی۔

۲۔ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمتہ اللہ علیہ کی عاجزی و انکساری کا یہ عالم تھا کہ حضرت سید شاہ اسماعیل حسن میاں مارہروی فرماتے ہیں کہ میرے والد صاحب قدس سرہ حضرت جد امجد سیدنا شاہ برکت اللہ صاحب قدس سرہ العزیز کا عرس مبارک بڑے اہتمام کے ساتھ اعلیٰ پیمانہ پر کیا کرتے تھے جس میں بارہا اعلیٰ حضرت رحمتہ اللہ علیہ بھی تشریف لائے ان سے جب وعظ کے لئے عرض کی جاتی تو فرماتے میں تو ابھی اپنے نفس کو وعظ نہیں کہہ پایا دوسروں کو وعظ کے لائق کہاں ہوں؟ البتہ آپ حضرات مجھ سے مسائل شرعیہ دریافت فرمائیں۔ ان کے بارے میں جو حکم شرعی میرے علم میں ہوگا میں ظاہر کر دوں گا کیونکہ اسے ظاہر کر دینا حکم شریعت ہے۔ چنانچہ حاضرین مجلس

سے کوئی صاحب سوال کر دیتے اور اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ بڑا واضح اور تفصیلی بیان اس مسئلہ پر فرما دیتے۔

۳۔ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کی نشست و برخاست انتہائی سادہ ہوا کرتی تھی زیادہ تر فرشی نشست ہی ہوا کرتی تیک لگانے کے لئے کبھی گاؤ تکیہ استعمال نہ فرمایا۔ جس وقت آپ مطالعہ فرماتے پاؤں مبارک سمیٹ کر دونوں زانوے مبارک اٹھائے رکھتے یا پھر سیدھا زانوے مبارک اٹھا رہتا اور دوسرا بچھا رہتا۔ کبھی کبھی بایاں زانو ضرورتاً اٹھاتے تو داہنا بچھا لیا کرتے تھے اور ذکر میلاد شریف میں ابتدا کا انتہا ادباً مستقل دو زانو ہی تشریف فرما رہتے یونہی وعظ فرماتے چار پانچ گھنٹے کامل دو زانو ہی منبر شریف پر رہتے۔ البتہ بعد جب مستقل کمر میں درد رہنے لگا تو پشت مبارک کے پیچھے گاؤ تکیہ رکھا کرتے۔ ایک پاؤں دوسرے پاؤں کے زانو پر رکھ کر بیٹھنے کو ناپسند فرماتے۔

۴۔ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کی سادگی کا اندازہ اس بات سے بھی لگایا جا سکتا ہے کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی عادت کریمہ تھی کہ آپ ہفتہ میں دو بار جمعہ اور منگل کو لباس شریف تبدیل فرمایا کرتے تھے۔ البتہ اگر جمعرات کو یوم عیدین یا یوم مولود شریف ﷺ آ جاتا تو دونوں دن لباس تبدیل فرماتے یا ہفتہ کے دن یہ مبارک ایام آتے تب بھی دونوں دن لباس مبارک تبدیل فرماتے ان دونوں مواقعوں کے علاوہ سوائے جمعہ اور منگل کے کسی اور وجہ سے لباس تبدیل نہ فرماتے۔ ایک بار ایسا ہوا کہ جیلانی میاں کے ختنہ کی تقریب اتفاقاً ایسے روز منعقد ہوئی جس دن لباس تبدیل کرنے کا دن نہ تھا روسائے شہر اور بعض اقرباء و عزیز پر تکلف لباس پہن کر آئے مگر آپ رحمۃ اللہ علیہ نے لباس تبدیل نہ فرمایا بلکہ وہی لباس زیب تن رکھ کر تقریب میں شرکت فرمائی۔

۵۔ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمتہ اللہ علیہ چھوٹوں پر انتہائی شفقت فرمایا کرتے تھے جناب سید ایوب علی صاحب کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ حضور اعلیٰ حضرت نے کچھ حلوہ سوہن خرید فرمایا جب میں اور برادرم قناعت علی کام کر کے گھر واپس جانے لگے تو اعلیٰ حضرت نے قناعت علی سے ارشاد فرمایا یہ دو پوٹلیاں اٹھالائیے یہ اٹھا کر لے آئے پھر دونوں پوٹلیاں لے کر حضور میری طرف بڑھے میں پیچھے ہٹا حضور اور آگے بڑھے میں جھجک کر اور پیچھے ہٹا وہ اور آگے بڑھے حتیٰ کہ میں والان کے گوشہ میں پہنچ گیا پھر حضور نے ایک پوٹلی عطا فرمائی میں نے عرض کی حصور یہ کیا ہے؟ ارشاد فرمایا حلوہ سوہن ہے میں نے نظریں نیچی کر کے عرض کی حضور جھجک آتی ہے۔ فرمایا شرم کی کیا بات ہے جیسے مصطفیٰ (مفتی اعظم ہند) ایسے تم۔ سب بچوں کو حصہ دیا گیا آپ دونوں کے لئے بھی میں نے دو حصے رکھ لئے۔ چنانچہ اپنا حصہ لے کر حضور کی دست بوسی کر کے چلے آئے۔

۶۔ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمتہ اللہ علیہ کے کردار کا ایک اہم پہلو آپ کی فیاضی بھی ہے آپ رحمتہ اللہ علیہ ہر خاص و عام کے ساتھ انتہائی فیاض واقع ہوئے تھے چنانچہ حضرت حجتہ الاسلام مولانا شاہ حامد رضا خان صاحب کے گھر مولوی محمد ابراہیم صاحب خان سلمہ کی ولادت ہوئی۔ اس موقعہ پر آپ رحمتہ اللہ نے جملہ طلبائے مدرسہ اہلسنت و جماعت منظر اسلام کی خواہش کے مطابق دعوت فرمائی چنانچہ بنگالی طلبہ سے دریافت فرمایا کہ آپ لوگ کیا کھانا چاہتے ہیں انہوں نے مچھلی ابلے ہوئے چاول کے ساتھ۔ چنانچہ روہو مچھلی بہت وافر طریقہ پر منگوائی گئی بہاری طلبہ سے دریافت فرمایا آپ لوگوں کو کیا خواہش ہے؟ ہم لوگوں نے کہا بریانی، زردہ، فیرنی، کباب، شاہی ٹکرا وغیرہ چنانچہ بہاریوں کے لئے پرتکلف کھانا تیار کرایا گیا۔ پنجابی اور ولایتی طلباء کی خواہش کے مطابق دنبہ کا خوب چربی والا گوشت اور تنور کی پکی گرم گرم

روٹیوں تیار کی گئیں غرض یہ کہ سب کی حسب خواہش دعوت کا انتظام فرمایا اور صرف
یہی نہیں بلکہ خاص عزیزوں مریدوں کے لئے جوڑے بھی تیار کیے گئے تھے جس میں
کرتا، پائجامہ، ٹوپی، بہت قیمتی کپڑے کار نگر کھاتے اور جوتا بھی شامل تھا۔

۷۔ ملک العلماء ظفر الدین بہاری اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ
کی فیاضی کا ایک واقعہ بیان کرتے ہیں کہ رمضان شریف کی تعطیل میں اعلیٰ حضرت
فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوا ان دنوں اعلیٰ حضرت فاضل
بریلوی رحمۃ اللہ علیہ علم ہیات میں ایک کتاب تصنیف فرما رہے تھے اور میں اسے نقل کر
رہا تھا میرا ارادہ تھا کہ ماہ رمضان گزار کے جب مدرسہ کھلنے گا پٹنہ واپس چلا جاؤں
لیکن رواخر رمضان شریف میں جناب حاجی لعل خان صاحب مرحوم کا خط پہنچا کہ
یہاں ولی اللہ نامی ایک وہابی آیا ہوا ہے اور جگہ جگہ مناظرہ کا چیلنج دیا ہے اس ملے حضرت
والا مولانا ظفر الدین صاحب کو روانہ فرما دیں اس وقت وہ کتاب ختم ہونے کے قریب
تھی اعلیٰ حضرت علیہ رحمہ نے وہ کتاب دو دن میں تمام کردی لیکن مجھے نقل کرنا باقی
چنانچہ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اسے اپنے ساتھ لیتے جایئے اور نقل کر
کے بعد اصل اور نقل دونوں رجسٹری سے واپس کر دیجئے گا۔ جب چلنے کا وقت ہوا
سٹیشن جانے کے لئے سواری آ گئی تو اعلیٰ حضرت علیہ رحمہ باہر تشریف لائے اور
نوٹ دس روپے کے مجھے عنایت فرمائے اور ارشاد فرمایا کہ میرا ارادہ تھا کہ اس سال
عید میں آپ یہیں رہیں گے بچوں کے لئے کپڑے بنواؤں گا تو آپ کے لئے بھی
بناؤں گا لیکن اب دینی ضرورت کے لئے آپ کلکتہ جا رہے ہیں اس لئے یہ روپے
آپ کی نذر ہیں مجھے بڑی شرم آئی کہ میں پیر کی کیا خدمت کرتا اور ان کی نذر کرتا
الٹے پیر ہی سے روپے وصول کروں۔ میں نے کچھ تامل کیا مگر اعلیٰ حضرت علیہ رحمہ
نے بہ اصرار عنایت فرمایا۔

۸۔ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کا اخلاق کریمانہ بھی بے مثل بے نظیر تھا۔ اس کا اندازہ اس واقعہ سے بخوبی لگایا جا سکتا ہے کہ ایک مرتبہ ایک کم عمر لڑ[کا] آپ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور بڑی سادگی کے ساتھ عرض کی کہ میر[ی] والدہ نے آپ کی دعوت کی ہے آپ کو کل بلایا ہے اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے شفقت و محبت سے دریافت فرمایا مجھے دعوت میں کیا کھلائیے گا؟ اس پر اس لڑکے نے اپنے کرتے کا دامن جو دونوں ہاتھوں سے پکڑا ہوا تھا پھیلا دیا جس میں ماش کی دال اور دو چار مرچیں پڑی ہوئی تھیں پھر کہنے لگا یہ دال لایا ہوں۔ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ ان کے سر پر دست شفقت پھیرتے ہوئے فرمایا اچھا' میں اور یہ (حاجی کفایت اللہ) کل دس بجے دن آئیں گے چنانچہ وہ لڑکا خوشی خوشی چلا گیا دوسرے دن حاجی صاحب کو ساتھ لیا اور اس لڑکے کے مکان پر تشریف لے گئے۔ اس وقت وہ لڑکا دروازہ پر ہی کھڑا تھا آپ رحمۃ اللہ علیہ کا منتظر تھا آپ رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھتے ہی یہ کہتے ہوئے اندر بھاگا ارے مولوی صاحب آگئے۔

دروازہ میں ایک چھپر پڑا تھا وہاں کھڑے ہو کر آپ رحمۃ اللہ علیہ انتظار فرمانے لگے کچھ دیر بعد ایک بوسیدہ چٹائی آئی اور ڈھلپا میں موٹی موٹی باجرہ کی روٹیاں اور مٹی کی پلیٹ میں وہی ماش کی دال جس میں مرچوں کے ٹکڑے پڑے ہوئے تھے لا کر سامنے رکھ دی اور کہا کھائیے آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا اچھا کھاتا ہوں پہلے ہاتھ دھونے کے لئے پانی لے آیئے وہ پانی لینے اندر گیا تو حاجی کفایت اللہ صاحب نے کہا حضور یہ مکان نگارچی کا ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ یہ سن کر کبیدہ خاطر ہوئے اتنے میں لڑکا پانی لے آیا تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اس سے دریافت فرمایا اپ کے والد صاحب کہاں ہیں اور کیا کام کرتے ہیں دروازہ کے پردے میں اس لڑکے کی والدہ نے عرض کی حضور! میرے شوہر کا انتقال ہو چکا ہے وہ کسی زمانہ میں نوبت

بجاتے تھے اس کے بعد توبہ کر لی تھی۔ اب صرف یہ لڑکا ہے جو راج مزدوروں کے ساتھ مزدوری کرتا ہے آپ رحمتہ اللہ علیہ نے یہ سن کر الحمد للہ کہا اور دعائے خیر و برکت فرمائی۔ بعد کھانا تناول فرمانے لگے حالانکہ آپ رحمتہ اللہ علیہ کا تو کھانے میں بہت پرہیز تھا غذا میں سوجی کے بسکٹ استعمال فرماتے تھے جبکہ یہاں روٹی اور وہ بھی باجرے کی اس پر ماش کی دال۔ حاجی کفایت اللہ صاحب فرماتے ہیں میں سوچ رہا تھا کس طرح تناول فرمائیں گے مگر آپ رحمتہ اللہ علیہ کے اخلاق کریمانہ اور دلجوئی کے قربان جائیے کہ میزبان کی خوشی کے لئے خوب سیر ہو کر کھایا۔ پھر واپسی میں حاجی صاحب ارشاد فرمانے لگے کہ اگر ایسی خلوص کی دعوت روز ہو تو میں روز قبول کروں۔

۹۔ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمتہ اللہ علیہ کے کردار و اخلاق کا ایک پہلو دلجوئی و دلداری ہے جو آپ رحمتہ اللہ علیہ کے یہ اخلاق کریمانہ کا حصہ تھا کہ ہر کوئی بلا تکلف و بلا جھجک آپ سے اپنی اس ضمن میں ایک واقعہ پیش خدمت ہے۔ اعلیٰ حضرت رحمت اللہ علیہ کی خدمت میں ایک صاحب حاضر ہوئے اور آپ کو کھانے کی دعوت پیش کی حالانکہ آپ رحمتہ اللہ علیہ غذا میں انتہائی احتیاط فرمایا کرتے تھے چکی کے پسے ہوئے آٹے کی روٹی اور بکرے کے گوشت کا شوربہ گائے کا گوشت بالکل تناول نہ فرمایا کرتے تھے مگر آپ رحمتہ اللہ علیہ نے دعوت کو قبول فرمالیا۔ ان دنوں اعلیٰ حضرت رحمتہ اللہ علیہ جناب سید حبیب اللہ صاحب دمشقی جیلانی کے یہاں مقیم تھے ان کی بھی دعوت تھی جس وقت دعوت میں تشریف لے گئے وہاں دعوت میں چند لوگ گائے کے کباب بنا رہے تھے اور حلوائی پوریاں بنا رہا تھا دعوت میں کل یہی کھانا تھا سید صاحب نے اعلیٰ حضرت رحمتہ اللہ علیہ سے عرض کی گائے کا گوشت آپ کے لئے مناسب نہیں نہ ہی آپ اس کے عادی ہیں اور یہاں کوئی اور چیز موجود نہیں بہتر یہی ہے کہ صاحب خانہ سے کہہ دیا جائے اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا میری عادت

نہیں کہ تقاضہ کروں چنانچہ آپ رحمتہ اللہ علیہ سے وہی کباب اور پوریاں کھائیں ا
دن سے مسوڑھوں میں ورم ہوگیا اتنا بڑھا کہ حلق اور منہ بالکل بند ہوگیا بمشکل تھوڑا
دودھ حلق سے اترتا تھا آپ رحمتہ اللہ علیہ بات بھی بالکل نہ کرسکتے تھے یاہس تک
فراغت سریہ بھی نہ کرپاتے۔ سنتوں میں بھی کسی کی اقتدا کرتے جو کچھ کسی سے کہنا ہو
لکھ کر ارشاد فرماتے۔ غرض یہ کہ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمتہ اللہ علیہ نے میزبان
کی دلجوئی فرمائی اپنی پرواہ نہ کی۔

۱۰۔ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمتہ اللہ علیہ کی عادت وکردار میں سخاوت کا
بھی بڑا حصہ ہے اس کا اندازہ اسی بات سے بھی بخوبی ہوتا ہے کہ ایک مرتبہ سردی کا
موسم تھا اور مغرب حسب معمول پھاٹک میں تشریف لاکر سب لوگوں کو رخصت کر
رہے تھے جناب ذکاء اللہ صاحب کو دیکھا کہ ان کے پاس رزائی نہیں چنانچہ ان سے
ارشاد فرمایا کہ آپ کے پاس رزائی نہیں وہ خاموش رہے تو اعلیٰ حضرت رحمتہ اللہ علیہ
نے اپنی رزائی جو آپ اس وقت اوڑھے ہوئے تھے انہیں اتار کر عنایت فرمادی اور
ارشاد فرمایا کہ اسی اوڑھ لیجئے انہوں نے قدم بوسی کرکے تعمیل ارشاد کی اور رزائی اوڑھ
لی۔ اس واقعہ کے دوتین دن بعد اپ رحمتہ اللہ علیہ کی نئی رزائی تیار ہوکر آگئی ابھی نئی
رزائی اوڑھے ہوئے چند ہی روز گزرے تھے کہ ایک مسافر رات کے وقت مسجد میں
آئے اور اعلیٰ حضرت رحمت اللہ علیہ سے عرض کیا میرے پاس کچھ اوڑھنے کو نہیں ہے
یہ سن کر اعلیٰ حضرت رحمتہ اللہ علیہ نے اپنی نئی رزائی ان مسافر کو عطا فرمادی۔

۱۱۔ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمتہ اللہ علیہ کی خود وسخا کا یہ عالم تھا کہ کبھی
کوئی سائل آپ کے کاشانہ اقدس سے نامراد نہ لوٹا اس کے علاوہ بیواؤں کی امداد
ضرورتمندوں کی حاجت روائی' ناداروں کے لئے مہینے مقرر تھے اور یہ امداد صرف
مقامی ہی نہیں بلکہ یہ بھی بذریعہ منی آرڈر امدادی رقوم روانہ فرمایا کرتے تھے ایک مرتبہ

کسی شخص کی مدد کے لئے مدینہ طیبہ روپے روانہ کرنے تھے مگر اتفاق ہوا کہ اس وقت آپ رحمۃ اللہ علیہ کے پاس کچھ نہ تھا آپ رحمۃ اللہ علیہ نے بارگاہ رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں رجوع کیا کہ سرکار! میں نے کچھ بندگان خدا کے پیسے حضور کے بھروسے پر اپنے ذمہ مقرر کر لئے ہیں اگر کل منی آرڈر پچاس روپیہ کا روانہ ہو جائے گا تو ڈاک کے جہاز کے وقت پہنچ جائے گا ورنہ تاخیر ہو جائے گی۔ یہ رات آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اسی کرب و بے چینی میں گزاری۔ علی الصبح ایک سیٹھ صاحب آپ رحمۃ اللہ علیہ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور مبلغ اکاون روپے مولوی حسنین رضا خان صاحب کے ذریعے مکان میں بطور نذر حاضر خدمت کئے۔ اس وقت آپ رحمۃ اللہ علیہ نے پر بہت رقت طاری ہوئی ارشاد فرمایا یقیناً یہ بارگاہ رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا عطیہ ہے اس لئے کہ اکاون روپے ملنے کے کوئی معنی نہیں سوائے اس کے کہ پچاس روپے بھیجنے کے لئے منی آرڈر کی فیس بھی چاہیے۔ چنانچہ اسی وقت منی آرڈر کا فارم بھرا گیا اور ڈاکخانہ کھلتے ہی منی آرڈر کر دیا گیا۔

یہ ہے آپ رحمۃ اللہ علیہ کا اخلاص سے بھرپور جود و سخا کے وقت خود کے پاس بھی بظاہر کچھ نہ تھا اس وقت بھی حاجت روائی و ایثار و امداد جود و سخا جاری رکھی۔

۱۲۔ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کے جود و سخا کا معمولی انداز اس واقعہ سے بھی بخوبی لگایا جا سکتا ہے کہ ایک مرتبہ کسی نے بہت ہی خوبصورت سبز دلائی بذریعہ پارسل آپ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں روانہ کی۔ جناب مولوی امجد رضا صاحب عرف ماموں میاں صاحب کا بیان ہے کہ جس وقت وہ پارسل بریلی پہنچا اس وقت میں بھی حاضر خدمت تھا سیل و مہر جدا کرنے کے بعد پارسل کھولا گیا اور دولائی برآمد ہوئی اعلیٰ حضرت علیہ رحمہ اس کو دیکھ کر بہت خوش ہو گئے اور وہاں جو تمام لوگوں کو بھی بہت پسند آئی سب کے اصرار پر اعلیٰ حضرت نے اس دولائی کو

اوڑھا۔میری زبان سے بے اختیاری میں یہ فقرہ نکلا واقعی بہت عمدہ دولائی ہے جوانوں کے لائق ہے یہ سنتے ہی اعلیٰ حضرت علیہ رحمہ نے وہ دولائی مجھے عطا فرماد کہ آپ اسے اوڑھیں۔حالانکہ میں نے اس غرض سے یہ جملہ نہیں کہا تھا لیکن اع حضرت نے بے حد اصرار کر کے مجھے دولائی عنایت فرمائی اور ارشاد فرمایا کہ میری خوش اسی میں ہے۔

۱۳۔اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمتہ اللہ علیہ کی سیرت و کردار کا اہم پہل احتیاط فی الدین بھی ہے کہ آپ دینی معاملات میں انتہائی احتیاط فرماتے او مشتبہات سے بھی اجتناب فرماتے تھے۔ملک العلمائے مفتی سید ظفر الدین بہاری رحمتہ اللہ علیہ اس ضمن میں فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمت اللہ علیہ کی آنکھیں دکھنی آ گئیں چنانچہ اس زمانہ میں مسجد میں حاضری کے وقت متعدد بار ایسا اتفاق ہوا کہ کبھی قبل نماز اور کبھی بعد نماز مجھے پاس بلایا اور فرمایا سید صاحب! دیکھئے تو آنکھ کے حلقہ سے باہر پانی تو نہیں آیا؟ ورنہ وضو کر کے نماز اعادہ کرنی ہو گی۔یہ آپ رحمتہ اللہ علیہ نے غایت احتیاط فی الدین کی وجہ سے ایسا فرمایا۔

۱۴۔اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمتہ اللہ علیہ مذہبی عقائد و معاملات میں کسی قسم کی رعایت و گنجائش کے قابل نہ تھے بلکہ سختی کے ساتھ اس پر کاربند تھے۔

ایک مرتبہ برادر اعلیٰ حضرت ننھے میاں نے اعلیٰ حضرت رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت میں آ کر عرض کی کہ حیدر آباد دکن سے ایک رافضی محض آپ سے ملنے کی غرض سے آیا ہے تالیف قلوب کے لئے اس سے بات چیت کر لیجئے اتنے میں وہ روافضی آ گیا اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمتہ اللہ علیہ نے اس کی طرف بالکل توجہ نہ فرمائی۔ ننھے میاں نے اس درفضی کو بیٹھنے کا اشارہ کیا وہ بیٹھ گیا۔اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمتہ اللہ علیہ نے پھر بھی اس سے مخاطب نہ ہوئے۔چنانچہ اسے بھی بات کرنے کی

جرأت نہ ہوئی غرض تھوڑی دیر بیٹھ کر چلے گئے ان کے جانے کے بعد ننھے میاں نے
آپ رحمتہ اللہ علیہ سے عرض کی اتنی دور سے ملاقات کے لئے آیا تھا اخلاقاً ہی توجہ فر[ما]
دیتے کیا حرج تھا۔ اس پر آپ رحمتہ اللہ علیہ جلال میں آ گئے اور ارشاد فرمایا میرے اکابر
نے مجھے یہی خلق دیا ہے۔ پھر فرمایا امیر المومنین فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کو راہ میں
ایک مسافر ملتا ہے اور سوال کرتا ہے کہ میں بھوکا ہوں آپ اسے ساتھ لے چلتے ہیں
کاشانہ اقدس پہنچتے ہیں اور خادم کو کھانا لانے کے لئے حکم فرماتے ہیں خادم دستر خوان
بچھا کر کھانا سامنے رکھتا ہے وہ شخص کھانا کھانے میں کوئی بد مذہبی پر مبنی الفاظ زبان سے
نکالتا ہے امیر المومنین خادم کو حکم فرماتے ہیں کہ اس کے سامنے سے فوراً کھانا اٹھا لیا
جائے اور کان پکڑ کر اسے باہر کر دیا جائے چنانچہ خادم فوراً تعمیل ارشاد کرتا ہے۔ خود
حضور پر نور ﷺ نے مسجد نبوی شریف سے نام لے لے کر منافقین کو نکلوا دیا ''اخرج یا
فلاں انک منافق'' اے فلاں نکل جا کہ تو منافق ہے۔

۱۵۔ ایک مرتبہ جناب منشی شوکت علی صاحب جو اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی
رحمتہ اللہ علیہ کے بے انتہا معتقد تھے آپ رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت اقدس میں حاضر
ہوئے وہ محرم الحرام کے ابتدائی ایام تھے انہوں نے سر پر سیاہ ٹوپی اوڑھی ہوئی تھی اعلیٰ
حضرت رحمتہ اللہ علیہ نے دیکھتے ہی ان سے ارشاد فرمایا منشی جی عشرہ محرم تک تین رنگ
کے کپڑے نہیں پہننا چاہئے ایک سبز کہ علم داروں کا لباس ہے۔ دوسرا سرخ کہ خوارج
پہنتے ہیں جنہوں نے شہادت حسین امام عالی مقام پر خوشی منائی تھی تیسرا سیاہ یہ روافض
کا لباس ہے آپ نے سر پر سیاہ ٹوپی پہنی ہوئی ہے۔ یہ سنتے ہی منشی جی نے فوراً سر سے
ٹوپی اتار لی آپ رحمتہ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا اب تو آپ نے روافض کا اور شیشہ
اختیار کر لیا پھر فوراً حکم فرمایا کہ اندر مکان سے میری ٹوپی منگوا لو پھر اعلیٰ حضرت رحمت
اللہ علیہ کی کلاہ مبارک ان کو پیش کی گئی اس کے بعد اعلیٰ حضرت رحمت اللہ علیہ نے

ارشاد فرمایا چاند دکھائی دینے سے عقل میں روئی کی مرزئی پہنے ہوئے تھا اس کے
کپڑے میں یہ تینوں رنگ موجود تھے یعنی اس کی زمین سیاہ تھی اور اس پر سرخ گلاب
کے پھول اور شاخیں پتیاں سبز تھیں۔ اگر چہ اس کے پہنے رہنے سے کسی کا تشبہ نہ تھا
اس لئے کہ ہر ایک جدا جدا تینوں رنگوں میں سے ایک رنگ اختیار کرتا ہے مگر میں نے
احتیاطاً اس مرزئی کو اتار دیا۔

۱۶۔ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمتہ اللہ علیہ بے حد خوددار واقع ہوئے تھے
کبھی کسی کا احسان لینا پسند نہ فرماتے تھے چنانچہ اسی ضمن میں اعلیٰ حضرت رحمتہ اللہ علیہ
کی خودداری پر مبنی ایک واقعہ پیش خدمت ہے۔

ایک مرتبہ اعلیٰ حضرت رحمتہ اللہ علیہ نے جہانگیر خان صاحب قادری سے
ایک پیپا مٹی کا تیل خریدنا چاہا کیونکہ یہ تیل فروخت کیا کرتے تھے چنانچہ ایک پیپا تیل
لے کر اعلیٰ حضرت کی خدمت میں حاضر ہوئے آپ رحمتہ اللہ علیہ نے تیل کی قیمت
دریافت فرمائی انہوں نے اس وقت جو اس کی قیمت تھی بتاتے ہوئے عرض کی ویسے تو
اس کی قیمت یہ ہے مگر حضور کچھ کم کر کے اتنی دے دیں۔ یہ سن کر اعلیٰ حضرت فاضل
بریلوی رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا نہیں، مجھ سے وہی قیمت لیں جو سب سے لیتے ہیں
انہوں نے عرض کی، نہیں حضور! آپ میرے بزرگ ہیں، عالم ہیں آپ سے عام
، بکری کے دام کیسے لے سکتا ہوں اس پر آپ رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا میں علم نہیں بیچتا
ہوں اور پھر وہی عام دام جو سب سے لیتے تھے وہی ان کو دیئے۔

۱۷۔ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمتہ اللہ علیہ کی عادت مبارکہ تھی علماء کرام
سے بے حد محبت اور ان کی بے انتہا تعظیم فرمایا کرتے تھے اور ان کے سامنے اپنی ذات
مبارکہ کو ذرا اہمیت نہ دیتے۔ علمائے کرام سے ملاقات کے وقت بے پایاں خوشی و
مسرت کا عالم ہوتا تھا غرض علمائے اہلسنت کی قدر و منزلت آپ رحمتہ اللہ علیہ کے دل

میں بے حد و بے حساب تھی۔ اس کا ایک معمولی سا اندازہ اس واقعہ سے بخوبی لگایا جا سکتا ہے کہ ایک مرتبہ کسی صاحب کے یہاں دعوت تھی آپ رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ جناب مولانا وصی احمد محدث سواتی کو بھی مدعو کیا گیا تھا۔ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کی نقاہت کے سبب آپ پالکی میں تشریف لے جانے لگے دیگر عقیدت مند پیادہ ہی پالکی کے پیچھے پیچھے ہو لئے ان ہی میں حضرت محدث سواتی رضی اللہ بھی پاپیادہ شریک ہو گئے۔ کہار پالکی کو تیزی کے ساتھ لئے جا رہے تھے مولانا محدث سواتی نے ان کی تیز رفتاری کا ساتھ دینے کے لئے اپنی نعلین اتار کر بازو میں دبالی اور ہر بندیا بھی دوڑنے لگے تمام لوگ ہی اسی دوران پالکی کی کھڑکی سے اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی نگاہ مولانا محدث سواتی پر پڑی فوراً ہی کہاروں کو پالکی روکنے کا حکم فرمایا اور مولانا محدث سواتی سے انتہائی عاجزی سے فرمایا کہ حضرت یہ کیا غضب کر رہے ہیں انہوں نے فرمایا حضور آپ پالکی میں تشریف تو رکھیں مگر اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے قطعی طور پر فرمایا کہ ہرگز نہیں ایسا نہیں ہو سکتا۔ مولانا سواتی نے فرمایا کہ اس وقت آپ کو بہت نقاہت ہے آپ تشریف رکھیں ابھی مکان بھی دور ہے تو اعلیٰ حضرت نے فرمایا آپ پا پیادہ ہیں تو میں بھی آپ کے ساتھ پیدل چلوں گا محدث سواتی صاحب نے پھر اصرار فرمایا تو اعلیٰ حضرت نے فرمایا کہ اچھا تو پھر آپ یہیں سے گھر تشریف لے جائیں میں پالکی میں بیٹھوں گا چنانچہ مولانا محدث سواتی مجبوراً واپس لوٹ گئے پھر آپ رحمۃ اللہ علیہ نے پالکی کو آگے بڑھانے کا حکم فرمایا اور جب اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ دعوت میں پہنچ گئے تو حضرت محدث سواتی کو لینے کے لئے پالکی روانہ کر دی گئی۔

۱۸۔ علمائے اہلسنت کی تعظیم و تکریم کے ساتھ ساتھ سادات کرام کی تعظیم و توقیر بھی اعلیٰ حضرت رحمت اللہ علیہ کے کردار کا حصہ ہے۔ جناب سید ایوب علی صاحب کا بیان ہے کہ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ کے یہاں محفل میلاد

مبارک میں سادات کرام کو بہ نسبت اور لوگوں کے دگنا حصہ بروقت تقسیم شیرنی ملا کرتا تھا اور اہل خاندان بھی اسی کا اتباع کرتا تھا۔

۱۹۔ ایک مرتبہ ایک کم عمر صاحبزادے کو خانہ داری کے کاموں کے لئے لازم رکھا بعد میں معلوم ہوا کہ یہ سادات کرام سے ہیں یعنی سید زادے ہیں تو آپ رحمتہ اللہ علیہ نے گھر والوں کو تاکید فرما دی کہ خبردار سید زادے سے کوئی کام نہ لیا جائے بلکہ کھانا وغیرہ اور جس شے کی حاجت ہو حاضر کر دی جائے اور اس کے علاوہ جو تنخواہ مقرر ہوئی ہے وہ بطور نذرانہ پیش کیا جاتا رہے چنانچہ تعمیل ارشاد ہوتی رہی پھر کچھ عرصہ بعد وہ سید زادے خود ہی واپس تشریف لے گئے۔

ایک موقعہ پر اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا کہ کسی سید کو اگر کوئی قاضی حد لگائے تو یہ نہ خیال کرے کہ میں سزا دے رہا ہوں بلکہ یہ تصور کرے کہ شہزادے کے پیروں میں کیچڑ بھر گئی ہے اسے دھو رہا ہوں۔

۲۰۔ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمتہ اللہ علیہ کی سیرت کا ایک انتہائی پیارا پہلو زائرین مدینہ سے محبت و عقیدت بھی ہے۔ جب بھی کوئی حاجی حج کر کے اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوتے تو آپ رحمتہ اللہ علیہ سب سے پہلے ہی دریافت فرماتے کہ بارگاہ رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں حاضری کی سعادت حاصل کی۔ اگر اثبات میں جواب ملتا تو فوراً بڑھ کر زائر مدینہ کے قدم چوم لیتے اور اگر نفی میں جواب ملتا تو نہ تخاطب فرماتے نہ التفات۔

چنانچہ اسی ضمن میں ایک واقعہ بطور مثال پیش خدمت ہے۔ ایک بار ایک حاجی صاحب حج کر کے اعلیٰ حضرت فضل بریلوی رحمتہ اللہ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے آپ رحمتہ اللہ علیہ نے اپنی عادت کریمہ کے مطابق دریافت فرمایا کہ بارگاہ رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں حاضری دی؟ وہ صاحب ابدیدہ ہو کر عرض کرنے لگے کہ جی حضور!

مگر صرف دو روز ہی قیام رہا اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے بڑھ کر قدم بوسی فرمائی اور
ارشاد فرمایا "وہاں کی تو سانسیں بھی بہت ہیں آپ نے تو بحمد للہ دو دن قیام فرمایا"

۲۱۔ مزاح و ظرافت اور حاضر جوابی بھی اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کی شخصیت کا ایک حصہ ہے جناب سید ایوب علی صاحب کا بیان ہے کہ جیلانی میاں سلمہ کی تقریب ختنہ بہت دھوم دھام سے منائی گئی تھی اعزہ و اقربا اور شہر کے رؤسا عام و خاص سب شریک تقریب تھے۔ جس مکان میں ختنہ ہونے والا تھا سب کو وہاں چلنے کے لئے کہا گیا سب لوگ روانہ ہونے لگے تو اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں بھی تشریف لے چلنے کی عرض کی گئی تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے حسن ظرافت کا مظاہرہ فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ میں تو اس موقع پر کبھی جاتا نہیں ہوں اپنی بار تو مجبوری تھی۔

۲۲۔ ایک مرتبہ ایک دعوت میں اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ بعد حضرت محدث صاحب تشریف فرما تھے کھانے سے قبل میزبان ہاتھ دھلانے کے لئے برتن لے آئے حضرت محدث نے اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کی طرف اشارہ کیا کہ پہلے ان کے ہاتھ دھلائے جائیں۔ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے حاضر جوابی سے ارشاد فرمایا کہ آپ محدث اور اعلم بالسنۃ ہیں آپ کا فیصلہ بالکل حق اور آپ کی شان کے لائق ہے کیونکہ سنت یہ ہے کہ اگر ایک مجمع مہمانوں کا ہو تو سب سے پہلے چھوٹے کا ہاتھ دھلایا جائے اور آخر میں بڑے کا ہاتھ دھلایا جائے تاکہ بزرگ کو ہاتھ دھونے کے بعد دوسرے کے ہاتھ دھلنے کا انتظار نہ کرنا پڑے اور کھانا ختم ہو جانے کے بعد سب سے پہلے بڑے کا ہاتھ دھلایا جائے۔ میں شروع میں ابتدا کرتا ہوں لیکن کھا چکنے کے بعد آپ کو ابتدا کرنی ہوگی۔ مولانا سید محمد محدث کچھوچھوی صاحب جو اس وقت دسترخوان پر موجود تھے فرماتے ہیں کہ اعلیٰ

حضرت فاضل بریلوی رحمتہ اللہ علیہ کے اس ارشاد پر حضرت محدث صاحب کا طشت کواپنی جانب کھینچنا کہ سب سے میرے ہاتھ دھلائے جائیں اور اعلیٰ حضرت کا مسکراتے ہوئے میرے سے فرمانا کہ اپنے فیصلہ کے خلاف عملدرآمد آپ کی شان کے خلاف ہے۔ یہ دلچسپ اور خوشگوار نقشہ جب بھی میری آنکھوں کے سامنے آتا ہے تو مجھے اس کا لطف تازہ ہوجاتا ہے۔

۲۳۔ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمتہ اللہ علیہ باوجود اس کے کہ کثیر علم و فضل کے مالک فقیہانہ ومحدثانہ مقام کے اعلیٰ درجات پر فائز تھے مگر کبھی تکبر و نخوت کو قریب نہ آنے دیا اور یہی عالم کی علامت ہے کہ عالم تکبر سے پاک ہوتا ہے چنانچہ یہاں تو رفع حسن واخلاق اعلیٰ ظرفی میں آپ رحمتہ اللہ علیہ اپنی مثال آپ ہیں۔ مغرور لوگوں کو بھی پسند نہ فرماتے تھے۔ جناب سید ایوب علی صاحب کا بیان ہے کہ ایک صاحب اغنیاء میں تھے بارگاہ اعلیٰ حضرت میں حاضر ہوا کرتے تھے۔ حضور اعلیٰ حضرت رحمتہ اللہ علیہ بھی ان کے گھر تشریف لے جایا کرتے تھے۔ ایک مرتبہ اعلیٰ حضرت رحمتہ اللہ علیہ ان کے گھر تشریف فرما تھے کہ محلے کا ایک غریب مسلمان ایک پرانی چارپائی جو صحن کے لئے کنارے پڑی تھی جھجکتے ہوئے بیٹھا ہی تا کہ صاحب خانہ نے نہایت کڑے تیوروں سے اسے دیکھا تو وہ شرمندہ ہو کر سر جھکاتے چلا گیا۔ اعلیٰ حضرت رحمتہ اللہ علیہ کو ان صاحب کی اس متکبرانہ ومغرورانہ حرکت سے سخت صدمہ ہوا کچھ دنوں بعد وہی صاحب اعلیٰ حضرت رحمتہ اللہ علیہ سے اپنی چارپائی پر ان کو جگہ دی وہ ابھی بیٹھے ہی تھے کہ اتنے میں کریم بخش حجام حضور اعلیٰ حضرت رحمتہ اللہ علیہ کی داڑھی مبارک کا خط بنانے کے لئے آئے وہ اس سوچ میں تھے کہ کہاں بیٹھوں تو اعلیٰ حضرت رحمتہ اللہ علیہ نے اعلیٰ ظرفی کا مظاہرہ فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ بھائی کریم بخش کیوں کھڑے ہو مسلمان آپس میں بھائی بھائی ہیں وہ ان صاحب کے برابر میں بیٹھنے

کا ارشاد فرمایا وہ بیٹھ گئے مگر ان صاحب کے غصے کی یہ کیفیت تھی کہ جیسے سانپ پھنکاریں مارتا ہے ان سے برداشت نہ ہوا اور اٹھ کر چلے گئے اور پھر کبھی نہ آئے ایک عرصہ اعلیٰ حضرت رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا اب فلاں صاحب تشریف نہیں لاتے پھر خود ہی فرمایا میں بھی ایسے مغرور و متکبر شخص سے ملنا نہیں چاہتا۔

۲۴۔ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمتہ اللہ علیہ کی اعلیٰ کردار کا ایک پہلو یہ بھی ہے کہ کبھی مال و دولت اقتدار و اختیار عزت و شہرت جاہ و حشمت و منصب کی طرف توجہ نہ فرمائی بلکہ امراء روٴسا صاحب منصب و اقتدار کی خوشنودی و خوشامد سے بھی اجتناب فرمایا چنانچہ ایک بار ریاست نانپارہ ضلع برائچ کے نواب کی مدح میں کئی شعراء نے قصائد لکھے کچھ لوگوں نے اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمتہ اللہ علیہ سے بھی عرض کی گئی کہ نواب نانپورہ کے لئے بھی کوئی قصیدہ تحریر فرمائیں چنانچہ آپ رحمتہ اللہ علیہ نے اس کے جواب میں ایک نعت شریف لکھی۔ جس کے مقطع میں برجستہ نانپارہ کی بندش انتہائی لطیف اشارہ میں ادا فرمائی۔

ارشاد فرمایا:

کروں مدح اہل دوں رضا پڑے اس بلا میں میری بلا
میں گدا ہوں اپنے کریم کا میرا دین پارہ نان نہیں

یعنی فرماتے ہیں کہ میں اہل ثروت کی مدح سرائی کیوں کروں میں تو اپنے کریم آقا ﷺ کے در کا فقیر ہوں میرا دین نان پارہ یعنی روٹی کا ٹکڑا نہیں ہے یعنی میں دنیا کے تاجداروں کے ہاتھ بکنے والا نہیں ہوں۔

۲۵۔ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمتہ اللہ علیہ کے کردار کی عظمت و بلندی کی ایک جھلک آپ رحمتہ اللہ علیہ کے اس وصف سے بھی ظاہر ہوتی ہے کہ آپ اللہ کے لئے محبت اور اللہ ہی کے لئے نفرت رکھتے تھے۔ نہ کسی کی تعریف کی حاجت تھی نہ

اس کی مخالفت و ملامت کا خوف تھا۔ آپ رحمتہ اللہ علیہ کبھی اپنی ذات کیلئے کسی سے
بدلہ نہ لیتے تھے بلکہ کوئی آپ کو معاذ اللہ گالیاں بھی لکھ کر بھیجتا تو آپ رحمتہ اللہ علیہ
صرف معاف فرما دیتے بلکہ اس کی ہدایت کے لئے دعا فرماتے۔ چنانچہ اسی قسم
گالیوں سے بھرا خط کسی نے آپ رحمتہ اللہ علیہ کو بھیجا خلیفہ اعلیٰ حضرت مولانا ظفر
الدین بہاری فرماتے ہیں کہ میں نے چند سطریں پڑھ کر اس کو علیحدہ رکھ دیا غرض
کہ کسی وہابی نے اپنی شرارت کا ثبوت دیا ہے ایک مرید نے اس خط کو اٹھا لیا اور پڑھنے
لگے خط پڑھ کر ان کو بہت رنج پہنچا اس وقت تو خاموش رہے لیکن جب اعلیٰ حضرت
رحمتہ اللہ علیہ مغرب کی نماز کے بعد مکان تشریف لے جانے لگے تو حضرت کو روک کر
عرض کی اس وقت جو خط میں نے پڑھا کسی بدتمیز نے نہایت ہی کمینہ پن کو راہ دی ہے
اس میں گالیاں لکھ کر بھیجی ہیں میری رائے ہے کہ ان پر مقدمہ کیا جائے اور قرار واقعی
سزا دلوائی جائے تا کہ دوسروں کے لئے ذریعہ عبرت و نصیحت ہو ورنہ دوسروں کو بھی
ایسی جرأت ہوگی۔ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمتہ اللہ علیہ یہ سن کر اندر تشریف لے
گئے اور دس پندرہ خطوط دست مبارک میں لئے باہر تشریف لائے اور فرمایا ان کو
پڑھیئے ہم لوگوں کو خیال ہوا کہ شاید اسی قسم کے گالی نامے ہونگے جن کے پڑھوانے
سے یہ مقصود ہوگا کہ اس قسم کے خط کوئی نئی بات نہیں بلکہ زمانے سے آرہے ہیں میں
اس کا عادی ہوں مگر خط پڑھتے جاتے تھے اور ان صاحب کا چہرہ خوشی سے دمکتا جاتا تھا
آخر جب سب خط پڑھ چکے تو اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمتہ اللہ علیہ نے ان سے
فرمایا کہ پہلے ان تعریف کا پل باندھنے والوں کو انعام واکرام جاگیر وعطیات سے ..
مال کر دیجئے پھر گالی دینے والوں کو سزا دلوانے کی فکر کیجئے۔ ان صاحب نے اپنی مجبور و
معذوری ظاہر کی اور کہا کہ جی تو یہی چاہتا ہے کہ ان سب کو اتنا انعام واکرام دیا جائے
کہ نہ صرف ان کو بلکہ ان کے پشتہا پشت کلو کافی ہو مگر میری وسعت سے باہر

۔ آپ رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا۔ "جب آپ مخلص کو نفع نہیں پہنچا سکتے تو مخالف کو ان بھی نہ پہنچایئے۔

اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمتہ اللہ علیہ کی حیات طیبہ کے لئے شمار واقعات جو آپ کی سیرت و کردار عادات و اطوار کے مختلف گوشوں پر روشنی ڈالتے ہیں مگر سب کو احاطہ قلم میں لانا ممکن نہیں البتہ آپ رحمتہ اللہ علیہ کی کچھ مزید عادات و ت قارئین کی دلچسپی کے لئے پیش خدمت ہیں۔

۲۶۔ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمتہ اللہ علیہ کبھی قیمتی لباس، قیمتی عباء قیمتی مہ وغیرہ استعمال نہیں فرماتے تھے۔ نہ ہی خاص مشائخی نہ انداز، خانقاہ، چلہ حلقہ وغیرہ دام کا جمع آپ کے اطراف رہتا تھا۔ آپ رحمتہ اللہ علیہ کی سبک خرامی کا یہ حال تھا بھی چلنے میں پائے مبارک کی چاپ سنائی نہ دیتی تھی۔

آپ رحمتہ اللہ علیہ انتہائی سادہ غذا استعمال فرماتے زیادہ سے زیادہ ایک لہ بکری کا بغیر مرچ کا شوربہ اور ایک یا ڈیڑھ بسکٹ سوجی کا اور اس میں بھی بسا اوقات ہ ہوتا رہتا تھا۔ گاؤ تکیہ بھی استعمال فرمایا پھر کمر میں درد رہنے لگا تو گاؤ تکیہ استعمال رمایا، ایک پاؤں دوسرے پاؤں کے زانو پر رکھ کر بیٹھنے کو سخت ناپسند فرماتے۔ ذکر یلاد میں از ابتداء تا انتہا ادباً دو زانو تشریف فرما رہتے اور یوں ہی وعظ فرماتے چار نچ گھنٹے مسلسل دو زانو ہی تشریف فرما رہتے۔ پان کثرت سے استعمال فرماتے مگر خیر عمر شریف میں پان چھوڑ دیا تھا۔ البتہ بوقت وعظ و مجلس میلاد بالکل پان استعمال نہ رماتے۔ کبھی آواز کے ساتھ نہ ہنسے نہ ہی جماہی آنے پر آواز نکلنے دیتے بلکہ جماہی آنے پر دانتوں میں انگلی داب لیتے۔ لوہے کے قلم سے اجتناب کرتے خط بنواتے وقت اپنا کنگھا اور شیشہ استعمال فرماتے چلتے ہوئے نگاہیں اکثر نیچی رکھا کرتے کبھی کبھی سامنے بھی دیکھ لیا کرتے۔ آپ رحمتہ اللہ علیہ کے استراحت کا انداز بھی سب

ے منقول ہے کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کبھی پیر پھیلا کر نہ سوتے تھے بلکہ داہنی کروٹ لیٹ کر
ونوں ہاتھوں کو ملا کر سر کے نیچے رکھ لیتے اور پاؤں مبارک سمیٹ لیتے اس طرح جسم
ے لفظ ''محمد'' بن جاتا (ﷺ) یعنی سر مبارک ''میم'' کہنیاں ''ح'' کمر ''میم'' اور
وں ''دال'' بن کر نام پاک کا نقشہ بن جاتا۔

گویا آپ بشکل نام اقدس ''محمد'' ﷺ سویا کرتے تھے۔

یہی نہیں بلکہ آپ رحمۃ اللہ علیہ سوتے وقت شہادت کی انگلی کو انگوٹھے پر رکھ لیتے کہ دائرہ بن جائے اور انگلیوں سے لفظ ''اللہ'' بن جائے یعنی سب سے چھوٹی انگلی ''الف'' برابر کی انگلیاں ''لام'' اور شہادت کی انگلی اور انگوٹھا ''ہ'' بن جاتا یوں دیکھنے میں انگلیاں اسم مبارک ''اللہ'' کو ظاہر کر رہی ہوتیں۔

باوجود یہ کہ بے حد حار مزاج تھے (خون میں گرمی تھی) مگر سخت سے سخت گرمی میں بھی ہمیشہ عمامہ اور انگوٹھے کے ساتھ نماز با جماعت ادا فرماتے۔ نماز کی احتیاط وہ بھی جماعت کے ساتھ سفر میں بھی نہ چھوڑتے کیونکہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی تحقیق کے مطابق چلتی ریل میں نماز درست نہیں نماز کے لئے استقرار اعلٰی الارض حتی الامکان ضروری ہے چنانچہ روانگی سے قبل ہی جس گاڑی سے سفر کرنا ہوتا اور جس سے واپسی کا مقصد ہوتا۔ پانچوں نمازوں کا وقت جس سٹیشن پر شروع ہوتا اور جس جس سٹیشن تک رہتا ان جگہوں پر نقشی اوقات دے دیا جاتا اور وقتوں کے نام لکھ دیئے جاتے اس لئے ضروری تھا کہ ٹائم ٹیبل منگوا کر گاڑیوں کے رکنے کے اوقات معلوم کئے جاتے پھر علم ہیئت کے قواعد کے مطابق ان جگہوں کا طول عرض معلوم کر کے نماز کے اوقات نکالے جاتے جب اس طرح پورا اطمینان ہو جاتا کہ اس سفر میں سب نمازیں با جماعت وقت پر ادا ہو سکیں گی تب سفر کا مقصد فرماتے اور اسی مقررہ نقشہ کے مطابق ایک دو سٹیشن پہلے سے وضو وغیرہ کر کے سب تیار رہتے اور جب وہ سٹیشن آتا جہاں

از کا وقت لکھا ہے جماعت کھڑی ہو جاتی۔ الغرض آپ رحمتہ اللہ علیہ سفر و حضر صحت
بالت ہر حال میں نماز با جماعت ادا فرمایا کرتے اور اس پر سختی سے عامل تھے۔ حتیٰ کہ
رکسی گاڑی سے سفر کرنے میں اوقات نماز سٹیشن پر نہیں ملتا تو اس گاڑی پر سفر نہیں
رتے۔ دوسری گاڑی اختیار فرماتے یا نماز با جماعت کے لئے سٹیشن پر اتر جاتے ا
س گاڑی کو چھوڑ دیتے اور نماز با جماعت ادا کرنے کے بعد جو گاڑی ملتی اس سے
یہ سفر پورا فرماتے۔

اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمتہ اللہ علیہ اکرام کے تمام کام داہنے ہاتھ سے
نجام دیتے اگر کسی شخص کو کوئی چیز دیتے اور وہ بایاں ہاتھ بڑھاتا تو فوراً دست مبارک
وک لیتے اور فرماتے داہنے ہاتھ میں لیں بائیں ہاتھ میں شیطان لیتا ہے۔ حتیٰ کہ بس
اللہ شریف کے اعداد بھی داہنی طرف سے لکھنا شروع فرماتے ورنہ عام طریقہ تو یہ
کہ پہلے ۲ پھر ۸ پھر لے تحریر فرماتے۔ عمامہ مبارکہ باندھتے وقت بھی داہنی طرف
حاظ رکھتے یعنی داہنا دست مبارک پیشانی پر ہر پیچ کی گرفت کرتا اور بایاں دست
عمامہ کی گردش داہنی طرف ہوتی عمامہ کا شملہ بھی سیدھے شانہ پر رہتا۔ الغرض بنی پاک
کرنے اور استنجا فرمانے کے سوا حضور اعلیٰ حضرت کے ہر فعل کی ابتداء دائیں جانب
سے ہی ہوتی۔



اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ اس دار فانی میں

آخری ایام

اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمتہ اللہ علیہ ان مقربین بارگاہ خداوندی میں سے ہیں جو اپنی حیات ظاہری کے آخری ایام باوجود ضعف وعلالت نقاہت وناتوانی اتباع شرع وتقویٰ کے اتنے ہی پابند ہوتے ہیں جتنا اپنی صحت وتندرستی طاقت وجوانی کے زمانے میں آپ رحمتہ اللہ علیہ کی حیات ظاہری کا آخری رمضان المبارک تشریف لایا تو مئی وجون کا انتہائی گرم موسم تھا ضعف وناتوانی' علالت ونقاہت وناتوانی کے سبب روزہ رکھنا بے حد دشوار بلکہ استطاعت سے باہر تھا حالانکہ اس حالت میں شریعت نے آپ کو رخصت دی تھی کہ روزہ نہ رکھیں مگر شریعت کی اتباع اور فرائض و واجبات سے دلبستگی کا یہ عالم تھا کہ اس حالت میں شرعی رخصت سے فائدہ اٹھانا گوارا نہ کیا اور ''جذبہ رہنمائی کرتا ہے'' کے مصداق خود ہی یہ صورت نکالی کہ کوہ بھوالی ضلع نینی تال میں چونکہ اس وقت سردی ہے اور وہاں جا کر روزہ رکھنا اتنا دشوار نہیں اور وہاں جا نا میری استطاعت میں ہے لہٰذا مجھ پر روزہ فرض ہے چنانچہ آپ رحمتہ اللہ علیہ وہاں تشریف لے گئے اور رمضان المبارک کے روزے رکھے۔

کوہ بھوالی کے دوران قیام ہی آپ رحمتہ اللہ علیہ کو درد پہلو کا شدید دورہ پڑا جس کے سبب ضعف وعلالت نے شدت اختیار کر لی اوائل محرم ۱۳۴۰ھ تک آپ وہیں قیام فرما رہے ہیں۔ پھر ۱۴ محرم الحرام ۱۳۴۰ھ کو واپس تشریف لائے چونکہ آپ

تہ اللہ علیہ کی علالت و واپسی کی اطلاع ہر طرف پہنچ چلی تھی لہذا اطراف و اکناف
مسلمان عیادت و بیعت کی غرض سے آنا شروع ہو گئے' خلفاء تلامذہ' علماء و مشائخ
قافلے اترنے لگے ان مجالس میں اعلیٰ حضرت رحمتہ اللہ علیہ اکثر اوقات مواعظ و
ئح فرماتے۔ ذکر شاہ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم فرماتے خصوصیت کے ساتھ خود اپنے لئے اور
م مسلمانوں کے لئے ایمان پر خاتمہ کی دعا فرماتے۔ خشیت وتضریع کا یہ عالم ہوتا
حاضرین مجلس کی روتے روتے ہچکیاں بندھ جاتیں آپ رحمتہ اللہ علیہ اکثر یہ
اتے کہ جس کا ایمان پر خاتمہ ہو گیا اس نے سب کچھ پالیا اور کبھی فرماتے اگر بخش
ے تو اس کا فضل ہے اور نہ بخشے تو اس کا عدل ہے الغرض ان آخری ایام میں ہونے
مجالس میں پند و نصائح کے انمول موتی وزواہر جواہر لٹاتے جاتے اور خوش نصیب
ن بھر بھر کر سمیٹتے۔ عارفین اپنے نور بصیرت و فراست سے وہ کچھ دیکھتے ہیں جو عام
ے ممکن نہیں چنانچہ حضرت مولانا شاہ محمد عارف اللہ قادری لکھتے ہیں۔

''میرے والد ماجد (حضرت مولانا شاہ محمد حبیب اللہ قادری) فرماتے تھے
شیخ المشائخ حضرت اشرفی میاں کچھوچھوی صاحب نے میرے والد ماجد کو اعلیٰ
رت رحمتہ اللہ علیہ کے وصال سے دو تین ماہ قبل ہی بتا دیا تھا کہ اب وقت وصال
یب ہے جو کچھ لینا ہے حاصل کر لو چنانچہ میرے والد ماجد وصال سے کئی ماہ قبل
یلی شریف تشریف لے گئے اور وقت وصال تک وہیں رہے۔

کلمات وصایا

اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمتہ اللہ علیہ اپنے پیر و مرشد اعلیٰ حضرت سیدنا
اہ آل رسول صاحب قادری برکاتی مارہری قدس سرہ العزیز کا ہر سال ہی عرس

بارک اہتمام وانتظام سے فرمایا کرتے چنانچہ کوہ بھوالی سے واپس تشریف لانے پر یہ
تقریب منائی گئی۔ اعلیٰ حضرت رحمتہ اللہ علیہ کی حیات ظاہری کی آخری تقریب تھی
جس میں آپ رحمتہ اللہ علیہ نے بطور وصایا ایمان افروز کلمات ارشاد فرمائے۔

آپ رحمتہ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا۔ پیارے بھائیو! لا ادری مابقائی فیکم مجھے
نہیں معلوم میں کتنے دن تمہارے درمیان ٹھہروں؟ تین ہی وقت ہوتے ہیں بچپن'
جوانی' بڑھاپا' بچپن گیا جوانی آئی' جوانی گئی بڑھاپا آیا اب کون سا چوتھا وقت آنے والا
ہے جس کا انتظار کیا جائے؟ ایک موت ہی باقی ہے اللہ قادر ہے کہ ایسی ہزار مجلس عطا
فرمائے اور آپ سب لوگ ہوں' میں ہوں اور میں آپ لوگوں کو سناتا رہوں مگر بظاہر
اب اس کی امید نہیں اس وقت میں آپ لوگوں کو دو وصیتیں کرنا چاہتا ہوں۔ ایک تو اللہ
و رسول جلا جلالہ و الی اللہ علیہ وسلم کی اور دوسری خود میری۔ تم مصطفیٰ ﷺ کی بھولی
بھیڑیں ہو' بھیڑیئے تمہارے چاروں طرف ہیں' یہ چاہتے ہیں کہ تمہیں بہکاویں'
تمہیں فتنے میں ڈال دیں' تمہیں اپنے ساتھ جہنم میں لے جائیں۔ ان سے بچو' دور
بھاگو' دیوبندی ہوئے' رافضی ہوئے' نیچری ہوئے' قادیانی ہوئے' چکرالوی ہوئے
غرض کتنے ہی فرقے ہوئے اور ان سب سے نئے اب گاندھوی ہوئے جنہوں نے
ان سب کو اپنے اندر لے لیا۔ یہ سب بھیڑیئے ہیں تمہارے ایمان کی تاک میں ہیں
ان کے حملوں سے اپنے ایمان کو بچاؤ۔

حضور اقدس ﷺ رب العزت جل جلالہ کے نور ہیں۔ حضور سے صحابہ
روشن ہوئے' صحابہ سے تابعین روشن ہوئے۔ تابعین سے تبع تابعین روشن ہوئے' ان
سے آئمہ مجتہدین روشن ہوئے ان سے ہم روشن ہوئے اب ہم تم سے کہتے ہیں یہ نور
ہم سے لے لو۔ تمہیں اس کی ضرورت ہے کہ تم ہم سے روشن ہو وہ نور یہ ہے کہ اللہ و
رسول کی سچی محبت' ان کی تعظیم ان کے دوستوں کی خدمت اور ان کی تکریم اور ان کے

نوں سے سچی عداوت۔ جس سے اللہ و رسول کی شان میں ادنیٰ توہین پاؤ پھر وہ
ہارا کیسا ہی پیارا کیوں نہ ہو فوراً اس سے جدا ہو جاؤ۔ جس کو بارگاہ رسالت میں ذرہ
ں گستاخ دیکھو پھر وہ تمہارا کیسا ہی بزرگ معظم کیوں نہ ہو اپنے اندر سے اسے دودھ
سے مکھی کی طرح نکال کر پھینک دو میں ہمیشہ تمہیں یہی بتاتا رہا اور اس وقت بھی یہی
ض کرتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ ضرور اپنے دین کی حمایت کے لئے کسی بندہ کو کھڑا کر دے گا
ر نہیں معلوم میرے بعد جو آئے گا وہ تمہیں کیا بتائے اور تم کیا سمجھ لو؟ اس لئے ان
وں کو خوب سن لو! اب میں قبر سے اٹھ کر تمہارے پاس بتانے نہیں آؤں گا۔ جس
نے اسے سنا اور مانا۔ قیامت کے دن اس کے لئے نور و نجات ہے اور جس نے نہ ما
س کے لئے ظلمت و ہلاکت۔ یہ تو خدا اور رسول جل جلالہ وصلی اللہ علیہ وسلم کی وصیت ہے جو
یہاں موجود ہیں سنیں اور مانیں اور جو یہاں موجود نہیں ہیں تو حاضرین پر فرض ہے کہ
ئبین کو اس سے آگاہ کر دیں۔ اور دوسری میری وصیت ہے آپ حضرات نے کبھی
جھے کسی قسم کی تکلیف نہیں پہنچنے دی' میرے کام آپ لوگوں نے خود کئے' مجھے نہ کرنے
یئے' اللہ تعالیٰ آپ سب صاحبوں کو جزائے خیر دے۔ مجھے آپ صاحبوں سے امید
ہے کہ قبر میں بھی اپنی جانب سے کسی قسم کی تکلیف کے باعث نہ ہوں گے۔ میں نے
ام اہل سنت سے اپنے حقوق لوجہ اللہ معاف کر دیئے ہیں آپ لوگوں سے دست
رست عرض ہے کہ مجھ سے جو کچھ آپ کے حقوق میں فروگزاشت ہوئی ہو وہ سب
عاف کر دیں اور حاضرین پر فرض ہے کہ جو حضرات یہاں موجود نہیں ان سے میری
طرف سے معافی کرالیں۔

مجلس کے اختتام کے وقت اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ
تعالیٰ کے فضل اور اس کے کرم سے اس گھر سے فتویٰ نکلتے نوے برس سے زائد ہو
گئے۔ میرے دادا صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے مدت العمر یہ کام کیا جب وہ تشریف لے

ئے۔ تو اپنی جگہ میرے والد ماجد قدس سرہ العزیز کو چھوڑا۔ میں نے چودہ سال کی عمر
میں ان سے یہ کام لے لیا تھا۔ چند روز بعد امامت بھی اپنے ذمہ کر لی۔ غرض کہ میں
نے اپنی مفری میں کوئی باران پر نہ رہنے دیا۔ جب انہوں نے رحلت فرمائی تو مجھے
چھوڑا اور اب میں تم تین کو چھوڑتا ہوں۔ تم (حضرت حجۃ الاسلام) ہو مصطفیٰ رضا ہیں
تمہارا بھائی حسنین ہے سب مل کر کام کرو گے تو خدا کے فضل سے کر سکو گے اللہ تمہاری
مدد فرمائے گا۔

اس کے بعد آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے پسماندگان کے حق میں دین کی
خدمت اور علم کی زیادتی کی دعا فرمائی۔ اے اللہ! تو ان ناتواں ہاتھوں کی لاج رکھ
لے جو ہمیشہ تیرے ہی آگے پھیلے ہیں۔

یہ مبارک کلمات وصایا حاضرین پر اس قدر اثر انداز ہوئے کہ لوگ زارو
قطار بلک بلک کر رونے لگے۔

وصال شریف کی پیشگی خبریں

ا۔ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے چھ سال قبل ہی اپنے وصال
شریف کی تاریخ مکتوبات شریف میں محفوظ کر دی تھی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت
مولانا وصی احمد سواتی محدث دہلوی کے یوم وصال کی خبر دیتے ہوئے یہ آیت کریمہ
تحریر فرمائی۔

۱۳۴۰ھ

مذکورہ بالا آیت کریمہ کے اعداد کا شمار با قاعدہ ابجد ۱۳۴۰ھ ہوتا ہے اس
آیت کریمہ سے آپ رحمۃ اللہ علیہ نے وکو الگ فرما دیا۔ ورنہ اصل میں آیت اس

رح ہے۔

جس کے اعداد ۱۳۴۰ھ بنتے ہیں۔

یعنی مقصد یہ کہ آیت کریمہ واؤ۔ چھوڑ کر پڑھنے سے محدث صاحب کے وصال کی تاریخ نکلتی ہے اور واؤ شامل کر لینے سے اعلیٰ حضرت رحمتہ اللہ علیہ کی تاریخ وصال نکلتی ہے چنانچہ آپ رحمتہ اللہ علیہ نے حضرت محدث سواتی رحمتہ اللہ علیہ کے وصال کی تاریخ کو ظاہر فرما دیا جبکہ اپنی تاریخ وصال پوشیدہ رکھی۔ ملک العلماء علامہ محمد ظفر الدین بہاری رحمتہ اللہ علیہ فرماتا ہے کہ حضرت محدث سواتی رحمتہ اللہ علیہ کے وصال کے بعد جب میں اعلیٰ حضرت رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا تو آپ رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا۔ میں نے حضرت محدث صاحب کی تاریخ وفات آیت کریمہ سے پائی جس سے ان کا مرتبہ بھی معلوم ہوتا ہے اس کے بعد اعلیٰ حضرت رحمتہ اللہ علیہ نے آیت کریمہ تلاوت فرمائی۔

یطاف علیهم بانية من فضة و اكواب

یا

اس وقت میں نے آیت کریمہ کے امداد جوڑے تو ۱۳۳۴ھ نکلے لیکن میرے دل میں ایک کھٹک تھی جس کو کہنے کی ہمت نہ ہوتی تھی لیکن اعلیٰ حضرت رحمتہ اللہ علیہ نے اس پر مطلع ہو کر فرمایا' کیا کچھ کہنا چاہتے ہیں؟ اتنا اشارہ پا کر میں نے عرض کیا: آیت کریمہ ویطاف ہے (جو اعلیٰ حضرت تلاوت فرمائی وہ و کے بغیر تھی) اس پر آپ رحمتہ اللہ علیہ نے تبسم فرمایا اور ارشاد ہوا کہ پوری آیت اس بندہ خدا کی تاریخ ہو گی جس کا اس کا انتقال ۶ سال بعد ۱۳۴۰ھ میں ہو گا۔ اس وقت میرا ذہن آپ رحمتہ اللہ علیہ کی طرف نہ گیا' لیکن جب حضور رحمتہ اللہ علیہ کا وصال ۱۳۴۰ھ میں ہوا معاً خیال آیا کہ اعلیٰ حضرت نے اس دن اپنی ہی طرف اشارہ فرمایا تھا مگر میں سمجھ نہ سکا

ا۔ یعنی اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ نے اپنے وصال شریف کی پیشگی خبر وہ بھی ۶ سال پ
ے دی تھی۔

۲۔ بنیرہ حضرت محدث سواتی رحمتہ اللہ علیہ مولانا قاری احمد صاحب کا بیا
ہے کہ اعلیٰ حضرت رحمتہ اللہ علیہ کے وصال شریف کے بعد جب اعلیٰ حضرت رحمتہ ا
یہ کو غسل دینے کے لئے بستر سے اٹھایا گیا تو سرہانے سے ایک کاغذ برآمد ہوا جس
ورۃ الدھر کی یہ آیت کریمہ تحریر تھی۔

ویطاف علیهم بانية من فضة واكواب

ترجمہ: نیچے لکھا ہوا تھا اگر اس آیت کو واؤ سمیت پڑھا جائے تو میر
نتقال کی تاریخ نکلتی ہے اور اگر بغیر واؤ کے پڑھیں تو حضرت مولانا شاہ وصی احمد سوا
حمتہ اللہ علیہ کے انتقال کی تاریخ نکلتی ہے۔ خیال رہے کہ حضرت محدث سواتی رحمت
للہ کا انتقال اعلیٰ حضرت رحمتہ اللہ علیہ کے وصال سے ۶ سال قبل ۱۳۳۴ھ میں ہوا تھا۔

۳۔ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمتہ اللہ علیہ نے جس جمعتہ المبارک کو
وصال فرمایا۔ اس سے پہلے والے جمعہ کو مسجد میں حاضری کے وقت صاف ارشاد فرمای
کہ آج کرسی پر حاضری ہوئی ہے آئندہ جمعہ چارپائی پر ہوگا۔

۴۔ وصال سے قبل شب جمعرات دیکھا کہ آپ رحمتہ اللہ علیہ کی زوجہ محترمہ
حاضر خدمت ہیں آپ رحمتہ اللہ علیہ نے ان سے ارشاد فرمایا کیوں بیٹھی ہو؟ جاؤ آرام
کرو۔ عرض کیا حضور اس خیال سے کہ شاید کچھ ضرورت ہو تو حضور کو تکلیف نہ ہو۔ تو
فرمایا نہیں جاؤ آرام کرو پھر فرمایا آج وہ رات نہیں جو تمہارا خیال ہے۔

۵۔ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمتہ اللہ علیہ کی منجھلی صاحبزادی مرحومہ
تقریباً تین سال سے سخت علیل تھیں جب اعلیٰ حضرت رحمتہ اللہ علیہ رمضان شریف
میں کوہ بھوالی میں قیام فرماتے تھے تو آپ رحمتہ اللہ علیہ کی یہ صاحبزادی مرحومہ علاج کی

غرض سے نینی تال میں مقیم تھیں جب آپ رحمتہ اللہ علیہ نینی تال تشریف لائے تو صاحبزادی نے اپنے مرض کی شدت بیان کی اور کیفیت عرض کی آپ رحمت اللہ علیہ نے بوقت واپسی ارشاد فرمایا کہ ان کا انشاء اللہ تعالیٰ تمہارا داغ نہ دیکھوں گا چنانچہ ایسا ہی ہوا اور اعلیٰ حضرت رحمتہ اللہ علیہ کے وصال فرمانے کے صرف ۲۷ روز بعد آپ کا بھی انتقال ہو گیا۔ یعنی اعلیٰ حضرت رحمتہ اللہ علیہ نے پیشگی ہی اپنی صاحبزادی کے انتقال سے پہلے اپنے وصال کی خبر ارشاد فرمادی تھی۔

۶۔ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمتہ اللہ علیہ کی وصال ہی آپ کے برادر زادہ مولوی حکیم حاجی محمد حسنین رضا خان قادری برکاتی نوری آپ رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے پھر نبض دیکھی تو نبض نہ ملی یہ دیکھ کر سخت پریشان ہو گئے اور چہرے کا رنگ متغیر ہو گیا آپ رحمتہ اللہ علیہ نے استفسار فرمایا نبض کا کیا حال ہے تو عرض کی کچھ نہیں ضعف کے سبب نہیں ملتی آپ رحمتہ اللہ علیہ نے دریافت فرمایا آج کیا دن ہے؟ عرض کی بدھ ہے ارشاد فرمایا' جمعہ پرسوں ہے۔

یعنی آپ رحمتہ اللہ علیہ نے پیشگی جمعہ کے روز اپنے وصال کی خبر دے دی۔

۷۔ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمتہ اللہ علیہ کے ایک عقیدت مند جناب چودھری عبدالحمید خاں صاحب مصنف کنز الاخرۃ اعلیٰ حضرت رحمتہ اللہ علیہ کی عیادت کے لئے تشریف لائے آپ رحمتہ اللہ علیہ کی کیفیت مرض دیکھ کر مرض کی حکیم عابد علی خان صاحب کوثر سیتاپور کے ایک پرانے تجربہ کار طبیب ہیں۔ صحیح العقیدہ سنی اور فقیر دوست ہیں میرے خیال سے انہیں بلا لیا جائے یہ سن کر اعلیٰ حضرت رحمتہ اللہ علیہ۔ نے ارشاد فرمایا انسان آخر وقت تک تدبیر نہیں چھوڑتا اور یہ نہیں سمجھتا کہ اب تدبیر کا وقت نہیں رہا۔

گویا آپ رحمتہ اللہ علیہ نے پیشگی ہی فرما دیا کہ یہ مرض الموت ہے اور

صال قریب ہے۔

اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کا وصایا شریف

اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمتہ اللہ علیہ نے ۲۵ صفر المظفر ۱۳۴۰ھ برو
جمعہ ۱۲ بج کر ۲۱ منٹ یہ مبارک وصایا قلمبند کروایا اور آخر میں حمد' درود شریف و دستخ
مبارک وغیرہ خود دست اقدس سے تحریر فرمائے۔ آپ رحمتہ اللہ علیہ نے اپنے متعلقین
ومعتقدین ومجتہدین وسیر اندگان کو وصیت کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

۱۔ شروع نزع کے قریب کارڈ لفافے روپیہ پیسے کوئی تصویر اس دالان میں
نہ رہے، جب یا حائض نہ آنے پائے' کتا مکان میں نہ آئے۔

۲۔ سورہ یٰسین وسورہ رعد بآواز بلند پڑھی جائیں۔ کلمہ طیبہ سینہ پر دم آنے
تک متواتر بآواز بلند پڑھا جائے۔ کوئی چلا کر بات نہ کرے' کوئی رونے والا بچہ مکان
میں نہ آئے۔

۳۔ بعد قبض روح فوراً نرم ہاتھوں سے آنکھیں بند کر دی جائیں۔

۴۔ بسم اللہ وعلی ملۃ رسول اللہ کہہ کر نزع میں نہایت سرد پانی ممکن ہو تو برف
کا پلایا جائے۔ ہاتھ پاؤں وہی پڑھ کر سیدھے کر دیئے جائیں پھر املا کوئی نہ روئے
وقت نزع میرے اور اپنے لئے دعائے خیر مانگتے رہو۔

۵۔ کوئی کلمہ برا زبان سے نہ نکلے کہ فرشتے آمین کہتے ہیں۔ جنازہ اٹھتے
وقت خبردار کوئی آواز نہ نکلے۔

۶۔ غسل وغیرہ سب مطابق سنت ہو۔ حامد رضا خان وہ دعائیں کہ فتاویٰ
میں لکھی ہیں خوب ازبر کر لیں تو وہ نماز پڑھائیں ورنہ مولوی امجد علی۔

۷۔ جنازہ میں بلاوجہ شرعی تاخیر نہ ہو۔

۸۔ جنازہ کے آگے آگے پڑھیں ''تم یہ کروڑوں درود'' اور ''ذریعہ بعد

یہ''

۹۔ خبردار کوئی شعر میری روح کا نہ پڑھا جائے' جو ہیں قبر پر۔

۱۰۔ قبر میں بہت آہستگی سے اتاریں۔ دہنی کروٹ پر وہی دعا پڑھ کر لٹائیں'

نرم مٹی کا پشتارہ بنادیں۔

۱۱۔ جب تک قبر تیار ہو' سبحان اللہ' والحمدللہ ولا الہ الا اللہ واللہ اکبر اللھم ثبت

ت ھذا بالقول الثابت بجاہ بنت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پڑھتے رہیں۔

۱۲۔ اناج قبر پر نہ لے جائیں یہیں تقسیم کردیں وہاں بہت غل ہوتا ہے اور

وں کی بے حرمتی۔

۱۳۔ بعد تیاری قبر سرہانے الم تا مفلحون۔ پائنتی آمن الرسول تا آخر سورہ

یں۔

۱۴۔ سات بار باآواز بلند حامد رضا خان اذان کہیں' پھر سب واپس آئیں

ملقن میرے مواجہہ میں کھڑے ہو کر تین بار تلقین کریں' پیچھے ہٹ کر پھر اعزہ احبا

لے جائیں اور ڈیڑھ گھنٹہ میرے مواجہہ میں درود شریف ایسی آواز سے پڑھتے رہیں

ہ میں سنوں۔ پھر مجھے ارحم الراحمین کے سپرد کر کے چلے آئیں اور اگر تکلیف گوارہ

سکے تو تین شبانہ روز کامل پیرے کے ساتھ دو عزیز یا دوست مورمنہ میں قرآن

ریف و درود شریف ایسی آواز سے بلاوقفہ پڑھتے رہیں کہ اللہ چاہے تو اس نئے

کان میں دل لگ جائے۔

۱۵۔ کفن پر کوئی دوشالا یا قیمتی چیز یا شامیانہ نہ ہو' کوئی بات خلاف سنت نہ

و۔

۱۶۔ فاتحہ کے کھانے میں اغنیا کو کچھ نہ دیا جائے' صرف فقراء کو دیں اور
بھی اعزاز و خاطر داری کے ساتھ' نہ کہ جھڑک کر' غرض کوئی بات خلاف سنت نہ ہو۔

۱۷۔ اعزا سے اگر بلب خاطر ممکن ہو فاتحہ ہفتہ میں دو تین باران اشیاء
بھی کچھ بھیج دیا کریں۔

دودھ کا برف آئس کریم اگر چہ بھینس کا ہو۔ مرغ بریانی' مرغ پلاؤ' خو
بکری کا' شامی کباب' پراٹھے' بالائی' میزی' اردکی پھریری دال مع ادرک ولواز
گوشت بکری کچوریاں' سیب کا رس' انار کا رس' سوڈے کی بوتل' دودھ کا برف (آئس
کریم)

اگر روزانہ ایک چیز ہو تو یوں کرلو یا جیسے مناسب جانو مگر بطیب خاطر میرے
لکھنے پر مجبور نہ ہو۔

۱۸۔ رضا حسین' حسنین اور تم سب محبت و اتفاق سے رہو حتی الامکان اتباع
شریعت نہ چھوڑو' اور میرا دین و مذہب جو میری کتب سے ظاہر ہے۔ اس پر مضبوطی
سے قائم رہنا ہر فرض سے اہم فرض ہے اللہ تعالیٰ توفیق بخشے۔ والسلام

• دستخط فقیر احمد رضا قادری غفرلہ بقلم خود بحالت صحت حواس .... دستخط
فرمانے کے بعد

آپ رحمتہ اللہ علیہ نے اس کے بعد خود اپنے دست اقدس سے حمد و درود
شریف کے کلمات تحریر فرمائے۔

اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ کے دست اقدس کی آخری تحریر

اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمتہ اللہ علیہ نے اپنے وصال سے تقریباً دو گھنٹہ

سترہ منٹ قبل تجہیز و تکفین و تدفین اور ضروری باتوں پر مبنی وصایا شریف قلمبند فرمایا ا
آخر میں خود اپنے دست اقدس سے دستخط مبارک اور حمد و درود شریف کے کلمات تح
فرمائے۔ بطور تبرک دست اقدس کی آخری تحریر پیش خدمت ہے۔

**واللّٰہ شہید ولہ الحمد وصلی اللّٰہ تعالٰی و بارک وسلم علیٰ
شفیع المذنبین والہ الطیبین وصحبہ المکرمین وابنہ و حزبہ الیٰ اب
الابدین آمین والحمد للّٰہ رب العالمین ۔**

''وصال مبارک''

اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے ۲۵ صفر المظفر ۱۳۴۰ھ بمطابق
۲۸ اکتوبر ۱۹۲۱ھ کو جمعۃ المبارک کے روز دو بجکر ۳۸ منٹ پر عین اذان جمعہ میں جب
ادھر حی الفلاح کی پکار سنی ادھر آپ رحمۃ اللہ علیہ نے داعی اجل کو لبیک کہا۔ مولا
حسنین رضا خان صاحب فرماتے ہیں کہ۔

اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے پہلے وصیت مبارک قلمبن
کروائی پھر اس پر عمل کروایا وصال شریف کے تمام امور گھڑی دیکھ کر ٹھیک وقت پ
ارشاد ہوتے رہے جب دو بجنے میں ۴ منٹ باقی تھے تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے وقت
دریافت فرمایا عرض کی گئی کہ ایک بج کر چھپن منٹ ہو رہے ہیں فرمایا گھڑی کھلی سامنے
رکھ دو۔ یکا یک ارشاد فرمایا کہ تصاویر ہٹا دو۔ حاضرین کے دل میں خیال آیا کہ یہاں
تصاویر کا کیا کام؟ یہ خیال آنا تھا کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے خود ہی ارشاد فرمایا یہی کارڈ
لفافہ روپیہ پیسہ پھر کچھ وقفے کے بعد مولانا محمد حامد رضا خان صاحب سے ارشاد فرمایا
وضو کر آؤ قرآن عظیم لاؤ۔ پھر مصطفیٰ رضا خان سے ارشاد فرمایا سورۃ یٰسین شریف اور

ورعد شریف تلاوت کرو۔

چنانچہ دونوں سورتیں تلاوت کی گئیں آپ رحمتہ اللہ علیہ نے حضور قلب سے سماعت فرمائیں جس آیت میں اشتباہ ہوا یا سننے میں پوری نہ آئی خود تلاوت فرمائی۔ سفر کی دعائیں جن کا چلتے وقت پڑھنا مسنون باہتمام معمول سے زائد پڑھیں پھر کلمہ طیبہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ (ﷺ) مکمل پڑھا۔ جب دم سینہ پر آیا اور ہونٹوں کی حرکت و ذکر و انفاس کا ختم ہوتا تھا کہ چہرہ مبارک پر ایک نورانی عکس چمکا جس میں جنبش تھی جس طرح آئینہ میں سورج کا عکس جنبش کرتا ہے۔ اس نورانی عکس کے غائب ہوتے ہی روح پرفتوح جسم اطہر سے پرواز کر گئی۔

انا

مولانا حسنین رضا خان صاحب مزید فرماتے ہیں کہ ۲۵ صفر ۱۳۴۰ھ کو ٹھیک نماز جمعہ کے وقت مجھے اس بات کا مشاہدہ ہوا کہ محبوبان خدا بڑی خوشی سے جان دیتے ہیں۔ جان کنی کا دور سخت ترین وقت ہے لوگوں کے چہروں پر وحشت چھا جاتی ہے ورنہ کم از کم شکن پڑ جاتی ہے اور کیوں نہ ہو یہ جسم و روح جیسے دو پرانے دوستوں کے فریق کی گھڑی ہے مگر اعلیٰ حضرت رحمتہ اللہ علیہ کے چہرہ مبارک پر میں نے بجائے کلفت کے بیرت دیکھی۔ آپ وصال محبوب کی پہلے سے بشارت پا چکے تھے۔ وصال محبوب کا وقت قریب آ گیا ہے عزیز و اقارب گرد و پیش حاضر ہیں مگر آپ کسی کی طرف نظر بھر کر نہیں دیکھتے۔ یقیناً آپ ایسی ذات سے عنقریب ملا چاہتے ہیں جو آپ کو سب پیاروں سے کہیں زیادہ پیاری اور محبوب حقیقی ہے۔

خود اسی زمانے میں آپ رحمتہ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا تھا جنہیں سرکار ﷺ ایک جھلک دکھا دیتے ہیں وہ شوق دیدار میں ایسے جاتے ہیں کہ جانا معلوم بھی نہیں ہوتا۔

"غسل و تکفین شریف کے مراحل"

اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کے غسل شریف میں علماء وحفاظ
سادات کرام نے شرکت کی سعادت پائی۔ حضرت صدر الشریعہ مولانا امجد علی اعظمی
علیہ الرحمہ نے غسل شریف دیا اور جناب حافظ امیر حسن صاحب مراد آبادی نے
دی۔ خلیفہ اعلیٰ حضرت مولانا سید سلیمان اشرف پروفیسر مسلم یونیورسٹی علی گڑھ، حضرت
مولانا محمد رضا خان، مولانا حسنین رضا خان، جناب سید محمود جان، سید ممتاز علی صاحب
دیگر حضرات پانی دینے میں مددگار رہے۔ مولانا مصطفیٰ رضا خان علاوہ دیگر خدمات
غسل کے وصیت نامہ کی دعائیں بھی یاد کراتے رہے۔

حجۃ الاسلام مولانا حامد رضا خان علیہ الرحمہ نے مواضع سجود پر کافور لگ
۔ حضرت صدر الافاضل استاد العلماء مولانا سید نعیم الدین مراد آبادی علیہ الرحمہ
کفن شریف بچھایا جب وصیت راستے بھر نعت خواں "تم پہ کروڑوں درود" پڑھ
رہے۔

جنازہ مبارکہ میں لوگوں کی اس قدر کثرت تھی کہ عیدگاہ کے وسیع وعریض
میدان میں نماز جنازہ پڑھائی گئی جس میں دور دراز و قرب و جوار کے ہزارو
مسلمانوں نے شرکت کی۔

اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ کی بارگاہ رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں حاضر

۲۵ صفر ۱۳۴۰ھ روز جمعہ ۲ بج کر ۳۸ منٹ پر بریلی شریف میں جب ا
حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے سفر آخرت فرمایا عین اسی وقت بیت المقد

ایک شامی بزرگ نے خواب میں دیکھا کہ حضور سید عالم ﷺ تشریف فرما ہیں اور
ابہ کرام علیہم الرضوان حاضر دربار اقدس ہیں مجلس پر سکوت طاری ہے یوں محسوس
تا ہے جیسے کسی کے آنے کا انتظار ہے۔ شامی بزرگ نے بارگاہ اقدس ﷺ میں
ض کی۔

فداك ابی و امی میرے ماں باپ آپ پر قربان کس کا انتظار ہے؟ سید
لم ﷺ نے ارشاد فرمایا احمد رضا کا انتظار ہے۔ وہ پھر عرض گزار ہوئے احمد رضا کون
ں آپ ﷺ نے فرمایا ''ہندوستان میں بریلی کے باشندے ہیں۔ وہ شامی بزرگ
ب بیدار ہوئے تو انہوں نے تحقیق کی کہ احمد رضا کون ہیں جو مقبول بارگاہ رسالت
ں۔ معلوم ہوا کہ اعلیٰ حضرت احمد رضا ہندوستان کے بڑے ہی جلیل القدر عالم ہیں
ر اب تک بقید حیات ہیں پھر وہ شامی بزرگ اس مقبول بارگاہ سے شوق ملاقات میں
ندوستان کی طرف چل پڑے جب بریلی پہنچے تو انہیں بتایا گیا کہ آپ جس عاشق
سول کی ملاقات کے شوق میں تشریف لائے ہیں وہ ۲۵ صفر ۱۳۴۰ھ کو اس دار فانی
سے روانہ ہو چکا ہے۔

اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کا مزار مبارک

چاندنی پھیلی ہوئی ہے اور قمر پردے میں ہے

اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمتہ اللہ علیہ کا مزار پر انوار شہر بریلی شریف محلّہ
سوداگران میں قائم دارالعلوم منظر سلام کے شمالی جانب موجود انوار و تجلیات فیوض و
برکات لٹا رہا ہے اطراف واکناف سے عوام و خواص علماء، وخطباء، صوفیا، مشائخ اس کی
زیارت سے فیضیاب ہوتے ہیں اور برکات و تجلیات سے اپنا حصہ پاتے ہیں۔

اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ مخالفین کی نظر میں

ا۔ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمتہ اللہ علیہ کے وصال کی خبر جب مولانا
فضل مولانا نعیم الدین مرادآبادی رحمتہ اللہ علیہ تک پہنچی تو آپ نے فوراً طلبہ کے ایک
گروہ کو مامور کیا کہ وہ شہر میں اعلان کردے کہ ''اعلیٰ حضرت قدس سرہ نے آج نماز
جمعہ کے وقت وصال فرمایا کل تدفین ہوگی جو صاحب شریک ہونا چاہئیں وہ بریلی چلیں
... طلباء کا یہ گروہ جب اعلان کرتا ہوا شاہی مسجد مرادآباد کے قریب پہنچا تو اعلان کی
آواز سن کر ایک وہابی جو اپنے مدرسہ میں صدر مدرس تھا طالب علم سے کہا دیکھو کیا
اعلان ہو رہا ہے۔ طالب علم گیا اور واپس آ کر خوشی خوشی بتانے لگا کہ خان صاحب
بریلوی ختم ہو گئے۔ اس پر وہ عقیدہ سخت کٹر وہابی برافروختہ ہو گیا کہنے لگا یہ مسلمانوں
کے خوش ہونے کی بات ہے یا خون کے آنسو رونے کی بات ہے۔ مولانا احمد رضا سے
مخالفت ہماری اپنی جگہ ہے مگر ہمیں ان کی ذات پر بڑا ناز تھا غیر مسلموں سے ہم آج
تک بڑے فخر کے ساتھ یہ کہہ سکتے تھے کہ ''دنیا بھر کے علوم اگر ایک ذات میں جمع ہو
سکتے ہیں تو وہ مسلمان ہی کی ذات ہو سکتی ہے دیکھ لو! ہم میں ایک ایسی شخصیت مولوی
احمد رضا خان کی موجود ہے جو دنیا بھر کے علوم میں یکساں مہارت رکھتی ہے۔ ہائے
افسوس! کہ آج ان کے دم کے ساتھ ہمارا یہ فخر بھی ختم ہو گیا۔

۲۔ مولوی اشرف تھانوی کو بریلی سے ان کے کسی مرید نے اعلیٰ حضرت
رحمتہ اللہ علیہ کے وصال پر مسرت کا خط بھیجا تو مولوی اشرف علی نے انا للہ..... الخ پڑھا
وہاں موجود کسی نے مولوی اشرف علی سے کہا کہ احمد رضا نے آپ کی تکفیر کی اور آپ
ان کی موت پر انا للہ..... الخ پڑھتے ہیں! مولوی اشرف علی نے جواب دیا کہ ''وہ عشق
رسول مقبول میں ڈوبے ہوئے تھے اور بڑے عالم تھے انہوں نے جو کچھ میری نسبت

شامی بزرگ نے میرے اصرار پر بتایا کہ سنو!

میں سید عالم ﷺ کے دربار مقدس میں حاضر ہوا' صحابہ کرام علیہم الرضوان اور بزرگان دین رحمتہ اللہ علیہم کو حاضر پایا' مولانا احمد رضا خان بھی حاضر تھے۔ سید عالم ﷺ نے ان کی طرف دیکھ کر ارشاد فرمایا' احمد رضا وعظ کہو'

شامی بزرگ نے فرمایا بتاؤ اس شخص کے مرتبہ کا کوئی ٹھکانہ ہے کیا اب بھی اس کو برا کہو گے؟ بیرسٹر صاحب کہتے ہیں کہ اس دن سے میں نے ان کو برا کہنا چھوڑ دیا۔

۴۔ حضرت مولانا حشمت علی لکھنوی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ میں نے خود دیکھا کہ وہابی استادوں کے سامنے جب فقہ یا حدیث کا کوئی بڑا مسئلہ آ جاتا تو حضور اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمتہ اللہ علیہ کے رسائل مبارکہ کی طرف رجوع کر کے انہیں میں دیکھ دیکھ کر اپنی مشکلات آسان کراتے۔ ایک مرتبہ میں نے کہا کہ آپ لوگوں کے کہنے کے مطابق تو یہ حضرت بدعتیوں کے سردار ہیں اور دیوبندی عالموں کو کافر کہتے ہیں پھر آپ ایک ایسے شخص کی کتابیں کس لئے دیکھتے ہیں تو انہوں نے جواب دیا کہ اس شخص میں صرف اتنا ہی عیب ہے کہ ہمارے اکابر کو کافر کہتا ہے ورنہ فقہ وحدیث وغیرہا تمام علوم دینیہ میں ہندوستان بھر کے اندر اس کے برابر اور اس کے جوڑ کا کوئی شخص نہیں۔ ہم لوگ اگرچہ اس شخص کے مخالف ہیں پھر بھی اس شخص کے علمی دلائل وتحقیقات کے محتاج ہیں۔

۵۔ حضرت مولانا محمد شاہ خان صاحب بیان فرماتے ہیں کہ "ایک دن تین طالب علم نئے آئے اور اعلیٰ حضرت رحمتہ اللہ علیہ سے پڑھنے کا ارادہ ظاہر کیا میں نے پوچھا کہ آپ لوگ کہاں سے آئے ہیں اس سے پہلے کہاں پڑھتے تھے؟ وہ لوگ بولے دیوبند میں پڑھتے تھے وہاں سے گنگوہ گئے اس کے بعد یہاں آئے ہیں میں

لکھا وہ اپنی جگہ صحیح تھا اگر میں ان کی جگہ ہوتا اور وہ میری جگہ ہوتے اور میری عبارت کا
جو مطلب انہوں نے سمجھا اور اس کی بناء پر میری تکفیر کی۔ اگر ان کے قلم سے یہ الفاظ
سرزد ہوتے تو میں بھی اس مطلب کی بناء پر جو انہوں نے سمجھا ان کی تکفیر ہی کرتا۔

۴۔ نواب وحید احمد خان وکیل سکھر پاکستان رقمطراز ہیں۔

''جب میں الٰہ آباد ہائیکورٹ میں وکالت کرتا تھا تو علی گڑھ کے ایک بیرسٹر
بھی میرے بنگلہ کے قریب ہی رہتے تھے پکے کانگریسی اور عقائد میں مذبذب اور اعلیٰ
حضرت سے کس قدر مخالف رکھتے۔

ایک شامی بزرگ کی اکثر کرامتیں ظاہر ہوتی رہتی تھیں ایک مرتبہ بیرسٹر
صاحب کسی مریض کے پاس موجود تھے وہ شامی بزرگ بھی وہاں موجود تھے حکیم
صاحب نے مریض کی نبض دیکھی اور نسخہ تجویز کر دیا شامی صاحب کے دریافت کرنے
پر حکیم صاحب نے بتایا کہ اس کو کوئی خاص مرض نہیں ہے دو چار دن میں درست ہو
جائے گا شامی صاحب نے مسکرا کر کہا کہ حکیم صاحب اس مریض کا علاج نہ کریں
کیونکہ یہ پرسوں مر جائے گا اور آپ کی بدنامی ہوگی حکیم صاحب حیرت زدہ ہو کر کہنے
لگے کہ شامی صاحب یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں یہ مریض تو بالکل اچھا ہے شامی صاحب
نے فرمایا آپ کو اختیار ہے مگر اس کی زندگی کا چراغ پرسوں گل ہو جائے گا۔ بیرسٹر
صاحب بھی بغور سن رہے تھے۔ بہر حال تیسرے روز شامی بزرگ کے مطابق اس
شخص کا انتقال ہو گیا۔ بیرسٹر صاحب بھی شامی بزرگ کی بزرگی و کرامات کے قائل ہو
گئے۔ اعلیٰ حضرت کے وصال کو تین سال کا عرصہ گزرا تھا کہ ایک دن کانگریس کے
مخالفین کا ذکر چھڑا تو بیرسٹر صاحب نے اعلیٰ حضرت کو برا بھلا کہنا شروع کر دیا۔ شامی
بزرگ وہاں موجود تھے انہوں نے فوراً روک دیا اور کہا خبردار اس شخص کو برا نہ کہنا تم انکا
مرتبہ کیا جانو۔ بیرسٹر صاحب کہتے ہیں کہ میں نے تفصیل سے بتانے پر اصرار کیا تو

نے کہا میرے خیال میں یہ بات نہیں آتی کہ آپ لوگوں نے دیوبند یا گنگوہ میں بریلی کی تعریف سنی ہو اور اس وجہ سے یہاں کے مشتاق ہو کر تشریف لائے ہوں۔ وہ بولے آپ ٹھیک کہتے ہیں اختلاف مذہب اختلاف خیال کی وجہ سے اکثر تو بریلی کی برائی ہوا کرتی تھی مگر ٹیپ کا بند یہ ضرور ہوتا ہے کہ ''قلم کا بادشاہ ہے'' جس مسئلہ پر قلم اٹھا دیا پھر کسی کی مجال نہیں کہ ان کے خلاف کچھ لکھ سکے'' یہی دیوبند میں سنا اور یہی گنگوہ میں بھی۔ تو ہم لوگوں کے دلوں میں شوق و ذوق ہوا کہ وہیں چل کر علم حاصل کرنا چاہئے جن کے مخالفین بھی علم و فضل کی گواہی دیتے ہیں۔ والفضل ماشھدت بہ الاعداء۔

اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ کی بارگاہ رسالت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم میں مقبولیت

۱۔ دارالعلوم اشرفیہ ضلع اعظم گڑھ قصبہ مبارک پور کے عظیم المرتبت محدث حافظ ملت حضرت مولانا عبدالعزیز صاحب بیان فرماتے ہیں کہ زمانہ طالب علمی میں نہ صرف حضرت صدر الشریعہ قبلہ علیہ الرحمہ کی کفش برداری کا شرف حاصل رہا بلکہ اس مبارک زمانہ میں اکثر علماء مشائخ اور بزرگان دین کی زیارت بھی میسر آتی تھی چنانچہ انہیں بزرگوں میں حضرت دیوان سید آل رسول صاحب سجادہ نشین آستانہ عالیہ خواجہ غریب نواز رحمتہ اللہ علیہ کے ماموں صاحب قبلہ دہلوی رحمتہ اللہ علیہ ہیں جو بڑے بلند پایہ بزرگ تھے۔ موصوف کی خدمت میں میری حاضری ہوا کرتی تھی۔ ایک دن حضرت موصوف نے بیان فرمایا کہ ماہ ربیع الثانی ۱۳۴۰ھ میں ایک شامی بزرگ بیت المقدس دہلی تشریف لائے ان کی آمد کی خبر پا کر میں نے پہلے ملاقات کی۔ بڑی شان وشوکت کے بزرگ تھے طبیعت میں بڑا ہی استغناء تھا مسلمان ان شامی بزرگ کی بھی خدمت کرنا چاہتے تھے نذرانے پیش کرنے مگر وہ قبول نہیں کرتے تھے اور

رماتے تھے کہ بفضلہ تعالیٰ میں فارغ البال ہوں مجھے روپے پیسے کی ضرورت نہیں۔
ن کے اس استغناء اور طویل سفر سے تعجب ہوا۔ عرض کیا حضرت یہاں ہندوستان میں
شریف لانے کا سبب کیا ہے؟ فرمایا مقصد تو بڑا ازریں تھا لیکن حاصل نہ ہوا اس کا
سوس ہے۔ واقعہ یہ ہے کہ ۲۵ صفر ۱۳۴۰ھ کو میری قسمت بیدار ہوئی خواب میں نبی
کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی زیارت نصیب ہوئی دیکھا کہ حضور ﷺ تشریف فرما ہیں
حابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین حاضر دربار ہیں لیکن مجلس پر سکوت طاری
ے قرینہ سے معلوم ہوتا تھا کہ کسی کا انتظار ہے میں نے بارگاہ رسالت ﷺ میں عرض
کیا فداک ابی وامی کس کا انتظار ہے؟ ارشاد فرمایا ''احمد رضا کا انتظار ہے'' میں نے
رض کیا احمد رضا کون ہیں؟ فرمایا ہندوستان میں بریلی کے باشندے ہیں۔ بیداری
کے بعد میں نے تحقیق کی معلوم ہوا مولانا احمد رضا خان صاحب بڑے ہی جلیل القدر
الم ہیں اور بقید حیات ہیں۔ مجھے مولانا کی ملاقات کا شوق ہوا' میں ہندوستان آیا
ریلی پہنچا معلوم ہوا کہ ان کا انتقال ہو گیا اور وہی ۲۵ صفر ان کی تاریخ وصال تھی میں
نے یہ طویل سفر صرف ان کی ملاقات کے لئے ہی کیا تھا لیکن افسوس کہ ملاقات نہ ہو
کی۔ یعنی جس روز اعلیٰ حضرت کا وصال ہوا اسی روز ان شامی بزرگ نے خواب میں
سید عالم ﷺ کو یہ فرماتے سنا۔

ہمیں احمد رضا کا انتظار ہے

۲۔ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کی بارگاہ رسالت ﷺ میں
مقبولیت کا اندازہ اس واقعہ سے بھی بخوبی لگایا جا سکتا ہے۔ مولوی سید شاہ جعفر میاں
صاحب خطیب جامع مسجد کپورتھلہ نے اپنے والد صاحب کے عرس پر یہ واقعہ بیان

فرمایا کہ جب اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمتہ اللہ علیہ زیارت نبوی ﷺ کے لئے دوسری مرتبہ مدینہ طیبہ حاضر ہوئے تو شوق دیدار میں روضہ شریف کے مواجہہ میں درود شریف پڑھتے رہے اور انہیں یہ یقین تھا کہ سرکار ابد قرار ﷺ ضرور کرم فرمائیں گے اور بالمواجہہ زیارت سے سرفراز فرما کر عزت افزائی فرمائیں گے لیکن پہلی شب ایسا نہ ہو تو رنجیدہ خاطر ہو کر ایک غزل لکھی جس کا مطلع یہ ہے۔

وہ سوئے لالہ زار پھرتے ہیں
تیسرے دن اے بہار پھرتے ہیں

اس غزل کے مقطع میں اسی کی طرف اشارہ کیا فرماتے ہیں۔

کوئی کیوں پوچھے تیری بات رضا
تجھ سے کتے ہزار پھرتے ہیں

یہ غزل مواجہہ شریف میں عرض کر کے انتظار میں مؤدب بیٹھے ہوئے تھے کہ قسمت جاگ اٹھی اور چشمان سر سے حالت بیداری میں زیارت حضور اقدس ﷺ سے مشرف ہوئے۔

اور کیوں نہ کہ حدیث شریف میں ہے۔

انما الاعمال بالنیات وانمل لك امری مانوی

اور چونکہ یہ سفر آپ رحمتہ اللہ علیہ نے خاص زیارت حضور اقدس ﷺ کے لئے فرمایا تھا تو ''جیسی نیت ویسی برکت'' کے مصداق ویسا ہی ہوا۔

۳۔ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمتہ اللہ علیہ نے سید عالم ﷺ کے سید و سردار ہونے پر ایک رسالہ مایہ ناز تحریر فرمایا جس کا نام مبارک ''تجلی الیقین بان نبینا سید المرسلین'' رکھا۔ اس رسالہ کی تصنیف سے قبل آپ رحمتہ اللہ علیہ نے ایک خواب ملاحظہ فرمایا جس کے بارے میں آپ تحریر فرماتے ہیں کہ نہ اس (رسالہ کی تصنیف) سے کچھ

پہلے مصنف نے خواب دیکھا کہ اپنے مکان کے پھاٹک کے آگے شارع عام پر کھڑا ہوں اور بہت دیر بطور (کانچ) کا ایک فانوس ہاتھ میں ہے میں اسے روشن کرنا چاہتا ہوں دو شخص داہنے بائیں کھڑے ہیں وہ پھونک مار کے بجھا دیتے ہیں۔ اتنے میں مسجد کی طرف سے حضور سید المرسلین ﷺ تشریف فرما ہوئے' واللہ العظیم۔ حضور اقدس ﷺ کو دیکھتے ہی وہ دونوں مخالف ایسے غائب ہو گئے کہ معلوم نہیں آسمان کھا گیا یا زمین میں سما گئے۔ حضور پرنور علمائے بیکساں مولائے دل و جاں ﷺ اس سگ بارگاہ (اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ) کے پاس تشریف لائے اور اتنے قرب رونق افروز ہوئے کہ شاید ایک بالشت یا کم کا فاصلہ ہو اور بکمال برحمت ارشاد فرمایا "پھونک مار اللہ روشن کردے گا" مصنف نے پھونکا وہ نور عظیم پیا ہوا کہ سارا فانوس اس سے بھر گیا۔ والحمد للہ رب العالمین۔

سید عالم ﷺ کا اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمتہ اللہ علیہ کو اس بشارت عظمیٰ سے نوازنا اس بات کی نشاندہی کر رہا ہے کہ اعلیٰ حضرت رحمتہ اللہ علیہ مقبول بارگاہ رسالت ﷺ ہیں یقیناً اس بشارت عظمیٰ سے کیوں نہ ہوتے کہ عاشقان رسول بارگاہ رسالت ﷺ سے یونہی نوازے جاتے ہیں۔

۴۔ عارف باللہ شیخ وقت حضرت شیر محمد میاں صاحب شرقپوری قدس سرہ العزیز نے ایک رات خواب میں حضور غوث الاعظم دستگیر رضی اللہ عنہ کی زیارت کی سعادت پائی آپ نے حضور غوث اعظم سے عرض کی حضور اس وقت دنیا میں آپ کا نائب کون ہے؟ ارشاد فرمایا بریلی میں احمد رضا' چنانچہ جب حضرت شیر محمد رحمتہ اللہ علیہ بیدار ہوئے تو بریلی شریف کا قصد فرمایا اور اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمتہ اللہ علیہ کی زیارت و ملاقات فرمائی۔ پھر جب آپ رحمتہ اللہ علیہ بریلوی سے واپس ہوئے تو ارشاد فرماتے ہیں کہ میں نے دیکھا کہ ایک پردہ کے پیچھے سے سرور عالم ﷺ بتاتے

ہیں اوراحمد رضابولتے ہیں۔

اس بات میں کوئی شک نہیں کہ اب علماء والنقباء کے خواب برحق ہوا کرتے ہیں اور مذکورہ بالا واقعہ ایسی عظیم الشان اور مشہور روزگار شخصیت کا بیان کردہ ہے جن کی کرامت و بزرگی صداقت و دیانت کا ایک عالم گواہ ہے۔ الغرض مذکورہ بالا واقعہ بھی اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمتہ اللہ علیہ کی بارگاہ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم میں مقبولیت کا ایک مضبوط گواہ ہے۔

اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی کے تصوف کے بارے میں ملفوظات

ا۔ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمتہ اللہ نے مرشد کامل کی شرائط بیان فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا بیعت اس شخص سے کرنا چاہئے جس میں یہ چار باتیں ہوں۔ ورنہ بیعت جائز نہ ہوگی۔

اول: سنی صحیح العقیدہ ہو۔

دوم: کم از کم اتنا علم ضروری ہو کہ بلا کسی امداد کے اپنی ضروریات کے مسائل کتاب سے خود نکال سکے۔

سوم: اس کا سلسلہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم تک متصل ہو کہیں منقطع نہ ہو۔

چہارم: فاسق معلق نہ ہو۔

۲۔ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمتہ اللہ نے بیعت کی حقیقت سے متعلق ارشاد فرمایا۔ لوگ بیعت بطور رسم ہوتے ہیں بیعت کے معنیٰ نہیں جانتے' بیعت اسے کہتے ہیں کہ حضرت یحییٰ منیری رحمتہ اللہ علیہ کے ایک مرید دریا میں ڈوب رہے تھے حضرت خضر علیہ السلام ظاہر ہوئے اور فرمایا اپنا ہاتھ مجھے دے کر تجھے نکال دوں۔ان

کے مرید نے عرض کی یہ ہاتھ حضرت یحییٰ منیری کے ہاتھ میں دے چکا ہوں اب دوسروں کو نہ دوں گا۔ حضرت خضر علیہ السلام غائب ہو گئے اور حضرت یحییٰ منیری ظاہر ہوئے اور ان کو نکال لیا۔

۳۔ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ فنانی الشیخ کے بارے میں ارشاد فرماتے ہیں خلوت (یعنی تنہائی) میں آوازوں سے دور' رو بہ مکان شیخ (یعنی مرشد کے گھر کی طرف منہ کر کے) اور وصل ہو گیا ہو تو' جس طرف مزار شیخ ہو ادھر متوجہ بیٹھے۔ محض خاموش با ادب بکمال خشوع و خضوع' صورت شیخ کا تصور کرے اور اپنے آپ کو ان کے حضور جانے اور یہ خیال جمائے کہ سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے انوار و فیض' شیخ کے قلب پر فائض ہو رہے ہیں اور میرا قلب' قلب شیخ کے نیچے بحالت دریوزہ گری (یعنی گداگری) میں لگا ہوا ہے اور اس میں سے انوار و فیوض ابل ابل کر میرے دل میں آ رہے ہیں۔ اس تصور کو بڑھائے یہاں تک کہ جم جائے اور تکلف کی حاجت نہ رہے۔ اس کی انتہا پر' صورت شیخ (یعنی پیر و مرشد کا چہرہ مبارک) خود متمثل ہو کر مرید کے ساتھ رہے گی اور انشاء اللہ عزوجل (اللہ و رسول عزوجل وصلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عطا سے) ہر کام میں مدد کرے گی اور اس راہ میں جو مشکل اسے پیش آئے گی اس کا حل بتائے گی۔

۴۔ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ تبدیلی بیعت کے حوالہ سے ارشاد فرماتے ہیں تبدیل بیعت بلا وجہ شرعی ممنوع ہے اور تجدید جائز بلکہ مستحب ہے۔

۵۔ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ بیعت اور طلب کے بارے میں فرماتے ہیں کہ بیعت کے معنیٰ ہیں پورے طور سے بکنا اور طالب ہونے میں صرف طلب فیض ہے۔

۶۔ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ سے فنافی الشیخ کا مرتبہ حاصل ہونے کے حوالے سے ارشاد فرماتے ہیں کہ یہ خیال رکھے کہ میرا شیخ میرے سامنے

ہے اور اپنے قلب کو اس کے قلب کے نیچے تصور کر کے اس طرح سمجھے کہ سرکار رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فیوض و انوار قلب شیخ پر فائز ہوتے ہیں اور اس سے چھلک کر میرے دل میں آ رہے ہیں پھر کچھ عرصہ کے بعد یہ حالت ہو جائے گی کہ شجر و حجر، در و دیوار پر شیخ کی صورت صاف نظر آئے گی یہاں تک کہ نماز میں بھی جدا نہ ہوگی اور ہر حال اپنے ساتھ پائے گا۔

۷۔ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمتہ اللہ علیہ مجاہدہ کے معنی ارشاد فرماتے ہیں کہ سارا مجاہدہ اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے جمع فرما دیا ہے۔

''جو اپنے رب کے حضور کھڑے ہونے سے ڈرے اور نفس کو خواہش سے روکے تو بے شک جنت ہی ٹھکانہ ہے'' یہی جہاد اکبر ہے۔ اور صدق نیت کے ساتھ مشغول مجاہدہ ہو تو امداد الٰہی ضرور کارفرما ہوتی ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

''جو لوگ ہماری راہ میں مجاہدہ کریں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہم ضرور انہیں اپنے راستے دکھا دینگے''

۷۔ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمتہ اللہ علیہ سے جب مجذوب کی پہچان پوچھی گئی تو آپ رحمتہ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا ''سچے مجذوب کی پہچان یہ ہے کہ شریعت مطہرہ کا کبھی مقابلہ نہ کرے گا۔

۸۔ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمتہ اللہ علیہ نے پیر کامل کی ضرورت و اہمیت پر روشنی ڈالتے ہوئے فرمایا ''فلاح انسان کے لئے بے شک مرشد خاص کی جماعت ہے اور وہ بھی شیخ ایکال کی'' شیخ اتصال اس کے لئے کافی نہیں اور اس کے ہاتھ پر بھی ہو جت ارادت ہو بیعت برکت یہاں میں نہیں آگے فرماتے ہیں اور ہر راہ کی دشواریاں باریکیاں گھاٹیاں جدا ہیں جن کو نہ یہ خود سمجھے گا نہ کتاب بتائے گی اور وہ پرانا دشمن مکار پرفن ابلیس لعین ہر وقت ساتھ ہے اگر بتانے والا' آنکھیں' کھولنے

... پھر فرماتے ہیں: اگر یہ نہ ہو تو خدا جانے کس کھو دے گرائے کس گھ

شریعت کے راستے گمراہی سے نہ سلوک درکنار معاذ اللہ ایمان تک ہاتھ سے جائے ....

آگے فرماتے ہیں غالب یہی ہے کہ بے پیر اس راہ کا چلنے والا ان آفتوں میں گرفتار

ہو جاتا ہے اور اگر شیطان اسے بے راعی کی بھیڑ پا کر نوالہ کر لیتا ہے..... عدو لعین

دشمن ایمان ہے وقت و موقع کا منتظر ہے وہ کرشمہ دکھاتا ہے جن سے عقائد ایمانی

حروف آتا ہے پھر آگے قرآن کریم کی آیت کریمہ بطور دلیل تحریر فرمائی۔

اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اس کی طرف وسیلہ تلاش کرو اور اس کی راہ میں

جہاد کرو اس امید پر کہ فلاح پاؤ(۳۵/۵)

پھر اس کی وضاحت کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں ''یہاں سے ظاہر ہے

کہ رب عزوجل نے فلاح وسیلہ پر موقوف کہ اس کو اس پر مرتب فرمایا تو ثابت ہوا کہ یہاں

بے پیر فلاح نہ پائے گا' اور جب فلاح نہ پائے گا خاسر ہو گا تو حزب اللہ سے نہ ہو

حزب الشیطان سے ہوگا کہ رب عزوجل فرماتا ہے۔

سن لو سنتا ہے شیطان ہی کا گروہ خاسر ہے(۱۹/۵۸)

سنتا ہے اللہ ہی کا گروہ فلاح والا ہے۔(۲۲/۵۸)

''تو دوسرا جملہ ہی ثابت ہوا کہ بے پیرے کا پیر شیطان ہے''

۹۔ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ شریعت و طریقت کے تعلق کے

حوالے سے ارشاد فرماتے ہیں کہ شریعت منبع ہے اور طریقت اس میں سے نکلا ہوا ایک

دریا ہے۔ عموماً کسی منبع یعنی پانی نکلنے کی جگہ سے اگر دریا بہتا ہو تو اسے زمینوں کو سیراب

کرنے میں منبع کی حاجت نہیں ہوتی لیکن شریعت وہ منبع ہے کہ اس سے نکلے ہوئے

دریا یعنی طریقت کو ہر آن اس کی حاجت ہے۔

اگر شریعت کے منبع سے طریقت کے دریا کا تعلق ٹوٹ جائے تو صرف یہی

نہیں کہ آئندہ کے لئے اس میں پانی نہیں آئے گا بلکہ یہ تعلق ٹوٹتے ہی دریائے طریقت فوراً فنا ہو جائے گا۔

۱۰۔ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمتہ اللہ علیہ اپنے پیر کی موجودگی میں کسی دوسرے مرشد کامل کے ہاتھ پر طالب ہونے یعنی کسی دوسرے پیر سے بھی طلب فیض کے بارے میں ارشاد فرماتے ہیں کہ دوسرے جامع شرائط سے طلب فیض میں حرج نہیں اگرچہ وہ کسی سلسلہ مربحہ کا ہو اور اس سے جو فیض حاصل ہو اسے بھی اپنے شیخ ہی کا فیض جانے۔ نیز بزرگان دین سے طالب ہونا اور کرنا تواتر سے ثابت ہے۔

۱۱۔ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمتہ اللہ علیہ طالب اور مرید کا فرق بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ مزید غلام ہے اور طالب وہ کہ غیبت شیخ (یعنی مرشد کی عدم موجودگی) میں بضرورت یا باوجود شیخ کسی مصلحت سے جسے شیخ جانتا ہو یا مرید شیخ غیر شیخ سے استفادہ کرے۔ اسے جو کچھ حاصل ہو وہ بھی فیض شیخ ہی جانے۔ فیض کی تعریف آپ رحمتہ اللہ علیہ نے فرمائی کہ فیض برکات اور نورانیت کا دوسرے پر القا فرمانا ہے۔

۱۲۔ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمتہ اللہ علیہ مجذوب کے حوالے سے ارشاد فرماتے ہیں کہ سچے مجذوب کو اس طرح پہچانا جا سکتا ہے کہ وہ کبھی بھی شریعت مطہرہ کا مقابلہ نہیں کرے گا۔ (جبکہ بظاہر وہ شرعی احکامات پر عمل کرتا نظر نہ آئے) یعنی باوجود ہوش میں یہ ہونے کے اس پر اگر شرعی احکام پیش کئے جائیں تو وہ انہیں رد نہ کرے گا۔

مجذوب خود سلسلہ میں ہوتے ہیں مگر ان کا کوئی سلسلہ نہیں ہوتا ہے پھر ان سے آگے نہیں بولتا۔ یعنی مجذوب اپنے سلسلہ میں منتہی (یعنی کامل) ہوتا ہے اپنا جیسا دوسرا مجذوب پیدا نہیں کر سکتا۔

۱۳۔ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمتہ اللہ علیہ کے بارے میں ارشاد فرماتے ہیں کہ سچے وجد (یعنی بے خودی) کی پہچان یہ ہے کہ فرائض واجبات میں بخل نہ ہو

حضرت سید ابوالحسن احمد نوری علیہ الرحمتہ پر ایسا وجد طاری ہوا کہ تین شب وا قدس اسی حالت میں گزر گئے سید ابوالحسن نوری علیہ الرحمتہ حضرت جنید بغدادی رحمتہ اللہ علیہ کے زمانے کے تھے کسی نے ان سے سید ابوالحسن نوری علیہ الرحمہ سے یہ حالت عرض کی کہ آپ رحمتہ اللہ علیہ نے استفسار فرمایا۔ نماز کا کیا حال ہے؟ عرض کی نماز کے وقت ہوشیار ہو جاتے ہیں اور پھر وہی کیفیت طاری ہو جاتی ہے۔ فرمایا! الحمد للہ عزوجل ان کا وجد سا ہے اس کے بعد اعلیٰ حضرت رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں نماز جب تک باقی ہے کسی وقت معاف نہیں۔ آپ رحمتہ اللہ علیہ سے عرض کی گئی کہ مجلس سماع میں اگر مزامیر نہ ہوں (اور) سماع جائز'' اگر وجد صادق (یعنی سچا) ہے اور حال غالب اور عقل مستور (زائل) اور اس عالم سے اور تو اس پر تو قلم ہی جاری نہیں

کہ سلطان نگیرد خراج از خراب

(یعنی بادشاہ شاہ حال لوگوں سے خراج نہیں لیتا)

اور اگر بہ تکلف وجد کرتا ہے تو تنی اور تکبر یعنی لچکے توڑے کے ساتھ حرام ہے اور بغیر اس کے اگر ریا یا داظہار کے لئے ہے تو جہنم کا مستحق ہے اور اگر صادقین کے ساتھ تشبیہ بہ نیت خالصہ مقصود ہے کہ بنتے بنتے بھی حقیقت بن جاتی ہے تو حسن ومحمود ہے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں۔

من تشبه بقوم فهو منبهم

(ترجمہ) جو کسی قوم سے مشابہت اختیار کرے وہ انہیں میں سے ہے۔

ان لم تکونوا منهم فتشبهوا

ان التشبه بالکرام فلاح

ترجمہ: اگر تم صادقین میں سے نہ ہو تو ان کی مشابہت ہی اختیار کرلو کیونکہ اچھوں کی مشابہت میں کامیابی ہے۔

اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کے ملفوظات مبارک

اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمتہ اللہ علیہ کا شماران نفوس قدسیہ میں ہوتا ہے جو اپنی مبارک زندگی کے شب و روز اعلیٰ عزوجل کی رضا اور اس کے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خوشنودی حاصل کرتے ہیں صرف ہوتے ہیں لہٰذا ان کے اقوال و افعال اعمال حالات شریعت وطریقت کے جامع ہوتے ہیں بالخصوص ان مبارک ہستیوں کے ملفوظات تو نیکیوں میں رغبت اور گناہوں سے نفرت بڑھانے کا بہت بڑا ذریعہ ہوتے ہیں قرآن وحدیث کی باتیں ہوں یا شریعت وطریقت کے احکام واسرار' حلال وحرام کی وضاحت ہو یا اصول وفروعی مسال کی تفصیل حمد باری تعالیٰ کا بیان ہو یا نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی لغت' صحابہ کرام و اہلبیت کے فضائل ہوں یا اولیائے کاملین کے مناقب' سائنسی نظریات ہوں یا تاریخ کے حقائق' علوم وفنون پر تبصرہ ہو یا خواب اس کی تعبیروں کا تذکرہ' حکایات ہوں یا روایات' مشاہدات ہوں یا تجربات الغرض ملفوظات اعلیٰ حضرت عقائد و اعمال' معاملات وعبادات پر مبنی بدعلمی ذخیرہ ایک ایسا مدنی گلدستہ ہے جس میں ایک دو نہیں سو ہزار نہیں بلکہ بے شمار مدنی پھول اپنی خوشبوئیں لئے ہماری زندگیوں کو پر بہار بنائے مہکا رہے ہیں آیئے حصول برأت کے لئے کچھ مدنی پھول اپنے دل کے مدنی گلدستے میں سجاتے ہیں۔

ا۔ سب سے پہلے کیا چیز پیدا فرمائی گئی؟

ارشاد: حدیث میں ارشاد فرمایا (ترجمہ) اے جابر بے شک اللہ سبحانہ تعالیٰ
نے تمام اشیاء سے پہلے تیرے نبی کا نور اپنے نور سے پیدا فرمایا۔

۲۔ دنیا کی ہر چیز سے پہلے کیا چیز پیدا فرمائی گئی؟

ارشاد: رب العزت تبارک وتعالیٰ نے چار روز میں زمین اور دو دن میں
آسمان (بنایا) یک شنبہ تا چہار شنبہ (یعنی اتوار تا بدھ) زمین، و پنجشنبہ (یعنی جمعرات)
وجمعہ آسمان نیز اس جمعہ میں بین العصر والمغرب (یعنی عصر ومغرب کے درمیان)
آدم علیٰ نبینا وعلیھم الصلوٰۃ والسلام کو پیدا فرمایا۔

۳۔ سفر کے لئے کون کون سے دن مخصوص ہیں؟

ارشاد: پنجشنبہ شنبہ دوشنبہ (یعنی جمعرات، ہفتہ اور پیر) حدیث شریف میں
ہے بروز شنبہ (یعنی ہفتہ) قبل طلوع آفتاب جو کسی حاجت کی طلب میں نکلے میں اس
کا ضامن ہوں۔

۴۔ کیا جن و پری بھی مسلمان ہوتے ہیں؟

ارشاد: ہاں (اسی تذکرہ میں فرمایا) ایک پری مشرف بہ اسلام ہوئی اور اکثر
خدمت اقدس صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہوا کرتی تھی۔

ایک بار عرصہ تک حاضر نہ ہوئی جب حاضر ہوئی سبب دریافت فرمایا۔ عرض
کی حضور! میرے ایک عزیز کا ہندوستان میں انتقال ہوگیا تھا وہاں گئی تھی راہ میں میں
نے دیکھا کہ ایک پہاڑ پر ابلیس نماز پڑھ رہا ہے میں نے اس کی یہ نئی بات دیکھ کر کہا کہ
تیرا کام جو نماز سے غافل کر دیا ہے تو خود کیسی نماز پڑھتا ہے؟ اس نے کہا کہ شاید رب
العزت تعالیٰ میری نماز قبول فرمائے اور مجھے بخش دے۔

۵۔ کون سی تین بیماریوں کو برا نہیں جاننا چاہئے؟

ارشاد: حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے حدیث ہے کہ تین بیماریوں کو مکروہ نہ

ہو۔

۱۔زکام۔کہ اس کی وجہ سے بہت کی بیماریوں کی جڑ کٹ جاتی ہے۔

۲۔گنجِ۔کہ اس سے امراض جدیدیہ جذام (یعنی کوڑھ) وغیرہ کا انسداد ہو

تا ہے (یعنی راستہ رک جاتا ہے)

۳۔آشوب چشم: نابینائی (یعنی اندھے پن) کو دفع کرتا ہے۔

۶۔کیا محرم وصفر میں نکاح کرنا منع ہے؟

ارشاد: نکاح کسی مہینے میں منع نہیں۔یہ غلط مشہور ہے۔

۷۔دولھا کا وقت نکاح سہرا باندھا شرعاً کیا حکم رکھتا ہے؟

ارشاد: خالی پھولوں کا سہرا جائز ہے۔

۸۔وہابی کے جنازے کی نماز پڑھنے والے شخص کے لئے کیا حکم ہے؟

ارشاد: وہابی، رافضی، قادیانی وغیرھم کفار مرتدین کے جنازے کی نماز انہیں

یہ (یعنی کافر) جانتے ہوئے پڑھنا کفر ہے۔

۹۔خلافت راشدہ کسے کہتے ہیں اور اس کے مصداق کون کون ہوئے اور

اب کون کون ہوں گے؟

ارشاد: خلافت راشدہ وہ خلافت کہ منہاج نبوت (یعنی نبوی طریقے) پر ہو

جیسے حضرات خلفائے اربعہ (یعنی چار خلفائے کرام حضرت سیدنا صدیق اکبر، حضرت

سیدنا فاروق اعظم، حضرت سیدنا عثمان غنی اور حضرت مولیٰ علی رضی اللہ عنھم) وامام حسن

مجتبیٰ وامیر المومنین عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنھم نے کی اور اب میرے خیال میں ایسی

خلافت راشدہ امام مہدی رضی اللہ عنہ ہی قائم کریں گے۔

۱۰۔وہابیہ کی جماعت چھوڑ کر الگ نماز پڑھ سکتا ہے؟

ارشاد: نہ ان کی نماز نماز ہے نہ ان کی جماعت جماعت۔

۱۱۔ وہابیوں کی بنوائی ہوئی مسجد' مسجد ہے یا نہیں؟

ارشاد: کفار کی مسجد مثل گھر کے ہے۔

۱۲۔ وہابی مؤذن کی اذان کا اعادہ کیا جائے یا نہیں؟

ارشاد: جس طرح ان کی نماز باطل اسی طرح اذان بھی ہاں تعظیماً اللہ کے نام پر جل شانہ اور نام اقدس (یعنی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے نام مبارک) پر درود شریف پڑھے۔

۱۳۔ اولیاء ایک وقت میں چند جگہ حاضر ہونے کی قوت رکھتے ہیں؟

ارشاد: اگر وہ چاہیں تو ایک وقت میں دس ہزار شہروں میں دس ہزار جگہ کی دعوت قبول کر سکتے ہیں۔

۱۴۔ اکثر لوگ بدمذہبوں کے پاس جان بوجھ کر بیٹھتے ہیں ان کے لئے کیا حکم ہے؟

ارشاد: حرام ہے اور بدمذہب ہو جانے کا اندیشہ کامل اور دوستانہ ہو تو دین کے لئے زہر قاتل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔

''انہیں اپنے سے دور کرو اور ان سے دور بھاگو وہ تمہیں گمراہ نہ کر دیں کہیں وہ تمہیں فتنے میں نہ ڈال دیں''

اور اپنے نفس پر اعتماد کرنے والا بڑے کذاب (جھوٹے) پر اعتماد کرتا ہے صحیح حدیث میں فرمایا ''جب دجال نکلے گا کچھ اسے تماشے کے طور پر دیکھنے جائیں گے کہ ہم تو اپنے دین پر مستقیم (یعنی قائم) ہیں ہمیں اس سے کیا نقصان ہوگا؟ وہاں جا کر ویسے ہی ہو جائیں گے حدیث میں ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں حلف سے کہتا ہوں کہ جو جس قوم سے دوستی رکھتا ہے اس کا حشر اسی کے ساتھ ہوگا۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہمارا ایمان اور پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا حلف (یعنی قسم) سے فرمایا۔ دوسری حدیث ہے۔

''جوکافروں سے محبت رکھے گا وہ انہیں میں سے ہے''

۱۵۔ کیا اصحاب کہف کا کتا جنت میں جائے گا؟

ارشاد: اصحاب کہف رضی اللہ عنھم کا کتا بلعم باعود کی شکل بن کر جنت میں جائے گا اور وہ (بلعم باعود) اس کتے کی شکل ہو کر دوزخ میں پڑے گا اسی کو فرمایا گیا۔

ملفوظات ص ۳۶۶

پھر اعلیٰ حضرت رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں اس (اصحاب کہف کے کتے) نے محبوبان خا کا ساتھ دیا اللہ (عزوجل) نے اس کو انسان بنا کر جنت عطا فرمائی اور اس (بلعم باعود) نے محبوبان خدا سے عداوت (یعنی دشمنی) کی۔

۱۶۔ حضور! بعض مرض متعدی (یعنی ایک دوسرے کو لگنے والے) بھی ہوتے ہیں؟

ارشاد: نہیں، حدیث میں ارشاد ہوا لاعدونی (بیماری اڑ کر نہیں لگتی)

۱۷۔ امام ضامن کا جو پیسہ باندھا جاتا ہے اس کی کوئی اصل ہے؟

ارشاد: کچھ نہیں۔

۱۸۔ حضور! تقریب بسم اللہ کی کوئی عمر شرعاً مقرر ہے؟

ارشاد: شرعاً کچھ مقرر نہیں، ہاں مشائخ کرام کے یہاں چار برس چار مہینے چار دن مقرر ہیں۔

۱۹۔ گردے کھانے کا کیا حکم ہے؟

ارشاد: جائز ہے مگر حضور اقدس ﷺ نے پسند نہ فرمایا اس وجہ سے کہ پیشاب ان میں سے ہو کر مثانہ میں جاتا ہے۔

۲۰۔ حضرت خضر علیہ السلام نبی ہیں یا نہیں؟

ارشاد: جمہور کا مذہب یہی ہے اور صحیح بھی یہی ہے کہ وہ نبی ہیں زندہ ہیں

خدمت بحر (یعنی سمندر میں لوگوں کی رہنمائی کرنا) انہیں سے متعلق (یعنی ان کے سپرد) ہیں اور الیاس علیہ السلام "بر" (خشکی) میں ہیں۔ پھر فرمایا چار نبی زندہ ہیں کہ ان کو وعدہ الٰہیہ ابھی آیا نہیں۔ کچھ آگے ارشاد فرمایا ان چاروں میں دو آسمان پر ہیں اور دو زمین پر۔ خضر و الیاس علیہما السلام زمین پر ہیں اور ادریس و عیسیٰ علیہ السلام آسمان پر۔

اسی میں ارشاد فرمایا یوں تو ہر نبی زندہ ہے۔

(حدیث میں ہے) بے شک اللہ (عزوجل) نے حرام کہا ہے زمین پر کہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے جسموں کو خراب کرے تو اللہ (عزوجل) کے نبی زندہ ہیں روزی دیا جاتے ہیں"

انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام پر ایک آن کو محض تصدیق وعدہ الٰہیہ کے لئے موت طاری ہوتی ہے بعد اس کے پھر ان کو حیات حقیقی حسی دنیوی عطا ہوتی ہے۔

۲۱۔ دائرہ دنیا کہاں تک ہے؟

ارشاد: ساتوں آسمان ساتوں زمین دنیا ہے اور ان سے ورا (یعنی ان کے علاوہ) سدرۃ المنتہیٰ عرش و کرسی دار آخرت ہے۔

۲۲۔ حضور والا کرسی کی کیا صورت ہے

ارشاد: کرسی کی صورت اہل شرع و حدیث نے کچھ ارشاد نہ فرمائی۔

مگر حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ تمام آسمان و زمین کو محیط (یعنی گھیرے ہوئے) ہے اور اس میں پاتے ہیں یاقوت کے۔ اس وقت چار فرشتے اس کو اپنے کندھوں پر اٹھائے ہوئے ہیں اور قیامت کے دن آٹھ فرشتے اٹھائیں گے وار یہ تو قرآن عظیم سے ثابت ہے۔

۵۰۸ الملفوظ

ان فرشتوں کے پاؤں سے زانوؤں تک پانچ سو برس کی راہ کا فاصلہ
''آیت الکرسی'' کو اسی وجہ سے آیت الکرسی کہتے ہیں کہ اس میں ''کرسی'' کا ذکر ہے
پھر آسمان کی وسعت کے بارے میں ارشاد فرمایا۔'' آسمان ہی کی وسعت
خیال میں نہیں آتی۔ بیچ کا آسمان جس میں آفتاب ہے اس کا نصف قطر نو کروڑ تیس
لاکھ میل ہے اور پانچواں اس سے بڑا۔ پانچویں کا ایک چھوٹا پرزہ جسے تدویر کہتے ہیں
وہ آفتاب کے آسمان سے بھی بڑا ہے پھر یہی نسبت پانچویں کو چھٹے کے ساتھ ہے اور
اس کو ساتویں کے ساتھ۔ اور صحیح حدیث میں آیا کہ یہ سب کرسی کے سامنے ایسا ہے کہ
ایک حق و دق (یعنی چٹیل) میدان میں جس کا کنارہ نظر نہیں آتا ایک چھلا پڑا ہو
(فرمایا حدیث میں ہے)

اور یہ سب زمین و آسمان کرسی کے آگے ایسے ہیں کہ ایک لق دق

۵۰۹

۲۳۔ وقت دفع اذان کیوں کہی جاتی ہے؟

ارشاد: دفع شیطان کے لئے۔ حدیث میں ہے اذان جب ہوتی ہے
شیطان ۳۶ میل (دور) بھاگ جاتا ہے الفاظ حدیث میں یہ ہیں کہ ''روحا'' تک
بھاگتا ہے اور روحا مدینہ طیبہ سے ''۳۶'' میل دور ہے۔

۲۴۔ حضور! کیا جنت میں جنات نہ جائیں گے؟

ارشاد: ایک قول یہ بھی ہے کہ جنت کے آس پاس مکانوں میں رہیں گے
(پھر فرمایا) جنت تو جاگیر ہے آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ان کی اولاد میں تقسیم ہوگی۔

۲۵۔ حضور والا یہ صحیح ہے کہ کعبہ معظمہ جنت میں جائے گا؟

الملفوظیہ: ہاں کعبہ معظمہ اور تمام مساجد۔

۲۶۔ اور روضہ اقدس؟

ملفوظ: (فرمایا) روضہ اقدس افضل ہے یا کعبہ معظمہ! (عرض کی) روضہ
اقدس (فرمایا) پھر جب مفضول (یعنی کم فضیلت والا) جائے گا تو افضل کیسے جا
میں کیا شبہ؟ صرف روضہ اقدس ہی نہیں بلکہ تمام مزارات (یعنی قبریں) انبیاء کرام علیہم
السلام کی (جنت میں جائیں گی)



اجازت وخلافت

اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کو اپنے پیرو مرشد قدس سرہ سے تمام
سلاسل و طریقوں سے اجازت و خلافت حاصل تھی اور آپ رحمۃ اللہ علیہ تمام
طریقوں سے بیعت فرماسکتے تھے مگر ایک زمانہ تک براہ تواضع و انکساری کسی کو بیعت
نہیں فرماتے تھے بلکہ جب حضرت سیدنا شاہ ابوالحسین احمد نوری میاں صاحب قدس
سرہ بریلی شریف تشریف لاتے تو اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نہ صرف تمام لوگوں کو انہی
سے بیعت کرایا کرتے بلکہ اپنے عزیز و اقارب و اپنے صاحبزادوں کو بھی ان ہی سے
بیعت کروالیا۔ مگر جب حضرت احمد نوری میاں قدس سرہ نے آپ رحمۃ اللہ علیہ سے
بے حد اصرار فرمایا کہ حضرت پیرو مرشد نے آپ کو اجازت و خلافت عطا فرمائی ہے
اس کا مقصد ہی یہی ہے کہ آپ سلسلہ کو پھیلائیں اور لوگوں کو سلسلہ قادریہ برکاتیہ
رضویہ میں منسلک کریں۔ لوگوں نے بھی آپ رحمۃ اللہ علیہ سے عرض کی کہ ہمیں آپ
سے ہی عقیدت ہے اور مرید ہونگے تو آپ سے ہی ہونگے۔

پھر جب خواب میں اپنے مرشد کامل خاتم الاکابر حضرت سیدنا شاہ آل
رسول احمدی قدس سرہ کی زیارت سے مشرف ہوئے تو دیکھا کہ شیخ کامل قدس سرہ
آپ رحمۃ اللہ علیہ سے ارشاد فرمارہے ہیں کہ

"آپ سلسلہ کا دائرہ کیوں تنگ کرتے ہیں کیوں نہیں مرید کیا کرتے؟ عالم
اسلام کے چنانچہ مرشد کے حکم پر بیعت لینی شروع فرمادی علاوہ اس طرح اطراف و

کناف سے لوگ جوق در جوق آ کر داخل سلسلہ عالیہ ہوتے رہے۔

اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمتہ اللہ علیہ کے مریدوں کا سلسلہ نہ صرف ہندوستان بلکہ بیرون ہند کابل، ایران، ترکی، روم، شام حتیٰ کہ عرب شریف وحرمین طیبین تک پھیلا ہوا ہے۔

اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمتہ اللہ علیہ عام طور پر سب کو سلسلہ قادریہ میں داخل فرماتے تھے اور یہی آپ کا پسندیدہ طریقہ تھا البتہ اگر کوئی شخص خاص طور پر کسی خاص طریقہ کی عرض کرتا تو آپ رحمتہ اللہ علیہ اس کو اس طریقہ میں بیعت فرماتے۔

بیعت کا طریقہ

اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمتہ اللہ علیہ اکثر اوقات بعد نماز مسجد میں ہی بیعت فرماتے کبھی کبھی کاشانہ اقدس پر بھی علاوہ اوقات نماز بیعت فرماتے۔ ملک العلماء مفتی ظفر الدین باری علیہ رحمہ فرماتے ہیں کہ طریقہ بیعت ہیں اس نے یہ دیکھا کہ جو شخص مرید ہونا چاہتا کچھ مٹھائی اگرچہ بتاشہ ہی سہی لاتا۔ اگر باوضو ہوتا وضو کرایا جاتا اور اپنے روبرو دوزانو بٹھا کر خود بھی دوزانو ہو کر اسے اتنا قریب فرما لیتے کہ آپ کے زانوئے مبارک اس کے زانو مبارک سے مل جاتے۔ اس کے بعد چشمان مبارک بند کر کے کچھ پڑھتے پھر بصورت مصافحہ اس کے ہاتھ اپنے دست مبارک میں لے کر یہ الفاظ تلقین فرماتے:

لا الہ الا محمد رسول اللہ باللہ یا اللہ یا رحمٰن یا رحیم تجھے تو یہ دے گناہوں سے اور آئندہ شریعت مطہرہ پر قائم رکھ، میں شریعت کے حلال کو حلال جانوں گا۔ شریعت کے حرام کو حرام جانوں گا اور سنیوں کے مذہب پر ہمیشہ قائم رہوں گا۔ میں اپنا ہاتھ حضور

رنا غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کے دست حق پرست میں دیا۔ خداوند تو مجھے ان کے
سوں (یا باندیوں) میں قبول فرما اور میرا حشر ان کے غلاموں کے زمرے میں فرما۔
اس کے بعد اگر شیرنی لایا ہوتا تو اس پر مشائخ کرام کی فاتحہ پڑھ کر پہلے دست
رک سے تھوڑی سی مٹھائی اس کو دیتے اور فرماتے کہ تم خود ہی کھانا' اس میں سے کسی کو
ینا اور بقیہ شیرنی کی طرف اشارہ کر کے فرماتے کہ یہ حاضرین کو تقسیم کر دیجئے۔

عورتوں کی بیعت کا طریقہ

کاشانہ اقدس کے دالان کے درمیانی محراب میں ایک ڈوری بندھی ہوئی
ں تھی جس پر پردہ پڑا رہتا تھا جب کوئی عورت بیعت کے لئے آتی پردہ کے اس پار
ں بٹھاتے اور ہاتھ میں ہاتھ لینے کے بجائے اپنا رومال مبارک بڑھا دیتے اس کا
ی سرا عورت پکڑتی اور دوسرا حضور کے دست مبارک میں ہوتا' اور کلمات توبہ کی تلقین
رماتے۔

مریدوں کی اصلاح

اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمتہ اللہ علیہ کے بیعت فرمانے کا ایک مقصد
مت کے عقائد و اعمل کی اصلاح اور تزکیہ نفس بھی تھا۔ لہٰذا اسی مقصد کے تحت آپ
رحمتہ اللہ علیہ اپنے مریدین کو عقائد و اعمال سے متعلق چند نصیحتیں اور ترغیبات فرماتے
ور ساتھ ہی ساتھ روزانہ شجرہ مبارکہ پڑھنے اور مشائخ سلسلہ کو ایصال کرنے کی ضرور
تاکید فرماتے اور ان تمام ہدایات کو شجرہ مبارکہ کے آخر میں چھپوا کر شائع فرما دیا تھا تا
کہ یہ سب ہدایات و ارشادات مرید کے پیش نظر رہیں۔ اس کے علاوہ روزمرہ کی

ضروری دعائیں اور مفید اوراد وظائف بھی رسالہ کی اموات میں شائع کروادی تھیں جس کا تاریخی نام "الوظیفہ" "الکریمہ" رکھا گیا۔

مریدوں کو اس کے علاوہ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمتہ اللہ علیہ نے اپنے مریدوں کے عقائد اور اعمال کی اصلاح کے لئے باقاعدہ کچھ ضرور ہدایات بھی ارشاد فرمائیں۔ جن پر عمل کرنے کی مریدوں کو تنبیہ فرمائی۔ وہ ہدایت قارئین کے پیش خدمت ہے۔

ا۔ مذہب اہل سنت و جماعت پر قائم رہیں۔ جس پر علمائے حرمین شریفین ہیں۔ سنیوں کے جتنے مخالف مثلاً وہابی' رافضی' ندوی' نیچری' غیر مقلد' قادیانی وغیرہم ہیں۔ سب سے جدا رہیں۔ اور سب کو اپنا دشمن و مخالف جانیں۔ ان کی بات نہ سنیں۔ ان کے پاس نہ بیٹھیں۔ ان کی کوئی تحریر نہ دیکھیں' کہ شیطان کو معاذ اللہ دل میں وسوسہ ڈالتے کچھ دیر نہیں لگتی۔ آدمی کو جہاں مال یا آبرو کا اندیشہ ہو' ہرگز نہ جائے گا دین و ایمان سب سے زیادہ عزیز چیز ہیں۔ ان کی مخالفت میں حد سے زیادہ کوشش فرض ہے۔ مال اور دنیا کی عزت' دنیا کی زندگی' دنیا ہی تک ہیں۔ دین و ایمان سے ہمیشگی کے گھر میں کام پڑتا ہے۔ ان کی فکر سب سے زیادہ لازم ہے۔

۲۔ نماز پنجگانہ کی پابندی نہایت ضروری ہے۔ مردوں کو مسجد و جماعت کا التزام ہی واجب ہے۔ بے نماز مسلمان گویا تصویر کا آدمی ہے کہ ظاہر صورت انسان کی' مگر انسان کا کام کچھ نہیں۔ بے نماز وہی نہیں جو کبھی نہ پڑھے بلکہ جو ایک وقت کی بھی قصداً کھوئے بے نماز ہے۔ کسی کی نوکری ملازمت خواہ تجارت وغیرہ کسی حاجت کے سبب نماز قضا کر دینی سخت ناشکری' پرلے سرے کی نادانی ہے۔ کوئی آقا یہاں تک کہ کافر کا بھی کوئی نوکر ہو' اپنے ملازم کو نماز سے باز نہیں رکھ سکتا۔ اور اگر منع کرے تو ایسی نوکری ہی حرام قطعی ہے اور کوئی وسیلہ رزق نماز کھو کر برکت نہیں لا سکتا۔ رزق تو

اس کے ہاتھ میں ہے۔ جس نے نماز فرض کی۔ اور اس کے ترک پر سخت غضب فرماتا ہے۔

والعیاذ باللہ تعالیٰ

۳۔ جتنی نمازیں قضا ہو گئی ہوں' سب کا ایسا حسب لگائیں کہ تخمینے میں باقی نہ رہ جائیں۔ زیادہ ہو جائیں تو حرج نہیں اور وہ سب بقدر طاقت رفتہ رفتہ نہایت جلد ادا کر دیں۔ کاہلی نہ کریں' کہ موت کا وقت معلوم نہیں۔ اور جب تک فرض ذمہ میں باقی ہوتا ہے کوئی نفل قبول نہیں کیا جاتا۔ قضا نمازیں جب متعدد ہوں' مثلاً سو بار کی فجر قضا ہے' تو ہر بار یوں نیت کریں کہ سب میں پہلی وہ فجر جو مجھ سے قضا ہوئی' ہر دفعہ یو ہیں کہیں کہ سب میں پہلی وہ فجر جو مجھ سے قضا ہوئی۔ یعنی جب ایک ادا ہوئی تو باقیوں میں جو سب سے پہلی ہے' اسی طرح ظہر وغیرہ ہر نماز میں نیت کریں۔ قضا میں فقط فرض اور وتر یعنی ہر رات دن کی بیس رکعت ادا کی جاتی ہے۔

۴۔ جتنے روزے کبھی قضا ہوئے ہوں' دوسرا رمضان آنے سے پہلے قضا کر لئے جائیں کہ حدیث شریف میں ہے: جب تک پہلے رمضان کے روزوں کی قضا نہ کر لی جائے' اگلے قبول نہیں ہوتے۔

۵۔ جو صاحب مال ہیں' زکوٰۃ بھی دیں۔ جتنے برسوں کی نہ دی ہو' فوراً حسا کر کے ادا کریں۔ ہر سال کی زکوٰۃ سال تمام ہونے سے پہلے دے دیا کریں۔ سال تمام ہونے کے بعد دیر لگانا گناہ ہے۔ لہٰذا شروع سال سے رفتہ رفتہ دیتے رہیں' سال تمام پر حساب کریں۔ اگر پوری ادا ہو گئی' بہتر۔ ورنہ جتنی باقی ہو' فوراً دے دیں۔ اور اگر کچھ زیادہ نکل گیا ہے' تو وہ آئندہ سال میں مجرا کر لیں۔ اللہ تعالیٰ کسی کا نیک کام ضائع نہیں کرتا۔

۶۔ صاحب استطاعت پر حج فرض اعظم ہے۔ اللہ عزوجل نے اس کی

بہر معروف و سری معروف دے بے خودسری

جند حق میں گن جنید باصفا کے واسطے

بہر شبلی شیر حق دنیا کے کتوں سے بچا

ایک کا رکھ عبدواحد بے ریا کے واسطے

بوالفرح کا صدقہ کرغم کو فرح دے حسن و سعد

بوالحسن اور بوسعید سعد زا کے واسطے

قادری کر قادری رکھ قادریوں میں اٹھا

قدر عبدالقادر قدرت نما کے واسطے

احسن اللہ نہ رزقا سے دے رزق حسن

بندہ رزق تاج الاصفیا کے واسطے

نصرابی صالح کا صدقہ صالح و منصور رکھ

دے حیات دیں محی جاں فزا کے واسطے

طور عرفان و علو حمد و حسنی و بہا

دے علی موسیٰ حسن احمد بہا کے واسطے

بہرا براہیم مجھ پہ نارغم گلزار کر

بھیک دے داتا بھکاری بادشاکے واسطے

خانہ دل کو ضیا دے روئے ایماں کو جمال

شہ ضیا مولیٰ جمال الالیا کے واسطے

دے محمد کے لئے روزی کر احمد کے لئے

خوان فضل اللہ سے حصہ گدا کے واسطے

دین و دنیا کی مجھے برکات دے برکات سے

فرضیت بیان کر کے فرمایا: ومن کفر فان اللہ غنی عن العالمین اور جو کوئی کفر کرے تو اللہ سارے جہاں سے بے پرواہ ہے۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے تارک حج کو فرمایا ہے: ''چاہے یہودی ہو کر مرے یا نصرانی ہو کر۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ قرنطینہ وغیرہ کے مہمل اندیشوں کے باعث باز نہ رہے کہ دس بارہ دن کا روکا جانا عذاب عظیم جہنم کے برابر نہیں ہو سکتا' جو حج نہ کرنے والے کے لئے ہے۔

۷۔ کذب' فحش' چغلی' غیبت' زنا' لواطت' ظلم' خیانت' ریا' تکبر' داڑھی کتروانا' فاسقوں کی وضع پہننا' ہر بری خصلت سے بچیں۔ جو ان ساتوں باتوں کا عمل رہے گا' اللہ ورسول کے وعدے سے اس کے لئے جنت ہے۔

جل جلالہ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم امین......

مصا علیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کا منظوم اردو شجرہ مبارکہ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے شجرہ مبارکہ اردو میں بھی نظم فرمایا حصول برکت کے لئے پیش خدمت ہے۔

یا الٰہی رحم فرما مصطفیٰ کے واسطے
یا رسول اللہ ! کرم کیجئے خدا کے واسطے
مشکلیں حل کر شہ مشکل کشا کے واسطے
کر بلائیں رد شہید کربلا کے واسطے
سید سجاد کے صدقے میں ساجد رکھ مجھے
علم حق دے باقر علم ہدیٰ کے واسطے
صدق صادق کا تصدق صادق الاسلام کر
بے غضب راضی ہو کاظم اور رضا کے واسطے

عشق حق دے عشقِ عشق انتہا کے واسطے
سب اہل بیت دے آل محمد کے دے
کر شہید عشق حمزہ پیشوا کے واسطے
دل کو اچھا تن کو ستھرا جان کر پرنور کر
اچھے پیارے شمس دیں بدرالعلیٰ کے واسطے
دو جہاں میں خادم آل رسول اللہ کر
حضرت آل رسول مقتدیٰ کے واسطے
صدقہ ان اعیاں کا دے چھ عین عز علم و عمل
عفو و عرفان عافیت احمد رضا کے واسطے

"شجرہ مسدسہ"

اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے شجرہ مبارکہ کو مسدس بھی [لکھ]ا یا ہے حصول برکت کے لئے پیش خدمت ہے۔

آل رسول و آل احمد سید حمزہ آل محمد
شہ برکات اکرم و امجد شہ فضل اللہ احمد ارشد
ھم شفعائی عندالاحمد صلی اللہ علیہ وسلم
شاہ محمد عین عنایت ماہ جمال اہل ولایت
قاضی شرع ضیا ملت شاہ بھکاری کان سخاوت
آئینہ ہائے ماہ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم
سید ابراہیم مکرم شاہ بہاء الدین معظم

احمد جیلاں شاہ حسن ہم موسیٰ پاک و علی مغنم
ہم برکات نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم
شاہ محی الدین معلی سید ابو صلاح شہ والا
عبدالرزاق حسن الا لہ غوث الاعظم از ہمہ بالا
ابن رسول اللہ تعالیٰ صلی اللہ علیہ وسلم
شاہ مبارک اصل سعادت بوالحسن بکار اقامت
بوالفرح طرطوسی نسبت عبدالواحد فانی وحدت
نوابان شاہ نبوت صلی اللہ علیہ وسلم
شبلی شافع بندہ حطی شاہ جنید و سری سقطی
شہ معروف رضا ء منطی کاظم و جعفر باقر معطی
رحمتہ ذخری کنزی فرطی صلی اللہ علیہ وسلم
عابد ساجد ابن اماجد شاہ شہیداں شاہد واحد
حیدر صدر شیر مشاہد سید عالم عبد مشاہد
بدر مکارم ختم محامد صلی اللہ علیہ وسلم

حضور اعلیٰ حضرت قدس سرہ العزیز نے اپنا نام نامی اس شجرہ میں منظوم نہیں فرمایا تھا۔ اس لئے (مفتی اعظم) حضرت مولانا شاہ المصطفیٰ رضا خان صاحب قادری برکاتی رضوی فیوضہ نے ایک بند بڑھا دیا۔

زین وضیائے دین و ملت قاصر سنت کا سر بدعت
شیخ طریقت اعلیٰ حضرت محو رضائے حضرت عزت
پرتو عکس مہر نبوت صلی اللہ علیہ وسلم

''فارسی میں شجرہ مبارکہ''

اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمتہ اللہ علیہ نے فارسی زبان میں بھی نہایت
صورت قصیدہ بنام سلسلۃ الذھب نافیۃ اللدب تحریر فرمایا جس کا نام باعتبار سن
عت اس کا تاریخی نام سلسلہ قدیمہ قادریہ برکاتیہ رکھا جو مشائخ سلسلہ کے مختصر
صاف وفضائل پر مشتمل ہے اور اس شجرہ میں تمام مشائخ سلسلہ کے وسیلہ سے اللہ
وجل سے امداد کی دعا مانگی گئی ہے۔ حصول برکت کے لئے مختصر صنف مشائخ کرام
ے اسماء مبارکہ پر مبنی اشعار پیش خدمت ہیں۔

یا خدا بہر جناب مصطفیٰ امدا دکن — یا رسول اللہ ! از بہر خدا امداد کن
مرتضیٰ شیر خا مرحب کش خیبر کشا — سرور الشکر کشا مشکل کشا امداد کن
یا شہید کربلا یا دافع کرب و بلا — گل رخا شہزادہ گل گوں قبا امداد کن
باقی اسیاد یا سجاد یا شاہ جواد — خضر ارشاد آدم آل عبا امداد کن
باقرا یا عالم سادات یا بحر العلوم — از علوم خود بدفع جبل ما امداد کن
جعفر صادق بحق ناطق بحق واثق توئی — بہر حق مارا طریق حق نما امداد کن
شان حلما کان علما جان سلما السلام — موسیٰ کاظم جہاں ناظم مرا امداد کن
ضامن ثامن رضا برمن نگاہ از رضا — خشم راشایانم وگویم رضا امداد کن
یا شہ معروف مارا رہ سوئے معروف دہ — یا سری امن از سقط درد و سرا امداد کن
یا جنید اے بادشاہ جند عرفاں المدد — شبلیا اے شبل شیر کبریا امداد کن
شیخ عبد الواحد را ہم سوئے واحد نما — بے فرح را با الفرح طرطوسیا امداد کن
بوالحسن ہکاریا حالم حسن کن بے ریا — ای علی اے شاہ عالی مرتقی امداد کن
سرور مخزوم سیف اللہ اے خالد بقرب — بوسعید اسعد! سعد الوریٰ امداد کن

یا ولی الاولیا ابن نبی الانبیاء — اے کہ پایت بر رقاب اولیاء امداد کن

یا ابن ہذا المرتجی یا عبد رزاق الوریٰ — تا کہ باشد رزق ما عشق شما امداد کن

یا اباصالح صلاح دین و اصلاح قلوب — فاسدم گلزار و در جوش ہوا امداد کن

جان نصری یا محی الدین فانصر وانتصر — اے علی اے شہر یار مرتضیٰ امداد کن

سید موسیٰ کلیم طور عرفاں المدد — اے حسن اے تاجدار مجتبیٰ امداد کن

متقی جوہر زجیلاں سید احمد الاماں — بے بہا گوہر بہاء الدین بہا امداد کن

بندہ رانمرود نفس انداخت درنار ہوا — یا براہیم ابر آتش گل کناں امداد کن

اے محمد اے بھکاری اے گدائے مصطفیٰ — ما گدایان درت اے باسخا امداد کن

التجا اے زندہ جاوید ای قاضی جیا — اے جمال اولیا یوسف لقا امداد کن

یا محمد یا علم واخر زدست عقلتم — اے کہ ہزوئے تو در ذکر خدا امداد کن

اے بنامت شیرہ جاں شد نبات کالپی — احمدا نوشیں لبا شیریں ادا امداد کن

شاہ فضل اللہ یا ذوالفضل یا فضل الٰہ — چشم در فضل تو بست ایں بینوا امداد کن

شاہ برکات اے ابوالبرکات اے سلطان جود — بارک اللہ اے مبارک بادشاہ امداد کن

بے خودا و با خدا آل محمد مصطفیٰ — سید احق واجدا یا مقتدا امداد کن

اے حریم طیبہ تو جید راہ کوہ احد — یا جبل یا حمزہ یا شیر خدا امداد کن

یا ابوالفضل ال احمد حضرت اچھے میاں — شاہ شمس الدین ضیاء الاصفیا امداد کن

تاجدار حضرت مارہرہ یا آل رسول — اے خداخواہ وجدا از ما خدا امداد کن

بے وسائل آمدن سوئے تو منظور تو نیست — زاں بہر محبوب تو گوید رضا امداد کن

مظہر عون اند وا اینجا مغز حرفی بیش نیست — یعنی اے رب نبی و اولیا امداد کن

نیست عون از غیر تو بل غیر تو خود ہیچ نیست — بالہ الحق الیک المنتہی امدد کن

مناقب اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی نعیم الدین صدیقی قادری

اے امام اہلسنت تاجدار علم و فن
خوب کی تجدید ملت تم نے اے سروچمن

نائب شاہ دنی ہو جانشین اولیاء
رونق بزم طریقت واقف سر دعلن

یادگار بوحنیفہ غوث اعظم کے شبیہ
نازش مردان حق ہوزینت باغ وچمن

تیرے علم وفن کا ہے وہ دبدبہ' جاہ وشکوہ
جھک گئے سب تیرے آگے فیلسوفان زمن

تم نے ہی البرٹ جیسے نامور کودی شکست
جس کا شاہد ہے ابھی وہ نیر چرخ کہن

رسم بسم اللہ میں تھا کس قدر اونچا سوال
محو حیرت انجمن تھی واہ یہ نوری ذہن

حلقہ بیعت میں آتے ہی ہوئے شیخ اجل
یعنی اول ہی سے تم ہو پاک طینت پاک تن

مست دل مجذوب حق بھی رہتے تم سے باادب
اہل باطن کی نگاہوں میں ہوا ایسے باوزن

نقشبندی' قادری' چشتی سہروردی کے تم
ہوا میر کارواں مقبول رب ذوالمنن

دین حق کی خدمت واحیائے سنت کے سبب
اعلیٰ حضرت آپ کو کہتے ہیں سب اہل سنن

کیوں نہ ہو چرچا تمہارا باعث کیف وسرور
محسن ایمان ودیں ہو صاحب خلق حسن

عظمت شان نبی کا تم نے وہ خطبہ دیا
جان وتن میں نور آیا بڑھ گئی دل کی لگن

بدنہادوں بدعقیدوں سے ہمیں نفرت ہوئی
اے جزاک اللہ عنا آچکے ہیں یہ منن

دین کش ان طائوں کو تم نے بے پردہ کیا
سرزمین نجد سے جو بن کے آئی تھیں دلہن

شاطران دین تم سے کانپتے تھے بالیقیں
نام حق سنتے ہی ان کے ہوش ہو جاتے ہرن

تم سے تھراتا رہا باطل پرستوں کا غرور
جس کا شاہد ہے زمانہ اور خود تھانہ بھون

تھا ترا سیف قلم اعداء کے حق میں خوں فشاں
رزم گاہ حق وباطل میں رہا تو صف شکن

کر دیا باطل کو تم نے سرنگوں پیوند خاک
دشمن دیں کو کہاں ہے اب مجال دم زدن

تھا رہا کا لفظ ہے سب ماضی کی اک خبر
بالیقیں اب بھی وہی ہو شیر حق باطل شکن

چشم ظاہر سے تمہاری دید ہو سکتی نہیں ورنہ پائے ناز پہ رکھتے سبھی اپنا دہن
فرش سے ماتم اٹھا جب تم چلے سوئے جناں عرش پہ دھومیں مچیں لو آ گیا فخر زمن
آپ کی رحلت کو اک عرصہ ہوا لیکن حضور ہو وہی خورشید تاباں جس کی پھیلی ہے کرن
گلشن اسلام کے گلہائے خوباں میں شہا سرخ گل ہو یا کہ نرگس نسترن ہو یا سمن
دیکھے ہیں چشم فلک نے کیسے کیسے مہ جبیں ان حسینوں میں ہو تم بھی روح پرور ضوفگن
عشق محبوب خدا کی تم کو وہ خوشبو ملی جس کی بوئے مست سے ہے منفعل مشک ختن
مصطفیٰ پیارے کے در سے تم کو وہ شوکت ملی جس پہ ہوتا ہے نچھاور تاج شاہی کا پھبن
بارگاہ نور سے تم کو وہ تابانی ملی جس کے آگے ہے خجل در عدن لعل یمن
ملت بیضاء پہ آیا ہے بلاؤں کا ہجوم ہر طرف اک شور وشر ہے آ گیا دور فتن
پاسبان دین وملت بے حسی کے ہیں شکار بحر غم میں ہے سفینہ اور دریا موج زن
امت خیر الوریٰ ہے بے قرار و اشک بار اب ذرا پردہ اٹھاؤ کھول دو بند کفن
پھر وہی تیرا قدم ہو تیری محفل کی بہار رنگ لائے گلستاں کافور ہو رنج ومحن
بارگاہ ناز میں حسن عقیدت سے حضور پیش کرتے ہیں سلامی ہم بھی اہل سنن
اے سراپا خیر وبرکت رہبر حق زندہ باد پیکر رشد وہدایت خوبرو شیریں دہن
نغمہ سنجی زمزمہ خوانی مرا مقصد نہیں ہے مجھے محبوب یوں ہی آپ کا ذکر حسن
آپ کے اوصاف تک کس کی رسائی ہو بھلا ہو نبی کے معجزہ بس ختم ہے اس پہ سخن
عرض کرتا ہے نعیم قادری باصد ادب ! ہم پہ برساؤ شہا! اب خاص نعمت کی بھرن

جناب عنایت محمد خاں صاحب غوری قادری رضوی قیصر فیروز پوری

کیا بہار باغ عالم ہے گلستان رضاؔ چہچہا زن ہے ہر اک سوعندلیبان رضا

دیکھتے ہی میں نے پہچانا مہ و خورشید کو	ضوفگن ہے چہرۂ رخسارِ تابانِ رضا
سجدہ گاہ اہل عرفاں حق تعالیٰ نے کیا	صدقہ [illegible] شانِ رضا
بے میسر شار ہیں مے کی ضرورت ہی نہیں	جھومتے ہیں بادۂ عرفاں سے مستانِ رضا
اللہ اللہ اسکی بو سے دونوں عالم بس گئے	باغِ رضواں درحقیقت ہے گلستانِ رضا
ہے زبان ریختہ میں حق تعالیٰ کا کلام	ترجمہ قرآن کا ہے صرف دیوانِ رضا
حضرت غوث الوریٰ کا سر پہ سایہ کیوں نہ ہو	سنت خیر الوریٰ ہو جب کہ ایمانِ رضا
فیض غوث پاک کا ادنیٰ کرشمہ دیکھئے	کس قدر پھولا پھلا عالم میں بستانِ رضا
بوستان قادریت یا خدا پھولے پھلے	لہلہائے تا ابد نخلِ گلستانِ رضا
حرومہ کو رخ اٹھاتے شرم آتی ہے یہاں	واقعی ہے نور حق شمعِ شبستانِ رضا
مصطفیٰ برہان وحشمت حضرت عبدالسلام	ہیں گل و سرو و ریحانِ باغ و بستانِ رضا
حضرت مختار و حسنین اور مولانا نعیم	اپنے اپنے ہاتھ میں تھامے ہیں دامانِ رضا
مرشدی مولائی قبلہ حضرت حامد رضا	چشم بد دور آپ ہی ہیں زیب دیوانِ رضا
دیکھتے ہیں چشم حسرت سے شبیہ پاک کو	آپ ہی سے پاتے ہیں تسکین جویانِ رضا
منقبت سن کر مری کہتے ہیں ارباب سخن	قیصر رضوی تو ہی ہے آج حسانِ رضا

محبّ الرضا حافظ محبوب علی خاں صاحب قادری رضوی

مصطفیٰ کا دلارا ہمارا رضا	غوث اعظم کا پیارا ہمارا رضا
اپنے مرشد کا پیارا ہمارا رضا	رضویوں کا ہے مولا ہمارا رضا
قادریت کا سہرا رہا جس کے سر	قادریوں کا دولہا ہمارا رضا
علما حرم جن سے بیعت ہوئے	ایسا مرشد ہے [illegible] ہمارا رضا

نظر آتا نہیں اب کوئی ہند میں ہند میں ہے وہ یکتا ہمارا رضا
رضویوں کو نہیں غم ذرا حشر میں ہے مدد کرنے والا ہمارا رضا
جس کو سب اچھے کہتے ہیں اچھے میاں ہے اس اچھے کا اچھا ہمارا رضا
غم نہیں حشر سے مجھ کو کچھ اے محب ہے مدد کرنے والا ہمارا رضا

جناب حاجی قاسم حسین خان صاحب ہاشمی مصطفائی مداح الحبیب

غوث اعظم والے ہیں احمد رضا مصطفیٰ کے پالے ہیں احمد رضا
اللہ اللہ شان اقدس سے تیری دونوں جگ اجیالے ہیں احمد رضا
ہے تصور میں جمال مصطفیٰ ایسی رنگت والے ہیں احمد رضا
اللہ اللہ مصطفیٰ و غوث کی گودیوں کے پالے ہیں احمد رضا
بددعا جس نے عدو کو بھی نہ دی ہاں وہ اللہ والے ہیں احمد رضا
اہل سنت کے دلوں کو ہے خبر جیسے رحمت والے ہیں احمد رضا
حشر میں تجھ کو دکھا دیں گے عدو کیسی عظمت والے ہیں احمد رضا
لو خبر محشر کے غم نے کھا لیا لب پہ آہ و نالے ہیں احمد رضا
جاں لبوں پر آ گئی فریاد ہے زندگی کے لالے ہیں احمد رضا
خوش ہو قاسم دونوں عالم میں ترے سر پہ دامن ڈالے ہیں احمد رضا

جناب حاجی صاحب موصوف

جب ہوئے جلوہ کناح احمد رضا خاں قادری
جگمگا اٹھا جہاں احمد رضا خاں قادری

اہل سنت کی تو آن احمد رضا خاں قادری
خسرو والا نشاں احمد رضا خاں قادری
ہم غلاموں کے سروں پر آپکا سایہ رہے
رہبر ہندوستاں احمد رضا خاں قادری
کیوں شریعت میں نہ یکتا ہوں کہ کس پلہ کے ہیں
آپ کے اچھے میاں احمد رضا خاں قادری
جان نشین مصطفیٰ ہو دشمن اسلام کی
بند کر دی ہے زبان احمد رضا خاں قادری
ہر طرف یہ کہہ رہے ہیں اہل ایماں شوق میں
ہم بھی دیکھیں گے کہاں حمد رضا خاں قادری
یا الٰہی تاقیامت دہر میں زندہ رہیں
قاسم بے کس کی جاں احمد رضا خاں قادری

از جناب مولوی صاحب موصوف

اہل حق کے پیشوا احمد رضا — رہبر صدق و صفا احمد رضا
ماحی کفر و دغل بطلان و زیغ — تھے تمہیں شمس الضحیٰ احمد رضا
مصطفائی فیض تم میں تھا بھرا — تھے سراپا مرتضیٰ احمد رضا
حضرت صدیق اور فاروق کی — پوری تم میں تھی ضیا احمد رضا
مخزن اسرار یزداں غوث سے — فیض تم کو تھا ملا احمد رضا
اس زمانہ تیرہ و تاریک میں — تھے تمہیں بدر الدجیٰ احمد رضا

قادری اور سنیوں کے واسطے صاحب جودو عطا احمد رضا
غرض عالم کیلئے تھے بے شبہ ہادی راہ خدا احمد رضا
حضرت نے جوں تاریخ کی دی فرشتے نے ندا احمد رضا
تم تھے مرغوب محمد بالیقیں اور محبوب خدا احمد رضا
التجا مسکیں ضیا کی ہو قبول میرے حق میں ہو دعا احمد رضا
کہ خدا مجھ کو بچائے دہر میں جملہ آفت سے سدا احمد رضا

واہ کیا بات اعلیٰ حضرت کی

مصطفیٰ ﷺ کا وہ لاڈلا پیارا
واہ کیا بات ہے اعلیٰ حضرت رحمتہ اللہ علیہ کی
غوث اعظم رحمتہ اللہ علیہ کی آنکھ کا تارا
واہ کیا بات اعلیٰ حضرت رحمتہ اللہ علیہ کی
سنیوں کے دلوں میں جس نے تھی
شمع عشق رسول ﷺ روشن کی
وہ حبیب خدا عزوجل و ﷺ کا دیوانہ
واہ کیا بات اعلیٰ حضرت رحمتہ اللہ علیہ کی
اللہ اللہ بحر عزوجل عزوجل علمی
اب بھی باقی ہے خدمت قلمی
اہلسنت کا ہے جو سرمایہ
واہ کیا بات ہے اعلیٰ حضرت رحمتہ اللہ علیہ کی

علم و عرفاں کا جو کہ ساگر تھا
خیر سے حافظہ قوی تر تھا
حق پہ مبنی تھا جس کا ہر فتویٰ
واہ کیا بات اعلیٰ حضرت رحمتہ اللہ علیہ کی

اس کی ہستی میں تھا عمل جوہر
سنت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا وہ پیکر
عالم دین، صاحب تقویٰ
واہ کیا بات اعلیٰ حضرت رحمتہ اللہ علیہ کی

جس نے دیکھا انہیں عقیدت سے
قلب کی آنکھ سے محبت سے
مرحبا مرحبا پکار اٹھا
واہ کیا بات اعلیٰ حضرت رحمتہ اللہ علیہ کی

ستوں کو جلا دیا جس نے
دیں کا ڈنکا بجا دیا جس نے
وہ مجدد ہے دین و ملت کا
واہ کیا بات اعلیٰ حضرت رحمتہ اللہ علیہ کی

جو ہے اللہ عزوجل کا ولی بے شک
عاشق صادق نبی بے شک
غوث اعظم رحمتہ اللہ علیہ کا جو ہے متوالا
واہ کیا بات ہے اعلیٰ حضرت رحمتہ اللہ علیہ کی

جس نے احقاق حق کیا کھل کر

رد باطل کیا سدا کھل کر
جو کسی سے کبھی نہ گھبرایا
واہ کیا بات اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی
سن لو کلک رضا رحمۃ اللہ علیہ ہے وہ خنجر
آج بھی جس سے لرزاں اہل شر
بول بالا ہے اہل سنت کا
واہ کیا بات اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی
پھر بریلی شریف جاؤں میں
برکتیں مرشدی رحمۃ اللہ علیہ کی پاؤں میں
کر لوں روضے کا خوب نظارہ
واہ کیا بات اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی
یا رب عزوجل بہر "حدائق بخشش"
بخش عطار کو بلا پرسش
خلد میں کہتا کہتا جائے گا
واہ کیا بات اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی

تو نے باطل کو مٹایا اے امام احمد رضا رحمۃ اللہ علیہ

تو نے باطل کو مٹایا اے امام احمد رضا رحمۃ اللہ علیہ
دین کا ڈنکا بجایا اے امام احمد رضا رحمۃ اللہ علیہ
دور باطل اور ضلالت ہند میں تھا جس گھڑی

تو مجدد بن کے آیا اے امام احمد رضا رحمتہ اللہ علیہ
اہلسنت کا چمن اجڑا ہوا ویران تھا
کھل اٹھا تو جب کہ آیا اے امام احمد رضا رحمتہ اللہ علیہ
تو نے باطل کو مٹا کر دین کو بخشی جلا
سنتوں کو پھر جلایا اے امام احمد رضا رحمتہ اللہ علیہ
اے امام اہلسنت نائب شاہ امم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
کیجئے ہم پر بھی سایہ اے امام احمد رضا رحمتہ اللہ علیہ
علم کا چشمہ ہوا ہے موجزن تحریر میں
جب قلم تو نے اٹھایا اے امام احمد رضا رحمتہ اللہ علیہ
حشر تک جاری رہے گا فیض مرشد آپ کا
فیض کا دریا بہایا اے امام احمد رضا رحمتہ اللہ علیہ
ہے بدرگار خدا عزوجل عطار عاجز کی دعا
تجھ پہ ہو رحمت کا سایہ اے امام احمد رضا رحمتہ اللہ علیہ



اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کا بچپن

سوال ۱: اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کا نام احمد رضا کس نے تجویز کیا۔

جواب ۱: آپ کے جدامجد (دادا) نے۔

سوال ۲: اعلیٰ حضرت کے والدین نے آپ کا نام کیا رکھا۔

جواب ۲: محمد

سوال ۳: اعلیٰ حضرت کا تاریخی نام کیا ہے۔

جواب ۳: المختار

سوال ۴: اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں نے اپنے نام کے ساتھ خود کیا اضافہ فرمایا

جواب ۴: عبدالمصطفیٰ

سوال ۵: اعلیٰ حضرت کی والدہ ماجدہ اپنے بیٹے کو محبت میں کس نام سے پکارتی تھیں

جواب ۵: امن میاں

سوال ۶: اعلیٰ حضرت کی ولادت ہفتے کے کس دن ہوئی۔

جواب ۶: ہفتہ کے دن

سوال ۷: اعلیٰ حضرت کی پیدائش کس وقت ہوئی۔

جواب ۷: ظہر کے وقت

سوال ۸: اعلیٰ حضرت کی ولادت کہاں ہوئی۔

جواب ۸: بریلی شریف (یوپی۔ بھارت)

سوال۹: فاضل عرب وعجم امام احمد رضا کی تاریخ پیدائش کیا ہے۔
جواب۹: ۱۰ شوال المکرم ۱۲۷۲ھ بمطابق ۱۴ جون ۱۸۵۶ء
سوال۱۰: اعلیٰ حضرت نے کس عمر میں ناظرہ قرآن مجید ختم فرمایا۔
جواب۱۰: چار سال کی عمر میں ۱۲۷۶ھ/۱۸۶۰ء
سوال۱۱: اعلیٰ حضرت نے ابتدائی تعلیم وتربیت کن سے حاصل کی۔
جواب۱۱: اپنے والد ماجد حضرت علامہ مولانا نقی علی خان رحمتہ اللہ علیہ سے (جو علو
دینیہ ظاہرہ وباطنہ میں بحر کامل تھے۔
سوال۱۲: اعلیٰ حضرت نے پہلی تقریر کس عمر میں فرمائی۔
جواب۱۲: ۶ سال کی عمر میں ۱۲۷۸ھ/۱۸۶۱ء
سوال۱۳: اعلیٰ حضرت کا سب سے پہلا خطاب کس موضوع پر تھا۔
جواب۱۳: عید میلاد النبی ﷺ کے موضوع پر

خاندان اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ

سوال۱۴: اعلیٰ حضرت کے والد محترم کا نام بتائیے۔
جواب۱۴: حضرت علامہ مولانا نقی علی خان رحمتہ اللہ علیہ۔
سوال۱۵: اعلیٰ حضرت کے جد امجد (دادا) کا نام بتائیے۔
جواب۱۵: حضرت علامہ مولانا رضا علی خان رحمتہ اللہ علیہ۔ خود حدائق بخشش میں ا
حضرت فرماتے ہیں ''احمد ہندی رضا ابن نقی ابن رضا''
سوال۱۶: اعلیٰ حضرت کے کتنے برادر حقیقی تھے نیز آپ کی بہنیں کتنی تھیں۔
جواب۱۶: آپ کے دو بھائی اور دو بہنیں تھیں۔

سوال ۱۷۔ اعلیٰ حضرت کے بھائیوں کے نام بتائیے۔

جواب ۱۷۔ حضرت مولانا حسن رضا خان، حضرت مولانا محمد رضا خان

سوال ۱۸۔ اعلیٰ حضرت نسباً کس قوم سے تعلق رکھتے تھے۔

جواب ۱۸۔ پٹھان

سوال ۱۹۔ کیا آپ بتا سکتے ہیں کہ اعلیٰ حضرت کے کتنے صاحبزادے اور کتنی صاحبزادیاں تھیں۔

جواب ۱۹۔ دو صاحبزادے اور پانچ صاحبزادیاں تھیں۔

سوال ۲۰۔ اعلیٰ حضرت کے بڑے صاحبزادے کا نام کیا تھا۔

جواب ۲۰۔ مولانا حامد رضا خاں صاحب

سوال ۲۱۔ اعلیٰ حضرت کے چھوٹے صاحبزادے کا نام کیا تھا۔

جواب ۲۱۔ علامہ مولانا عبدالمصطفیٰ خان صاحب۔

سوال ۲۲۔ اعلیٰ حضرت کے بڑے صاحبزادے عموماً کس نام سے یاد کئے جاتے ہیں۔

جواب ۲۲۔ حجۃ الاسلام رحمۃ اللہ علیہ۔

سوال ۲۳۔ اعلیٰ حضرت کے چھوٹے صاحبزادے عموماً کس نام سے یاد کئے جاتے ہیں۔

جواب ۲۳۔ مفتی اعظم ہند رحمۃ اللہ علیہ۔

سوال ۲۴۔ اعلیٰ حضرت رشتہ ازدواج میں کب منسلک ہوئے۔

جواب ۲۴۔ سن ۱۲۹۱ھ بمطابق ۱۸۷۴ء

سوال ۲۵۔ اعلیٰ حضرت کی زوجہ محترمہ کا نام بتائیے۔

جواب ۲۵۔ ارشاد بیگم صاحبہ (حضرت شیخ فضل صاحب کی صاحبزادی)

اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ اور حاضری حرمین شریفین

سوال ۲۶: اعلیٰ حضرت اپنے والد کے ہمراہ پہلی مرتبہ کب سفرِ حج پر روانہ ہوئے۔

جواب ۲۶: ۱۲۹۶ھ/ ۱۸۷۸ء

سوال ۲۷: اعلیٰ حضرت دوسری مرتبہ کب سفرِ حج پر روانہ ہوئے۔

جواب ۲۷: ۱۳۲۲ھ/ ۱۹۰۵ء

سوال ۲۸: پہلی بار حرمین شریفین کی حاضری کے موقع پر اعلیٰ حضرت نے ''الجوہرۃ المضیہ'' نامی کتاب کی شرح صرف دو روز میں تحریر فرمائی بتایئے کس شخص نے آپ سے اس کتاب کی تصنیف کی فرمائش کی تھی۔

جواب ۲۸: امام شافعیہ شیخ حسین بن صالح جمل اللیل۔ (الجوہرۃ المضیہ آپ ہی کی تصنیف تھی جس کی اعلیٰ حضرت نے شرح تحریر فرما کر ''النیرۃ الوضیہ'' نام تجویز کیا)

سوال ۲۹۔ دوسری بار حاضری حرمین شریفین کے موقع پر علمائے عرب کا وہ کون سا مسئلہ تھا جو ان کے لئے عقدہ لا ینحل بنا ہوا تھا اور اعلیٰ حضرت نے محض حافظہ کی بناء پر قلم برداشتہ اس کا جواب تحریر فرمایا۔

جواب ۲۹: وہ مسئلہ نوٹ سے متعلق تھا جس سے متعلق اعلیٰ حضرت نے پورا رسالہ تحریر فرمایا (اس رسالہ کا نام کفل الفقیہ الفاہم فی احکام قرطاس الدراہم ہے)

سوال ۳۰۔ ایک مرتبہ دورانِ سفرِ حج آپ نے کراچی، بمبئی اور حیدر آباد کا دورہ فرمایا کیا آپ سن بتا سکتے ہیں۔

جواب ۳۰: ۱۹۰۶ء

سوال ۳۱: حرمین شریفین کی حاضری کے موقعہ پر حرمین شریفین اور دیگر بلاد عرب کے
تقریباً کتنے علماء وفقہا نے اعلیٰ حضرت کی علمیت وفقہایت کا اعلان کیا۔
جواب ۳۱: تقریباً ۱۰۰ سے زائد علمائے کرام نے (اس کا ثبوت اس وقت لکھی گئی کئی
تصانیف حسام الحرمین وغیرہ میں موجود ہے)

اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ اور ترجمہ قرآن مجید

سوال ۳۲: اعلیٰ حضرت کا علمی شاہکار ترجمہ القرآن مجید کس نام سے منظر عام پر ہے۔
جواب ۳۲: کنز الایمان فی ترجمہ القرآن۔
سوال ۳۳۔ کس مشہور شخصیت کی خواہش پر امام اہلسنت نے زبانی اور فی البدیہہ ترجمہ
قرآن تحریر فرمایا۔
جواب ۳۳۔ صدر الشریعہ حضرت علامہ مولانا حکیم امجد علی خان رحمتہ اللہ علیہ (مصنف
بہار شریعت)
سوال ۳۴۔ آپ نے ترجمہ قرآن کس سن میں تحریر فرمایا۔
جواب ۳۴۔ ۱۳۳۰ھ/۱۹۱۱ء
سوال ۳۵۔ اعلیٰ حضرت کے ترجمہ قرآن کنز الایمان پر اعلیٰ حضرت کے کن خلیفہ نے
حاشیہ تحریر فرمایا۔
جواب ۳۵۔ حضرت علامہ مولانا نعیم الدین مراد آبادی۔
سوال ۳۶۔ مولانا نعیم الدین مراد آبادی نے کنز الایمان شریف پر حاشیہ کس نام سے
تحریر فرمایا۔
جواب ۳۶۔ تفسیر خزائن العرفان۔

سوال ۳۷۔ خزائن العرفان کے علاوہ کنز الایمان پر ایک اور حاشیہ بھی تحریر فرمایا گیا ہے
جو نعیم الدین مراد آبادی کے شاگرد مفتی احمد یار خان نعیمی نے تحریر فرمایا کیا
آپ اس کا نام بتا سکتے ہیں۔

جواب ۳۷۔ تفسیر نور العرفان۔

سوال ۳۸۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کا ترجمہ اعلیٰ حضرت نے کیا تحریر فرمایا ہے۔

جواب ۳۸۔ اللہ کے نام سے شروع جو بہت مہربان رحمت والا۔

سوال ۳۹۔ بسم اللہ شریف کا جو ترجمہ اعلیٰ حضرت نے فرمایا ہے بتایئے اس میں وہ کون
سا اہم پہلو ہے جو اس سے پہلے کئے جانے والے تمام اردو تراجم سے اس
ترجمے کو ممتاز کرتا ہے۔

جواب ۳۹۔ اعلیٰ حضرت نے ترجمہ کی ابتداء میں لفظ ''اللہ'' استعمال فرمایا ہے جب ک
دوسرے تقریباً تمام مترجمین نے ترجمے کی ابتدا لفظ ''شروع'' سے کی ہے۔

سوال ۴۰۔ کن ہستیوں نے قرآن پاک کا انگریزی میں ترجمہ اعلیٰ حضرت کے ترجم
قرآن کنز الایمان کو پیش نظر رکھتے ہوئے کیا ہے۔

جواب ۴۰۔ (۱) پروفیسر محمد حنیف اختر صاحب (۲) پروفیسر شاہ فرید الحق صاحب
(۳) مولانا آل رسول حسنین صاحب

سوال ۴۱۔ مسلک اہلسنت و جماعت اور سلف صالحین کے صحیح ترجمان کنز الایمان کے
لفظی معنی کیا ہیں۔

جواب ۴۱۔ ایمان کا خزانہ۔



علوم اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ

سوال ۴۲۔ اعلیٰ حضرت نے اپنا سن ولادت قرآن کریم کی کس آیت سے نکالا۔

جواب ۴۲۔ "اولئک کتب فی قلوبھم الایمان وایدھم بروح"

"یہ وہ لوگ ہیں جن کے دلوں میں اللہ نے ایمان نقش فرمادیا اور اپنی طرف کی روح سے ان کی مدد فرمائی"۔

سوال ۴۳۔ اعلیٰ حضرت کی پہلی عربی تصنیف کون سی ہے۔

جواب ۴۳۔ شرح ہدایت النحو (آٹھ سال کی عمر میں)

سوال ۴۴۔ اعلیٰ حضرت نے دستار فضیلت کون سے سن میں حاصل کی۔

جواب ۴۴۔ شعبان ۱۲۸۶ھ/ ۱۸۶۹ء

سوال ۴۵۔ دستار فضیلت کے موقعہ پر اعلیٰ حضرت کی عمر مبارک کیا تھی۔

جواب ۴۵۔ ۱۳ سال ۱۰ ماہ ۵ دن

سوال ۴۶۔ اعلیٰ حضرت نے حدیث پاک میں کن بزرگوں سے استفادہ فرمایا۔

جواب ۴۶۔ (۱) شاہ آل احمد مارہروی (۲) شیخ صالح جمل اللیل امام شافعیہ مکی۔

سوال ۴۷۔ اعلیٰ حضرت نے درس وتدریس کی ابتداء کب فرمائی۔

جواب ۴۷۔ ۱۲۸۶ھ بمطابق ۱۸۶۹ء

سوال ۴۸۔ اعلیٰ حضرت نے پہلی اردو تصنیف کس عمر میں تحریر فرمائی۔

جواب ۴۸۔ ۲۱ سال اور کچھ ماہ کی عمر میں ۱۲۹۴ھ/ ۱۸۷۷ء

سوال ۴۹۔ کیا آپ بتا سکتے ہیں کہ اعلیٰ حضرت نے پہلی فارسی تصنیف کب تحریر فرمائی۔

جواب ۴۹۔ ۱۲۹۹ھ/۱۸۸۲ء (۲۶ سال کی عمر میں)

سوال ۵۰۔ اعلیٰ حضرت کو کتنے علوم وفنون پر مہارت حاصل تھی۔

جواب ۵۰۔ ۷۰ سال سے زائد علوم وفنون پر۔

سوال ۵۱۔ اعلیٰ حضرت کی تصانیف کی تعداد ایک محدود اندازے کے مطابق کتنی ہے۔

جواب ۵۱۔ اندازاً ایک ہزار سے زائد۔

سوال ۵۲۔ اعلیٰ حضرت کی علوم دینیہ سے فراغت کی تاریخ کن تاریخی کلمات سے ماخ[ذ]
کی گئیں۔

جواب ۵۲۔ غفور (بخشنے والا ۱۲۸۶ھ)۔ تعویذ (پناہ میں لینا ۱۲۸۶ھ)

سوال ۵۳۔ اعلیٰ حضرت نے مسلمانوں کی معاشی اور اقتصادی حالت کی بہتری کیلئے
انقلابی ضابطہ ودستور عمل جو ''تدبیر فلاح ونجات واصلاح'' کے نام سے عا[م]
ہے کب تحریر فرمایا۔

جواب ۵۳۔ ۱۳۳۱ھ بمطابق ۱۲۔۱۹۱۳ء

سوال ۵۴۔ اہل مکہ کے علم غیب رسول ﷺ کے موضوع پر استفتاء پر آپ نے کون س[ی]
کتاب تحریر فرمائی۔

جواب ۵۴۔ الدولتہ المکیہ بالمادۃ الغیبیۃ ۱۳۲۳ھ بمطابق ۱۹۰۵ء

سوال ۵۵۔ الدولتہ المکیۃ نامی علمی تحقیق جو عربی زبان میں ہے اعلیٰ حضرت نے کت[نے]
عرصے میں تحریر فرمائی۔

جواب ۵۵۔ صرف آٹھ گھنٹوں میں۔

سوال ۵۶۔ اعلیٰ حضرت کا عظیم الشان فقہی شاہکار (فقہی انسائیکلوپیڈیا) کس نام سے
موسوم ہے؟

جواب ۵۶۔ ''الفتاوی رضویہ فی العطایا النبویہ ۱۳۲۲ھ ۱۹۰۴ء

سوال ۵۷۔ مسلم علی گڑھ یونیورسٹی کے وائس چانسلر ڈاکٹر ضیاء الدین جو ایشیا بھر میں

فلسفہ اور ریاضی میں فرسٹ کلاس کی ڈگری رکھتے تھے ریاضی کا ایک مسئلہ ان کے لئے معمہ بنا ہوا تھا اور کسی طور حل ہو نہیں پاتا تھا اعلیٰ حضرت نے کتنی مدت میں اس مسئلے کو حل فرمایا۔

جواب ۵۷۔عصر اور مغرب کی درمیانی مختصر مدت میں۔

سوال ۵۸۔اعلیٰ حضرت کی فارسی اور عربی تصانیف کی تعداد کتنی ہے۔

جواب ۵۸۔ایک محدود اندازے کے مطابق ۲۰۰ سے زائد ہے۔

سوال ۵۹۔اعلیٰ حضرت نے اپنے والد محترم سے کتنے علوم حاصل کئے۔

جواب ۵۹۔اکیس (۲۱) علوم۔ (۱) علم قرآن۔(۲) علم حدیث۔(۳) اصول حدیث۔(۴) فقہ۔(۵) جملہ مذاہب۔(۶) اصول فقہ۔(۷) جدول۔(۸)تفسیر۔(۹) عقائد۔(۱۰) کلام۔(۱۱)نحو۔(۱۲)صرف۔(۱۳)معانی۔(۱۴)بیان۔(۱۵)بدیع۔(۱۶)منطق۔(۱۷)مناظرہ۔(۱۸)فلسفہ۔(۱۹)تکسیر۔(۲۰)ہیاۃ۔(۲۱)حساب ہندسہ

سوال ۶۰۔اپنے والد ماجد کے علاوہ دوسرے اساتذہ سے آپ نے کتنے علوم حاصل کئے۔

جواب ۶۰۔دس علوم حاصل کئے۔(۱) قراءۃ(۲) تجوید۔(۳) تصوف۔(۴) سلوک۔(۵)اخلاق۔(۶)اسماء الرجال۔(۷)سیر۔(۸)تاریخ۔(۹) نعت۔(۱۰)ادب

سوال ۶۱۔اعلیٰ حضرت کو فن تکسیر میں بھی مہارت حاصل تھی بتائیے اعلیٰ حضرت مربع کتنے طریقوں سے بھر سکتے تھے۔واضح رہے کہ ۱۶ طریقوں سے بھر لینے والا تکسیر کا ماہر کہلاتا تھا۔

جواب ۶۱۔۲۳۰۰ طریقوں سے۔

اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ اور فتویٰ نویسی یا اعلیٰ حضرت کا فقہی مقام

سوال ۶۲۔ اعلیٰ حضرت نے پہلا فتویٰ کب تحریر فرمایا۔

جواب ۶۲۔ ۱۴ شعبان ۱۲۸۶ھ بمطابق ۱۸۶۹ء

سوال ۶۳۔ پہلا فتویٰ تحریر فرماتے وقت اعلیٰ حضرت کی عمر مبارک کیا تھی۔

جواب ۶۳۔ تقریباً ۱۳ سال۔

سوال ۶۴۔ پہلا فتویٰ اعلیٰ حضرت نے کس موضوع پر تحریر فرمایا۔

جواب ۶۴۔ رضاعت کے موضوع پر۔

سوال ۶۵۔ اعلیٰ حضرت فتویٰ نویسی کتنے عرصہ تک انجام دیتے رہے۔

جواب ۶۵۔ تقریباً چوون سال (۵۴)

سوال ۶۶۔ اعلیٰ حضرت نے فقہ میں کن سے استفادہ فرمایا۔

جواب ۶۶۔ مفتی مکہ شریف الرحمٰن السراج

سوال ۶۷۔ اعلیٰ حضرت نے فتاویٰ نویسی کی مطلق اجازت کب حاصل فرمائی۔

جواب ۶۷۔ ۱۲۹۳ھ بمطابق ۱۸۷۶ء

سوال ۶۸۔ کیا آپ بتاسکتے ہیں کہ فتاویٰ رضویہ کتنی جلدوں پر مشتمل ہے۔

جواب ۶۸۔ ۱۲ ضخیم جلدوں پر

سوال ۶۹۔ فتاویٰ رضویہ سے قبل فقہائے کرام نے زیادہ سے زیادہ ۷۴ وہ اشیاء بیان
کی تھیں جن سے تیمم جائز ہے۔ بتائیے اعلیٰ حضرت نے کتنی اشیاء بیان
فرمائیں۔

جواب ۶۹۔ ۱۸۱۔

سوال ۷۰۔ اعلیٰ حضرت سے قبل تمام سابقہ فقہائے کرام نے جواز تیمم کے باب میں

زیادہ سے زیادہ ۵۸ اشیاء کا ذکر فرمایا بتائیے اعلیٰ حضرت نے اس باب میں کتنی اشیاء بیان فرمائیں۔

جواب ۷۰: ۱۲۰۔

سوال ۷۱۔ ہند کے علماء کے خلاف اعلیٰ حضرت نے کون سی تصنیف فرمائی جس میں علماء عرب وعجم کی ایک کثیر تعداد نے بھی تصدیق فرمائی ہے۔

جواب ۷۱۔ حسام الحرمین۔

سوال ۷۲۔ ہندوستان کے جن علماء سوء کے خلاف اعلیٰ حضرت نے ان کی کفریہ تحریروں کی وجہ سے کفر کا فتویٰ لگایا آپ ان کے نام مع کتب کے بتائیے۔

جواب ۷۲۔ ۱۔ مرزا غلام احمد قادیانی اعجاز احمدی وغیرہ

۲۔ مولوی رشید احمد گنگوہی

۳۔ مولوی قاسم نانوتوی تحذیر الناس

۴۔ مولوی خلیل احمد انبیٹھوی براہین قاطعہ

۵۔ مولوی اشرف علی تھانوی حفظ الایمان

سوال ۷۳۔ حسام الحرمین میں مکۃ المکرمہ اور مدینہ منورہ کے کتنے علماء کی تصدیقات ہیں۔

جواب ۷۳۔ مکہ مکرمہ کے ۲۰ اور مدینہ طیبہ کے ۱۳ علماء کی۔

سوال ۷۴۔ امام احمد رضا کے دارالافتاء میں برصغیر، برما، چین، امریکہ، افغانستان، افریقہ، حجاز مقدس اور دیگر بلاد اسلامیہ سے جو استفتاء آتے وہ اندازاً ایک وقت میں کتنی تعداد میں ہوا کرتے تھے۔

جواب ۷۴۔ حضرت مولانا حامد رضا خان علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

''ایک وقت میں ان کی تعداد چار سو سے پانچ سو تک ہوتی ہے''۔

اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ اور شاعری

وال ۷۵۔ شاعری میں امام احمد رضا کیا تخلص فرماتے تھے۔

واب ۷۵۔ رضا

وال ۷۶۔ اعلیٰ حضرت شاعری میں کس کے شاگرد تھے۔

واب ۷۶۔ کئی علوم کی طرح یہ فن بھی اعلیٰ حضرت نے بغیر استاد کے پایا خود فرماتے ہیں۔

نظم پرنور رضا لوث تلمذ سے ہے پاک

وال ۷۷۔ امام اہلسنت کن کی نعتیہ شاعری سے نہایت متاثر تھے یہاں تک کہ انہیں نعت گوئی کا سلطان فرمایا۔

واب ۷۷۔ حضرت مولانا کفایت علی کافی رحمتہ اللہ علیہ آپ فرماتے ہیں۔

کافی سلطان نعت گویاں ہے رضا
ان شاء اللہ میں وزیر اعظم

وال ۷۸۔ اعلیٰ حضرت کے نعتیہ دیوان کا نام بتائیے۔

واب ۷۸۔ حدائق بخشش یہ دو حصوں پر مشتمل ہے)

وال ۷۹۔ دنیائے اسلام کا مشہور و معرف صلوٰۃ و سلام

مصطفیٰ جان رحمت پہ لاکھوں سلام
شمع بزم ہدایت پہ لاکھوں سلام

کن کی تصنیف ہے۔

واب ۷۹۔ امام اہلسنت سیدنا امام احمد رضا خان فاضل بریلوی علیہ الرحمتہ کی۔

وال ۸۰۔ مشہور زمانہ نعت

لم یات نظیرک فی نظر مثل تو نہ شد پیدا جانا
جگ راج کوتاج تورے سرسوہے تجھ کوشہ دوسرا جانا

کس اہم خصوصیت کی حامل ہے۔

جواب ۸۰۔ اس نعت میں بیک وقت چار زبانیں استعمال کی گئی ہیں، عربی، فارسی، اردو اور پوربی

سوال ۸۱۔ وہ کون سی نعت پاک تھی جو اعلیٰ حضرت نے شدت شوق زیارت رسول ﷺ میں بیتاب ہو کر تحریر فرمائی اور جس پر مدنی آقا ﷺ نے بیداری میں زیارت سے مشرف ہوئے۔

جواب ۸۱۔ مطلع

وہ سوئے لالہ زار پھرتے ہیں
تیرے دن اے بہار پھرتے ہیں

مقطع

کوئی کیوں پوچھے تیری بات رضا
تجھ سے شیدا ہزار پھرتے ہیں

سوال ۸۲: اردو شاعری کا سنگھار قصیدہ معراجیہ اعلیٰ حضرت نے کب تصنیف فرمایا۔

جواب ۸۲: ۱۳۰۳ھ/۱۸۸۵ء

سوال ۸۳۔ حدائق بخشش جو دو حصوں پر مشتمل ہے اعلیٰ حضرت کا نعتیہ دیوان ہے کب شائع ہوا۔

جواب ۸۳۔ ۱۳۲۵ء میں (اعلیٰ حضرت کی زندگی ہی میں)

سوال ۸۴۔ حدائق بخشش (حصہ دوم) کے نام سے جو کتاب ہے وہ کب شائع ہوئی۔

جواب ۸۴۔ ۱۳۶۶ھ میں (اعلیٰ حضرت کے وصال کے ۲۶ سال بعد)

سوال ۸۵۔ کیا حدائق بخشش حصہ سوم اعلیٰ حضرت کا کلام ہے۔

جواب ۸۵۔ یہ بات درست ہے کہ اس کتاب میں کلام اعلیٰ حضرت کا ہے جو آپ کے وصال کے بعد مختلف جگہوں سے دستیاب ہوا لیکن اسے اعلیٰ حضرت نے ہرگز ہرگز مرتب نہیں کیا۔

سوال ۸۶۔ حدائق بخشش حصہ سوم کن کی ترتیب دی ہوئی کتاب ہے۔

جواب ۸۶۔ اعلیٰ حضرت کے ایک عقیدت مند محبوب ملت حضرت مولانا محبوب علی خان علیہ الرحمۃ کی خوش عقیدگی کا نمونہ ہے۔ اس کا اعلیٰ حضرت کی زندگی میں شائع ہونے والی حدائق بخشش سے کوئی واسطہ نہیں۔

سوال ۸۷۔ اعلیٰ حضرت نے ۱۹۱۹ء میں جبل پور کے سفر کے دوران ریل گاڑی میں ۳۶۰ اشعار تحریر فرمائے جس میں ۳۵ اشعار نعت کے اور باقی وہابیہ نجلیہ کے رد میں ہیں اس قصیدہ مبارکہ کا تاریخی نام الاستداد علی اجیال الارتداد (۱۳۳۷ھ) ہے کیا آپ اس کا مطلع بتا سکتے ہیں۔

جواب ۸۷۔ سچی بات سکھاتے یہ ہیں:

سیدھی راہ چلاتے یہ ہیں

اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ اور سیاست

سوال ۸۸۔ اکھنڈ بھارت کی تحریک سے متاثر ہو کر جب دیوبندی علماء نے ترک گاؤکشی کی مہم چلائی تو اعلیٰ حضرت نے اس کے سدباب کے لئے فتویٰ جاری فرمایا۔

جواب ۸۸۔ ۱۲۹۸ھ/۱۸۸۱ء

سوال ۸۹۔۱۸۹۷ء میں ہونے والے مشہور اجلاس جس میں اعلیٰ حضرت نے برصغیر کے سیاسی حالات کے لئے اپنی تجاویز اور اصلاحات پیش کیں بتایئے یہ اجلاس کہاں ہوا تھا۔

جواب ۸۹۔ پٹنہ میں

سوال ۹۰۔ ہندوؤں کے ساتھ گٹھ جوڑ پر چلائی جانے والی تحریک پر جب گائے کی قربانی کے عدم جواز فتویٰ دیا گیا تو اعلیٰ حضرت نے کون سی کتاب تصنیف فرمائی۔

جواب ۹۰۔ انفس الکفر فی قربان البقر (۱۲۹۸ھ/۱۸۸۰ء)

سوال ۹۱۔ اعلیٰ حضرت نے برصغیر کے سیاسی حالت کا بنظر غائر مطالعہ کرنے کے بعد جو اپنی اصلاحات اور تجاویز پیش کیں بتایئے وہ کب اور کہاں سے شائع ہوئیں۔

جواب ۹۱۔۱۹۱۲ء میں کلکتہ میں۔

سوال ۹۲۔ تحریک خلافت، تحریک ترک موالات اور اس جیسی دوسری ہندو گٹھ جوڑ سے شروع ہونے والی تحریکوں کے خلاف اعلیٰ حضرت نے کون سا رسالہ تحریر فرمایا۔

جواب ۹۲۔ المحجۃ الموتمنۃ فی اٰیۃ الممتحنۃ (۱۳۳۱ھ/۱۹۲۰ء)

سوال ۹۳۔ امام اہلسنت کے سیاسی نظریات کی روشنی میں آپ کے خلفاء و فرزندان کرام و متبعین نے تحریک آزادی کے لئے کون کون سی سیاسی جماعتیں بنائیں۔

جواب ۹۳۔ انصار الاسلام، رضائے مصطفیٰ اور آل انڈیا سنی کانفرنس (الجمعیۃ العالیہ المرکزیۃ)

سوال ۹۴۔ اعلیٰ حضرت کے سیاسی نظریات کی روشنی میں ہندو مسلم اختلاط و اتحاد کے خلاف قائم ہونے والی جماعتوں انصار الاسلام اور رضائے مصطفیٰ کی بنیاد اعلیٰ حضرت کے کس مشہور خلیفہ نے ڈالی۔

جواب ۹۴۔ حضرت علامہ مفتی نعیم الدین مرادآبادی علیہ الرحمتہ نے۔

سوال ۹۵۔ اعلیٰ حضرت نے وہ کون سا مشہور نظریہ پیش کیا جس کی ابتدائی طور پر سیاسی و مذہبی لیڈروں نے مخالفت کی لیکن بعد میں مجبور ہو کر ہر ایک نے (بشمول محمد علی جوہر، شاعر مشرق ڈاکٹر محمد اقبال اور محمد علی جناح) اسے تسلیم کیا اور یہی نظریہ آگے چل کر تقسیم ہند اور قیام پاکستان کا سبب بنا۔

جواب ۹۵۔ دو قومی نظریہ۔

سوال ۹۶۔ تحریک خلافت کے خلاف اعلیٰ حضرت نے کون سا رسالہ تحریر فرمایا جس سے خلافت کا صحیح مفہوم واضح ہوتا ہے۔

جواب ۹۶۔ دوام العیش (۱۳۳۹ھ/۱۹۲۱ء)

سوال ۹۷۔ اعلیٰ حضرت نے خلافت اسلام کی وہ کون سی لازمی شرط بیان فرمائی جسے ابوالکلام آزاد اور مولانا عبدالباری فرنگی محل لازم نہیں سمجھتے تھے۔

جواب ۹۷۔ قریشیت (یعنی خلیفۃ اسلام کا قریشی ہونا)

سوال ۹۸۔ اعلیٰ حضرت نے خلافت اسلام کی قریشیت کے علاوہ اور کون کون سی شرائط بیان فرمائیں۔

جواب ۹۸۔ (۱) اسلام (۲) عقل (۳) بلوغ (۴) حریت (۵) ذکورت (۶) قدرت (۷) قریشیت اس کے علاوہ ہے جو ساتویں ہے)

سوال ۹۹۔ کس سن میں امام اہلسنت نے تحریک ترک موالات کا افشائے راز کیا۔

جواب ۹۹۔ ۱۳۳۹ھ/۱۹۲۱ء

سوال ۱۰۰۔ ہندو مسلم اتحاد کیخلاف ایک اور مشہور رسالہ اعلیٰ حضرت نے اپنے انتہائی
آخری ایام میں شدت علالت اور مرض الموت کے باوجود تحریر فرمایا
آپ اس رسالے کا نام بتا سکتے ہیں۔

جواب ۱۰۰۔ المحجتہ الموتمنہ

سوال ۱۰۱۔ مسٹر گاندھی کی پیروی کے خطرناک نتائج سے آگاہ فرمانے کیلئے امام احمد
رضا نے کون سا رسالہ تحریر فرمایا۔

جواب ۱۰۱۔ افطاری الداری

سوال ۱۰۲۔ امام اہلسنت نے کس سن میں انگریزوں کی معاونت اور حمایت کے الزام
کے خلاف تاریخی بیان فرمایا۔

جواب ۱۰۲۔ ۱۳۳۹ھ بمطابق ۱۹۲۱ء

سوال ۱۰۳۔ "مسلمانوں نے برصغیر پر سینکڑوں برس حکومت کی چند برسوں میں ایسا
بیگانہ نہیں ہو گیا کہ برصغیر کو دارالحرب قرار دے کر دشمن کے حوالے کر دیا
جائے اور مسلمانوں کو ملک چھوڑنے اور ہجرت کرنے پر مجبور کیا جائے"۔
بتائیے مندرجہ بالا نظریہ اعلیٰ حضرت کے کس رسالے کا خلاصہ ہے۔

جواب ۱۰۳۔ اعلام الاعلام۔

اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ اور تصوف

سوال ۱۰۴۔ اعلیٰ حضرت کے والد نے اعلیٰ حضرت کو سلسلہ قادریہ کے کس بزرگ سے
بیعت کروائی۔

جواب ۱۰۴۔ حضرت علامہ مولانا سید شاہ آل رسول مارہروی رحمتہ اللہ علیہ سے

(۱۲۹۷ھ/۱۸۷۹ء)

سوال ۱۰۵۔ کس سن میں امام اہلسنت سلسلہ قادریہ میں مرید ہوئے۔

جواب ۱۰۵۔ ۱۲۹۴ھ/۱۸۷۷ء

سوال ۱۰۶۔ اعلیٰ حضرت کو کون کون سے سلاسل طریقت میں خلافت واجازت حاصل تھی۔

جواب ۱۰۶۔ اعلیٰ حضرت کو ۱۳ سلسلوں میں اجازت حاصل تھی (الاجازت الرضویہ) سلسلہ قادریہ، نقشبندیہ، چشتیہ، سہروردیہ، بدیعیہ، علویہ وغیرہ وغیرہ۔

سوال ۱۰۷۔ عام طور پر جو یہ کہا جاتا ہے کہ جس کا کوئی پیر نہیں اس کا پیر ابلیس ہے، اعلیٰ حضرت نے اس کے متعلق کیا ارشاد فرمایا۔

جواب ۱۰۷۔ اعلیٰ حضرت اس کے متعلق فرماتے ہیں۔

''انجام کار دستکاری.......... کے واسطے صرف نبی کو مرشد جاننا بس ہے۔''

(السنیۃ الانیقہ)

سوال ۱۰۸: کیا امام احمد رضا پیری مریدی کے خلاف تھے۔

جواب ۱۰۸: ہرگز نہیں اعلیٰ حضرت نے اپنی تصنیف السنیۃ الانیقہ میں اس کے فضائل بیان فرمائے۔ اعلیٰ حضرت خود بھی مرید تھے اور لوگوں کو بیعت بھی فرماتے تھے۔

اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ اور سائنس

سوال ۱۰۹: امام احمد رضا نے آئزک نیوٹن اور البرٹ آئن اسٹائن کے نظریات پر تنقید کرتے ہوئے کون سی تصنیف تحریر فرمائی۔

جواب ۱۰۹: فوز مبین در رد حرکت زمین (۱۳۳۸ھ/۱۹۲۰ء)

سوال ۱۱۰: اعلیٰ حضرت نے مشہور امریکی ہیأۃ دان پروفیسر البرٹ ایف پورٹا کی پیشین گوئی (کہ ۱۷ دسمبر ۱۹۱۹ء کو آفتاب کے سامنے بیک وقت ستاروں کے اجتماع اور ان کی مجموعی کشش کے سبب دنیا میں تباہی پھیلے گی) کے خلاف کون سے تصنیف تحریر فرمائی۔

جواب ۱۱۰: معین مبین دور شمس و سکون زمین (الحمد للہ اعلیٰ حضرت کو فتح حاصل ہوئی)

سوال ۱۱۱: اعلیٰ حضرت نے اپنی تحقیق میں حرکت زمین کے رد میں کتنے دلائل پیش کیے۔

جواب ۱۱۱: کل ۱۰۵ دلائل (۱۵ پچھلی کتابوں سے اور ۹۰ خود اعلیٰ حضرت کی فکر رسا کی ایجاد ہیں)

وصال اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ

سوال ۱۱۲۔ ''میری طرف سے تمام اہلسنت مسلمانوں کو سلام پہنچا دو اور میں نے کسی کا کوئی قصور کیا ہو تو میں اس سے بڑی عاجزی سے اس کی معافی مانگتا ہوں خدا کے لئے معاف کر دو یا مجھ سے کوئی بدلہ لے لو۔'' بتائیے یہ الفاظ فاضل عرب و عجم امام اہلسنت نے کب ارشاد فرمائے۔

جواب ۱۱۲۔ اپنی زندگی کے آخری جمعہ کی نماز کے بعد لوگوں کو بیعت فرمایا اور بیعت فرمانے کے بعد یہ الفاظ ارشاد فرمائے۔

سوال ۱۱۳۔ اعلیٰ حضرت نے اپنے جنازے کے دوران کون سی نعت پڑھنے کی تلقین فرمائی تھی۔

جواب ۱۱۳۔

کعبہ کے بدرالدجیٰ تم پہ کروڑوں درود
طیبہ کے شمس الضحیٰ تم پہ کروڑوں درود

خصوصاً یہ شعر

آنکھ عطا کیجئے اس میں ضیاء دیجئے
جلوہ قریب آ گیا تم پہ کروڑوں درود

سوال ۱۱۴۔ اعلیٰ حضرت نے کس تاریخ کو وصال فرمایا۔

جواب ۱۱۴۔ ۲۵صفر ۱۳۴۰ء/ ۱۹۲۱ء

سوال ۱۱۵۔ اعلیٰ حضرت نے جب وصال فرمایا وہ ہفتہ کا کون سا دن تھا۔

جواب ۱۱۵۔ جمعہ کا دن (بوقت نماز جمعہ ۲ بج کر ۳۸ منٹ پر)

سوال ۱۱۶۔ اعلیٰ حضرت نے اپنے وصال سے چند ماہ قبل کس آیت سے اپنا سن وصال نکالا تھا۔

جواب ۱۱۶۔ ''ویطاف علیم باتیہ من فضتہ واکواب'' (۱۳۴۰ء)

سوال ۱۱۷۔ اعلیٰ حضرت نے کتنی عمر پائی۔

جواب ۱۱۷۔ سن ہجری کے مطابق ۶۸ سال چار ماہ
سن عیسوی کے مطابق ۶۵ سال چار ماہ

سوال ۱۱۸۔ اعلیٰ حضرت کے رحلت فرمانے کے بعد آپ کے جانشین کون مقرر ہوئے۔

جواب ۱۱۸۔ آپ کے بڑے صاحبزادے حجتہ الاسلام حضرت علامہ مولانا حامد رضا خان علیہ الرحمتہ (۲۳ برس تک والد ماجد کے جانشین رہے)۔

